کتاب الفتاوی

"زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق سوالات کے جوابات
اور مسائل کا حل، کتاب وسنت اور فقہ اسلامی کی روشنی میں،
حوالہ جات کے اہتمام کے ساتھ اور آسان زبان میں"

دسواں حصہ

معاشی وتجارتی مسائل، قسم، قضاء وسیاست، حلال وحرام، ہبہ، وصیت، وراثت

تالیف

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

ترتیب

مفتی محمد عبداللہ سلیمان مظاہری

تقسیم کار

نام کتاب : کتاب الفتاوی (دسواں حصہ)

مصنف : حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

ترتیب وکمپوزنگ : مفتی محمد عبداللہ سلیمان مظاہری

قبا گرافکس، حیدرآباد، فون: 09704172672

طبع اول : ۲۰۱۴ء

صفحات : ۴۷۰

قیمت : ۔۔۔ روپے

باہتمام : المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد (انڈیا)

ناشر : ؟؟؟

فہرست مسائل

معاشی وتجارتی مسائل

	بیع سلم	۲۳
۳۷۱۷	جانور اور گوشت کی پیشگی قیمت ادا کرنا	۲۳
	مضاربت وشرکت	۲۶
۳۷۱۸	مضاربت جائز ہے	۲۶
۳۷۱۹	مضاربت میں ہونے والے نقصان کی ذمہ داری	۲۷
۳۷۲۰	چاول کے ذریعہ مضاربت	۲۷
۳۷۲۱	مختصر مدت کے لئے مضاربت	۲۸
۳۷۲۲	غیر مسلم کے ساتھ مضاربت	۲۹
۳۷۲۳	تجارتی کمپنی میں شرکت کا حصہ بنا دینے کے بعد وہ مال تجارت ہے	۳۰
۳۷۲۴	شیئر کی نقد وادھار خرید وفروخت میں کمیشن کا فرق	۳۲
۳۷۲۵	نفع کی متعین مقدار کی شرط پر سرمایہ کاری	۳۴
۳۷۲۶	شراب کمپنی کا شیئر	۳۵
۳۷۲۷	میڈیکل ایڈ اسکیم میں شرکت	۳۵
۳۷۲۸	شیئرز کی خرید وفروخت سے متعلق ایک شبہ	۳۶
۳۷۲۹	متعین نفع کے ساتھ شرکت	۳۷

۴۷۳۰ شرکت کے کاروبار میں نفع کے ساتھ نقصان میں بھی شریک ہونا ضروری ہے ۳۸
۴۷۳۱ غیر مسلم پارٹنر کی اطلاع پر اعتماد ۳۹
۴۷۳۲ شیئرز کی خرید و فروخت ۴۰
۴۷۳۳ بینک کے شیئرز اور ان کا منافع ۴۲
سود ۴۴
۴۷۳۴ ایجوکیشن لون ۴۴
۴۷۳۵ سود کا مصرف ۴۴
۴۷۳۶ غرباء پر خرچ کرنے کے لیے فکسڈ ڈپوزٹ کرانا ۴۵
۴۷۳۷ کریڈٹ کارڈ کے سود میں بینک انٹرسٹ کی ادائیگی ۴۶
۴۷۳۸ بینک یا فینانس کمپنیوں کے واسطے سے گاڑی خریدنا ۴۶
۴۷۳۹ فینانس کی رقم سے تجارت کرنا ۴۷
۴۷۴۰ بینک سے کار کی خریداری ۴۸
۴۷۴۱ گاڑی خریدی کا ٹیکس سودی رقم سے ۴۸
۴۷۴۲ لائف ٹیکس اور سود ۴۹
۴۷۴۳ سود سے انکم ٹیکس کی ادائیگی ۴۹
۴۷۴۴ جس حلال رقم کے ذریعہ سود حاصل کیا گیا ہو؟ ۵۰
۴۷۴۵ اخراجات حج کے لئے چٹھی میں شرکت ۵۱
۴۷۴۶ بینک کا سود اور اس کی ملازمت ۵۲
۴۷۴۷ بینک لون لینا اور اس پر مجبور کرنا ۵۳
۴۷۴۸ بینک کو کرایہ پر عمارت دینا ۵۵
۴۷۴۹ مجبوری میں حاصل شدہ سود سے واجب الاداء سود کی ادائیگی ۵۶
۴۷۵۰ کریڈٹ کارڈ کا حکم ۵۷

۳۷۵۱	بینک میں فکسڈ ڈپازٹ	۵۷
۳۷۵۲	بینک میں رقم کی حفاظت	۵۸
۳۷۵۳	بینک انٹرسٹ سے قبرستان کی حصار بندی	۵۹
۳۷۵۴	سودی رقم سے مدارس و مساجد میں بیت الخلاء کی تعمیر	۵۹
۳۷۵۵	سود اور سیونگ ڈپازٹ	۶۰
۳۷۵۶	گورنمنٹ کا سود سے تنخواہ ادا کرنا	۶۱
۳۷۵۷	کم شرح سود پر قرض دینے کے لئے سودی قرضوں کا حصول	۶۲
۳۷۵۸	سودی قرض پر مبنی کاروبار کی آمدنی سے حج اور کار خیر	۶۳
۳۷۵۹	طلبہ کے وظائف اور قرض کے لئے فکس ڈپازٹ	۶۴
۳۷۶۰	حکومت کی امدادی اسکیموں سے استفادہ	۶۴
۳۷۶۱	زیادہ ڈپازٹ دے کر کم کرایہ	۶۴
۳۷۶۲	شیئر کے منافع میں آنے والا سود	۶۵
۳۷۶۳	سود خوار سے بے تعلقی برتنا	۶۶
۳۷۶۴	پراویڈنٹ فنڈ کا حکم	۶۸
۳۷۶۵	بینک انٹرسٹ سے اپنے گھر یا مسجد کا بیت الخلاء بنوانا	۶۹
۳۷۶۶	پی، ایف وغیرہ پر زائد رقم	۷۰
۳۷۶۷	فیکٹری اور کمپنی کا انکم ٹیکس اور سود سے اس کی ادائیگی	۷۰
۳۷۶۸	سود سے سروس ٹیکس کی ادائیگی	۷۱
۳۷۶۹	مسروقہ رقم کی سود سے تلافی	۷۱
۳۷۷۰	سود سے وکیل کی فیس	۷۲
۳۷۷۱	کیا سود جائز ہے؟	۷۲
۳۷۷۲	سود سے آڈیٹر کی فیس ادا کرنا	۷۳

۳۷۷۳ اراضی مسجد کو بچانے کے لئے سودی رقم خرچ کرنا ۷۴
۳۷۷۴ دارالحرب میں سود کا مسئلہ ۷۴
۳۷۷۵ سودی رقم سے عمرہ کا سفر ۷۵
۳۷۷۶ کم رقم دے کر زیادہ وصول کرنا ۷۷
۳۷۷۷ ہوم لون کی جائز اور ناجائز صورت ۷۸

انشورنس ۷۹

۳۷۷۸ میڈیکل انشورنس اور اس کی ایجنسی ۷۹
۳۷۷۹ دور حاضر اور میڈیکل انشورنس ۸۰
۳۷۸۰ ہندوستان میں لائف انشورنس ۸۱
۳۷۸۱ انشورنس کی ایجنسی ۸۲
۳۷۸۲ سودی رقم سے گاڑی کا انشورنس ۸۲
۳۷۸۳ انشورنس کا حکم ۸۳
۳۷۸۴ بی ایس این ایل اور میڈیکل سہولت ۸۴
۳۷۸۵ یو ٹی آئی اور بینک کا میچول فنڈ ۸۵
۳۷۸۶ انشورنس پالیسی کو باقی رکھنا ۸۶
۳۷۸۷ میڈیکل انشورنس ۸۷
۳۷۸۸ گاڑی کا انشورنس اور اس سے استفادہ ۸۹

قرض ۹۰

۳۷۸۹ اگر ناواقفیت میں سودی قرض لیا ہو ۹۰
۳۷۹۰ سودی رقم سے قرض وصول کرنا ۹۰
۳۷۹۱ بینک انٹرسٹ سے مقروض کی مدد ۹۱
۳۷۹۲ موٹر سائیکل خریدنے کے لئے بینک کا قرض ۹۲

۳۷۹۳	کارخانہ قائم کرنے کے لئے سودی قرض	۹۳
۳۷۹۴	قانون پر عمل کرنے کے لئے سودی قرض	۹۳
۳۷۹۵	میت کے قرض کی ادائیگی	۹۴
۳۷۹۶	بینک سے قرض لے کر مکان کی تعمیر	۹۵
۳۷۹۷	قرض اضافہ کے ساتھ ادا کرنا	۹۷
۳۷۹۸	استطاعت کے باوجود قرض ادا نہیں کرنا	۹۷
۳۷۹۹	غیر مسلم شراب بیچنے والے کا پیسہ	۹۸
۳۸۰۰	قرض لینا	۹۹
۳۸۰۱	مکان کرایہ پر دینا اور بلا کرایہ دے کر قرض حاصل کرنا	۹۹
۳۸۰۲	مقروض کے مکان میں معمولی کرایہ پر قیام	۱۰۰
۳۸۰۳	صدقہ سے زیادہ قرض کا ثواب	۱۰۱
	رہن	۱۰۳
۳۸۰۴	رہن کے مکان سے استفادہ کا مروجہ طریقہ	۱۰۳
۳۸۰۵	ایک مکان کے کرایہ میں دوسرا مکان	۱۰۳
۳۸۰۶	خرید و فروخت کے نام سے قرض و رہن کا معاملہ	۱۰۴
	اجارہ	۱۰۷
۳۸۰۷	ویسٹرن یونین کے ذریعہ رقم کی ترسیل	۱۰۷
۳۸۰۸	ویسٹرن یونین ایجنسی	۱۰۸
۳۸۰۹	ڈش اور اس کی آمدنی	۱۰۸
۳۸۱۰	غیر مسلم کو گھریلو ملازم رکھنا	۱۰۹
۳۸۱۱	آٹو میں مورتیاں لے کر جانا	۱۰۹

۳۸۱۲	ملازم بینک کی پنشن	۱۱۰
۳۸۱۳	جج کی آمدنی	۱۱۰
۳۸۱۴	سعودی عرب کے بینک میں ملازمت	۱۱۱
۳۸۱۵	لائبریری کے لئے ماہانہ فیس متعین کرنا	۱۱۲
۳۸۱۶	محکمہ آبکاری کی ملازمت	۱۱۳
۳۸۱۷	جو کمپنی سود پر کمپیوٹر فروخت کرتی ہو اس میں سافٹ ویر بنانا	۱۱۳
۳۸۱۸	حرام پیسوں سے غریب لڑکیوں کی شادی	۱۱۴
۳۸۱۹	ڈاکٹر اور خاتون نرس کی ڈیوٹی	۱۱۵
۳۸۲۰	مردوں کے حصہ میں عورت اور عورتوں کے حصہ میں مرد ویٹر	۱۱۶
۳۸۲۱	کال سنٹر کی ملازمت	۱۱۷
۳۸۲۲	ملازمت کے اوقات میں نماز اور ذکر	۱۱۸
۳۸۲۳	B.C کی جھوٹی سرٹیفکٹ حاصل کرنا	۱۱۹
۳۸۲۴	اعلیٰ نسل کے جانور سے اختلاط کی اجرت	۱۲۰
۳۸۲۵	بینک اور دیگر سرکاری نوکریاں	۱۲۱
۳۸۲۶	متعین نفع کی شرط	۱۲۲
۳۸۲۷	مال بیچنے پر کمیشن لینا	۱۲۳
۳۸۲۸	غلط طور پر حاضری کا دستخط	۱۲۴
۳۸۲۹	کمیشن ایجنٹ کی ملازمت	۱۲۴
۳۸۳۰	بینک لاکر میں سامان کی حفاظت	۱۲۵
۳۸۳۱	کرایہ پر لی ہوئی عمارت زیادہ نفع کے ساتھ کرایہ پر لگائے؟	۱۲۶
۳۸۳۲	بینک کے اسلامی کاؤنٹر میں ملازمت	۱۲۷

۳۸۳۳	فٹ پاتھ کا کرایہ	۱۲۸
۳۸۳۴	کمپنی کی طرف سے ملازمین کو بونس	۱۲۸
۳۸۳۵	حلال وحرام پیشے	۱۲۹
۳۸۳۶	ملٹی کا کرایہ دار موبائل میں گانا ڈاؤن لوڈ کرے؟	۱۳۰
۳۸۳۷	روپیہ کو کرایہ پر لگانا؟	۱۳۱
۳۸۳۸	تعمیراتی کاروبار کا شیئر اور اس کا کرایہ	۱۳۱
۳۸۳۹	بلڈر سے تاخیر کا ہرجانہ وصول کرنا	۱۳۲
۳۸۴۰	مالک زمین کا بلڈر سے تاخیر پر کرایہ طلب کرنا	۱۳۳
۳۸۴۱	اگر پارسل راستہ میں ضائع ہو جائے؟	۱۳۳
۳۸۴۲	آٹو میٹر میں چوری	۱۳۵
۳۸۴۳	درزی کے پاس بچے ہوئے کپڑے	۱۳۶
۳۸۴۴	جوڑے کی رقم میں کمیشن	۱۳۷
۳۸۴۵	گاہک بھیجنے کا کمیشن	۱۳۷
۳۸۴۶	مالک مکان امامت کا زیادہ حق دار ہے یا کرایہ دار؟	۱۳۸
۳۸۴۷	کرایہ پر رحم لینا	۱۳۸
۳۸۴۸	بینک ملازم کو کرایہ پر مکان دینا	۱۳۹
۳۸۴۹	کرایہ دار سے پیشگی رقم	۱۴۰
۳۸۵۰	بینک کے لئے سافٹ ویئر بنانا	۱۴۰
۳۸۵۱	مکاندار اور کرایہ دار میں اختلاف	۱۴۱
۳۸۵۲	خواتین اور ملازمتیں	۱۴۲
۳۸۵۳	رخصت کی تنخواہ	۱۴۳

۳۸۵۴ لنچ سسٹم میں کھانے کی قیمت ۱۴۴
۳۸۵۵ نوکری کے ساتھ ساتھ کمیشن ۱۴۶
۳۸۵۶ شراب کے دفتر میں کام ۱۴۷
۳۸۵۷ پارکنگ کا کرایہ ۱۴۸
۳۸۵۸ انجلی جنس کی ملازمت ۱۴۹
۳۸۵۹ یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا میں شرکت کا حکم ۱۵۰
۳۸۶۰ کفاف اور کمیشن ۱۵۱
۳۸۶۱ سودی ادارے کی ملازمت ۱۵۲
۳۸۶۲ ریچارج کے پیسے غلط نمبر پر ۱۵۳
۳۸۶۳ کرایہ دار سے انخلاء کا مطالبہ ۱۵۴

قسم اور نذر سے متعلق مسائل

قسم ۱۵۷
۳۸۶۴ خدا کی عزت وجلال کی قسم کھانا ۱۵۷
۳۸۶۵ والدہ سے ترک کلام کی قسم ۱۵۸
۳۸۶۶ قرآن مجید اٹھا کر حلف لینا ۱۵۹
۳۸۶۷ قسم کے ذریعہ حرام ارزانی ۱۶۰
۳۸۶۸ کفارۂ قسم کیا ہے؟ ۱۶۱
نذر سے متعلق مسائل ۱۶۲
۳۸۶۹ تلاوتِ قرآن مجید کی نذر ۱۶۲
۳۸۷۰ تبلیغی جماعت میں نکلنے کی نذر ۱۶۳
۳۸۷۱ نذر اور شکرانہ کی قربانی اور گوشت کا مصرف ۱۶۵

قضاء اور سیاسی امور سے متعلق مسائل

	قضاء سے متعلق مسائل	۱۶۹
۳۸۷۲	سیکولر اور جمہوری ملک میں دار القضاء کا قیام	۱۶۹
۳۸۷۳	قاضی مقرر کرنے کا حق	۱۷۰
۳۸۷۴	فیصلوں کو نافذ کرنے کا معیار	۱۷۱
۳۸۷۵	مسلم پرسنل لا بورڈ کی کوششیں	۱۷۱
۳۸۷۶	حنفی قاضی اور شافعی فریق	۷۲
۳۸۷۷	کیا قاضی فتویٰ نہیں دے سکتا؟	۱۷۳
۳۸۷۸	اگر عدالت طلاق کے واقع نہ ہونے کا فیصلہ کردے؟	۱۷۴
	سیاسی و بین الاقوامی امور	۱۷۶
۳۸۷۹	عراق میں امریکی فوج کی ملازمت	۱۷۶
۳۸۸۰	عراق میں موجود امریکی فوج کی خدمت	۱۷۷
۳۸۸۱	ہند و پاک کرکٹ ٹیمیں اور تائید و حمایت	۱۸۰
۳۸۸۲	غیر مسلم ملک میں پورے دین کو نافذ کرنے کی جد وجہد	۱۸۱
۳۸۸۳	ہندوستان اور مسئلۂ امارت	۱۸۲
۳۸۸۴	حکومت سے آمدنی چھپانا	۱۸۳
۳۸۸۵	اظہار یکجہتی کے لئے قشقہ لگانا	۱۸۴
۳۸۸۶	مملکت اسرائیل کو ظالم اسرائیل کہنا	۱۸۵
۳۸۸۷	الیکشن میں مسلمان امیدوار کا شراب تقسیم کرنا	۱۸۶
۳۸۸۸	مسلم ممالک کے سربراہوں کا لباس	۱۸۷
۳۸۸۹	لیڈروں کی غیبت	۸

حلال وحرام سے متعلق مسائل

	زیبائش وآرائش	۱۹۳
۳۸۹۰	خواتین اور بناؤ سنگھار	۱۹۳
۳۸۹۱	سیاہ خضاب کا استعمال	۱۹۴
۳۸۹۲	مہندی میں تیمم	۱۹۵
۳۸۹۳	گھڑی کس ہاتھ پہ باندھی جائے؟	۱۹۵
۳۸۹۴	مردوں کا مہندی لگانا	۱۹۶
۳۸۹۵	بیوٹی پارلر جانا اور اس کی تربیت حاصل کرنا	۱۹۷
۳۸۹۶	بھنویں باریک کرانے کا حکم	۱۹۸
	لباس وپوشاک	۱۹۹
۳۸۹۷	ٹائی کا حکم	۱۹۹
۳۸۹۸	مردوں کے لیے سرخ رنگ کے کپڑے	۱۹۹
۳۸۹۹	چوٹی رکھنا	۲۰۰
۳۹۰۰	پینٹ شرٹ پہن کر آفس جانا	۲۰۱
۳۹۰۱	جینس کے ملبوسات	۲۰۱
۳۹۰۲	ٹخنوں سے نیچے پائجامہ	۲۰۲
۳۹۰۳	سفید لباس اور شادی شدہ عورت	۲۰۳
۳۹۰۴	زعفرانی لباس	۲۰۳
	پردہ	۲۰۵
۳۹۰۵	محرم اور پردہ	۲۰۵
۳۹۰۶	قانونی مجبوری کے تحت چہرہ کا کھلا رکھنا	۲۰۵

۳۹۰۷	مرد بیلر اور خواتین کے ملبوسات	۲۰۶
۳۹۰۸	کیا لڑکیاں گاڑی چلا سکتی ہیں؟	۲۰۷
۳۹۰۹	سالی اور بہنوئی میں بے تکلفی	۲۰۸
۳۹۱۰	لڑکیوں کا سوئمنگ پول میں غسل کرنا	۲۰۹
۳۹۱۱	لڑکیوں سے نعت پڑھوانا	۲۱۰
۳۹۱۲	مخلوط تعلیم کا انعقاد	۲۱۱
۳۹۱۳	خواتین اور ڈرائیونگ	۲۱۲
۳۹۱۴	لڑکوں اور لڑکیوں کے بستر کی علاحدگی	۲۱۳
	سونے اور چاندی وغیرہ کا استعمال	۲۱۵
۳۹۱۵	کم سن لڑکوں کو زیور پہنانا	۲۱۵
۳۹۱۶	نابالغ لڑکے کو سونے کی انگوٹھی پہنانا	۲۱۵
۳۹۱۷	سونے، چاندی جیسی دھاتوں کا غلاف جنت پر لگانا	۲۱۶
۳۹۱۸	چاندی کی طشتری اور عطردان	۲۱۷
۳۹۱۹	چاندی کا عطردان	۲۱۸
۳۹۲۰	سونے کے دانت	۲۱۹
۳۹۲۱	دانت پر غلاف چڑھانا	۲۲۰
۳۹۲۲	چاندی کی تسبیح	۲۲۱
۳۹۲۳	انگوٹھی میں مختلف پتھروں کے نگینے یا اسمائے مبارکہ کندہ کرانا	۲۲۱
۳۹۲۴	کیا انگوٹھی پہننا سنت ہے؟	۲۲۲
۳۹۲۵	سونے اور لوہے کی انگوٹھی	۲۲۳
۳۹۲۶	سونے کی زنجیر والی گھڑیاں	۲۲۳
۳۹۲۷	عورتیں اور زیورات	۲۲۴

نمبر	مسئلہ	صفحہ
۳۹۴۸	امۃ الخیر وغیرہ نام رکھنا	۲۴۲
۳۹۴۹	خلاف نام رکھنا	۲۴۲
۳۹۵۰	ناموں کے ساتھ سید ہونے کا اظہار	۲۴۳
۳۹۵۱	ناموں کے ساتھ خاندانی نسبت	۲۴۴
۳۹۵۲	اپنے نام کے ساتھ شوہر کا نام لگانا	۲۴۵
۳۹۵۳	شوہر کو نام لے کر پکارنا	۲۴۶
	بال اور ناخن	۲۴۸
۳۹۵۴	سر پر بالوں کی کھیتی	۲۴۸
۳۹۵۵	خواتین کا بازو اور پنڈلی وغیرہ کے بال نکالنا	۲۴۹
۳۹۵۶	خواتین اور سر کے بال کا ستر	۲۴۹
۳۹۵۷	خواتین اور بال نکالنے کے احکام	۲۵۱
۳۹۵۸	سینہ کے بال نکالنا	۲۵۱
۳۹۵۹	مسلمان حجام اور داڑھی مونڈنا	۲۵۲
۳۹۶۰	داڑھی کی مقدار	۲۵۳
۳۹۶۱	فیشن کے طور پر ناخن بڑھانا	۲۵۳
	کھانے پینے اور سونے کے آداب	۲۵۵
۳۹۶۲	کھانے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا دھونا	۲۵۵
۳۹۶۳	کھانے سے پہلے کلی	۲۵۶
۳۹۶۴	میز و کرسی پر کھانا	۲۵۷
۳۹۶۵	دسترخوان کی جگہ اخبار بچھانا	۲۵۸
۳۹۶۶	بھوک سے زیادہ کھانا	۲۵۹
۳۹۶۷	روٹی آنے کے باوجود سالن کا انتظار	۲۶۱

نمبر	مسئلہ	صفحہ
٣٩٦٨	کھائے ہوئے برتن کو چھوڑ کر چلا جانا	٢٦١
٣٩٦٩	کھلے سر کھانا	٢٦٢
٣٩٧٠	دستر خوان پر کھانا بعد میں لایا جائے	٢٦٣
	لہو ولعب	٢٦٣
٣٩٧١	شطرنج کھیلنا	٢٦٤
٣٩٧٢	تیر اندازی اور قمار	٢٦٤
٣٩٧٣	کروڑ پتی پروگرام کا انعام	٢٦٥
	تصویر	٢٦٧
٣٩٧٤	بچوں کے پاس تصویر محفوظ رکھنے کا حکم	٢٦٧
٣٩٧٥	پاسپورٹ سائز تصویر	٢٦٨
	کھانے کی چیزیں	٢٦٩
٣٩٧٦	غیر فطری طریقہ پر انڈوں سے مرغی کے بچے	٢٦٩
٣٩٧٧	گدھا کھانا	٢٦٩
٣٩٧٨	"E" مارک اشیاء	٢٧٠
٣٩٧٩	شکر بنانے میں ہڈی کا استعمال	٢٧١
	نشہ آور اشیاء	٢٧٣
٣٩٨٠	تاڑی (سیندھی) کا حکم	٢٧٣
٣٩٨١	الکحل کے ذریعہ حیوان	٢٧٤
٣٩٨٢	کیا سینٹ لگانا جائز ہے؟	٢٧٥
	دعوت وضیافت	٢٧٦
٣٩٨٣	علماء و اعیان کا غیر شرعی امور سے آلودہ تقریبات میں شریک ہونا	٢٧٦
٣٩٨٤	ناجائز قبضہ کرنے والوں کی دعوت	٢٧٧

۳۹۸۵ ٹیکس کنسلٹنٹ کی دعوت ۲۷۸
۳۹۸۶ بے سسٹم ۲۷۹
۳۹۸۷ تقاریب میں رقص وسرود ۲۸۰
۳۹۸۸ اگر شادی میں منکرات ہوں؟ ۲۸۰
۳۹۸۹ ایک نامناسب تقریب دعوت ۲۸۱
۳۹۹۰ گانے بجانے والی شادی میں شرکت ۲۸۱
۳۹۹۱ غیر مسلموں کے یہاں کھانا ۲۸۲
۳۹۹۲ جن شادیوں میں رسم ورواج ہو، ان میں شرکت ۲۸۲
۳۹۹۳ منکرات پر مشتمل تقریبات میں شرکت ۲۸۳
۳۹۹۴ بلا دعوت، ولیمہ میں شرکت ۲۸۴

ادویہ اور علاج ۲۸۶

۳۹۹۵ جنوں کا انسان کو اغوا کر لینا ۲۸۶
۳۹۹۶ آیات قرآنی کو دھو کر پینا ۲۸۷
۳۹۹۷ آیات قرآنی پڑھ کر پانی پر دم کرنا ۲۸۸
۳۹۹۸ نکالا ہوا دانت دوبارہ لگانا ۲۸۸
۳۹۹۹ سحر وآسیب کے علاج میں جنوں سے مدد لینا ۲۸۹
۴۰۰۰ ٹسٹ ٹیوب سے تولید ۲۹۰
۴۰۰۱ پیشاب کے ذریعہ علاج ۲۹۲
۴۰۰۲ تلاوت کی کیسٹ - بطور علاج ۲۹۳
۴۰۰۳ امام اور عملیات ۲۹۴
۴۰۰۴ نہار پیٹ پانی پینا ۲۹۴
۴۰۰۵ بلڈ بینک — کچھ ضروری مسائل ۲۹۵

۴۰۰۶	مرد ڈاکٹر اور مریضہ کا معائنہ	۲۹۹
۴۰۰۷	شوہر کا خون، بیوی کے جسم میں	۳۰۰
۴۰۰۸	حاملہ کی وفات اور جنین کی زندگی کی جانچ	۳۰۰
۴۰۰۹	مسوں کو آپریشن کے ذریعہ نکال دینا	۳۰۱
۴۰۱۰	ڈاکٹر کا کمیشن لینا	۳۰۱
۴۰۱۱	گردہ کی پیوندکاری	۳۰۲
۴۰۱۲	نسبندی کرانا	۳۰۳
	تعبیر خواب	۳۰۶
۴۰۱۳	خواب میں سانپ کو ڈستے ہوئے دیکھنا	۳۰۶
	غصب و چوری	۳۰۷
۴۰۱۴	بچے ہوئے پیسے بلا اجازت لینا	۳۰۷
۴۰۱۵	کمپیوٹر پروگرام کی چوری	۳۰۷
۴۰۱۶	سائیکل اسٹینڈ سے گم ہونے والی سائیکل کا تاوان	۳۰۸
۴۰۱۷	بلا اجازت کسی جگہ کو عبادت گاہ بنا لینا	۳۰۹
۴۰۱۸	ہدیہ کے نام سے رشوت	۳۱۰
۴۰۱۹	ریلوے سے ضائع شدہ سامان کا تاوان لینا	۳۱۱
۴۰۲۰	جھوٹ اور دھوکہ دہی — بڑے گناہ	۳۱۲
۴۰۲۱	جائز حق کے لئے رشوت	۳۱۳
۴۰۲۲	جعلی نوٹ	۳۱۴
۴۰۲۳	بچوں کی اٹھائی ہوئی چیز	۳۱۵
۴۰۲۴	جھوٹ بول کر راشن کارڈ بنوانا	۳۱۵

۳۰۱۵ جھوٹی عمر سرٹیفکٹ ۳۱۶

۳۰۱۶ حامل کے بیان پر کسی کو چور قرار دینا ۳۱۷

۳۰۱۷ ڈونیشن اور پگڑی ۳۱۸

۳۰۱۸ بجلی اور پانی کی چوری ۳۱۹

۳۰۱۹ دھوکہ دے کر سفید راشن کارڈ حاصل کرنا ۳۲۰

۳۰۲۰ اسکالرشپ میں خیانت ۳۲۱

۳۰۲۱ زبردستی چندہ وصول کرنا ۳۲۲

۳۰۲۲ غیر مملوکہ زمین پر مسجد کی تعمیر ۳۲۲

۳۰۲۳ زمین بیچنے کے بعد رجسٹری سے انکار ۳۲۳

۳۰۲۴ مسجد سے جوتے چپل کی چوری ۳۲۵

۳۰۲۵ اشتہارات کی اشاعت کا حکم ۳۲۶

۳۰۲۶ ایک شخص کا بس پاس دوسرا شخص استعمال کرے؟ ۳۲۷

متفرقات ۳۲۸

۳۰۲۷ انٹرنیٹ کے ذریعہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی مراسلت ۳۲۸

۳۰۲۸ چھینک کے موقع پر ''الحمد للہ'' اور ''یرحمک اللہ'' کہنے کی حکمت ۳۲۹

۳۰۲۹ پی، سی (چٹھی) چلانا ۳۲۹

۳۰۳۰ صابن میں خنزیر کی چربی ۳۳۱

۳۰۳۱ گانے کے طرز پر نعت ۳۳۲

۳۰۳۲ ''ہیلو'' سے فون پر گفتگو ۳۳۳

۳۰۳۳ غیبت اور بعض اشکالات ۳۳۳

۳۰۳۴ دانتوں کی درستگی کے لئے تار وغیرہ کا استعمال ۳۳۵

اصلاح معاشرہ ۳۳۶

نمبر	مسئلہ	صفحہ
۴۰۳۵	وعظ کہہ کر پیسے لینا اور وصول کرنا	۳۳۶
۴۰۳۶	والد کو برائی سے روکنا	۳۳۷
۴۰۳۷	بدزبانی کا جواب	۳۳۸
۴۰۳۸	ہسپتال کی تعمیر بھی باعث ثواب ہے	۳۳۹
۴۰۳۹	غیبت اور اظہار حق	۳۴۰
۴۰۴۰	اصلاحی کہانیاں اور اشعار	۳۴۲
۴۰۴۱	اصلاح کی غرض سے حکایت کرنا	۳۴۳
۴۰۴۲	غیر مسلموں کی مصیبت وغم میں شرکت کا حکم	۳۴۴
۴۰۴۳	ایک شرمناک حرکت اور اس کا علاج	۳۴۵

ہبہ سے متعلق مسائل

نمبر	مسئلہ	صفحہ
۴۰۴۴	بچوں کو دیئے جانے والے تحائف	۳۴۹
۴۰۴۵	نابالغ بچوں کے تحائف والدین استعمال کر سکتے ہیں؟	۳۵۰
۴۰۴۶	زبانی ہبہ	۳۵۱
۴۰۴۷	زندگی میں جائداد کی تقسیم اور کار خیر میں وقف	۳۵۱
۴۰۴۸	ماں کو تحفہ دے کر واپس لے لینا	۳۵۲
۴۰۴۹	بیوی کے مکان کا ہبہ	۳۵۳
۴۰۵۰	بیٹے کو مکان کا ہبہ	۳۵۵
۴۰۵۱	بھائی کو کوئی چیز دے کر واپس لینا	۳۵۶
۴۰۵۲	بچوں کو دی گئی چیزوں کا گھر کے دوسرے لوگوں کیلئے استعمال کا حکم	۳۵۷
۴۰۵۳	خوشی کے موقع اور تقریبات میں تحائف	۳۵۸

وصیت سے متعلق مسائل

۴۰۵۴	میت پر نہ آنے کی وصیت	۳۶۳
۴۰۵۵	نابالغ اولاد کے ہوتے ہوئے دوسروں کے لئے وصیت	۳۶۳

وراثت سے متعلق مسائل

۴۰۵۶	میراث کا ایک مسئلہ	۳۶۷
۴۰۵۷	مرحومہ بیوی کا مہر	۳۶۷
۴۰۵۸	مہر یا میراث؟	۳۶۸
۴۰۵۹	اگر والد کی زمین میں مکان بنائے؟	۳۶۹
۴۰۶۰	حلال وحرام مخلوط مال کا حکم	۳۷۰
۴۰۶۱	لے پالک اور میراث؟	۳۷۰
۴۰۶۲	عدت طلاق میں شوہر کی وفات اور عورت کا حق میراث	۳۷۱
۴۰۶۳	لاولد کی جائیداد کی تقسیم	۳۷۳
۴۰۶۴	والدہ کی زمین اور والد کا اس میں تصرف	۳۷۴
۴۰۶۵	شراب کی آمدنی والے شخص کی میراث	۳۷۴
۴۰۶۶	متبنیٰ کی حیثیت	۳۷۵
۴۰۶۷	زندگی میں جائیداد کی تقسیم	۳۷۶
۴۰۶۸	میراث کا ایک مسئلہ	۳۷۷
۴۰۶۹	ہوٹل کے نام میں میراث	۳۷۷
۴۰۷۰	کلالہ سے مراد	۳۷۸
۴۰۷۱	غیر شادی شدہ شخص کے ترکہ کی تقسیم	۳۷۸

۳۰۷۲ ڈیلرشپ میں میراث ۳۷۹

۳۰۷۳ لڑکوں لڑکیوں میں میراث کی تقسیم ۳۸۱

۳۰۷۴ خلع کے بعد حق میراث ۳۸۱

۳۰۷۵ سوتیلے بھائی کا حصہ میراث ۳۸۳

۳۰۷۶ بیٹیوں کا حق میراث ۳۸۳

۳۰۷۷ کارِ خیر کی نیت ۳۸۴

۳۰۷۸ ناجائز اولاد اور حق میراث ۳۸۵

۳۰۷۹ نئی ملک کے جدید ورثاء میں تصرف ۳۸۶

متفرق مسائل

۳۰۸۰ کہانیاں اور افسانے ۳۸۹

۳۰۸۱ چھت ڈھالنے سے پہلے گوبر کی لپائی ۳۸۹

۳۰۸۲ گداگروں کی مدد ۳۹۰

مکمل فہرست (۷، ۸، ۹) ۳۹۳

بیع سلم

جانور اور گوشت کی پیشگی قیمت ادا کرنا

سوال:- آج کل بہت سے دینی مدارس بڑے جانور کی قربانی کا نظم کرتے ہیں، اس سے مدارس کو بھی نفع ہوتا ہے، اور لوگوں کو بھی سہولت ہوتی ہے، خاص کر بڑے شہروں میں یہ بات ممکن نہیں ہوتی کہ لوگ اپنے گھروں میں قربانی کرلیا کریں، قربانی کے اجتماعی نظم کی وجہ سے آسانی سے قربانی ہو جاتی ہے، اس میں عام طور پر مدارس والے پہلے جانور کی مقررہ قیمت ادا کردیتے ہیں، اس سے انہیں وقت پر کم قیمت میں جانور مل جاتا ہے۔

اسی طرح بعض مدارس قصاب کو پہلے ہی کچھ رقم دے دیتے ہیں، اور قصاب انہیں روزانہ گوشت سپلائی کرتا ہے، اس میں قصاب کو بھی فائدہ ہوتا ہے کہ اسے قبل از وقت ایک مشت پیسہ مل جاتا ہے اور وہ بازار سے سستے داموں میں جانور خرید کرلیتا ہے، اور مدرسہ والوں کو یہ سہولت ہوتی ہے کہ نسبتاً کم قیمت میں انہیں گوشت مہیا ہو جاتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ شرعاً جانور یا گوشت میں بیع سلم جیسی

ہوتی ہے، ایسی صورت میں ان مسائل کا کیا حل ہوگا؟ کیا شریعت میں

اس کی بالکل گنجائش نہیں؟ (سید حسین الدین، ممبئی)

جواب:- بیع سلم کی حقیقت یہ ہے کہ قیمت نقد ادا کردی جائے، اور جو چیز بیچی

جارہی ہے وہ ادھار ہو، اس کے درست ہونے کے لئے بنیادی طور پر یہ بات ضروری ہے کہ

معاملہ اتنا واضح ہو کہ متعاقدین کے درمیان نزاع پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہے، اس لئے

امام ابوحنیفہ نے جانور اور گوشت میں ایسی خرید وفروخت کو منع کیا ہے، جس میں قیمت پہلے ادا

کردی گئی ہو اور یہ چیزیں ادھار ہوں، کیوں کہ یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں کہ کسی قدر بھی ان کے

اوصاف بیان کردئے جائیں پھر بھی ابہام باقی رہتا ہے، جانوروں کو دیکھیں، ایک ہی نوعیت

کے تمام جانوروں میں خاصہ فرق ہوتا ہے، کوئی سست ہوتا ہے کوئی تیز، کوئی دیکھنے میں زیادہ

بھلا لگتا ہے، کوئی خوبصورت نہیں ہوتا، گوشت کی مقدار میں بھی فرق ہوتا ہے، اس لئے اس کا

امکان رہتا ہے کہ جب بیچنے والا جانور حوالہ کرے تو خریدار کی توقعات پوری نہ ہوں اور نزاع

پیدا ہو، امام ابوحنیفہ نے اسی لئے اس کو منع کیا ہے، البتہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد اس

کی اجازت دیتے ہیں، اگر جس صفت میں ابہام کو دور کر کے معاملہ طے پائے:

" لا في حيون ما خلافاً للشافعي " (۱) ومعه مالك

وأحمد (۲)

گوشت میں اگر نوعیت واضح کردی جائے یعنی یہ بات متعین ہو کہ کس جانور کا

گوشت فروخت کیا جارہا ہے؟ تو ابہام کم ہوجاتا ہے، لیکن پھر بھی یہ حقیقت ہے کہ ایک ہی

نوع کے جانور کے گوشت میں بھی فرق ہوتا ہے، بوڑھے اور کمسن کے درمیان، نر و مادہ کے

درمیان، فربہ اور دبلے جانور کے درمیان لذت اور پکنے میں سہولت کے اعتبار سے جو تفاوت

ہوتا ہے وہ ظاہر ہے، چوں کہ امام ابوحنیفہ خود بھی تاجر تھے، اس لئے تجارت کے مسائل کو

انہوں نے نہایت دقیق نظر سے دیکھا ہے، چنانچہ وہ گوشت کی بھی اس طرح کی ادھار خرید و

---

(۱) الدر المختار (۲) رد المحتار ۴: ۲۵۸

فروخت کو منع کرتے ہیں، چاہے "گوشت جانور کی ہڈی کا معاملہ کیوں نہ ہو: ... ولحم ولو منزوع عظم" (۱)، البتہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور خود احناف میں امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ اس کو جائز قرار دیتے ہیں، کیوں کہ تھوڑے معمولی درجہ کے ابہام سے بچنا عام طور سے ممکن نہیں ہوتا، اور اس کی وجہ سے آپس میں نزاع پیدا نہیں ہوتی، جہاں تک ان مسائل کے حل کی بات ہے، تو دوسری صورت میں تو دشواری نہیں، کیوں کہ اس میں فتویٰ ائمہ ثلاثہ (مالکؒ، شافعیؒ، احمدؒ) اور صاحبین (ابو یوسفؒ، محمدؒ) ہی کی رائے پر ہے:

"وجوزاه إذا بين وصفه وموضعه: لأنه موزون معلوم، وبه قالت الأئمة الثلاثة وعليه الفتوى" (۲)

پہلی صورت یعنی جانوروں کی خرید وفروخت کے سلسلے میں بھی جمہور کی رائے جواز کی ہے، اگر قصاب حضرات کے یہاں اس کا رواج زیادہ ہو، تو اس نقطۂ نظر پر عمل کرنے کی گنجائش ہے؛ لیکن بہتر صورت یہ ہے کہ ایسی صورت میں قصاب کو رقم بطور قرض کے دی جائے، اور جس وقت جانور خرید لیں، اس وقت قرض کو اس کی قیمت میں منہا کر دیں، اس طرح جو رقم پہلے دی گئی ہے وہ بطور قرض کے ہوگی نہ کہ قیمت کے، اور جس وقت جانور لایا گیا، اس وقت نقد خرید وفروخت متصور ہوگی، اور اس کے جائز ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔

---

(۱) الدر المختار: ۴/ ۲۵۹ (۲) الدر المختار: ۴/ ۲۵۹

مضاربت وشرکت

مضاربت جائز ہے

سوال:- ایک صاحب کاروبار میں پیسہ لگاتے ہیں اور دوسرے صاحب پوری محنت کرتے ہیں اور منافع آدھا آدھا بانٹتے ہیں، کیا یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ اور یہی کام تین آدمی مل کر کریں، مثال کے طور پر دو آدمی پیسہ لگائیں اور ایک آدمی محنت کرے اور منافع آپس میں برابر تقسیم کریں، کیا یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر ایک یا ایک سے زیادہ حضرات سرمایہ لگائیں اور دوسرا فریق اس پر محنت کرے، اور پہلے سے یہ بات طے ہوجائے کہ جو بھی نفع حاصل ہوگا، وہ نصف یا کسی اور مقررہ شرح کے مطابق تقسیم ہوجائے گا، تو یہ صورت جائز ہے، اس کو شریعت کی اصطلاح میں "مضاربت" کہتے ہیں:

"المضاربة ... وفي الشرع عبارة عن عقد الشركة بمال من أحد الجانبين و العمل من الجانب الآخر وهي مشروعة للحاجة إليها" (۱)

---

(۱) ہدایہ مع الفتح: ۷/۴۱۲، رشیدیہ کوئٹہ

مضاربت میں ہونے والے نقصان کی ذمہ داری

سوال:- مضاربت کے کاروبار میں ایک شخص کا پیسہ لگا ہوا ہے اور ایک شخص محنت کر رہا ہے، یہ طے ہوا ہے کہ نفع ہونے کی صورت میں دونوں آدھا آدھا تقسیم کرلیں گے، نقصان کی صورت میں بھی کیا محنت کرنے والے کو اصل رقم کی بھرپائی کرنی ہوگی؟

(عبداللہ)

جواب:- مضاربت میں اصول یہ ہے کہ اگر نقصان ہو تو پہلے نفع میں سے اس کی تلافی کی جائے گی اور اگر نفع ہوا ہی نہیں یا نقصان کے مقابلہ نفع کم ہوا تو نفع سے زیادہ ہونے والے نقصان کی ذمہ داری سرمایہ کار پر ہوگی، مضارب پر نہیں ہوگی، یعنی سرمایہ کار اپنے مال میں نقصان کو برداشت کرے گا اور محنت کار اپنی محنت کے نقصان کو، اس کو مثال سے یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ جیسے مضاربت کا معاملہ پانچ سال کے لئے طے کیا اور پہلے تین سال میں نفع ہوتا رہا جو علی الحساب دونوں فریق نے مقررہ تناسب کے مطابق لے لیا اور چوتھے پانچویں سال میں نقصان ہوگیا تو اس نقصان کو پہلے تین سال کے نفع سے پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی اور علی الحساب جو نفع فریقین نے لیا تھا وہ واپس کریں گے؛ البتہ اگر اس سے نقصان پورا نہیں ہوا تو سرمایہ کار کے اصل سرمایہ سے اس کی تلافی کی جائے گی اور محنت کار کو اس پانچ سالہ محنت کا نقصان اٹھانا ہوگا۔

چاول کے ذریعہ مضاربت

سوال:- ہم دو دوست ہیں اور دونوں کی گاؤں میں زراعتی زمین ہے، جس میں چاول اور گیہوں کی کھیتی ہوتی ہے، ہم دونوں مل کر چاولوں کے ذریعہ شرعی اصولوں کے مطابق مضاربت کرنا چاہتے ہیں، یعنی ہم دونوں اپنا چاول کسی کو دے دیں اور اس

سے کہیں کہ وہ اسے بیچے اور نفع میں ہم دونوں کو شریک رکھے، کیا یہ صورت درست ہے؟ (محمد عادل، ورنگل)

جواب:- ایک شخص کا سرمایہ ہو اور دوسرے شخص کی محنت ہو، اس کو فقہ کی اصطلاح میں "مضاربت" کہتے ہیں، لیکن مضاربت کے لئے ضروری ہے کہ سرمایہ "ثمن" یعنی روپے پیسے کی صورت میں ہو، جس سے ہر طرح کی شئی خریدی جا سکتی ہے، دوسری اشیاء کو مضاربت کے طور پر مشغول نہیں کیا جا سکتا، ہاں! اگر آپ دونوں تیسرے شخص کو یہ کہیں کہ ان چاولوں کو فروخت کر دو اور اس کی قیمت میں جو پیسے آئیں، اس سے تجارت کرو، پھر جو نفع آئے باہم مقررہ تناسب کے مطابق ہم آپس میں تقسیم کر لیں گے تو یہ صورت جائز ہوگی:

"وشرطها كون رأس المال من الأثمان (١) أي الدراهم والدنانير عندهما ، و بالفلوس النافقة، ولو دفع عرضا وقال له : بعه واعمل مضاربة في ثمنه فباع بدراهم أو دنانير ، فتصرف صح" (٢)

البتہ مضاربت کے بغیر نفع حاصل کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں، ایک یہ کہ آپ مناسب قیمت میں ان سے فروخت کر دیں اور اگر وہ فی الحال قیمت ادا کرنے کے موقف میں نہ ہوں، تو مہلت دیدیں، دوسری صورت یہ ہے کہ آپ ان کو چاول بیچنے کا وکیل بنا دیں اور بیچنے والے کو اس کی اجرت دیدیں، خواہ آپ اجرت متعین کر دیں یا فیصد مقرر کر دیں کہ وہ جتنے میں فروخت کریں گے، اس کا اتنا فیصد انہیں نفع کے طور پر دیا جائے گا، موجودہ دور کے تعامل کو دیکھتے ہوئے علماء نے اس کی اجازت دی ہے۔

مختصر مدت کے لئے مضاربت

سوال:- موسم کے حساب سے — جیسے رمضان کا موسم

---

(١) در مختار مع الرد: ٣٤٦/١٢ (٢) رد المحتار: ٣٤٦/١٢

سوال:- تجارت میں چھوٹی مدت کے لیے سرمایہ لگانا اور ایسی تجارت میں نفع ونقصان میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

(محمد آصف الدین، بھٹکل)

جواب:- نفع ونقصان کی بنیاد پر کم مدت کے لیے بھی شرکت کی جاسکتی ہے، زیادہ مدت کے لیے بھی، یہ صورت کہ ایک شخص سرمایہ لگائے اور دوسرا محنت کرے، فقہ کی اصطلاح میں "مضاربت" کہلاتی ہے، مضاربت مطلق بھی ہوسکتی ہے جس میں کوئی وقت متعین نہ ہو، کاروبار کے لیے کسی جگہ یا سامان کی تحدید نہ ہو، اور مضاربت مقیدہ بھی ہوسکتی ہے کہ ایک محدود وقت یا متعین شہر یا کوئی مخصوص کاروبار کے لیے متعین ہو، اس لیے صرف رمضان المبارک کی حد تک بھی سرمایہ لگانا جائز ہے۔

"(ولا) يملك أيضا (تجاوز بلد أو سلعة أو وقت أو شخص عينه المالك) لأن المضاربة تقبل التقييد المفيد ولو بعد العقد ما لم يصر المال عرضا" (۱)

غیر مسلم کے ساتھ مضاربت؟

سوال:- میرا ذریعہ آمدنی زمین کی خرید وفروخت ہے، لیکن سرمایہ نہ ہونے سے میرا کاروبار محدود ہے، ایک مارواڑی مجھے تجارت کی رقم اس شرط پر دینے کو تیار ہے کہ جو نفع ہوگا، اس میں دونوں کا منافع آدھا ہوگا، کیا اس صورت میں شریعت کی رو سے مجھے وہ رقم لے کر تجارت کرنا جائز ہے؟ جواب تحریر فرمائیں۔

(محمد عرفات، پھول باغ)

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار ۸/۴۳۴

جواب :- ایک شخص محنت کرے اور دوسرا شخص سرمایہ لگائے اور نفع میں دونوں شریک ہوں، اس کو شریعت کی اصطلاح میں مضاربت کہتے ہیں اور یہ جائز ہے، اس کا جائز ہونا حدیث سے ثابت ہے اور تمام فقہاء اس پر متفق ہیں ،(۱)— مضاربت کا معاملہ مسلمان کے ساتھ بھی کیا جا سکتا ہے اور غیر مسلم کے ساتھ بھی ؛ البتہ یہ ضروری ہے کہ نفع کا تناسب طے کیا جائے، نفع کی قطعی مقدار متعین نہ کی جائے؛ اس لئے جو صورت آپ نے لکھی ہے، وہ درست ہے۔

تجارتی کمپنی میں شرکت کا حصہ بنا دینے کے بعد وہ مال تجارت ہے

سوال :- ہم بھائیوں نے ایک شریک کے ساتھ مل کر ۱۹۷۰ء میں ایک زمین اس نیت سے خریدی کہ ہم یہاں ہوٹل بنائیں گے اور گورنمنٹ سے ہوٹل تعمیر کرنے کی اجازت بھی لے لی، مگر بنا نہیں سکے، پھر ۱۹۹۵ء میں ہم نے نیت تبدیل کرتے ہوئے بچوں اور لوگوں کو شریک کرکے طے کیا کہ اس زمین میں فلیٹس بنا کر فروخت کئے جائیں؛ چنانچہ فلیٹس کی تعمیر شروع ہوگئی اور ۲۰۰۵ء تک یہ فلیٹس فروخت ہوگئے، ۱۹۹۴ء سے ۱۹۹۸ء تک ہم نے جن دو حضرات کو باہر سے پارٹنر بنایا تھا ان کے حصے کی ان کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ ادا کردی، اب سوال یہ ہے کہ:

( ) جب ہم نے ہوٹل کی نیت تبدیل کرکے اور زمین کی قیمت لگا کر، دوسروں کو ساتھ لے کر شرکت کرلی، تو یہ شرکت صحیح ہوئی یا نہیں اور ہم پر گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی واجب ہوئی؟

---

(۱) دیکھئے: هداية مع الفتح: ۳۴۴/۷

اور ہوگی تو اس کا حساب کس طرح لگایا جائے گا؟

(۲) ۱۹۹۴ء سے ۱۹۹۸ء تک جو ہم نے دونوں شریکوں کی طرف سے زکوۃ نکال دی تو ان کی زکوۃ ادا ہوگئی یا نہیں؟ اور ہوگئی تو کیا ہم ان سے اتنی رقم کا مطالبہ کر سکتے ہیں؟

واضح ہو کہ ہم لوگ جو فلیٹس تعمیر کرتے ہیں وہ فلیٹس جس زمین پر ہوتے ہیں، اس زمین کے مالک تمام ہی فلیٹس والے ہوتے ہیں، مگر تعمیر کا حق ہمیشہ موجودہ شکل کے مطابق ہی انہیں حاصل ہوگا۔ (عبدالحق پٹیل، ممبئی)

جواب :- (۱) شرکت کے کاروبار میں کمپنی کی حیثیت ایک مستقل شخص کی ہوتی ہے، جسے آج کل قانون کی اصطلاح میں ''شخصیت اعتباری'' کہا جاتا ہے، فقہاء کے یہاں وقف کو ''شخصیت اعتباری'' کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے، اس حقیر کی رائے یہ ہے کہ جب آپ نے دوسرے لوگوں کو شریک کرتے ہوئے اسے ایک شرکت کی حیثیت دی اور زمین کی قیمت لگا کر اسے اس ادارہ کے حوالے کیا تو آپ نے یہ زمین اس کمپنی کے ہاتھ فروخت کر دی، اور ۱۹۹۴ء سے یہ زمین مع سرمایہ، شرکت مالِ تجارت بن گیا، لہذا ۱۹۹۴ء سے لے کر ۲۰۰۵ء تک جب کہ فلیٹس کی فروخت مکمل ہوئی، اس پر زکوۃ واجب ہوگی، اور قیمت کے نشیب و فراز کے لحاظ سے ہر سال فروخت کے بعد بچے ہوئے حصے کی جو قیمت ہوسکتی تھی اور جس قیمت میں آپ اسے خرید کر سکتے تھے، اس کے لحاظ سے زکوۃ ادا کرنی ہوگی، ۱۹۹۴ء سے پہلے یہ مالِ تجارت نہیں تھا، اس لئے ۱۹۷۰ء تا ۱۹۹۴ء اس زمین کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

(۲) زکوۃ ایک عبادت ہے اور عبادت کے لئے ضروری ہے کہ عبادت انجام دینے والے شخص کی نیت بھی اس میں شامل ہو، اس لئے جب آپ نے اپنے دونوں شرکاء سے ان کے حصہ کو مال کی زکوۃ ادا کرنے کی اجازت نہیں لی اور انہوں نے خود بھی آپ کو اپنی زکوۃ کی ادائیگی کے لئے مجاز نہیں بنایا تو ان کی زکوۃ ادا نہیں ہوسکتی، یہ ان شاء اللہ آپ کی طرف

سے صدقہ نافلہ ہو جائے گا اور آپ اس کے اجر کے مستحق ہوں گے، آپ کو ان شرکاء سے اس رقم کی ادائیگی کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں، ویسے بھی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کمپنی کی زکوۃ اجتماعی طور پر واجب نہیں ہوتی؛ بلکہ کمپنی میں شریک ہر شخص کے مال پر انفرادی حیثیت میں زکوۃ واجب ہوتی ہے، جس میں کمپنی میں شامل رقوم کے علاوہ دوسرے اموال زکوۃ بھی حساب میں شامل ہوں گے، اس لئے آپ کو بطور خود ان کی زکوۃ ادا کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

شیئر کی نقد وادھار خرید وفروخت میں کمیشن کا فرق

سوال:- شیئر بازار میں جو لوگ خرید وفروخت کرتے ہیں ان میں ایک طبقہ مال خریدتا ہے اور نقد رقم ادا کرتا ہے اور ان سے دلال اپنا کمیشن آدھا فیصد، پون فیصد جو طے ہوتا ہے وصول کر لیتا ہے، پھر وہ شیئر خریدار کے کھاتہ میں منتقل کر دیتا ہے، دوسرا طبقہ بھی مال خریدتا ہے؛ لیکن خریدار اپنے مال کی پوری رقم نہیں چکاتا ہے؛ بلکہ صاحب معاملہ آدھی یا چوتھائی رقم ادا کر دیتا ہے اور باقی رقم دلال ادا کر کے شیئر ایک مخصوص کھاتہ میں جمع کر دیتا ہے، جو اسی قسم کے لوگوں اور خریداروں کے مال رکھنے کے لئے کھولا جاتا ہے، اس پر قبضہ دلال کا ہوتا ہے، جب خریدار پیسہ ادا کر دیتا ہے تو دلال شیئر کو خریدار کے کھاتہ میں جمع کر دیتا ہے، دلال کا یہ قبضہ اندیشۂ نقصان کے پیش نظر ہوتا ہے، اس درمیان اس شیئر پر جو بھی منافع ہوں گے، وہ منافع بھی خریدار ہی کے سمجھے جائیں گے اور وہی انہیں پاوے گا، اس دوسری صورت میں دلال خریدار سے کمیشن جو وصول کرتا ہے وہ اول قسم سے زیادہ ہوتا ہے، مثلاً دو فیصد کمیشن لیتا ہے یا جو طے ہو جائے۔

سوال یہ ہے کہ اس صورت میں کوئی محظورِ شرعی تو لازم نہیں آتا ہے؟ براہِ مہربانی درخواست اور گذارش ہے کہ واضح فرمادیں یا اس کی جائز صورت کی طرف رہبری فرمادیں۔

وضاحت یہ ہے کہ اس طرح کی مارجن ٹریڈنگ میں غیر مسلم دلال مذکورہ طریقہ پر معاملہ نہیں کرتے ہیں، بلکہ وہ اپنا کمیشن لیتے ہیں اور جو رقم انہوں نے خریدار کے مال میں اپنی طرف سے ادا کی ہے اس کا سود اس وقت تک وصول کرتے ہیں جب تک کہ وہ کل قیمت ادا نہیں کردیتا ہے تو مال اس کے کھاتہ میں منتقل کردیتے ہیں۔

(مفتی عبدالقیوم، احمد آباد)

جواب:- ۱) ایسے شیئر خریدکرنا جس کا بنیادی کاروبار حرام نہ ہو درست ہے۔

۲) فیصد کے لحاظ سے دلال کی اجرت مقرر کرنا حنابلہ کے یہاں جائز ہے اور بعض فقہائے احناف نے بھی لوگوں کے تعامل کی وجہ سے اس کی اجازت دی ہے اور عملاً اس بات کا مشاہدہ ہے، کہ اس طرح اجرت کی تعیین فریقین کے درمیان نزاع کا باعث نہیں بنتی؛ اس لئے لوگوں کے تعامل کو دیکھتے ہوئے موجودہ زمانہ میں علماء نے اس طرح اجرت متعین کرنے کو درست قرار دیا ہے۔

۳) نقد خریداری کی صورت میں کم اجرت لینا اور ادھار خریداری کی صورت میں دلال کا زیادہ اجرت لینا یا کمیشن کا زیادہ تناسب طے کرنا جائز ہے، لیکن ضروری ہے کہ کوئی ایک تناسب فریقین کے درمیان طے پاجائے، یہ صورت سود کے دائرہ میں نہیں آتی ہے۔

اگر کمیشن اس طرح طے ہو کہ اجرت کا تناسب تو ایک ہی رہے، لیکن ادائے گی میں تاخیر پر مزید رقم لی جائے، خواہ اس کو صراحتاً سود کا نام دے دیا جائے یا نہیں دیا جائے، یہ صورت جائز نہیں، کیوں کہ طے شدہ معاملہ کے اعتبار سے اس میں سود شامل ہے۔ واللہ اعلم

نفع کی متعین مقدار کی شرط پر سرمایہ کاری

سوال:- ایک صاحب موصوف نے اپنے ایک قریبی دوست جو غیر مقیم ہے رئیل اسٹیٹ کاروبار کا فائدہ بخش لائحہ بتا کر کثیر رقم کی مانگ کی، تو اس دوست نے اس کاروبار کو قبول کرتے ہوئے اپنی طرف سے صراحت کی کہ اس کاروبار سے نفع ہو یا نقصان مجھے اس معاملے سے کوئی مطلب نہیں، میری دی ہوئی رقم پر زیادہ کیا دیں گے اور ادائیگی کی مدت کا تعین کریں، تو طالب رقم نے کہا کہ آپ کی اصل رقم ایک سال میں دوں گا بعد ازاں پچاس فیصد بطور فائدہ دوسرے سال ادا کردوں گا، کیا مسلمانوں کو اس طرح کا کاروبار کرنا شرعی اعتبار سے جائز ہے؟

(محمد معین الدین قادری، سنگاریڈی)

جواب:- شریعت میں سرمایہ کاری کی وہی صورت جائز ہے جس میں سرمایہ لگانے والے نے اولاً تو نفع کا تناسب طے کیا ہو، نہ کہ اس کی قطعی مقدار، مثلاً یوں کہے کہ جو کچھ نفع ہوگا اس کا تیس فیصد سرمایہ کار کو دیا جائے گا، یہ نہ ہو کہ پچیس ہزار یا پچاس ہزار روپے نفع دیا جائے گا، دوسرے اس نے نقصان کے خطرہ کو بھی قبول کیا ہو کہ جس تناسب سے وہ نفع کا حق دار ہوگا اسی تناسب سے نقصان ہونے کی صورت میں نقصان بھی برداشت کرے گا، اگر نفع کی ایک قطعی مقدار متعین کردی جائے یا نفع کے ساتھ نقصان کے خطرہ کو قبول نہیں کیا جائے تو یہ صورت سود میں داخل ہے۔

آپ نے جو صورت نقل کی ہے اس میں یہ دونوں شرطیں نہیں پائی جاتی ہیں، اس لیے یہ صورت قطعاً جائز نہیں ہے اور سود ہونے کی وجہ سے حرام ہے، مسلمانوں کو ایسے کاموں سے اپنا دامن بچانا چاہیے جو اللہ اور اس کے رسول کو ناراض کرنے والا ہو، وباللہ التوفیق۔

شراب کمپنی کا شیئر

سوال:- اگر اسٹاک مارکیٹ میں کوئی شراب کی کمپنی ہو، تو کیا کاروبار کیا جاسکتا ہے اور اس کا شیئر خرید کرنے کی گنجائش ہے؟

(نام غیر مذکور)

جواب:- شیئر خرید کرنے کے لیے بنیادی شرط یہ ہے کہ جس کمپنی کا شیئر ہو، اس کا کاروبار بنیادی طور پر حلال ہو؛ کیوں کہ شیئر خرید کرنے والا اس کاروبار میں شریک ہوتا ہے، تو اگر اس کا کاروبار حرام ہو تو وہ بھی اس حرام کاروبار میں شریک متصور ہوگا، اس لیے شراب کا کاروبار کرنے والی کمپنی کے شیئر خرید کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔

میڈیکل ایڈ اسکیم میں شرکت

سوال:- جنوبی افریقہ میں میڈیکل ایڈ کی اسکیم گورنمنٹ کی طرف سے چلتی ہے، یہ اسکیم نہ تجارت کرتی ہے اور نہ منافع کماتی ہے؛ بلکہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اسکیم میں شامل لوگ ماہانہ کچھ رقم ادا کرتے ہیں، یہ رقم اس شرط کے ساتھ ہوتی ہے کہ اس میں شامل لوگوں اور ان کے قریبی متعلقین میں سے جو بیمار پڑے، اس جمع شدہ رقم سے ان کا علاج کیا جائے، اور اگر وہ بیمار پڑے تو وہ بھی اس اسکیم سے فائدہ اٹھائے گا، اس رقم سے ادارہ کی انتظامیہ کوئی نفع نہیں اٹھاتی ہے؛ بلکہ جو رقم بچ جاتی ہے وہ مریضوں ہی کے علاج پر آئندہ خرچ کردی جاتی ہے، واضح رہے کہ جنوبی افریقہ میں علاج بہت مہنگا ہے اور متوسط آمدنی کے لوگوں کے لیے بھی علاج کے اخراجات برداشت کرنا مشکل ہوتا ہے، کیا مسلمان اس اسکیم میں حصہ لے سکتے ہیں؟ (مفتی محمد زبیر بیات، ڈربن، جنوبی افریقہ)

جواب :- جو صورت آپ نے لکھی ہے اس میں یہ بات ظاہر ہے کہ یہ ادارہ تجارتی نقطۂ نظر سے کام نہیں کرتا، اسکیم میں شریک ہونے والوں کو نہ رقم واپس کی جاتی ہے اور نہ سالانہ بچ جانے والی رقم کو ادارہ اپنے نفع کی حیثیت سے خرچ کرتا ہے، رہ گیا رقم جمع کرنے والوں کا بھی بوقت بیماری اس سے استفادہ کرنا تو یہ وقف کے مماثل ہے، کیوں کہ وقف کی ہوئی چیز سے وقف کنندہ خود بھی استفادہ کر سکتا ہے؛ اس لیے میرے خیال میں یہ صورت جائز ہے اور یہ امدادی انشورنس (التامين التعاوني) کے حکم میں ہے، جس کے جائز ہونے پر عالم اسلام اور ہندوستان کے علماء و ارباب افتاء متفق ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شیئرز کی خرید وفروخت سے متعلق ایک شبہ

سوال :- اگر آپ کسی کمپنی کا شیئر خریدتے ہیں تو اس کے ایک نہایت ہی چھوٹے حصہ کے مالک ہوتے ہیں، اس طرح کمپنی جو بھی کام خرید وفروخت کے سلسلہ میں کرتی ہے، اس کے آپ بھی کسی حد تک ذمہ دار ہو جاتے ہیں، اور ظاہر ہے کمپنیاں سودی لین دین کے بغیر کاروبار نہیں کرتیں، تو اس صورت میں اپنی پوزیشن کیا ہوگی؟ کیا ہم اس کے ذمہ دار ہوں گے؟

(مشتاق احمد، حافظ باباگر)

جواب :- اگر نظام معیشت مسلمانوں کے ہاتھ میں ہوتا تو حق یہی تھا کہ ایسا ’’ اسٹاک مارکیٹ ‘‘ قائم کیا جائے، جس میں سودی لین دین کی بالکل اجازت نہ ہو؛ لیکن بدقسمتی سے اس وقت نظام معیشت پوری طرح یہودیوں کے ہاتھ میں ہے اور عالم اسلام میں جو حکمراں ہیں سوائے ایک دو کے، وہ شریعت اسلامی سے بے خبر بھی ہیں اور دین کے معاملہ میں بے حمیت بھی، اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت عطا فرمائے، نیز جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں، وہاں تو ویسے بھی وہ بے اختیار ہیں، ان حالات میں مجبوراً بعض امور میں رخصت پر عمل کیا جاتا ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک صورت یہ ہے کہ کاروبار ہی حرام بنیادوں پر ہو، جیسے شراب کی کمپنی کا شیئر ہو، انشورنس کمپنی، بینک یا فلمی کمپنی کا شیئر ہو، ان کا تو خریدنا ہی جائز نہیں، دوسری صورت یہ ہے کہ بنیادی کاروبار تو حرام نہ ہو، لیکن ضمنی طور پر حرام میں بھی ملوث ہو جاتی ہو، جیسے کمپنی کا بنیادی کاروبار تو حلال ہو؛ لیکن کچھ رقم بینک میں ڈپازٹ کر دی گئی ہو یا کچھ سرمایہ بینک لون کے ذریعہ حاصل کیا گیا ہو، اس سلسلہ میں موجودہ عہد کے فقہاء نے حالات، تجربات اور بعض شرعی اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ معیارات مقرر کئے ہیں کہ اس کمپنی کا سود پر لیا ہوا قرض 25% اور بعض لوگوں کی رائے پر 33% سے زائد نہ ہو اور حرام آمدنی کا تناسب اصل آمدنی میں پانچ فیصد سے زیادہ نہ ہو تو ایسی کمپنی کے شیئر کو خرید کرنے کی گنجائش ہوگی؛ البتہ اس کے ساتھ دو باتیں ضروری ہوں گی: ایک یہ کہ جتنا نفع اسے مال حرام کی شکل میں حاصل ہوا ہے، وہ اسے صدقہ کر دے اور اگر وہ شیئر ہولڈر بورڈ آف ڈائریکٹرز میں یا کمپنی کی کسی ایسی صف انتظامی میں پہنچ جائے، جہاں مشورہ دینے کا حق ہوتا ہے تو وہ سودی لین دین کے خلاف آواز اٹھائے، غرض کہ جس حد تک گناہ سے بچنا ممکن ہو، بچنے کی کوشش کرے، دعا کرنی چاہئے کہ ایسے حالات پیدا ہوں کہ مسلمان مکمل طور پر شرعی اعتبار سے حلال اور معاشی اعتبار سے محفوظ اداروں میں اپنا سرمایہ مشغول کر سکیں۔ وباللہ التوفیق

متعین نفع کے ساتھ شرکت

سوال:- اگر کسی کی تجارت (بزنس) میں ہم دو لاکھ روپے لگائیں، اور وہ شخص ہم کو ہماری رقم کے عوض ماہانہ پانچ ہزار روپے دے، تو کیا یہ رقم ہمارے لئے جائز ہوگی، یہ سود سمجھی جائے گی، اور ہمارے لئے ناجائز ہوگی؟ (فہیم الدین، قاضی پورہ)

جواب:- شریعت میں کسی کاروبار میں شرکت اور نفع حاصل کرنا جائز ہے، مگر اس کے لئے دو باتیں ضروری ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ نفع کے ساتھ ساتھ نقصان میں بھی

شرکت کو قبول کرے ، اور دوسری یہ ہے کہ نفع کی مقدار متعین نہ ہو ؛ بلکہ تناسب متعین ہو ، مثلاً یہ کہ جتنا نفع ہوگا ، اس میں سے پچاس فیصد کا میں مستحق ہوں گا ، اس لئے جو صورت آپ نے لکھی ہے یہ جائز نہیں ہے ، بلکہ یہ صورت سود کی ہے ، آپ اس کے بجائے اس طرح معاملہ کریں کہ وہ صاحب آپ کو علی الحساب دو ہزار روپے دے دیا کریں اور سال کے اخیر میں حساب ہو جایا کرے کہ ان کی تجارت میں مجموعی نفع کیا ہوا ، اور اس لحاظ سے دو لاکھ پر نفع کی کیا مقدار آئی ، پھر جو تناسب طے پایا ہو ، اگر یہ رقم اس سے بڑھ جائے تو زائد رقم آپ واپس کر دیں اور اگر نفع زیادہ ہو تو آپ اتنی مقدار لے لیں اور معاملہ میں اس بات کو شامل رکھیں کہ جس تناسب سے آپ نفع لے رہے ہیں ، اگر نقصان ہوگا تو اسے بھی اسی تناسب سے قبول کریں گے ۔

شرکت کے کاروبار میں نفع کے ساتھ نقصان میں بھی شریک ہونا ضروری ہے

سوال :- نفع و نقصان کا معاہدہ کئے بغیر دو افراد نے شرکت کی اور کاروبار میں نقصان ہو گیا ، تو کیا اس نقصان میں دونوں شریک ہوں گے ؟ اور خاص کر غیر سرمایہ کار پر بھی اس کی ذمہ داری ہوگی ؟ (محمد غوث ، یاقوت پورہ ، چھاؤنی)

جواب :- شریعت میں شرکت کا معاملہ اسی وقت معتبر ہے جب نفع و نقصان میں سرمایہ کار اور ورکنگ پارٹنر دونوں شریک ہوں ، لہٰذا اگر معاملہ کرتے وقت صرف شرکت کی بات کی گئی ہو اور نفع و نقصان میں دونوں فریق کے شامل ہونے کی صراحت نہ ہوئی ہو ، لیکن اصول شرع کے مطابق نفع کے ساتھ نقصان میں بھی دونوں کو شریک ہونا پڑے گا ، نقصان میں شرکت کی صورت یہ ہے کہ معاملہ کی مقررہ مدت میں جو نفع ہوا ، پہلے اس سے نقصان کی تلافی کی جائے گی اور ظاہر ہے کہ اس نفع میں دونوں شریک ہیں ، اسی طرح نقصان کا بوجھ دونوں پر آیا ،

پھر اصل سرمایہ میں سے نقصان پورا کیا جائے گا، جو سرمایہ کار کی ملکیت ہے،(۱) مثلاً دو سال کے لئے شرکت کا معاہدہ ہوا، اصل سرمایہ ایک لاکھ کا ہے، پہلے سال اس کا پچاس ہزار نفع ہوا اور دوسرے سال ساٹھ ہزار کا نقصان ہوگیا تو پہلے سال کے نفع سے پورا کیا جائے گا، پھر دس ہزار اصل سرمایہ میں سے وضع ہو جائے گا اور سرمایہ کار کونوے ہزار ہی واپس ملے گا۔

غیر مسلم پارٹنر کی اطلاع پر اعتماد

سوال:- میں ایک غیر مسلم بھائی کے ساتھ پارٹنرشپ میں کام کررہا ہوں، سرمایہ زیادہ میرا ہے اور محنت اس کی ہے، میں نے اس کو تاکید کررکھی ہے کہ میرے پیسے کو کسی حرام چیز کی خرید وفروخت میں نہیں لگانا ہے، چوں کہ وہ ہوٹل چلاتا ہے اور اس میں غیر شرعی ذبیحہ یا شراب کی خرید وفروخت کا بھی امکان ہے؛ اس لئے میں اس کی تاکید کرتا ہوں، اس نے اطمینان دلایا ہے کہ میں تمہارے پیسوں کو ان ہی کاموں میں لگاتا ہوں، جو حلال ہیں، اگر کبھی کسی کو کباب وشراب فراہم بھی کی، تو وہ میں اپنے شیئر میں سے کرتا ہوں، کیا میرے لئے اس کے ساتھ کاروبار میں شرکت کرنا جائز ہے؟ واضح ہو کہ میرے تجربے کے مطابق وہ سچا اور دیانتدار آدمی ہے۔ (اصغر علی، نیویارک، امریکہ)

جواب:- ایک مسلمہ تو جائز ہونے اور نہ ہونے کا ہے، اس لحاظ سے آپ کے لئے اس کو پارٹنر بنا کر کام کرنا جائز ہے؛ کیوں کہ معاملات میں غیر مسلم کی اطلاع کو قبول کیا جاسکتا ہے، ورکنگ پارٹنر سرمایہ کار کا تجارت میں وکیل ہوتا ہے اور وکالت کا شمار معاملات میں ہے؛ اس لئے آپ اس کی اطلاع پر بھروسہ کرسکتے ہیں:

---

(۱) رد المحتار: ۶/ ۴۷۵، کتاب الشرکۃ، ط: زکریا دیوبند، بدائع الصنائع: ۵/ ۸۳، کتاب الشرکۃ

" والأصل أن المعاملات يقبل فيها خبر كل مميز حرا كان أو عبدا ، مسلما كان أو كافرا ، ... والوكالة من المعاملات ، والإذن في التجارة من المعاملات وكل شئ ليس فيه إلزام ولا ما يدل على النزاع فهو من المعاملات " (۱)

اس لئے آپ اس کی اطلاع پر بالخصوص ایسی صورت حال میں جب کہ آپ کو زیادہ تر اس کے سچ بولنے کا تجربہ ہے، اس کی اطلاع پر بھروسہ کر سکتے ہیں، —— اس میں ایک اور پہلو بھی ہے، جس کا فقہاء نے ذکر کیا ہے کہ جو لوگ اب تک ایمان نہیں لائے ، وہ شریعت کے فروعی احکام —— اور اس میں حلال وحرام کے مسائل بھی شامل ہیں —— کے مخاطب نہیں ہیں ؛ اس لئے اگر اسلامی حکومت ہو، تب بھی غیر مسلموں کو اپنے مذہب وعقیدہ کے مطابق مردار یا شراب فروخت کرنے کی اجازت ہوگی ؛ اس لئے اگر غیر مسلم شخص یہ کہے کہ میں نے اپنی رقم میں سے یہ تجارت کی ہے، تو اس کو قبول کرنے کی گنجائش ہے۔

دوسرا مسئلہ احتیاط اور شبہ سے حفاظت کا ہے، تو اس پہلو سے یقیناً آپ کے لئے اس سے پارٹنرشپ نہیں رکھنا یا اس شرط پر رکھنا کہ وہ قطعی طور پر ایسی چیزوں سے اپنے آپ کو دور رکھے بہتر ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس معاملہ میں شبہ ہو، اس سے بچو: " دع ما يريبك إلى ما لا يريبك " (۲)

شیئرز کی خرید وفروخت

سوال:- کیا کمپنیوں کے Share میں خرید وفروخت سے نفع کمانا جائز ہے؟

(۲) کیا یہ تجارت سرمایے کی تجارت تو نہیں ہے؟

---

(۱) البحر الرائق ۸ / ۱۸۲ (۲) سنن الترمذی ، حدیث نمبر ۲۵۱۸

(۳) Share کا مالک دراصل کمپنی کے مالک کی حیثیت رکھتا ہے تو پھر اس کمپنی میں غیر شرعی طور طریقے سے کام ہوتا ہے، مثلاً (۱) سود کا لین دین (۲) مال بیچنے کے لیے اشتہارات میں عورتوں کے جسم کی نمائش (۳) خریداروں کی خاطر تواضع میں شراب پلانا وغیرہ عام ہے۔

شاید ہی کوئی کمپنی ایسی ہو جس میں یہ نہ ہوتا ہے (حالانکہ اصل کام مثلاً سیمنٹ، اسٹیل وغیرہ کی صنعت ہوتی ہے) ان باتوں کے مدنظر کیا اس کمپنی کا Dividend اور اس کے Share کی خرید وفروخت سے کمائی ہوئی آمدنی جائز اور حلال ہے؟

(محمد یونس، کلکتہ)

جواب :- (۱) شیئرز کا خرید وفروخت کرنا جائز ہے، اس کو شریعت کے اصول سرمایہ کاری "شرکت عنان" میں شامل کر سکتے ہیں ۔

" وأما شركة العنان وهي أن يشترك اثنان في نوع بز أو طعام أو يشتركان في عموم التجارات " (۱)

لیکن اس خرید وفروخت کے لیے چار شرطوں کا ہونا لازمی ہے:

(الف) کمپنی کا اصل کاروبار حلال ہو۔

(ب) کمپنی کے اثاثے نقد شکل کے ساتھ ٹھوس شکل میں بھی ہوں۔

(ج) شیئرز پر قبضہ ہو اور اس کا نفع ونقصان خریدار سے متعلق ہو چکا ہو، نیز قبضہ میں عرف کا اعتبار ہوگا، یعنی عرف میں خریدار کے نام کے اندراج کو قبضہ کے لیے کافی سمجھا جاتا ہے تو یہی قبضہ ہوگا، اور اس سے پہلے خرید وفروخت درست نہیں ہوگی۔

"كل ما ورد به الشرع مطلقا ولا ضابط له فيه ولا

(۱) ہدایہ ۲/ ۶۲۹

فی اللغة یرجع فیه إلی العرف "(۱)

(۱) اگر کمپنی کی آمدنی میں سود شامل ہو تو ضروری ہے کہ ادارے کی میٹنگ میں اس کے خلاف آواز اٹھائے اور اتنی مقدار صدقہ کرے۔

(۲) یہ نقد سرمایہ کی تجارت نہیں ہے بلکہ اس نے مخصوص شکل اختیار کر لی ہے؛ اس لیے نقد کی خرید و فروخت (جس کو اصطلاح میں بیع صرف کہتے ہیں) نہیں سمجھی جائے گی اور لین دین میں نقد و ادھار کی گنجائش ہوگی اور جو قیمت باہم طے ہو جائے معتبر ہوگی۔

(۳) چونکہ کمپنی کا اصل کاروبار حلال ہے اور یہ غیر شرعی طریقے ذیلی اور ضمنی حیثیت رکھتے ہیں اور حکم اصل کے اعتبار سے لگتا ہے، بالخصوص ایک ایسے ملک میں جس میں قانون کی باگ ڈور مسلمانوں کے ہاتھ میں نہ ہو اور قانوناً آج کل ہر کمپنی کو اپنی رقم کا کچھ حصہ ریزرو بینک میں محفوظ کرنا پڑتا ہے؛ لہٰذا دو شرطوں کے ساتھ یہ خرید و فروخت جائز اور اس کی آمدنی حلال ہوگی:

(الف) شیئر ہولڈر اس کمپنی کے اندر سودی کاروبار اور غیر شرعی طریقے کے خلاف آواز اٹھائے، اگرچہ اس کی آواز مسترد ہو جائے؛ لیکن اس کے باوجود وہ بری الذمہ ہو جائے گا؛ کیونکہ مؤکل اگر براءت ظاہر کرے تو وکیل کے فعل کی نسبت اس کی طرف نہیں کی جائے گی۔

(ب) جب نفع تقسیم ہو تو جتنی مقدار سود کی شامل ہو اس کو صدقہ کر دے۔

بینک کے شیئرز اور ان کا منافع

سوال:- بینک کے شیئر کی رقم کا استعمال کیسے کریں؟ کیا دوست احباب کو اس رقم سے کچھ تحفہ دیا جا سکتا ہے؟ دیہات میں بہت سی مسجدیں ایسی ہیں، جن میں بیت الخلاء اور حمام کا نظم نہیں، شہر کے لوگ دینی و دعوتی مقصد کے تحت جانا بھی چاہتے ہیں، تو ہمت نہیں کر پاتے؛ کیوں کہ انہیں دیہات کے لوگوں کی طرح کھلے

(۱) الاشباہ والنظائر للسیوطی: ۲۱۹

میدان میں قضائے حاجت کی عادت نہیں ہوتی ہے، اس میں وہ بہت دشواری محسوس کرتے ہیں، ایسی صورت میں کیا اس رقم سے دیہات کی مسجدوں کے لئے بیت الخلاء بنائے جاسکتے ہیں؟

(احمد عبدالوحید، مانصاحب ٹینک)

جواب:- بینک کے شیئرز خریدکرنا جائز نہیں، کیوں کہ بینک کا کاروبار سود پر مبنی ہے اور سود کالینا حرام ہے، یہ بات غلط فہمی پر مبنی ہے کہ ہندوستان دارالحرب ہے، دارالحرب بنیادی طور پر "دشمن ملک" کو کہتے ہیں، ہندوستان میں مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل ہے، اور مذہبی امور کی انجام دہی میں بہت سے مسلمان ملکوں سے بھی زیادہ سہولتیں یہاں میسر ہیں، اس ملک کے اقتدار میں ہم شریک وسہیم ہیں؛ اس لئے اسے دارالحرب کہنا اور اس بنیاد پر سود جیسے شدید گناہ کو جائز قرار دینا قطعاً صحیح نظر نہیں آتا، اس لئے بینک کے شیئرز خریدنا جائز نہیں اور خریدلیا ہوتو جو نفع آئے، وہ بھی حرام ہے، اسے بینک میں چھوڑنا تو نہ چاہئے؛ کیوں کہ یہ ایک سودی ادارہ کو مزید تقویت پہنچانے کے مترادف ہوگا، لیکن اسے اپنی ذات پر بھی خرچ نہیں کرنا چاہئے؛ بلکہ بلانیت ثواب غرباء کی ضروریات اور رفاہی کاموں میں صرف کردینا چاہئے۔

چوں کہ یہ ایک ناپاک پیسہ ہے، اس لئے علماء نے مدارس وغیرہ کے بیت الخلاء وحمام اس سے تعمیر کرنے کی اجازت دی ہے، راقم الحروف کی اصل رائے تو یہ ہے کہ مساجد کے بیت الخلاء اور حمامات میں یہ رقم استعمال نہیں کرنی چاہئے؛ کیوں کہ یہ بھی مسجد کی ضروریات اور مصالح میں شامل ہے، اور مسجد کے تقدس کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کو حرام اور مشتبہ آمدنی سے پوری طرح بچایا جائے، لیکن چوں کہ دیہاتوں میں مسلمان خود اپنی اعانت سے عام طور پر اس کام کو انجام دینے کے موقف میں نہیں ہوتے اور مسجدوں میں بیت الخلاء اور حمامات نہ ہونے کی وجہ سے شہر کے مسلمان وہاں کا رخ نہیں کرتے، یہاں تک کہ گناہ اور فسق ومعصیت کے علاوہ بہت سے دیہات فتنۂ ارتداد میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اس لئے موجودہ حالات میں دیہات بیت الخلاء کی تعمیر میں بینک کے شیئرز کے منافع یا خود بینک سے حاصل ہونے والی انٹرسٹ کی رقم کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔

سود

ایجوکیشن لون

سوال:- آج کل حکومت ایجوکیشن لون بھی دے رہی ہے، یہ لون اسٹوڈنٹس کو دیا جاتا ہے، تاکہ وہ اپنے تعلیمی سلسلہ کو جاری رکھ سکے، اس پر بہت معمولی سود لیا جاتا ہے اور اس سے حکومت کا مقصد نفع کمانا نہیں ہوتا، کیا اس طرح کا لون لینا جائز ہے؟

(سید مصطفیٰ، مغلپورہ)

جواب:- تعلیم انفرادی ضرورت بھی ہے اور اجتماعی اور عوامی ضرورت بھی، خاص طور پر مسلمانوں کو موجودہ حالات میں تعلیم پر توجہ دینے کی بہت زیادہ ضرورت ہے، اس لیے اگر کوئی طالب علم کسی خاص نوعیت کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا اہل ہو، اور خود اس کے پاس اتنے پیسے نہیں ہوں کہ وہ قرض لئے بغیر تعلیم حاصل کر سکے، اور اس مقصد کے لیے کسی اور جگہ سے غیر سودی قرض حاصل کرنے سے بھی قاصر ہو تو اس کے لیے ایجوکیشن لون لینا درست ہے؛ کیوں کہ حاجت کے مواقع پر اس طرح کا سودی قرض لیا جا سکتا ہے۔

سود کا مصرف

سوال:- بینک میں جمع رقم پر اضافہ ہوا ہے، چونکہ اصل رقم سے زائد رقم کا حصول سود ہے، اندرا وکاس وغیرہ جیسے اور سرکاری

امدادی کاموں میں رکھی گئی رقم پر اضافہ سود ہے، تو کیا اس زائد رقم سود کو بلانیت ثواب ان اداروں کو دیا جاسکتا ہے، جو غربا، اور مستحقین کی مدد کرتے ہیں، کیا اس رقم سے غریب رشتہ داروں کی مدد کی جاسکتی ہے؟ (محمد مصطفیٰ نیاز، حسنات کالونی)

جواب:- یہ صحیح ہے کہ بینک میں جمع شدہ رقم پر ملنے والا اضافہ، چٹ فنڈ سے حاصل ہونے والی زائد رقم اور اندرا وکاس وغیرہ میں لگائی گئی رقم پر ملنے والی زائد رقم سود کے دائرہ میں آتی ہے اور اس کا استعمال کرنا حرام ہے؛ البتہ اس رقم کو لے کر غربا کی ضرورت پر یا رفاہی کاموں میں خرچ کردینا چاہئے، جو ادارے غربا کو تعاون پہنچاتے ہوں، رقم کی نوعیت کی وضاحت کرکے ان کو رقم دی جاسکتی ہے، اسی طرح اپنے غریب رشتہ داروں پر بھی اس کا خرچ کرنا درست ہے؛ البتہ کسی قانونی مجبوری کے بغیر ایسی اسکیموں میں رقم کا لگانا بھی جائز نہیں، جن میں سود دیا جاتا ہو۔

غرباء پر خرچ کرنے کے لیے فکسڈ ڈپازٹ کرانا

سوال:- کسی کے پاس کافی رقم ہے، وہ اس کو اس نیت سے ڈپازٹ کرائے کہ جو زائد رقم ملے گی، اس کو ضرورت مندوں پر خرچ کیا کرے گا، کیا اس مقصد کے لیے رقم ڈپازٹ کرانا جائز ہے؟

(محمد امان اللہ، سعید آباد)

جواب:- کسی بھی عمل کے درست ہونے کے لیے دو باتیں ضروری ہیں، ایک یہ کہ اس کی نیت درست ہو، دوسرے اس کا طریقہ بھی درست ہو، اور شریعت کے کسی حکم کے خلاف نہ ہو، غریبوں پر خرچ کرنے کی نیت بہت اچھی ہے، لیکن رقم ڈپازٹ کرانا؛ تا کہ اس سے سود حاصل ہو، یہ طریقہ حرام وناجائز ہے، اور سودی رقم صدقہ کی نیت سے کسی کو دینا بھی گناہ ہے؛ کیوں کہ اس میں صدقہ کی بے احترامی ہے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: " لا

یقبل اللہ عز و جل صدقۃ من غلول"(۱) لہٰذا اس اچھی نیت سے رقم ڈپازٹ کرانا اور اس سے سود حاصل کرنا بھی گناہ ہے، محض حسن نیت کی وجہ سے یہ عمل جائز نہیں ہو سکتا۔

کریڈٹ کارڈ کے سود میں بینک انٹرسٹ کی ادائیگی

سوال:- اگر کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ رقم نکالی جائے اور رقم کی واپسی میں میعاد تجاوز ہو جائے، یہاں تک کہ سود ادا کرنے کی نوبت آجائے، تو کیا اسٹیٹ بینک سے حاصل ہونے والی سودی رقم سے اس سود کو ادا کر دینا جائز ہوگا؟

(محمد عبد الرب صدیقی، شاہین نگر)

جواب:- کریڈٹ کارڈ لینے کو اسی لیے علماء نے منع کیا ہے کہ یہ انسان کو نہ چاہتے ہوئے بھی سود میں ملوث کر دیتا ہے، اور اس سے سودی اداروں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے، اس لیے اول تو کریڈٹ کارڈ لینا ہی جائز نہیں، اور اگر لے لیا گیا تو بینک سے حاصل ہونے والی سود کی رقم کو اس کے سود میں ادا کرنا بھی جائز نہیں؛ کیوں کہ اس سے ایسے سودی معاملات کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے، جن پر ہر انسان مجبور نہیں ہے۔

بینک یا فینانس کمپنیوں کے واسطے سے گاڑی خریدنا

سوال:- آج کل بینک یا فینانس کمپنیاں کار اور موٹر سائیکل خرید کر دے دیتی ہیں، اور قسطوں پر ان کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے، اس سے لوگوں کو بہت سہولت ہو جاتی ہے، کیا یہ صورت جائز ہے؟

(سید سلطان محی الدین، حیدرآباد)

جواب:- جیسے سود کا لینا حرام ہے، اسی طرح کسی شدید مجبوری کے بغیر سود کا دینا بھی حرام ہے، بینک جو اس طرح کی اشیاء میں خریدی کا واسطہ بنتا ہے، وہ ظاہر ہے کہ آپ کی

---

(۱) أبو داؤد عن أبي المليح عن أبيه، حدیث نمبر:۵۹، کتاب الطهارة، باب فرض الوضوء۔

مدد کے جذبہ سے یہ کام نہیں کرتا ؛ بلکہ اس کا مقصد سود حاصل کرنا ہوتا ہے ، اس لئے اگر اس طرح قرض فراہم کیا جانے یا گاڑی فروخت کی جائے کہ اتنی قیمت اصل ہوگی ، اور اتنی قیمت انٹرسٹ کی ، تو یہ صورت جائز نہیں ہے ؛ البتہ آج کل بعض کمپنیوں نے صفر سود کی اسکیمیں بھی نکالی ہیں ، یعنی گاڑی کی ایک ہی قیمت متعین ہوتی ہے ، جو نقد سے زیادہ ہوتی ہے ، کمپنی شروع میں اپنے نفع کی رقم وصول کر لیتی ہے اور شوروم کی اصل قیمت کو اقساط پر تقسیم کر دیتی ہے ، بعد میں کوئی قسط ادا نہیں ہوئی تو رقم بڑھائی نہیں جاتی ؛ بلکہ گاڑی ضبط کر لی جاتی ہے اور اسے فروخت کر کے کمپنی اپنی باقی ماندہ قیمت وصول کرتی ہے اور جو پیسے بچ جاتے ہیں اسے واپس کر دیتی ہے ، یہ صورت شرعاً جائز ہے اور سود کے دائرہ میں نہیں آتی ہے ۔

فینانس کی رقم سے تجارت کرنا

سوال :- مجھے نہ کوئی ہنر آتا ہے اور نہ ہی میرے پاس کوئی مالی ذریعہ ہے ، اور نہ ہی کسی سے قرض کی امید ہے ، مجھے ایک جگہ سے فینانس پر رقم مل سکتی ہے ، کیا میں اسے لے کر تجارت کر سکتا ہوں ؟ جب کہ میں کوئی سخت کام کرنے کی طاقت بھی نہیں رکھتا ، اور ملازمت میں سخت کام بھی کرنے پڑتے ہیں ؟ (شمس الحق ظہیر آباد)

جواب :- اگر آپ کے پاس کوئی روزگار نہیں ، اور نہ کسی ایسے ہنر سے آپ واقف ہیں جس سے ملازمت ملنے کا امکان ہو تو کراہت خاطر کے ساتھ سودی قرض لینے کی گنجائش ہے فقہاء نے بھی بہت ہی زیادہ ضرورت مند شخص کے لئے اس کی اجازت دی ہے :

" ویجوز الاستقراض بالربح للمحتاج " (۱)

چونکہ ضرورت ہر شخص کے حالات اور صلاحیت کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے ؛ اس لئے اس مسئلہ میں خود اپنا جائزہ بھی لینا چاہئے کہ کیا اس کے لئے بظاہر اس کے بغیر روزگار کی

---

(۱) الأشباه والنظائر لابن نجيم مع حاشية الحموي :۱۳۹

کوئی اور صورت نہیں، نیز جو علماء علاقہ میں ہوں ان کے سامنے اپنے حالات رکھ کر مشورہ کرنا چاہئے، اور ان کے مشورہ پر عمل کرنا چاہئے۔

بینک سے کار کی خریداری

سوال:- ہم ایک کار خریدنا چاہتے ہیں، اور بینک کی طرف سے سہولت بھی ہے کہ پانچ لاکھ روپے کی کار پر بینک چار لاکھ پچاس ہزار ہی وصول کرتی ہے، پچاس ہزار کی رعایت (سبسڈی) دے رہی ہے، تاہم اسی سبسڈی میں سے چالیس ہزار روپے سود کے طور پر کاٹ لیتی ہے، جبکہ کار بینک کے ذریعہ لینے والا دس ہزار بچالے رہا ہے۔ (سید رحمت، گلبرگہ)

جواب:- جو صورت آپ نے لکھی ہے، اگر درست ہے تو اس طرح کار کا خریدنا جائز ہے، اگر بینک پانچ لاکھ روپے دے کر اس سے زیادہ پیسے وصول کرتا تب یہ شکل سود میں شامل ہوتی، جو صورت آپ نے ذکر کی ہے، اس میں یوں سمجھا جائے گا کہ بینک نے پانچ لاکھ روپے کی کار چار لاکھ نوے ہزار میں فروخت کی ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی شخص یا ادارہ کسی شئی کو اس کی مروجہ قیمت سے کم قیمت میں کسی خریدار کے ہاتھوں فروخت کردے۔

گاڑی خریدی کا ٹیکس سودی رقم سے

سوال:- گورنمنٹ کو گاڑی خریدنے کا ٹیکس بھی ادا کرنا پڑتا ہے، کیا یہ ٹیکس سودی رقم سے ادا کیا جا سکتا ہے؟

(عبید الرحمن، ٹکڑی کا پل)

جواب:- گاڑی تو عوام خرید کرتے ہیں؛ لیکن حکومت گاڑی کے لئے بہت سی سہولتیں فراہم کرتی ہے۔ سڑک، پارکنگ کی سہولت، ٹریفک کا پورا نظام وغیرہ۔ گاڑی کی خرید وفروخت پر جو ٹیکس عائد کیا جاتا ہے اس کو ایسی ہی خدمات کا معاوضہ قرار دیا جا سکتا ہے؛ اس

لئے ایسے زر جرمانہ کو ٹیکس نہیں کہا جا سکتا ہے، اس لئے اس میں سود کی رقم دینا درست نہیں؛ کیوں کہ اس میں سود کی رقم دینا اس سے خود فائدہ اٹھانے کے مترادف ہوگا۔

لائف ٹیکس اور سود

سوال:- گاڑی کے ساتھ لائف ٹیکس بھی وصول کیا جاتا ہے، جو حکومت یا محکمہ وصول کرتا ہے، کیا اس ٹیکس میں سود کی رقم دی جا سکتی ہے؟ (عبدالرحمن بکڑی کاپلی)

جواب:- حکومت بہت سی سہولتیں فراہم کرتی ہیں، خاص کر سڑکوں اور پلوں کی تعمیر، سڑکوں کی حفاظت کے لئے ٹریفک کا نظم اور سڑکوں کی صفائی وغیرہ، گاڑی پر لائف ٹیکس کو ایسی سہولتوں کا معاوضہ سمجھنا چاہئے؛ البتہ سود کی رقم اس ٹیکس میں دینا خود سود کی رقم سے فائدہ اٹھانے کے مترادف ہے، اس لئے یہ صورت جائز نہیں۔

سود سے انکم ٹیکس کی ادائے گی

سوال:- موجودہ قانون کے لحاظ سے بعض آمدنی میں سے بہت بڑی رقم ٹیکس کے طور پر سرکار کو ادا کرنی پڑتی ہے، کیا بینک سے حاصل ہونے والے انٹرسٹ کی رقم اس مد میں دی جا سکتی ہے؟ (عبدالرحمن بکڑی کاپلی)

جواب:- حکومت نے انکم ٹیکس کی جو غیر معمولی شرح رکھی ہے، وہ منصفانہ نظر نہیں آتی، پھر حکومت کی شاہ خرچیوں کو دیکھا جائے، اور ان کا تجزیہ کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ آمدنی کا ایک خطیر حصہ پارلیمنٹ اور اسمبلی کے ممبران اور اعلیٰ عہدیداران کو اعلیٰ ترین سہولتوں اور مفت آسائشیں فراہم کرنے کے لئے خرچ کیا جاتا ہے، حالاں کہ ان میں سے اکثر لوگ خادم قوم سے زیادہ خادم نفس ہیں، اور اپنی بے جا فضول خرچی اور عوامی پیسوں میں خرد برد کے اعتبار سے قوم پر ایک بوجھ ہیں، اور ان فضول اخراجات کی تکمیل خطیر ٹیکس وصول کر کے کی جاتی

ہے؛ اس لئے یہ ایک غیر واجبی ٹیکس ہے؛ لہٰذا دو شرطوں کے ساتھ بینک انٹرسٹ کے ذریعہ انکم ٹیکس کی رقم ادا کی جاسکتی ہے:

اول یہ کہ اختیاری طور پر سود حاصل کرنے کے لئے بینک میں رقم نہ رکھی گئی ہو؛ بلکہ ناواقفیت یا غفلت کی بنیاد پر فکسڈ ڈپازٹ کرلی پڑی ہو، اگر سود حاصل کرنے کے لئے رقم جمع کی گئی ہو تو اس کے محصلہ سود سے انکم ٹیکس کا ادا کرنا درست نہیں ہوگا، اگر اس کی اجازت دے دی جائے تو اس سے سودی لین دین کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

دوسری شرط یہ ہے کہ انٹرسٹ کی رقم نیشنلائز بینک سے حاصل ہوئی ہو؛ کیوں کہ اسی صورت میں انکم ٹیکس لینے والی بھی حکومت ہوئی، اور سود دینے والی بھی، گویا حکومت کو سود کی رقم واپس کردی گئی، اور مالِ حرام کا یہی حکم ہے کہ اگر اس کا مالک معلوم ہو تو اسی کو رقم واپس کردی جائے۔

جس حلال رقم کے ذریعہ سود حاصل کیا گیا ہو؟

سوال:- پانچ لاکھ روپے کی رقم جو حلال آمدنی ہے، بینک میں رکھی گئی، کچھ عرصہ میں اس رقم پر دو لاکھ روپے سود وصول ہوئے اور سود کی یہ رقم جو حرام ہے، مختلف گھریلو ضروریات پر خرچ کی گئی، پانچ لاکھ روپے کی اصل رقم جو حلال کمائی تھی، کیا وہ بھی ناجائز وحرام ہوگئی؛ کیوں کہ یہ رقم سود کی حرام کمائی کا سبب بنی ہے؟

(اکبر عبدالحی، خیریت آباد)

جواب:- بینک نے جو زائد دو لاکھ روپے دیئے یہ رقم سود ہونے کی وجہ سے حرام ہے، ان کو گھریلو ضروریات پر خرچ کرنا قطعاً جائز نہیں، اور ضروری ہے کہ اتنی رقم بغیر نیت ثواب کے غرباء پر خرچ کردی جائے، جیسے پانچ لاکھ روپے پر حاصل ہونے والی رقم حرام ہے، اسی طرح پانچ لاکھ روپے سود کے لئے ڈپازٹ کرنا بھی گناہ کا فعل ہے؛ اس لئے رقم رکھنے والے صاحب کو توبہ کرنی چاہئے، البتہ اس کی وجہ سے پانچ لاکھ روپے کی حلال آمدنی حرام نہیں ہوگی؛

اس لئے کہ جو چیز خود حلال ہے، وہ ایسے فعل کی وجہ سے حرام نہیں ہوجاتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حرام حلال کو حرام نہیں کرتا ہے: " لا یحرم الحرام الحلال "(۱) —— اس لئے وہ رقم حلال سمجھی جائے گی۔

اخراجاتِ حج کے لئے چٹھی میں شرکت

سوال:- زید حج کے ارادہ سے روپیہ جمع کرنا چاہتا ہے، دوکان میں گھر میں یا بینک میں اس کے لئے رقم جمع کرنا دشوار ہے؛ کیوں کہ کوئی دباؤ نہ ہونے کی وجہ سے کبھی رقم جمع کی اور کبھی نہ کی، لہٰذا وہ چٹھی ڈالنا چاہتا ہے؛ تاکہ بلا حیل وعذر ہر ماہ رقم جمع ہوجائے، جتنا روپیہ اسے کمیشن کے طور پر ملتا ہے، وہ اسے نہیں لیتا اور کمیشن چھوڑ کر جو اس کی جمع شدہ رقم ہے، وہی حاصل کرنا چاہتا ہے، کیا وہ اس رقم سے حج کرسکتا ہے؟　　(ایک طالب مسئلہ، بالاگھر)

جواب:- یوں تو زندگی کے ہر مرحلہ میں حرام سے بچنا چاہئے؛ لیکن حج میں اس کا خصوصی اہتمام ہونا چاہئے کہ اس میں حرام مال کی شمولیت نہ ہو، چنانچہ حدیث میں ہے کہ جب کوئی عازم حج حرام پیسہ لے کر نکلتا ہے اور سواری پر چڑھنے کے بعد لبیک کی صدا لگاتا ہے، تو ایک منادیٔ غیب آواز دیتا ہے، نہ تمہارا لبیک قبول ہے اور نہ سعدیک، تمہارا توشہ حرام ہے، تمہارے اخراجات مالِ حرام میں سے ہیں، اور تمہارا حج نامقبول ہے، (۲)؛ اس لئے حج میں مالِ حرام سے بچنے کا خوب اہتمام کرنا چاہئے، فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر مالِ حرام سے حج کیا، تو فریضۂ حج تو ساقط ہوجائے گا، لیکن حج قبول نہیں ہوگا؛ لہٰذا نامقبول ہونے کی وجہ سے اسے کوئی اجر وثواب بھی حاصل نہ ہوگا۔

---

(۱) سنن ابن ماجة، کتاب النکاح، باب لا یحرم الحرام الحلال، حدیث نمبر: ۲۰۱۵

(۲) کتاب الترغیب والترهیب للمنذری: ۲/۶۱۳، بحوالہ معجم اوسط للطبرانی

"فإنه لا یقبل بالنفقة الحرام ... مع أنه یسقط الفرض عنه معها ... فلا یثاب لعدم القبول إلخ" (۱)

آپ نے چٹھی کی جو شکل لکھی ہے، وہ جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ جو چٹھی نقصان کے ساتھ اٹھائی جاتی ہو اور لوگوں میں اس کا کمیشن تقسیم ہوتا ہو، وہ واضح طور پر سود پر مبنی ہے، اب چاہے آپ زائد رقم نہیں لیں، لیکن اصولی طور پر آپ نے ایک ایسے معاملہ کو قبول کیا ہے، جس میں سود شامل ہے؛ اس لئے یہ جائز نہیں، اس کے بجائے یہ ہو سکتا ہے کہ آپ ایک یا متعدد حضرات سے قرض حاصل کریں اسے حج کے لئے محفوظ کر دیں اور ماہ بماہ لوگوں کا قرض ادا کرتے جائیں، یا ایسی چٹھی میں شامل ہوں، جس میں نقصان کے ساتھ رقم نہیں اٹھائی جاتی ہو؛ بلکہ قرعہ اندازی کی بناء پر ہر مہینہ ایک شخص کو پوری رقم مل جایا کرے، چٹھی کی یہ صورت جائز ہے اور ایسی چٹھیاں بھی لوگ چلایا کرتے ہیں، اس میں سود نہیں؛ لہذا آپ اس میں بھی شریک ہو سکتے ہیں۔

بینک کا سود اور اس کی ملازمت

سوال:- (الف) بینک میں جو مال ڈپازٹ کیا گیا ہو، اس پر جو سود وصول ہوتا ہے، کیا مسلمان اسے استعمال کر سکتا ہے؟

(ب) کیا مسلمان بینک اور انشورنس کمپنی کی ملازمت کر سکتا ہے؟

(ج) کیا بینک سے ضرورت پڑنے پر قرض لے سکتے ہیں، جب کہ بینک کو اس کا سود ادا کرنا پڑتا ہے؟

(محمد عقیل احمد، بیگم پیٹ)

---

(۱) رد المحتار: ۳۵۳/۳

جواب:- (الف) سود کا لینا اور دینا سخت گناہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے اور دینے والے، اس پر گواہ بننے والے اور سودی معاملہ کے لکھنے والے تمام لوگوں پر لعنت بھیجی ہے، (۱) —— سود کے معنی یہ ہیں کہ کسی کو کوئی چیز دی جائے اور اسی جنس کی چیز زیادہ مقدار میں وصول کی جائے؛ چنانچہ جب آپ بینک میں رقم ڈپازٹ کرتے ہیں تو مثلاً ایک لاکھ روپے بینک کے حوالہ کرتے ہیں اور ایک مخصوص مدت کے بعد مثلاً ڈیڑھ لاکھ روپے وصول کرتے ہیں، اس طرح یہ پچاس ہزار روپے زائد رقم ہوئی، جس کا سود ہونا ظاہر ہے، یہ سمجھنا کہ ہندوستان دارالحرب ہے، دراصل غلط فہمی پر مبنی ہے، فقہاء نے دارالحرب ہونے کے لئے جو شرطیں لکھی ہیں، ان میں ایک یہ ہے کہ مسلمان ملکوں سے اس کا اتصال نہ ہو، ہندوستان کے دونوں طرف دو مسلم ممالک ہیں اور اگر مالدیپ کو بھی شامل کرلیں تو تین مسلم ممالک ہندوستان کے پڑوس میں ہیں، دارالحرب ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ مسلم عہد حکومت کی شہریت کو کافی نہیں سمجھا جائے؛ بلکہ دوبارہ شہریت حاصل کی جائے، ہندوستان میں یہ صورت حال نہیں ہے، یہاں مسلم دور حکومت سے مسلمان آباد ہیں اور ملک کی تقسیم کے بعد بھی ان کی سابقہ شہریت کو کافی سمجھا گیا ہے، دارالحرب ہونے کے لئے بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ وہاں اذان، نماز وغیرہ کی ادائیگی علانیہ نہ کی جاسکے؛ جب کہ ہندوستان میں ہمیں دستوری طور پر مذہبی آزادی حاصل ہے، اور اکثر مسلم ملکوں سے زیادہ بہتر طور پر ہمارے یہاں اسلامی احکام پر عمل کرنے کی گنجائش ہے؛ اس لئے ہندوستان کو دارالحرب قرار دینا اور سود جیسے حرام فعل کو اس کی بنیاد پر جائز ٹھہرانا سمجھ میں نہیں آتا، —— حاصل یہ ہے کہ بینک میں رقم ڈپازٹ کرکے اس سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں۔

(ب) جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا: بینک بنیادی طور پر سودی کاروبار کرتا ہے، سود پر اپنا سرمایہ لگاتا ہے، اور اپنے کھاتہ داروں کو سود ادا کرتا ہے، انشورنس کی تقریباً تمام ہی صورتوں میں جوا پایا جاتا ہے، اور بعض صورتوں میں جوے کے ساتھ ساتھ سود بھی پایا جاتا ہے؛ اس لئے بینک اور انشورنس کمپنی میں ملازمت جائز نہیں، یہ گناہ میں تعاون ہے اور اللہ تعالیٰ نے گناہ میں تعاون کو

---

(۱) ترمذی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر: ۱۲۰۶

منع فرمایا ہے: ﴿ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان﴾ (۱) —— البتہ چوتھے درجہ کی ملازمت، جس میں ملازم کو لکھنا پڑھنا، حساب وکتاب کرنا، پیسوں کا لینا دینا وغیرہ نہیں کرنا پڑتا ہے، ایسی ملازمت کی گنجائش ہے۔

(ج) سود کا جیسے لینا حرام ہے، اسی طرح دینا بھی حرام ہے، بلکہ فقہاء نے اسلامی تعلیمات کو سامنے رکھ کر قاعدہ مقرر کر دیا ہے کہ جس چیز کا لینا حرام ہے، اس کا دینا بھی حرام ہے: "ما حرم أخذه حرم إعطاؤه" (۲)؛ اس لئے اصولی طور پر بینک کا لون حاصل کرنا جائز نہیں؛ البتہ مجبوری کے احکام عام حالات سے مختلف ہوتے ہیں؛ اسلئے اگر کوئی شخص بہت زیادہ مجبور ہو، تو اس کے لئے اپنے قرض لینے کی گنجائش ہے: "ویجوز للمحتاج الاستقراض بالربح" (۳) —— البتہ اسے اپنے طور پر "مجبوری کا فیصلہ" نہیں کرنا چاہئے؛ بلکہ جو شخص ایسے حالات سے دوچار ہو، اس کو کسی مفتی سے رجوع ہو کر اس کے سامنے اپنے حالات رکھنے چاہئے اگر اس کے نزدیک اس کی مجبوری قابل اعتبار ہے، تب ہی وہ بینک سے قرض حاصل کر سکتا ہے۔

بینک لون لینا اور اس پر مجبور کرنا

سوال:- ایک شخص کی بیوی سرکاری ملازمہ ہے، اس شخص کو پیسوں کی ضرورت تھی، اس شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ بینک سے لون (Loan) لے لو، بیوی نے سودی قرض لینے سے انکار کر دیا، اس شخص نے شاید ڈرانے کی نیت سے بیوی سے کہا کہ اگر تم قرض نہ لو تو تمہارا میرا رشتہ ختم، اگر بیوی اس دھمکی پر بھی قرض نہ لے، تو کیا واقعی رشتہ ختم ہو جائے گا؟　　(امۃ العزیز، ناظم آباد)

---

(۱) المائدہ: ۲

(۲) الأشباہ والنظائر: ۲۲۹، قاعدہ نمبر: ۱۴

(۳) الأشباہ والنظائر مع الغمز: ۲۹۲

جواب:- جیسے سود لینا حرام ہے، اسی طرح شدید مجبوری کے بغیر سودی قرض لینا بھی حرام ہے؛ اس لئے مذکورہ شخص کی بیوی کا سودی قرض لینے سے انکار بالکل درست ہے، اور اس کے شوہر کا عمل غیر شرعی، غیر اخلاقی، غیر قانونی اور گناہ کا باعث ہے، جہاں تک شوہر کا یہ جملہ کہ "اگر تم قرض نہ لو، تو تمہارا میرا رشتہ ختم" سے مقصود اگر بیوی کو ڈرانا دھمکانا اور صرف ترک تعلق ہے، تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی اور اگر اس سے اس کی مراد طلاق دینے کی ہے، نیز اس نے کوئی مدت مقرر نہیں کی کہ فلاں وقت تک قرض نہ لو تو رشتہ ختم ہو جائے گا، تو عورت کی موت سے کچھ پہلے اس پر طلاق واقع ہوگی؛ کیوں کہ اسی وقت یہ بات واضح ہوگی کہ اب وہ عورت بینک سے قرض نہیں لے سکتی، اس سے پہلے خواہ کتنا عرصہ بھی گذر جائے قرض لینے کی گنجائش ہے، اور اگر کسی خاص مدت تک یا فوری طور پر اس نے قرض لینے کا حکم دیا اور بیوی نے نہیں لیا، تو پھر عورت پر طلاق واقع ہوگئی، تو اس کی وجہ سے وہ سخت گنہگار ہوگا؛ کیوں کہ وہ ایک ساتھ دوہرے گناہ کا ارتکاب کر رہا ہے۔

بینک کو کرایہ پر عمارت دینا

سوال:- آج کل بینک والے مناسب کرایہ بھی دیتے ہیں، وقت پر کرایہ ادا بھی کردیتے ہیں، اور سال بہ سال اس میں اضافہ بھی کرتے رہتے ہیں، ویسے کرایہ داروں سے طرح طرح کی دشواریاں پیش آتی ہیں، ہمارے ایک مکان کو بینک والے کرایہ پر مانگ رہے ہیں تو کیا بینک کو کرایہ پر مکان دینے کی گنجائش ہے؟

(محمد شیخ، ممبئی)

جواب:- بینک کا بنیادی کاروبار اپنے مقروضوں سے سود حاصل کرنا اور اپنے کھاتہ داروں کو سود دینا ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ سود کا لینا اور دینا دونوں حرام ہے، اور جس طرح حرام کاموں کا ارتکاب کرنا گناہ ہے، اسی طرح اس میں تعاون کرنا بھی گناہ ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا

ارشاد ہے کہ تقوی اور نیکی کے کام میں تعاون کرو، اور گناہ اور ظلم کے کاموں میں تعاون نہیں کرو:

﴿ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان ﴾ (۱)

چنانچہ فقہاء نے لکھا ہے کہ مثلاً کسی غیر مسلم کو اس لئے مکان کرایہ پر دینا کہ وہ اس میں شراب کا کاروبار کرے جائز نہیں:

" إذا استأجر الذمي من المسلم بيتا ليبيع فيه الخمر ، لم يجز ؛ لأنه معصية ، فلا ينعقد العقد عليه ولا أجر له عندهما " (۲)

یہی صورت بینک کے لئے کرایہ پر دینے کی بھی ہے؛ اس لئے بینک کو کرایہ پر مکان دینا جائز نہیں۔

مجبوری میں حاصل شدہ سود سے واجب الاداء سود کی ادائیگی

سوال:- امپورٹ اور ایکسپورٹ کے دوران مارجن رقم بطور ڈپازٹ رکھنا پڑتا ہے، جس پر بینک سود دیتا ہے اور جب ہم بینک سے قرض لیں تو ہم پر سود واجب الاداء ہوتا ہے، کیا مذکورہ رقم کے سود کو واجب الاداء سود میں منتقل کر سکتے ہیں؟

(ی، عبدالملک، راہیری روڈ، چنئی)

جواب:- مال حرام سے خلاصی کے لئے دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ اسی قدر مال بغیر نیت ثواب کے غرباء پر صدقہ کر دیا جائے، دوسری صورت یہ ہے کہ اگر مال کا مالک معلوم ہو تو اس کو واپس لوٹا دیا جائے؛ بلکہ اصل حکم یہی ہے؛ لہذا جس بینک کے پاس مارجن رقم ڈپازٹ رکھی تھی، اگر اسی کو سود ادا کرنا ہو اور سودی قرض بھی آپ نے مجبوری کے سبب حاصل کیا ہو تو

---

(۱) المائدہ: ۳۔ (۲) المبسوط للسرخسی: ۱۶/۴۴

اس کی گنجائش ہے؛ کیوں کہ یہ مال حرام اس کے مالک کو واپس لوٹانے کی ایک صورت ہے؛ البتہ اگر یہ دونوں الگ الگ بینک ہوں تو یہ صورت جائز نہیں۔

کریڈٹ کارڈ کا حکم

سوال:- کریڈیٹ کارڈ کا کیا حکم ہے، خاص کر اس صورت میں جب کہ مقررہ مدت کے اندر پیسہ ادا کردئے جائیں اور سود دینے کی نوبت نہیں آئے؟ (میران شیخ، چنئی)

جواب:- کریڈٹ کارڈ میں دو بنیادی مفاسد ہیں: ایک یہ کہ اس سے فضول خرچی کا رجحان پیدا ہوتا ہے، آدمی اپنی صلاحیت سے بڑھ کر خریداری کرنے لگتا ہے اور شریعت میں فضول خرچی کو منع کیا گیا ہے، دوسرے: چاہے آپ مدت مقررہ کے اندر پیسہ ادا کردیں اور سود دینے کی نوبت نہیں آئے؛ لیکن معاہدہ میں یہ بات شامل ہوتی ہے کہ اگر مدت مقررہ میں پیسے ادا نہیں کئے تو سود ادا کریں گے؛ لہٰذا آپ چاہے سود کے عمل میں ملوث نہ ہوں؛ لیکن آپ سودی معاملہ کرنے میں تو ملوث ہو ہی گئے، دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کریڈٹ کارڈ سے جو جائز فائدے حاصل کئے جاسکتے ہیں، وہ ڈیبٹ کارڈ سے بھی حاصل ہوسکتے ہیں؛ لہٰذا ڈیبٹ کارڈ سے اس ضرورت کو پورا کرلیا جائے، غرض کہ کریڈیٹ کارڈ لینا ہندوستان کے ماحول میں جائز نہیں ہے؛ البتہ ہوسکتا ہے کہ بعض ملکوں کے حالات الگ ہوں اور وہاں کے احوال کے روشنی میں کوئی رائے قائم کی جائے۔

بینک میں فکسڈ ڈپازٹ

سوال:- بینک میں روپیوں کو (Fixed Deposit) فکسڈ ڈپازٹ کرکے ان روپیوں کا جو سود (Interest) آیا ہے، ان روپیوں سے (Tax) ٹیکس ادا کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اس بات کو تفصیل سے بتایئے تو شکریہ ہوگا؛ کیوں کہ میرے خاوند بینک میں

روپیہ رکھنے سے منع کرتے ہیں، ہمارا ذاتی ایک شاپ (shop) ہے، اس کو ٹیکس (Tax) چھ مہینے میں تین ہزار روپے ادا کرنا پڑتا ہے۔ (شاہین، کرنول)

جواب:- بینک میں رقم فکسڈ ڈپازٹ کرانا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ اس اسکیم کے ساتھ جو رقم جمع کی جاتی ہے، اس کا مقصد صرف رقم کی حفاظت کرنا نہیں ہوتا؛ بلکہ اس کا مقصد ہی سود حاصل کرنا ہوتا ہے، اور سود لینا سخت گناہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے جس قدر اس کی مذمت فرمائی ہے، کفر کے علاوہ کسی گناہ کی نہیں فرمائی، اس ناجائز عمل سے جو سود حاصل ہو، اس کو ٹیکس میں خرچ کرنا بھی جائز نہیں؛ کیوں کہ یہ سود کا ذاتی استعمال ہے؛ اس لئے آپ کے شوہر جس بات سے منع کررہے ہیں، آپ اس سے باز رہیں، اور دنیا کے تھوڑے سے فائدہ کے لئے اپنی آخرت کو ضائع نہ کریں۔ وباللہ التوفیق

بینک میں رقم کی حفاظت

سوال:- یہ بات ظاہر ہے کہ بینک سودی لین دین کرتے ہیں؛ اس لئے بینک میں رقم ڈپازٹ کرنا جائز نہیں ہے؛ لیکن سوال یہ ہے کہ رقم کی حفاظت کی ضرورت ہوتی ہے تو آخر لوگ اپنے سرمایہ کو کیا کریں اور کیسے رکھیں؟ جب بینک میں رکھیں گے تو کچھ نہ کچھ انٹرسٹ ملے گا، پھر اس انٹرسٹ کا مصرف کیا ہوگا؟

(شاہد کرمانی، بتجارہ ہلز)

جواب:- یہ درست ہے کہ بینک سے ملنے والا نفع سود ہونے کی بناپر حرام ہے؛ اس لئے بینک میں رقم فکس ڈپازٹ کرانا جائز نہیں؛ کیوں کہ فکس ڈپازٹ کرنے کا مقصد ہی سود حاصل کرنا ہوتا ہے؛ لیکن چوں کہ مروجہ کرنسی کاغذی ہوتی ہے، جسے گذشتہ زمانے کی طرح دفینہ کی شکل میں محفوظ نہیں کیا جاسکتا، اور ایک خاص حد سے زیادہ کثیر رقم اپنے پاس رکھنے کی

بھی قانوناً ممانعت ہے ؛ اس لئے رقم کے تحفظ کی غرض سے بینک کی مدد لینا ایک مجبوری بن گئی ہے ؛ لہذا حفاظت کے لئے بینک میں رقم رکھنا جائز ہے ؛ البتہ رقم کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھنا چاہئے ، جس میں سود لینا مقصد نہیں ہوتا ہے ؛ بلکہ رقم کی حفاظت مقصود ہوتی ہے ، اس کے باوجود اگر اس میں کچھ سود آجائے تو ضروری ہے کہ اسے غرباء پر ثواب کی نیت کے بغیر خرچ کردیا جائے ، نیز رفاہی کاموں میں بھی خرچ کرنے کی گنجائش ہے ، بینک میں سود کی یہ رقم چھوڑنی نہیں چاہئے ؛ کیوں کہ ایسا کرنا ایک سودی ادارہ کو مزید تقویت پہونچانا ہوگا ۔

بینک انٹرسٹ سے قبرستان کی حصار بندی

سوال :- بینک سے جو سود (انٹرسٹ) کی رقم ملتی ہے ، کیا اس سے قبرستان کی صفائی اور حصار بندی کی جاسکتی ہے ؟

(محمد عبدالمجید ، بھینسہ)

جواب :- بینک انٹرسٹ کی رقم کا اصل حکم تو یہ ہے کہ اسے غرباء پر بلا نیت ثواب خرچ کردیا جائے :

" لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه " (۱)

لیکن اس کے علاوہ ہمارے عہد کے ارباب افتاء نے رفاہی کاموں میں بھی اس کے استعمال کی اجازت دی ہے ؛ لہذا اگر قبرستان کی صفائی اور حصار بندی کے لئے کسی اور رقم کا نظم نہ ہو سکے تو اس رقم سے بھی حصار بندی اور صفائی ستھرائی کا کام کرایا جاسکتا ہے ۔

سودی رقم سے مدارس ومساجد میں بیت الخلاء کی تعمیر

سوال :- کیا سود کے پیسوں سے ان دیہاتوں کی مساجد اور مدارس کے بیت الخلاء بناسکتے ہیں ، جہاں صد درجہ پسماندگی

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار : ۹/۴۷۰ ، كتاب الحظر والإباحة

اور غربت ہو، جہاں مساجد میں بیت الخلاء کی سہولت کی وجہ سے
جماعت کے افراد آسکیں اور غربت کی وجہ سے فتنۂ ارتداد سے
لوگوں کو بچانے کی مہم چلا سکیں؟ (محمد جاوید عالم)

جواب:- سود حاصل کرنے کے لئے بینک میں رقم ڈپازٹ کرنا یا کسی کو قرض دینا جائز نہیں؛ لیکن اگر کسی طرح ایسی رقم پہونچ جائے تو بنیادی طور پر اس کے دو مصارف ہیں: ایک یہ کہ غریب لوگوں پر انہیں صدقہ کر دیا جائے، جو کم سے کم اتنے غریب ہوں کہ ان کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہو، دوسرے ان کو رفاہی کاموں میں خرچ کیا جائے، رفاہی کاموں سے خدمت خلق کے ایسے کام مراد ہیں، جن سے تمام لوگ استفادہ کیا کرتے ہیں، ان ہی میں بیت الخلاء بھی ہے؛ اس لئے دینی مدارس میں سودی رقم سے بیت الخلاء کی تعمیر جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، جہاں تک مسجد کی بات ہے تو عام حالات میں مسجدوں کے بیت الخلاء میں ایسی رقم کا استعمال مناسب نظر نہیں آتا؛ کیوں کہ بیت الخلاء بھی ایک اہم ضرورت ہے اور مسجد کی ضروریات میں ایسی رقم کا استعمال مناسب نظر نہیں آتا؛ لیکن جن دیہاتوں میں وہاں کے لوگ بیت الخلاء کی تعمیر سے قاصر ہیں اور بیت الخلاء نہ ہونے کی صورت میں دینی شخصیتوں اور دعوتی کارکنوں کا وہاں قیام دشوار ہے، وہاں سودی رقم سے مسجدوں کے بیت الخلاء تعمیر کئے جا سکتے ہیں؛ کیوں کہ یہ مقامی مسلمانوں کو فکری اور عملی ارتداد سے بچانے اور ان کے ایمان کی حفاظت کرنے کا ذریعہ ہے۔

سود اور سبسیڈی

سوال:- ہماری ہندوستانی گورنمنٹ چاہے اسٹیٹ کی
ہو یا سنٹرل کی، اس میں ہمارا ٹیکس شامل رہتا ہے؛ لہٰذا گورنمنٹ
کے معاشی پروگرام کے فوائد بھی ہم کو ملنے چاہئے، جیسے میں ایک
فیکٹری ڈالتا ہوں، تو جب تک بینک کا قرض نہ ہو سبسیڈی یا دیگر

فوائد ہم حاصل نہیں کر سکتے ، اگر ہم سبسیڈی حاصل کر لیں تو جو سود
کی رقم ہوتی ہے ، اس کی سبسیڈی کی رقم سے منہائی ہوتی ہے ، جب
کہ شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی تو کیا طریقہ ہوگا ، جس سے یہ
فوائد ہم حاصل کر لیں ؟ (حفیظ اللہ ربانی ، جا گیرا)

جواب :- اگر نیشنلائزڈ بینک سے لون حاصل کیا جائے ، جس میں بینک کو سود دینا پڑے ، دوسری طرف گورنمنٹ سبسیڈی دے اور وہ سود میں ادا کی گئی رقم کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو یہ صورت جائز ہے ؛ کیوں کہ جب گورنمنٹ ایک طرف بینک کے واسطہ سے زیادہ رقم حاصل کر رہی ہے اور دوسری طرف سے قرض کا کچھ حصہ معاف کر رہی ہے ، اور بہ حیثیت مجموعی جتنی رقم آپ نے لی تھی ، اس سے زیادہ رقم ادا نہیں کرنی پڑ رہی ہے ، تو چاہے اس کو سود کا نام دیا جائے ، شرعاً یہ صورت سود کی نہیں ہوگی ؛ کیوں کہ سود اس وقت ہوتا ہے ، جب لین دین کے معاملہ میں بہ حیثیت مجموعی ایک طرف سے زیادہ رقم ہو جائے اور دوسری طرف سے کم ؛ لہٰذا ایسے مواقع سے فائدہ اٹھانے میں کوئی حرج نہیں ؛ البتہ اگر سبسیڈی کی سہولت نہ ہو تو صرف اس بنیاد پر سودی قرض لینا جائز نہیں ہوگا کہ مسلمان بھی گورنمنٹ کو ٹیکس ادا کرتے ہیں ؛ کیوں کہ ٹیکس گورنمنٹ کی جانب سے ملنے والی شہری سہولتوں اور امن و امان کے انتظام وغیرہ کا عوض ہے ، اس کا آپ کے قرض لینے اور دینے سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

گورنمنٹ کا سود سے تنخواہ ادا کرنا

سوال :- گورنمنٹ میں ایک اسکیم چل رہی ہے کہ
دس لاکھ کروڑ روپے بینک میں رکھ کر اس کے سود کے پیسے میں
ٹریننگ دی جاتی ہے اور کام کرنے والوں کو تنخواہ دی جاتی ہے ، کیا یہ
جائز ہے ؟ (اسد اللہ بیگ ، آئی ٹی آئی)

جواب :- اگر گورنمنٹ بینک میں کوئی رقم رکھتی ہے ، اس کا سود حاصل کرتی ہے

اور اس سے اپنے بعض ملازمین کو تنخواہ کے طور پر دیتی ہے، تو ان ملازمین کو اس تنخواہ سے استفادہ کرنے کی گنجائش ہے: کیوں کہ بینک میں رقم رکھنے اور اس پر سود حاصل کرنے کی ذمہ داری گورنمنٹ سے متعلق ہے، نہ کہ ملازمین سے یا ان لوگوں سے جن کا تعاون کیا جائے اور فقہ کا اصول یہ ہے کہ رقم متعین نہیں ہوتی ہے اور مالک کے بدلنے سے شئی کی حیثیت بدل جاتی ہے، یعنی اگر بینک نے گورنمنٹ کو رقم دی تو یہ بعینہ وہ رقم نہیں سمجھی جائے گی، جو ملازمین کو تنخواہ میں ملی ہے؛ البتہ اگر کوئی شخص بطور احتیاط کے اس رقم سے پرہیز کرے تو یہ یقیناً اس کے لئے باعث اجر ہوگا۔

کم شرح سود پر قرض دینے کے لئے سودی قرضوں کا حصول

سوال:- کچھ غیر سرکاری تنظیمیں سرکاری بینکوں سے ۲/ فیصد سود پر رقم لے کر مسلمانوں کو ۱۵/ فیصد پر قرض دیتی ہیں تو کیا کوئی غیر سرکاری رفاہی تنظیم ان کو زیادہ سود سے بچانے کے لئے ۲/ فیصد سود پر لے کر ۲/ فیصد پر قرض دے سکتی ہے؟ (عبدالخبیر)

جواب:- کسی عمل کے جائز ہونے کے لئے ضروری ہے کہ مقصد بھی درست ہو اور طریقۂ کار بھی، آپ نے جو صورت ذکر کی ہے، اس میں طریقۂ کار درست نہیں ہے؛ کیوں کہ ایک تو ادارہ سود پر قرض حاصل کر رہا ہے، دوسرے اسے سود پر لگا بھی رہا ہے، یہ دونوں عمل غلط ہیں، سود کے لینے اور دینے میں اس بات کی اہمیت نہیں ہے کہ دو فیصد سود لیا گیا یا دس فیصد؛ بلکہ سود ہر صورت میں سود ہونے کی وجہ سے حرام ہے، ہاں اگر ایسا کیا جائے کہ جو لوگ واقعی ایسی صورت حال سے دوچار ہوں، جس میں علماء و ارباب افتاء نے سودی قرض لینے کی اجازت دی ہے اور تنظیم ان کی رہنمائی کردے کہ وہ کس طرح بینک سے دو فیصد شرح سود پر قرض حاصل کر سکتے ہیں تو اس کی گنجائش ہے؛ کیوں کہ جو چیز کسی وجہ سے جواز کے دائرہ میں آگئی ہو، اس کے بارے میں رہنمائی کرنا بھی جائز ہے۔

سودی قرض پر مبنی کاروبار کی آمدنی سے حج اور کار خیر

سوال:- اگر کوئی شخص ایک کاروبار شروع کرے، مگر لون لے کر، پھر اس نے لون ادا کردیا تو کاروبار سے جو آمدنی اسے حاصل ہوتی ہے، کیا ان پیسوں سے وہ حج یا کوئی اور نیک کام کرسکتا ہے؟

(شیخ اعظم، بلگام)

جواب:- غیر معمولی مجبوری کی حالت کے سوا سودی قرض لینا جائز نہیں، لیکن سودی قرض میں جو سود ادا کیا جاتا ہے، وہ حرام ہے، جو رقم اس نے حاصل کی ہے، وہ حرام نہیں ہوتی، کیوں کہ اس زائد رقم کے علاوہ اصل رقم بطور قرض کے حاصل کی گئی ہے اور قرض لینا ایک جائز عمل ہے؛ اس لئے اس رقم کے ذریعہ جو آمدنی ہو، وہ آمدنی حلال ہے، اس کے ذریعہ حج بھی کیا جاسکتا ہے، خیر کے دوسرے کام بھی انجام دیئے جاسکتے ہیں، اور اس میں زکوٰۃ بھی واجب ہوتی ہے۔

طلبہ کے وظائف اور قرض کے لئے فکس ڈپازٹ

سوال:- کیا کسی ادارہ کے لئے یہ جائز ودرست ہے کہ وہ مسلم طلبہ کو وظیفہ و قرض حسنہ دینے کے لئے فکسڈ ڈپازٹ کرے اس کا سود حاصل کرے اور اس کو استعمال کرے؟

(محمد عبداللہ، مومن پورہ)

جواب:- مالی معاملات میں دو باتوں کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، ایک یہ کہ مال کس ذریعہ سے حاصل کیا گیا، دوسرے کس مصرف میں خرچ کیا جارہا ہے؟ اس کے بعد نیت کی وجہ سے انسان اجر وثواب کا مستحق ہوتا ہے؛ چنانچہ ضروری ہے کہ مال جائز طریقے پر حاصل کیا جائے اور پھر اسے جائز راستہ میں خرچ کیا جائے، فکس ڈپازٹ کرکے سودی رقم حاصل کرنا جائز نہیں ہے؛ لہٰذا اگر اچھے کام میں خرچ کرنے کے لئے اور بہتر نیت کے ساتھ - جیسے تعلیم کے لئے وظیفہ، قرض حسنہ وغیرہ —— روپے ڈپازٹ کرایا جائے تب بھی سودی کاروبار

میں ملوث ہونے کا گناہ اپنی جگہ باقی رہے گا؛ اس لئے یہ صورت جائز نہیں ہے، اور اس سے بچنا ضروری ہے۔

حکومت کی مالیاتی اسکیموں سے استفادہ

سوال:- حکومت کی جانب سے جو اسکیمیں مسلمانوں کو دی جارہی ہیں، مثلاً مکان کی تعمیر یا نئے کاروبار کرنے کے لئے جن میں سود کی ادائیگی ضروری ہے، کیا یہ درست ہے؟ (محمد ہاشم جواد)

جواب:- اگر کسی شخص کے پاس اپنی ضرورت کے بقدر رہائش کی سہولت نہ ہو اور اتنا پیسہ بھی نہ ہو کہ مکان بنا سکے، یا کوئی نوجوان بے روزگار ہو اور ضروری حد تک روزگار کے لئے اس کو وسائل مہیا نہ ہوں تو اس کے لئے حکومت کی ان اسکیموں سے فائدہ اٹھانا درست ہے، اور اس پر جو سود ادا کرنا پڑے ان شاء اللہ وہ عنداللہ اس سلسلہ میں معذور سمجھا جائے گا، سود کا مجبوری کے بغیر دینا بھی گناہ ہے؛ لیکن دوسرے اشخاص یا بینکوں کے مقابلہ حکومت کو سود ادا کرنے کا معاملہ نسبتاً خفیف ہے؛ کیوں کہ بے مکانوں کو مکان فراہم کرنا اور بے روزگاروں کے لئے روزگار کے مواقع مہیا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے؛ لہٰذا ان مقاصد کے لئے حکومت جو قرض دے رہی ہے، اگر کوئی شخص قرض کی شرائط کو پورا کرتا ہو تو وہ واقعی اس کا حقدار ہے اور اس پر سود ادا کرنا اپنے جائز حق کو حاصل کرنے کے لئے مجبوراً رشوت ادا کرنے کے مماثل ہے، جس کی اجازت دی گئی ہے۔

زیادہ ڈپازٹ دے کر کم کرایہ

سوال:- ایک آدمی کسی رہائشی مکان یا دکان کو بہ طور کرایہ لیتا ہے، اور ڈپازٹ زیادہ رقم دے کر کرایہ کم کروالیتا ہے، تو کیا یہ شکل جائز ہے؟ (عبداللہ)

جواب:- ڈپازٹ کے طور پر جو رقم جمع کی جاتی ہے، وہ امانت ہوتی ہے، مکان دار

کے لئے اس کا اپنی ذات کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں، اسے اس رقم کو بینک میں یا کسی اور طریقہ پر محفوظ کر دینا چاہئے، لیکن آج کل ڈپازٹ کے نام پر جو رقم لی جاتی ہے، اسے مکان دار باضابطہ اپنے تصرف میں لاتا ہے، اس لئے اس کی حیثیت قرض کی ہے نہ کہ ضمانت کی؛ اس لئے اگر پہلے سے کرایہ طے پا چکا ہو اور زر ضمانت بھی طے شدہ ہو، اس کے بعد کہا جائے کہ ''اگر زر ضمانت بڑھا کر اتنی دی جائے تو کرایہ کی رقم میں اتنی کمی کردی جائے گی'' تو یہ صورت جائز نہیں ہوگی؛ کیوں کہ یہ قرض پر فائدہ حاصل کرنا ہے، جو جائز نہیں، ہاں! اگر شروع ہی میں زر ضمانت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کرایہ کی ایک رقم مختص کردی جائے، اور بعد میں زر ضمانت کا مطالبہ کیا جائے، یا کرایہ داری کی تجدید کے وقت ایسا عمل کیا جائے تو یہ صورت درست ہوگی، نیز اس طرح جو رقم ضمانت یا ڈپازٹ کے نام پر دی جائے اسے پہلے مرحلہ میں مکان دار کو محفوظ رکھنا چاہئے؛ البتہ ایسا ہوسکتا ہے کہ بعد میں وہ کرایہ دار سے اس کے استعمال کی اجازت حاصل کرلے، ایسی صورت میں یہ امانت بعد کو قرض میں تبدیل ہوجائے گی، اسی طرح اگر اس طور پر معاملہ طے کیا جائے کہ ڈپازٹ کی جانے والی رقم کرایہ ہی کا حصہ ہے، جو اس نے یکمشت حاصل کرلیا ہے اور ماہانہ کرایہ بعد میں ادا کیا جانے والا کرایہ ہے تو یہ صورت بھی جائز ہوگی اور اس صورت میں دونوں کو ایک دوسرے سے مربوط کرنا یعنی اگر پہلے زیادہ رقم ادا کی گئی ہو تو ماہانہ اقساط کو کم رکھنا بھی جائز ہوگا؛ البتہ اس صورت میں یہ رقم ناقابل واپسی ہوگی اور مکان دار ہی اس کا مالک ہوگا۔

شیئر کے منافع میں آنے والا سود

سوال:- شیئرز (Shares) کے منافع کے سلسلہ میں آپ نے کہا کہ جو منافع سود کی شکل میں ملے گا وہ خود پر حلال نہیں؛ البتہ صدقہ کردیا جائے، میرا سوال یہ ہے کہ سود کی شکل میں جو منافع میں نے قبول کیا، وہ میرے لئے گناہ ہوا، اور وہی حرام مال کسی مسلم حاجت مند کو اس کے علم کے بغیر صدقہ میں دے تو یہ دوسرا گناہ ہوا، اس سلسلہ میں مزید وضاحت چاہوں گا۔ (ڈاکٹر فاروق)

سوال:- شیئرز کے منافع میں اگر کوئی معمولی حصہ سود کا شامل ہو جائے، جس کا تناسب مجموعی نفع میں چار فیصد سے زیادہ نہ ہو تو علماء نے موجودہ حالات میں مجبوراً ایسے شیئرز کو خریدنے کی اجازت دی ہے اور اگر اس کے لئے کمپنی میں اس بات کے اظہار کا موقع ہو کہ کمپنی کا کوئی بھی سرمایہ بینک میں ڈپازٹ نہ کیا جائے تو اسے یہ آواز بھی بلند کرنی چاہئے، کمپنی چوں کہ پورا نفع خریدار کے اکاؤنٹ میں منتقل کر دیتی ہے؛ اس لئے اگر وہ چاہے بھی تو اپنے آپ کو غالباً اس سے بچا نہیں سکتا اور اگر اس کو چھوڑ دینا ممکن ہو اور وہ اسے چھوڑ دے تو یہی ہوگا کہ یہ سود دوسرے شرکاء کے حصہ میں چلا جائے گا اور اپنے مصرف میں خرچ نہ ہو پائے گا؛ اس لئے یہ بات کہی گئی ہے کہ پورا نفع وصول کرے اور بلا نیت ثواب غرباء پر خرچ کردے، جب یہ رقم اس کے پاس بلا قصد وارادہ آئی ہے اور اس نے اس کو اس کے مصرف میں استعمال کرنے کی نیت سے اپنے قبضہ میں نہیں لیا ہے تو وہ گنہگار نہیں ہوا، اور جس غریب شخص پر اس نے خرچ کیا ہے، اس کے حق میں یہ رقم ناجائز نہیں، جیسے زکوٰۃ مالدار کے لئے ناجائز، اور غریب ومستحق کے لئے جائز ہے، اور جیسے شراب عام لوگوں کے لئے حرام اور مضطر کے لئے جائز ہے، اسی طرح یہ رقم بھی عام لوگوں کے لئے تو حرام ہے؛ لیکن جو نہایت غریب ومحتاج ہوں، ان کے لئے جائز ہے۔

سودخوار سے بے تعلقی برتنا

سوال:- میرے بچپن کے دوست ہیں، جو اب پچاس سال سے زیادہ کی عمر کے ہیں، ایک عرصہ سے ہم دونوں کے گھریلو تعلقات ہیں، دوسرے کاروبار کے علاوہ کچھ دنوں سے سودی لین دین بھی انھوں نے شروع کردیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ منافع مقرر کرکے کسی کو رقم دیں تو وہ زیادہ کمانے کی دھن میں اچھا اور محنت سے کاروبار کرتا ہے، ورنہ اس کے ذہن میں یہ بات آجاتی ہے کہ میں کتنا بھی کماؤں آدھا تو رقم والے کو دینا پڑے گا؛ اس لئے کاروبار

میں کم لوگوں پتہ ہے ——— میرا کہنا یہ ہے کہ ایسا شخص جو کھلے عام سودی کاروبار کرتا ہو، وہ شریعت پر قائم ہے؟ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ایسے لوگوں سے میل ملاپ رکھنا درست نہیں، اس سے تعلقات ختم کرلینا چاہئے، براہ مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں تو عنایت ہوگی۔ (محمد قیصر، شیرآباد)

جواب:- آپ نے جو صورت لکھی ہے، وہ صریح طور پر سود میں داخل ہے، سود کو نفع کا نام دے دیا جائے، تو اس کی وجہ سے وہ حلال نہیں ہوسکتا، سود اور حلال نفع میں یہی فرق ہے کہ سود میں انسان نقصان کا خطرہ قبول نہیں کرتا اور حلال نفع میں سرمایہ لگانے والا نفع ونقصان دونوں میں شریک ہوتا ہے؛ بلکہ بعض اوقات تو وہ تنہا نقصان کو برداشت کرتا ہے، یہ کہنا درست نہیں ہے کہ سود مقرر ہونے کی صورت میں انسان زیادہ محنت کرتا ہے اور نفع میں شرکت کا معاملہ طے ہو تو انسان کم محنت کرتا ہے؛ کیوں کہ ایک تو نفع کی مقدار آدھی آدھی طے کرنا ضروری نہیں، محنت کار کا نفع سرمایہ کار سے زیادہ بھی ہوسکتا ہے، دوسرے جب سرمایہ دار نقصان کے خطرہ کو خود قبول کرتا ہے، جیسا کہ مضاربت میں ہوتا ہے یا نقصان کے خطرہ میں شریک رہتا ہے، جیسا کہ مشارکہ میں ہوتا ہے تو محنت کرنے کا حوصلہ بڑھتا ہے، وہ بے خوف وخطر محنت کرتا ہے اور تجارت کو بڑھاتا ہے؛ کیوں کہ اسے نقصان کی صورت میں ایک طرف بوجھ اٹھانے کا خوف نہیں ہوتا؛ اسی لئے اس سے تجارت اور معیشت کو ترقی حاصل ہوتی ہے اور فریقین کو نفع بھی زیادہ ہوتا ہے؛ اس لئے نہ صرف شرعی نقطۂ نظر سے؛ بلکہ معاشی اعتبار سے بھی اسلامی طریقہ زیادہ مفید ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف سود کے لین دین کو حرام قرار دیا ہے؛ بلکہ اس میں ہر طرح کے تعاون کو بھی منع کیا ہے؛ اس لئے آپ کو ایسے شخص سے بے تعلقی برتنی چاہئے؛ تاکہ انہیں محسوس ہو کہ ان کے اس فعل کو لوگ غلط سمجھتے ہیں، فقہاء نے اس سلسلہ میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کی آمدنی کا غالب حصہ مالِ حرام ہو تو اس کی دعوت کھانا یا اس کا تحفہ قبول کرنا جائز نہیں،

سوائے اس کے کہ وہ وضاحت کردے کہ یہ کھانا یا تحفہ اس کے مال کے حلال حصہ سے ہے اور اگر اس کے مال کا زیادہ حصہ حلال ہو تو اس کی دعوت کھانے اور تحفہ قبول کرنے کی گنجائش ہے، لیکن یہ حکم اس شخص کے لئے ہے، جس کے عمل کی لوگ پیروی نہ کرتے ہوں اور اس کو اپنے لئے دلیل نہ بناتے ہوں، جو لوگ مقتدیٰ کا درجہ رکھتے ہوں، ان کو اس صورت میں بھی ایسے شخص کی دعوت قبول نہیں کرنی چاہئے:

"آكل الربا وكاسب الحرام أهدى إليه أو أضافه وغالب ماله حرام، لا يقبل ولا يأكل ما لم يخبره أن ذلك المال أصله حلال ... وإن كان غالب ماله حلال، لا بأس بقبول الهدية والأكل" (1)

پراویڈنٹ فنڈ کا حکم

سوال:- (الف) ہماری کمپنی حکومت کے قوانین کے مطابق پراویڈنٹ فنڈ کے نام پر ہماری تنخواہ سے کچھ حصہ وضع کرتی ہے، پھر اس وضع شدہ حصہ کو ہمارے علم کے مطابق کسی فائنانس کمپنی میں سرمایہ کاری کرتی ہے، پھر ہماری کمپنی سے علاحدگی کے وقت اس فنڈ کی مجموعی رقم ہم کو دی جاتی ہے، کیا اس کا لینا درست ہے؟

(ب) پراویڈنٹ فنڈ کا جو حصہ لازمی طور پر وضع کیا جاتا ہے، بعض ملازمین اس کے علاوہ بھی مزید اپنے اختیار سے وضع کراتے ہیں اور علاحدگی کے وقت اس اختیاری وضع کردہ رقم پر بھی اضافی رقم حاصل ہوتی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

(محمد فراز، مقام غیر مذکور)

---

(1) الفتاوى الهندية: ج ۵، ص ۳۴۳، كتاب الكراهية

جواب:- (الف) کمپنی نے آپ کی تنخواہ میں سے کچھ رقم وضع کر لی اور کچھ رقم اپنی طرف سے اضافہ کر کے دی تو یہ جائز ہے، یہ اضافہ شدہ رقم سود نہیں ہے! بلکہ یہ اجرت میں داخل ہے، جو آپ کی محنت کے عوض آپ کو دی جا رہی ہے۔ جو رقم کمپنی نے وضع کر لی، وہ بھی آپ کی ملکیت میں داخل ہی نہیں ہوئی ہے، یہ بھی کمپنی کے ذمہ دین ہے، اور زائد رقم اس کی طرف سے اجرت یا عطیہ ہے۔

(ب) جو رقم اختیاری طور پر بالا بین کمپنی کے حوالہ کرتے ہیں، اس پر دی جانے والی زائد رقم سود میں شامل ہے کیوں کہ ایک ایسی رقم جو آپ کی ملکیت میں آچکی ہے اور جس کو لے چلنا آپ کے اختیار میں ہے، اسے آپ نے کمپنی کو یہ کہہ کر حوالہ کیا کہ وہ اسے ایک مدت تک اپنے پاس رکھے، اور بعد میں اضافہ کے ساتھ واپس کر دے اور اسی کو سود کہتے ہیں۔

بینک انٹرسٹ سے اپنے گھر یا مسجد کا بیت الخلاء بنوانا

سوال:- بینک سے جو سود کی رقم ملتی ہے، کیا اس سے مسجد کا یا اپنے گھر کا بیت الخلاء بنایا جا سکتا ہے؟ بعض علماء کہتے ہیں کہ بیت الخلاء بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیوں کہ یہ ناپاک پیسہ ہے اور ناپاک جگہ میں خرچ کیا جا رہا ہے۔ (معاذ، کوکنانڈا)

جواب: بینک سے ملنے والا انٹرسٹ سود ہونے کی وجہ سے حرام ہے اور حرام رقم کا مصرف یہ ہے کہ اسے غرباء پر بلا نیت ثواب خرچ کر دیا جائے، یا عام لوگوں کے کام آنے والی رفاہی چیزوں میں اسے صرف کیا جائے، گھر کا بیت الخلاء بہت بڑی ضرورت ہے، اور اس کام میں سود کی رقم کو استعمال کرنا خود اپنے آپ پر سود کی رقم کو خرچ کرنا ہے، اس لئے سود کی رقم سے اپنا بیت الخلاء بنوانا قطعاً جائز نہیں، اسی طرح بیت الخلاء مسجدوں کے لئے بھی آج کل ایک اہم ضرورت کا درجہ رکھتا ہے، اور مسجدوں میں خاص طور پر پاک اور حلال رقم خرچ کرنے کی تاکید کی گئی ہے؛ اس لئے مسجد کے بیت الخلاء بھی سود کی رقم سے تعمیر نہیں کئے جا سکتے۔

پی، ایف وغیرہ پر زائد رقم

سوال:- سرکاری ملازمین کی تنخواہوں سے دوران ملازمت (G P F) جنرل پراویڈنٹ فنڈ (F.B.F) فیملی بینیفٹ فنڈ، (G I S) گروپ انشورنس وغیرہ منہا کیا جاتا ہے، سرکاری ملازمین نہ چاہتے ہوئے بھی یہ رقم تنخواہ سے کٹوانے پر مجبور ہیں، اور ریٹائرمنٹ کے بعد یکمشت رقم اضافہ کے ساتھ ملازمین کو واپس کردی جاتی ہے، سوال یہ ہے کہ یہ زائد رقم کیا سود ہے؟ اور اگر اسے کوئی لے لے تو اسے کہاں استعمال کرے؟

جواب:- جنرل پراویڈنٹ فنڈ (G P F) اور فیملی بینیفٹ فنڈ (F B.F) کے طور پر گورنمنٹ جو رقم وضع کرتی ہے، نیز اس رقم کے دینے پر گورنمنٹ ملازمین مجبور ہیں، اس پر ملنے والی زائد رقم کے بارے میں ارباب فقہ کا خیال ہے کہ وہ سود نہیں ہے، یہ گورنمنٹ کی طرف سے اس کی خدمت کے نتیجہ میں کیا جانے والا تعاون ہے؛ البتہ اگر اس نے اپنے اختیار سے پراویڈنٹ فنڈ (P.F) کے لئے زیادہ رقم کٹوائی ہو، تاکہ اس کی زائد رقم محفوظ ہوجائے اور اس پر نفع حاصل ہو، تو اختیاری طور پر کٹائی ہوئی زیادہ رقم کے مقابلہ میں ملنے والی رقم سود ہے، اسی طرح گروپ انشورنس کے طور پر جو رقم کاٹی جاتی ہے، اگر اضافہ کے ساتھ واپس کی جاتی ہے، تو یہ اضافہ شدہ رقم بھی جائز نہیں، یہ بھی سود میں شامل ہے، لہٰذا اس زائد رقم کو بلا نیت ثواب کے غرباء پر خرچ کردینا واجب ہے۔

فیکٹری اور کمپنی کا انکم ٹیکس اور سود سے اس کی ادائیگی

سوال:- افراد واشخاص کے علاوہ حکومت فیکٹری اور کمپنی پر بھی بہ حیثیت کمپنی انکم ٹیکس عائد کرتی ہے، یہ انکم ٹیکس بہت سی دفعہ ساٹھ فیصد تک جا پہنچتا ہے، کیا یہ ٹیکس بینک انٹرسٹ کی رقم سے ادا

کیا جا سکتا ہے؟ (عبید الرحمٰن، بنگلوری کالج)

جواب: کمپنی پر لگنے والا ٹیکس بھی اسی طرح ہے جس طرح افراد و اشخاص پر ٹیکس عائد ہوتا ہے، اگر کمپنی اور فیکٹری نے کوئی رقم قانونی لزوم کے تحت ڈپوزٹ کرائی ہو، یا کسی مجبوری کے تحت کمپنی اور فیکٹری کے مالکان نے رقم فکسڈ ڈپازٹ کر رکھی ہو تو اس سے حاصل ہونے والے سود کو اس ٹیکس میں ادا کیا جا سکتا ہے، یہ درست نہیں کہ خاص طور پر ٹیکس کی ادائے گی میں سہولت کے لئے رقم ڈپوزٹ کرائی جائے اور پھر اس سے ٹیکس ادا کیا جائے۔

سود سے سروس ٹیکس کی ادائیگی

سوال: آج کل کمپنی پر انکم ٹیکس کے علاوہ سروس ٹیکس بھی عائد کیا جاتا ہے، یعنی کوئی بھی کمپنی جو لوگوں کو سروس فراہم کرتی ہے اس پر بھی ٹیکس عائد ہوتا ہے، کیا بینک کی سودی رقم سے اس ٹیکس کا ادا کرنا درست ہوگا؟ (عبید الرحمٰن، بنگلوری کالج)

جواب: اس حقیر کا خیال ہے کہ سروس ٹیکس کی نوعیت بھی وہی ہے جو انکم ٹیکس کی ہے، اس لئے اگر بینک انٹرسٹ کی رقم اس طور پر حاصل ہوئی ہو کہ کسی مجبوری کے تحت رقم فکسڈ ڈپوزٹ کرانی پڑی اور سود لینے کا ارادہ نہیں تھا؛ لیکن عام اصول کے تحت اس پر عائد ہو گیا تو اس سے سروس ٹیکس کا ادا کرنا درست ہوگا۔ واللہ اعلم

مسروقہ رقم کی سود سے تلافی

سوال: اگر ایک شخص کی ذاتی رقم چوری ہوگئی ہو اور اس کے پاس بینک انٹرسٹ کی رقم موجود ہے، جسے علماء کے فتوے کے مطابق غرباء پر خرچ کرتا ہے، تو کیا وہ سود کی اس رقم میں سے اپنی چوری ہو جانے والی رقم کے بقدر استعمال کر سکتا ہے؟

(عبید الرحمٰن، بنگلوری کالج)

جواب: انسان زندگی میں آفات ومصائب سے دوچار ہوتا رہتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی آزمائش بھی ہے اور انسان کی مجبوری ولاچاری کا ثبوت بھی، ان ہی آفات کے مقابلہ میں صبر کا حکم دیا گیا ہے۔(۱) چوری کی ہوئی رقم کا سود سے حاصل کرلینا صبر کے بجائے بے صبری ہے، اور اسی کی وجہ سے مالِ حرام سے استفادہ کی اجازت نہیں دی جاسکتی، ایسے بہانوں سے اگر سود کی رقم کے استعمال کو جائز قرار دیا جائے تو شریعت کے احکام کی اہمیت ہی ختم ہوجائے گی۔

سود سے وکیل کی فیس

سوال: - کاروبار کے سلسلہ میں بسا اوقات عدالت، پولیس یا حکومت کے کسی خاص محکمہ سے رجوع کرنا پڑتا ہے اور اس کے لئے وکیل کا نظم کرنا ہوتا ہے، تو کیا وکیل کی فیس سود کی رقم سے ادا کی جاسکتی ہے؟ (حبیب الرحمٰن بلغزی کالج)

جواب: - اول تو کوئی شخص اپنا مقدمہ لڑنے کے لئے قانوناً وکیل مقرر کرنے پر مجبور نہیں ہے، وہ براہ راست خود اپنے مقدمہ کی پیروی کرسکتا ہے، دوسرے بعض اوقات کسی قانونی یا کاروباری نفع کے لئے وکیل مقرر کیا جاتا ہے، ہمیشہ نقصان سے بچاؤ ہی کے لئے وکیل کا تقرر نہیں ہوتا، بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ خود بے قصور کی پیروی کے لئے وکیل مقرر کیا جاتا ہے، پس نہ وکیل مقرر کرنے پر انسان مجبور ہے اور نہ اس کا مقصد ہمیشہ ناحق ظلم سے بچنا ہوتا ہے، لہٰذا اگر وکیل کی فیس سود کی رقم سے دی جائے تو یہ اس سود کو اپنے مفاد کے لئے استعمال کرنا ہے اور یہ جائز نہیں۔

کیا سود جائز ہے؟

سوال: - بعض حضرات نے بتایا کہ گجرات کے فلاں صاحب نے ہندوستان میں سود کو جائز قرار دے دیا ہے، کیا یہ صحیح

(۱) البقرۃ: ۱۵۵

ہے؟

(عبید الرحمٰن بلکڑی کالیل)

جواب:- سود کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے، کوئی مسلمان کیسے اسے جائز قرار دینے کے بارے میں سوچ سکتا ہے؟ گجرات کے فسادات کی وجہ سے ہندوستان کو دار الحرب قرار نہیں دیا جاسکتا، دار الحرب ایسے ملک کو کہتے ہیں جہاں مسلمانوں کو اپنے مذہب پر چلنے کی آزادی نہ ہو، اور ہندوستان ایسا جمہوری ملک ہے جہاں مسلمانوں کو بعض مسلم ملکوں سے بھی زیادہ مذہبی آزادی حاصل ہے، ایسے ملک کو ''دار الحرب'' کیسے کہہ سکتے ہیں؟ —— رہ گئے بدامنی کے واقعات، تو ایسے ناخوشگوار اور تکلیف دہ واقعات مسلم ملکوں میں بھی پیش آتے ہیں، پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ گجرات میں جہاں فرقہ پرست ہندوؤں نے قتل وغارت گری کا بازار گرم کیا ہے، وہیں بہت سے ہندو بھائیوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کی حفاظت بھی کی ہے، سودی حکومت اور فرقہ پرستوں کے خلاف احتجاج بھی کئے ہیں، مفسدین کے خلاف جرأت مندی کے ساتھ گواہی بھی دی ہے اور ظلم کے واقعات کو منظر عام پر لانے میں اہم کردار ادا کیا ہے، نیز ملک کے دستور میں کوئی ایسی تبدیلی نہیں ہوئی ہے جو اقلیتوں اور مختلف طبقات کے حقوق کو متاثر کرنے والی ہو، اس لئے ہندوستان کی شرعی حیثیت میں بھی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے اور صحیح یہی ہے کہ ہندوستان دار الامن ہے اور سود سے متعلق جو احکام ہیں، ہندوستان میں بھی مسلمان اس کے مکلف ہیں؛ اس لئے گجرات کے فسادات کے باوجود سود حرام ہی ہے۔

سود سے آڈیٹر کی فیس ادا کرنا

سوال:- انکم ٹیکس سے متعلق حسابات پیش کرنے کے لئے آڈٹ کرانی پڑتی ہے، اور آڈیٹر کو ایک خطیر رقم ادا کرنی ہوتی ہے، کیا سود کی رقم سے آڈیٹر کی فیس ادا کی جاسکتی ہے؟

(عبید الرحمٰن بلکڑی کالیل)

جواب :- آڈٹ کرانا حساب و کتاب کو منضبط اور منقح کرنے کی ایک صورت ہے اور اس کا تعلق صرف انکم ٹیکس سے نہیں ہے، بلکہ اس کے ذریعہ لوگوں کو اپنے کاروبار کی کیفیت سمجھنے میں سہولت بہم پہنچتی ہے، لہٰذا سودی رقم سے آڈیٹر کی فیس ادا کرنا جائز نہیں، کیوں کہ یہ سودی رقم کو اپنے کام میں لانے کے مترادف ہوگا۔

اراضی مسجد کو بچانے کے لئے سود کی رقم خرچ کرنا

سوال :- مسجد کی زمین پر کچھ لوگ قابض ہو رہے ہیں، زمین کی حفاظت کے لئے قانونی چارہ جوئی درکار ہو تو کیا اس قانونی چارہ جوئی میں سود کی رقم خرچ کی جا سکتی ہے؟

(عبید الرحمن، لکڑی کا پل)

جواب :- مسجد اللہ تعالیٰ کا پاک گھر ہے، اور اس میں کسی بھی طور پر ناپاک پیسہ لگانا روا نہیں، اس لئے اراضی مسجد کو حاصل کرنے میں سودی رقم نہیں لگائی جا سکتی، اگر مسجد کے دوسرے ذرائع آمدنی ہوں تو اس میں سے خرچ کیا جا سکتا ہے، اگر اس میں بھی دشواری ہو تو آخری صورت یہ ہے کہ فی الحال سود والی رقم میں سے بطور قرض اس میں خرچ کیا جائے اور بعد کو مسجد کی آمدنی سے اسے ادا کر دیا جائے، تا کہ اراضی مسجد کی حفاظت بھی ہو اور مسجد کی زمین کے حاصل کرنے میں حرام پیسوں کا استعمال بھی نہ ہو۔

دار الحرب میں سود کا مسئلہ

سوال :- امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایک مسلمان دار الحرب میں صرف مسلمانوں سے ہی سود لے سکتا ہے یا غیر مسلموں سے بھی، اس مسئلہ کی وضاحت بہت ضروری ہے، کیوں کہ مسلم فائنانسرز عام طور پر غریب مسلمان بھائیوں سے ہی سود وصول کرتے ہیں؟

(نسیم احمد، مغل پورہ)

جواب :- امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک دارالحرب میں سود لینے کی اجازت دی گئی ہے ، لیکن اس سلسلہ میں تین باتیں ملحوظ رکھنے کی ہیں ، اول تو یہ قول مرجوح ہے ؛ اس لئے کہ جس حدیث سے اس نقطۂ نظر پر استدلال کیا گیا ہے ، اس میں دو مختلف معنوں کا احتمال ہے ، جب کہ سود کی حرمت جن آیات واحادیث سے ثابت ہے ، وہ بالکل واضح اور بے غبار ہیں ، دوسرے : اس کی اجازت دارالحرب یعنی ایسے ملک میں ہے ، جہاں مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل نہ ہو ، جب کہ ہندوستان ایسا ملک ہے جہاں مسلمانوں کو اکثر مسلم ممالک سے بھی زیادہ مذہبی آزادی حاصل ہے ، تیسرے : دارالحرب میں اس ملک میں بسنے والے مسلمانوں کو سود لینے کی اجازت نہیں ہے ؛ بلکہ مسلمان ملک سے کوئی شخص ویزہ لے کر دارالحرب میں آئے تو اس کے لئے امام ابوحنیفہؒ کے یہاں دارالحرب کے باشندوں سے سود لینے کی اجازت دی گئی ہے ؛ تاکہ ان کی معیشت کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہونچے ، چنانچہ مشہور فقیہ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں :

"لا ربوا بين حربي ومسلم مستأمن ولو بعقد فاسد أو قمار ثمة ؛ لأن ماله ثمة مباح فيحل برضاه مطلقا بلا عذر ، خلافا للثاني والثلاثة " (۱)

اس لئے ہندوستان میں مسلمان سود خواروں کا نہ مسلمانوں سے سود لینا جائز ہے اور نہ غیر مسلموں سے ، کیوں کہ وہ خود اس ملک کے باشندہ ہیں ، اللہ تعالیٰ ایسے خدا ناترس لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے !!

سودی رقم سے عمرہ کا سفر

سوال :- میں نے اس سال عمرہ کو جانے کا ارادہ کیا ، میرا لڑکا سود کا کاروبار کرتا ہے اور قبرستان میں ناجائز طور پر قبر فروخت

---

(۱) رد المحتار : ۵/۱۸۶

کر کے آمدنی بھی حاصل کرتا ہے اور ہمارے گھر میں قرآن مجید پڑھانے والے استاذ کو اسی آمدنی سے فیس ادا کرتا ہے، کیا میں اس آمدنی سے عمرہ کے لئے جا سکتی ہوں؟ اور کیا اس رقم سے عربی تعلیم کی فیس ادا کی جا سکتی ہے؟ (نام غیر مذکور، علی باغ)

جواب:- عمرہ ایک اہم ترین عبادت اور حرمین شریفین کی زیارت ایک بہت بڑی سعادت ہے، ایسی اہم عبادت کو مال حرام کے ذریعہ انجام دینا قطعاً جائز نہیں، زیارت حرم شریف کی نسبت ایسی ہے کہ اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ سفر حج وعمرہ میں اپنی دانست کے مطابق حرام مال کے استعمال کرنے سے بچتے تھے، یوں بھی عمرہ نہ فرض ہے اور نہ حنفیہ کے یہاں واجب، اور جس کے پاس اخراجات سفر موجود نہ ہوں، اس پر تو کسی بھی فقیہ کے نزدیک عمرہ واجب نہیں ہے؛ اس لئے آپ اس مال سے عمرہ کا سفر نہ کریں ورنہ مزید گناہ کا اندیشہ ہے؛ کیوں کہ مال حرام سے کسی عبادت کو انجام دینا اس عبادت کی توہین ہے؛ اسی لئے آپ ﷺ نے مال حرام کو صدقہ کرنے سے منع فرمایا: " لا صدقة من غلول " (۱) اسی طرح قرآن مجید کی تعلیم کی فیس مال حرام سے دینا بھی جائز نہیں؛ البتہ ضروری حد تک دینی تعلیم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے؛ اس لئے کسی حلال رقم سے فیس ادا کر کے تعلیم دلانی چاہئے یا مساجد کے تحت چلنے والے ان مکاتب میں بچوں کو بھیجنا چاہئے، جہاں مفت تعلیم ہوتی ہو، —— یہ تو آپ کے سوال کا جواب ہے؛ لیکن یہ بات بھی ضروری ہے کہ بہ حیثیت ماں باپ اپنے بیٹے کو اس عمل سے منع کریں، انہیں سمجھائیں کہ دنیا کی چند روزہ زندگی کے لئے ہمیشہ ہمیش رہنے والی آخرت کو برباد نہ کریں، اور محنت کر کے حلال رزق حاصل کریں، اگر انسان اللہ سے رجوع کرتے ہوئے رزق حاصل کرنے کے لئے جد وجہد کرے تو اللہ ضرور اسے روزی سے نوازتے ہیں۔

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب وجوب الطهارة للصلاة، حدیث نمبر: ۵۵۷

کم رقم دے کر زیادہ وصول کرنا

سوال:- میں چار سال سے ایک پرائیوٹ بینک I.c.i.c.i prodential life insurance میں دو ہزار تراسی روپے (2083/=) جمع کر رہا ہوں، پالیسی کی مدت پانچ سال ہے، لیکن میں چار سال میں ہی پالیسی کی رقم واپس لے رہا ہوں، ان چار سالوں میں میرے ایک لاکھ روپے جمع ہوئے ہیں اور مجھے پالیسی کی رقم ایک لاکھ پچیس ہزار (1,25,000/=) روپے واپس آرہے ہیں، لہٰذا پچیس ہزار روپے کی جو اضافی رقم مل رہی ہے، وہ شرعی اعتبار سے درست ہے یا نہیں؟ یہ اضافی رقم اپنے ذاتی مصرف میں مجھے استعمال کرنی چاہیے یا نہیں؟ بینک والوں کا کہنا ہے کہ میری رقم سے وہ سرمایہ کاری کرتے ہیں اور انہیں جو منافع ہوتے ہیں، ان میں سے وہ گاہکوں کو ادا کرتے ہیں، ایسی صورت میں کیا یہ اضافی رقم مجھے استعمال کرنی چاہیے، یا دوسرے مصارف میں استعمال کرنی چاہیے؟ (سید سراج الدین، بیدر)

جواب:- آپ نے جو صورت لکھی ہے، اس میں زائد ملنے والی رقم سراسر سود ہے، سود سے مراد یہی ہے کہ جو چیز دی جائے وہی چیز مقدار میں اضافہ کے ساتھ واپس کی جائے:

"الربوا هو القرض على أن يؤدي إليه أكثر وأفضل مما أخذ" (۱)

یہاں یہی شکل پائی جارہی ہے کہ آپ نے ایک لاکھ روپے جمع کئے اور بینک آپ کو ایک لاکھ پچیس ہزار روپے واپس کر رہا ہے، بینک کا یہ کہنا کہ وہ آپ کی رقم کی سرمایہ کاری کرتا ہے، بالکل غلط ہے، بینک جیسے آپ کو سود دے رہا ہے، ویسے ہی ضرورت مندان کو آپ

(۱) حجۃ اللہ البالغہ ۲/ ۹۸

کی رقم قرض دے کر اس پر سود وصول کرتا ہے، بینکنگ قانون کے لحاظ سے وہ تجارت کر ہی نہیں سکتا اور اگر وہ بالفرض تجارت کرے بھی، تو آپ سے اس کا معاہدہ لازماً ایک لاکھ کی جگہ ایک لاکھ پچیس ہزار لوٹانا ہے، نہ آپ کے لئے نقصان میں شرکت ہے اور نہ حاصل ہونے والے نفع میں آپ کے نفع کا تناسب مقرر ہے؛ اس لئے یہ صورت سودی ہے، اگر سرمایہ کاری میں نفع متعین ہو اور نقصان میں شرکت نہ ہو تو یہ صورت بھی سود میں داخل ہوتی ہے؛ اس لئے آپ پچیس ہزار کی زائد رقم کو بلا نیت ثواب صدقہ کردیں، اور اپنے آپ کو گناہ سے بچائیں۔

ہوم لون کی جائز اور ناجائز صورت

سوال:- آج کل بینک اور فائنانس کمپنیاں ہوم لون اور وھیکل لون جاری کرتی ہیں، اور اس پر زائد رقم وصول کرتی ہیں، کیا یہ صورت ناجائز ہوگی؟ کیا اس کو اس طرح نہیں سوچا جاسکتا کہ بینک مکان یا گاڑی خرید کر اپنا نفع رکھ کر اسے فروخت کر رہا ہے؟

(کے، ایم، سراج الدین، چنئی)

جواب:- بینک یا کوئی کمپنی اگر مکان اور گاڑی کے لئے قرض فراہم کرتی ہے، اور دی ہوئی رقم سے زیادہ بطور سود کے وصول کرتی ہے تو یہ یقینی طور پر سود میں داخل ہے؛ کیوں کہ یہاں پیسوں کا تبادلہ پیسوں سے ہو رہا ہے، اور ایسی صورت میں کسی ایک فریق کی طرف سے زائد ادائیگی سود کے دائرہ میں آجاتی ہے، اگر بینک خود مکان یا گاڑی کو خرید لے اور اس پر قبضہ حاصل کرلے، پھر اسے نفع کے ساتھ ایک متعین قیمت پر فروخت کردے تو یہ صورت جائز ہوگی، اس کو شریعت کی اصطلاح میں "مرابحہ" کہتے ہیں، یعنی کسی چیز کو خرید کر زیادہ قیمت میں فروخت کردینا؛ کیوں کہ اس میں رقم کا تبادلہ سامان سے ہوتا ہے؛ البتہ ضروری ہے کہ اگر ادھار خرید و فروخت ہو تو قیمت کی ادائیگی میں تاخیر کی بنا پر قیمت میں اضافہ کی شرط نہ لگائی جائے، اسلامی مالیاتی ادارے اسی طریقۂ کار کے ذریعہ مکان اور دوسری اشیاء فراہم کرتے ہیں، مگر افسوس کہ ہندوستان کے بینکنگ قانون میں ابھی براہ راست تجارت کی گنجائش نہیں ہے۔

انشورنس

میڈیکل انشورنس اور اس کی ایجنسی

سوال:- Phenomenal Health Care Service نامی انشورنس کمپنی اپنے ممبر کو حسب ذیل سہولیات فراہم کرتی ہے:

☆ جتنی رقم جمع کی جائے گی کمپنی اس کے نو سال بعد دو گنی رقم واپس کرتی ہے، چاہے رقم یکمشت جمع کی جائے یا قسط وار دو سال میں جمع کی جائے۔

☆ 6 / سال تک ہر سال طبی علاج کے لیے کوپن فراہم کئے جاتے ہیں، جس سے سال میں 15 / مرتبہ کمپنی کے متعین کردہ ڈاکٹرس کے پاس مفت تشخیص کی سہولت ہوگی، اور 15 / ہزار روپوں کے خرچ تک کے معالجہ کو کمپنی ادا کرتی ہے۔

☆ کیا مذکورہ کمپنی کا ممبر بننا، یا ممبر سازی کرنا درست ہے، ممبر سازی پر 7% کمیشن کمپنی فراہم کرتی ہے۔

(محمد مظہر اللہ، بھینسہ)

جواب:- شریعت میں اپنی جمع کی ہوئی رقم سے زیادہ حاصل کرنا اس صورت میں

جائز ہے جب کہ رقم کاروبار میں مصروف کرنے کے لیے دی جائے، اور کاروبار میں نفع کے ساتھ ساتھ نقصان میں بھی شرکت کو قبول کیا جائے، جو صورت آپ نے لکھی ہے، اس میں یہ بات نہیں پائی جاتی ہے، ممبر جتنی رقم جمع کرے، کمپنی بہر حال اس سے زیادہ رقم واپس کرتی ہے، اور یہ سود ہے، پھر یہ زائد رقم بھی گھٹتی اور بڑھتی رہتی ہے، اس کے بارے میں پہلے سے علم نہیں ہے، علاج پر خرچ زیادہ بھی ہو سکتا ہے، کم بھی ہو سکتا ہے، حادثاتی موت کی صورت میں بہت زیادہ رقم ملے گی ورنہ کم، یہ ابہام سے بے خبر رقم میں اضافہ کو فقہ کی اصطلاح میں ''قمار'' یعنی جوا کہتے ہیں، اور یہ بھی حرام ہے، گویا یہ معاملہ دو حرام باتوں — سود اور جوا — سے مرکب ہے، اس لیے یہ صورت جائز نہیں، جو فعل خود جائز نہ ہو، لوگوں کو اس کی دعوت دینا بھی جائز نہیں؛ کیوں کہ یہ معصیت میں تعاون ہے، اور معصیت میں تعاون کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ''لا تعاونوا علی الإثم و العدوان''(۱) اس لیے اس کا کمیشن ایجنٹ بننا بھی جائز نہیں۔

دورِحاضر اور میڈیکل انشورنس

سوال:- میڈیکل انشورنس کے بارے میں کیا حکم ہے، جائز ہے یا ناجائز؟ (ایچ عبدالرقیب، ہمپی)

جواب:- میڈیکل انشورنس کے بارے میں بعض اہل علم کی رائے جائز ہونے کی ہے؛ کیوں کہ اس میں اگر آدمی کے بیمار ہونے کی نوبت نہ آئے تو کوئی رقم نہیں ملتی، اس طرح اس میں سود نہیں پایا جاتا؛ لیکن اکثر علماء کی رائے میں میڈیکل انشورنس میں بھی قمار کی کیفیت پائی جاتی ہے؛ کیوں کہ یہ بھی ممکن ہے کہ جو رقم انشورنس لینے والے نے جمع کرائی ہے، وہ بھی ڈوب جائے اور اگر وہ واقعی بیمار پڑ جائے تو جمع کردہ رقم سے کہیں زیادہ رقم اس پر خرچ ہو، — تاہم مغربی ملکوں میں علاج کے گراں ہونے اور قانوناً میڈیکل انشورنس کے لازم ہونے کی وجہ سے وہاں علماء نے اس کے درست ہونے کا فتویٰ دیا ہے، ہندوستان میں بھی سرکاری یا پبلک

---

(۱) المائدۃ:۲۔

کے زوال، کارپوریٹ ہسپتالوں کے عروج، ڈاکٹروں کی کمیشن خوری اور عالمی تجارتی معاہدات کے سبب دواؤں کے گراں ہونے کی وجہ سے نہ صرف خط غربت سے نیچے زندگی بسر کرنے والوں؛ بلکہ درمیانی معاشی معیار کے حامل لوگوں کے لئے بھی خطرناک بیماریوں کا علاج دشوار ہو گیا ہے، ان حالات میں اگر گورنمنٹ کی طرف سے قانوناً انشورنس کرانا لازم ہو، یا وہ کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو، جو اسباب کے درجے میں کسی خطرناک اور گراں علاج بیماری کا سبب بن سکتی ہے، جیسے شوگر یا بی پی وغیرہ، اور اس کی معاشی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ مقروض ہوئے بغیر یہ علاج کرا سکے تو اس کے لئے میڈیکل انشورنس کرانے کی گنجائش ہے، اور جو لوگ اس صورتحال سے دوچار نہ ہوں، ان کے لئے میڈیکل انشورنس کرانا اور اس سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے۔

ہندوستان میں لائف انشورنس

سوال: - ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے لائف انشورنس کرانے کا کیا حکم ہے، بالخصوص گجرات فسادات کے پس منظر میں؟ (حبیب الرحمن، لکڑی کا پل)

جواب: - انشورنس کی تقریباً تمام ہی صورتیں قمار یعنی جوئے پر مبنی ہیں، جن میں انشورنس کرانے والے کو خبر نہیں ہوتی کہ اس کے اس فعل کا انجام کیا ہوگا؟ اس کی اصل رقم بھی ڈوب جائے گی یا ڈھیر سارے اضافہ کے ساتھ واپس آئے گی؟ اسی کیفیت کا نام قمار ہے اور لائف انشورنس میں سود بھی پایا جاتا ہے؛ کیوں کہ اس میں بہر صورت اسکیم لینے والے کو اپنی جمع کردہ رقم سے زیادہ رقم حاصل ہوتی ہے۔

لیکن دوسرا پہلو یہ ہے کہ عوام کی جان و مال کی حفاظت حکومت کی ذمہ داری ہے اور حکومت نہ صرف فسادات کے موقع سے اس ذمہ داری کو ادا کرنے میں کوتاہی برتتی ہے؛ بلکہ پولیس اکثر اوقات خود ظلم و زیادتی اور قتل و غارت گری میں شریک رہتی ہے، اس لئے حکومت کو مسلمانوں کی جان و مال کا ہرجانہ ادا کرنا چاہئے، اور یہ ہرجانہ بھی وصول کیا جاتا ہے؛ بلکہ بعض

اوقات مسلمانوں ہی کو قصور وار ٹھہرایا جاتا ہے، اس پس منظر میں علماء ہند کی رائے ہے کہ انشورنس اصلاً تو ناجائز ہے؛ لیکن ہندوستان کے موجودہ حالات میں جان و مال کے تحفظ کے پیش نظر اس کی اجازت ہے، اگر خدا نخواستہ فسادات میں جان و مال کا نقصان ہوا تب تو انشورنس کی پوری رقم جائز ہوگی اور یہ "ظفر بالحق" کے قبیل سے ہوگا، ظفر بالحق کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کے ذمہ آپ کا حق باقی ہو، وہ حق ادا نہ کرتا ہو اور اس کی کوئی چیز صاحب حق کے ہاتھ لگ جائے تو وہ اس سے اپنا حق وصول کر سکتا ہے اور اگر فسادات میں جان و مال کا نقصان نہیں ہوا؛ بلکہ طبعی طور پر یا کسی اور حادثہ میں جانی و مالی نقصان ہوا، تو جتنی رقم اس نے جمع کی ہے وہ تو حلال ہوگی اور زائد رقم کو بلا نیت ثواب غرباء پر خرچ کر دینا ضروری ہوگا۔

انشورنس کی ایجنسی

سوال:- میں بی کام کر چکا ہوں اور اب کچھ دنوں سے ۔۔۔ کمپنی میں لائف انشورنس ایجنٹ کی حیثیت سے کام کر رہا ہوں، کیا میرے لئے یہ آمدنی حلال ہے؟ (محمد زبیر، نانڈیڑ)

جواب:- انشورنس کمپنی کا ایجنٹ بننا جائز نہیں؛ کیوں کہ اصل میں انشورنس سود اور جوا کو شامل ہونے کی وجہ سے حرام ہے، جن علماء نے ہندوستان میں اس کی اجازت دی ہے، تو وہ بھی ضرورتاً اور اگر فسادات میں جانی و مالی نقصان نہ ہو، تو صرف اپنی جمع کردہ رقم کو ہی جائز قرار دیا ہے اور باقی کا غرباء پر خرچ کر دینا واجب ہے؛ لیکن انشورنس کے لئے ایجنٹ بننا کسی کے نزدیک جائز نہیں، اس لئے آپ کوئی اور ملازمت تلاش کریں، ان شاء اللہ، اللہ کی مدد آپ کے ساتھ ہوگی۔

سود کی رقم سے گاڑی کا انشورنس

سوال:- قانوناً گاڑیوں کا انشورنس کرانا ضروری ہے اور انشورنس جائز نہیں، ایسی صورت میں کیا ہمارے لئے گنجائش ہے کہ

ہم سودی رقم سے گاڑی کا انشورنس کرائیں؟

(عبید الرحمن، لکڑی کا پل)

جواب :- گاڑی کے انشورنس کے بارے میں علماء کی رائے مختلف ہے، بعض حضرات اسے بھی ناجائز قرار دیتے ہیں؛ کیوں کہ جس شخص نے انشورنس کی رقم ادا کی ہے اسے نہیں معلوم کہ وہ اس رقم سے کس حد تک فائدہ اٹھائے گا؟ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس رقم سے اس کو کوئی فائدہ نہ ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ خدانخواستہ اگر وہ کسی حادثہ کا شکار ہو تو اپنی جمع کردہ رقم سے کئی گنا زیادہ اسے مل جائے، اس لئے یہ قمار کی صورت ہے، دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ گاڑی کے انشورنس میں لائف انشورنس کی طرح ایسا نہیں ہوتا کہ اگر حادثہ پیش نہیں آئے تب بھی اسے اضافہ کے ساتھ رقم واپس مل جائے، اس لئے اس میں سود اور منفعت حاصل کرنے کا پہلو نہیں ہے؛ بلکہ تعاون کا پہلو ہے، یعنی تمام مالکان گاڑی آپس میں ایک دوسرے کا تعاون کرتے ہیں کہ اگر ان میں سے کسی کی گاڑی کو نقصان پہنچ گیا تو مشترکہ فنڈ سے اس کی تلافی کی جائے گی، اس لئے وہ حضرات اس کے جائز ہونے کے قائل ہیں، بعض مسلم ممالک میں ڈرائیور کو جو عام طور پر بہت غریب ہوتا ہے، دیت کی خطیر رقم سے عہدہ برآ کرنے کے لئے یہی صورت اختیار کی گئی ہے، غرض کہ گاڑی کے انشورنس میں فی الجملہ جواز کی رائے بھی موجود ہے؛ اس لئے اس میں سودی رقم ادا کرنا درست نہیں۔

انشورنس کا حکم

سوال :- انشورنس کے بارے میں اسلامک فقہ اکیڈمی کے فیصلے کے تعلق سے برائے کرم قرآن وحدیث سے وضاحت فرمائیں۔

(محمد فرید الحق عمادی، پٹنہ)

جواب :- اسلامک فقہ اکیڈمی نے انشورنس کے سلسلہ میں جو فیصلے کئے ہیں، اس کے دو پہلو ہیں، ایک پہلو یہ ہے کہ اپنی اصل کے اعتبار سے انشورنس جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ

انشورنس کی اکثر صورتوں میں یہ ہوتا ہے کہ یا تو پالیسی کی رقم مکمل طور پر ڈوب جاتی ہے یا زیادہ رقم کے ساتھ واپس ملتی ہے، اس کیفیت کے ساتھ جو معاملہ وجود میں آتا ہے، وہ شریعت کی اصطلاح میں '' قمار '' ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، (۱) بعض صورتیں ایسی ہیں، جیسے لائف انشورنس کہ اگر پالیسی کی مدت پوری ہو جائے اور اس درمیان پالیسی لینے والے کی موت نہیں ہوئی تو جمع کی ہوئی رقم زائد رقم کے ساتھ کمپنی اسے واپس دیتی ہے، یہ شکل سود کی ہے اور اگر مقررہ مدت کے اندر ہی انتقال ہو جائے، تو پوری رقم اسے واپس ملتی ہے، اس طرح پالیسی لینے والے کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جو رقم وہ ادا کر رہا ہے، اس کے عوض میں اس کو کتنی رقم ملنے والی ہے اور اصل رقم کے ڈوب جانے کا بھی خطرہ ہوتا ہے؛ کیوں کہ اگر وہ پریمیم ادا کرنے میں تسلسل واستمرار نہیں رکھ پایا تو اصل رقم بھی ڈوب جاتی ہے، گویا اس صورت میں قمار اور ربا دونوں پایا جاتا ہے۔

فیصلہ کا دوسرا جزو یہ ہے کہ ہندوستان میں چوں کہ مسلمانوں کے جان ومال کے تحفظ کی ذمہ داری حکومت کما حقہ ادا نہیں کرتی ہے؛ اس لئے مسلمانوں کو ایک تدبیر کے طور پر انشورنس کرانے کی اجازت ہے، اب اگر خدانخواستہ فرقہ وارانہ فساد ہی میں اس کی جان گئی یا کاروبار برباد ہوگیا، تب تو پوری رقم اس کے لئے جائز ہوگی۔ کیوں کہ انشورنس بھی بالواسطہ سرکاری ادارہ ہے، گویا سرکار سے اپنا جائز حق وصول کرنا ہے، جس کو فقہ کی اصطلاح میں '' ظفر بالحق '' کہتے ہیں، اور اگر فسادات میں اس کی جان ومال کو نقصان نہیں ہوا، طبعی موت یا کسی اور حادثہ میں نقصان ہوا، تو جتنی رقم اس نے جمع کی تھی، اتنی ہی اس کے لئے جائز ہے اور زائد رقم کو بلا نیت ثواب صدقہ کر دینا واجب ہے؛ کیوں کہ اس کے حق میں یہ مال حرام ہے۔

بی، ایس، این، ایل اور میڈیکل سہولت

سوال:- حال ہی میں B.S.N.L کی طرف سے خبر

---

(۱) مائدہ: ۹۰

اخبار میں چھپی ہے کہ ان کے گاہکوں کے لئے بیلیفہ انشورنس دینے کا اعلان کیا گیا ہے، ان کو اس کے لئے کوئی پریمیم دینے کی ضرورت نہیں، کیا اس انشورنس اسکیم کے تحت فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے؟ (احمد عبدالواحد، ناندیڑ حب بینک)

جواب:- انشورنس کی جو صورتیں آج کل مروج ہیں، وہ عام طور پر ناجائز ہیں، کیوں کہ وہ دین دین کے معاملہ (عقد معاوضہ) کے طور پر وجود میں آتا ہے، پھر بعض صورتوں میں پالیسی کی مدت پوری ہونے پر زیادہ رقم واپس کی جاتی ہے، یہ سود ہے اور بعض صورتوں میں زائد رقم تو واپس نہیں کی جاتی، لیکن مقررہ مدت کے اندر حادثہ پیش آنے یا بیمار پڑنے پر تعاون کے طور پر رقم دی جاتی ہے، جو اکثر جمع کردہ رقم سے زیادہ ہوتی ہے، اور کبھی کم بھی ہو سکتی ہے، گویا اس معاملہ میں شریک ہونے والا شخص تردد کی حالت میں ہوتا ہے کہ اس کی یہ پوری رقم ڈوب بھی سکتی ہے، اضافہ کے ساتھ بھی وصول ہو سکتی ہے اور کمی کے ساتھ بھی واپس مل سکتی ہے، اسی کیفیت کو خطر اور قمار (جوا) کہتے ہیں، —— البتہ جو صورت آپ نے لکھی ہے اور جو پہلی دفعہ میرے علم میں آئی ہے، اس میں ربا اور قمار نہیں پایا جاتا، کیوں کہ آپ نے پالیسی کی کوئی رقم ادا نہیں کی ہے، اور اس کے ساتھ کسی مخصوص رقم کی ادائیگی کا معاہدہ نہیں ہوا ہے، آپ صرف اس کے بینیفو ن کے گاہک ہیں، اور بینک اپنی طرف سے گاہکوں کو علاج میں مدد فراہم کر رہی ہے، تو اس کی حیثیت تبرع اور عطیہ کی ہے، جو شرعاً جائز ہے، واللہ اعلم۔

یو، ٹی، آئی اور بینک کا میچول فنڈ

سوال:- U.T.I اور S.B.I کے میچول فنڈ (Mutual Funds) میں رقم لگانا درست ہے؟

(احمد عبدالواحد، ناندیڑ حب بینک)

جواب:- میچول فنڈ میں ادارہ سرمایہ کاروں کے سرمایہ کو مختلف کمپنیوں کے شیئرز خریدنے

کر صرف کرتی ہے، مختلف کمپنیوں کے شیئرز خریدنے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اگر ایک جگہ نقصان ہو گیا تو دوسری جگہ کے نفع سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے، اس لئے اس میں نقصان کا خطرہ کم ہوتا ہے، ایسی صورت میں میوچول فنڈ کا حکم اس امر پر موقوف ہوگا کہ سرمایہ کاروں کی رقم جن کمپنیوں میں صرف کی گئی، وہ حلال کاروبار کرتی تھیں یا حرام کاروبار؟ ظاہر ہے کہ یو ٹی آئی (U T I) یا ایس بی آئی (S B I) کو اس بات کی پرواہ نہیں ہے کہ وہ آپ کی رقم کو حلال کاروبار میں لگائے یا حرام کاروبار میں، ہو سکتا ہے کہ شراب کی کمپنی میں بھی صرف کر سکتا ہے، فلم میں بھی سرمایہ کاری کر سکتا ہے، غرض اس لئے یو ٹی آئی (U.T.I) یا ایس بی آئی (S.B.I) کے میوچول فنڈ سے نفع اٹھانا جائز نہیں ہے، البتہ اب خود ہندوستان میں بھی ایسے ادارے قائم ہو گئے ہیں، جو آپ کی رقم کو جائز اور حلال کاروبار ہی میں صرف کرتے ہیں اور چوں کہ اب شیئرز کی قیمت بروکر کے ہاتھ میں نہیں رہ جاتی، بلکہ براہ راست شیئرز خریدنے اور بیچنے والوں کے بینک اکاؤنٹ سے رقم ادا کی جاتی ہے اور وصول کی جاتی ہے، اس لئے اس میں دھوکہ دہی کا خطرہ بھی کم ہو گیا ہے، مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ایسے اداروں کی خدمات سے استفادہ کریں۔

انشورنس پالیسی کو باقی رکھنا

سوال:- کچھ سال پہلے میرے ایک دوست نے انشورنس پالیسی لی تھی، لیکن اب اسے معلوم ہوا کہ انشورنس پالیسی شریعت میں منع ہے، اب اگر پالیسی کو ختم کرنا چاہیں تو میعاد پوری ہونے سے قبل پالیسی میں جمع کی گئی رقم واپس نہیں مل سکتی، اگر ابھی رقم حاصل کی جائے تو کافی نقصان ہوگا اور صرف چالیس فیصد رقم ہی حاصل ہوگی، لہٰذا انشورنس کی شریعت میں حیثیت اور مسئلہ کا حل تجویز فرمائیں۔

(منقیت احمد، جھونگیر)

جواب:- عام حالات میں انشورنس پالیسی لینا جائز نہیں؛ کیوں کہ بعض صورتوں

میں سود، بعض میں قمار، اور بعض میں دونوں باتیں پائی جاتی ہیں، اور سود وقمار (جوا) کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، آپ کے دوست نے چوں کہ ناواقفیت میں انشورنس پالیسی لی تھی؛ اس لئے ان شاء اللہ عند اللہ جوابدہی نہیں ہوگی، اب بہتر صورت تو یہ ہے کہ چالیس فیصد رقم، جو ابھی مل سکتی ہے، اسی کو نکال لیں، تاہم گنجائش اس کی بھی ہے کہ مدت پوری کرکے، پوری رقم نکالی جائے، اس میں سے اپنی اصل رقم لے لی جائے اور بقیہ کو غرباء ومساکین پر خرچ کر دیا جائے، یا رفاہی کام میں لگا دیا جائے؛ کیوں کہ اب پالیسی کے جاری رکھنے کا مقصد مال حرام کا حاصل کرنا نہیں ہے؛ بلکہ اپنے مال کو ضائع ہونے سے بچانا ہے "إن الله حرم عليكم إضاعة المال" (۱) واللہ اعلم۔

میڈیکل انشورنس

سوال:- کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام میڈیکل انشورنس کے بارے میں کہ آیا جائز ہے یا ناجائز؟ جس کی صورت یہ ہے کہ میڈیکل انشورنس ایک کمپنی ہے، جو لوگوں کو اپنی کمپنی کا ممبر بناتی ہے، جو آدمی اس کا ممبر بننا چاہے، ایک ہزار روپے جمع کرکے سال بھر کے لئے ممبر بن جاتا ہے، اس طرح ممبر بن جانے کی صورت میں کمپنی یہ ذمہ داری لیتی ہے کہ اگر سال بھر کے دوران وہ ممبر کسی قسم کی بیماری میں مبتلا ہو جائے، تو اس کے علاج کے لئے کمپنی ایک لاکھ روپے تک کے اخراجات برداشت کرکے اس کا علاج کرائے گی، اور اگر سال بھر کے دوران وہ ممبر بیمار نہ ہوا، اور علاج کی ضرورت پیش نہ آئی، تو جمع شدہ ایک ہزار روپے واپس نہیں ملیں گے، شریعت اسلامی کی روشنی میں اس طرح کا میڈیکل انشورنس کرانا یا اس کا ممبر بن جانا درست ہے یا نہیں؟ (عبداللہ ساقی، تھانہ، مہاراشٹر)

---

(۱) بخاری، باب ما ینھی عن اضاعۃ المال، حدیث نمبر: ۲۴۰۸۔

جواب:- میڈیکل انشورنس کی اس صورت کو علماء نے ناجائز قرار دیا ہے، کیوں کہ پالیسی ہولڈر ایک ہزار روپے جمع کرتا ہے، اسے معلوم نہیں ہے کہ اس کے یہ ہزار روپے بھی بچے جائیں، یا وہ بیمار پڑے اور اسے اس ایک ہزار کے عوض لاکھ روپے بھی حاصل ہو جائیں، اس حیثیت سے یہ تحلیق دین (عقد معاوضہ) کا جو معاملہ کیا جاتا ہے وہ "قمار" یعنی جوئے میں داخل ہے، جو حرام ہے، اور جس سے قرآن میں منع کیا گیا ہے:

"القمار كله من الميسر وحقيقته تمليك المال على المخاطرة" (۱)

چنانچہ ہندوستان میں نئے مسائل پر اجتماعی غور وفکر کے سب سے معتبر اور وسیع الاثر ادارہ "اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا" (جس کے فیصلوں پر عالم اسلام کی بعض اہم ترین عدالتوں اور قانونی اداروں نے بھی فیصلے کئے ہیں) کے گیارہویں فقہی سمینار منعقدہ مارچ ۲۰۰۰ء اعظم گڈھ میں باتفاق رائے میڈیکل انشورنس کے ناجائز ہونے کا فیصلہ ہوا ہے — ہاں! اگر میڈیکل مقاصد کے لئے تعاونی انشورنس قائم ہو تو یہ درست ہے، تعاونی انشورنس سے مراد یہ ہے کہ پالیسی ہولڈروں کا گروپ مل کر ایک رقم اس بات کے لئے وقف کردے کہ اگر اس گروپ میں سے کوئی بھی بیمار ہوگا تو اس کے علاج میں مدد کی جائے گی، پھر جو رقم بالفعل بچ جائے وہ کمپنی کی ملکیت نہ ہو، بلکہ ممبروں پر وقف ہو اور آئندہ بھی اسی مقصد کے لئے اس کا استعمال ہو، نیز اس بچی ہوئی رقم کے لحاظ سے آئندہ پریمیم کم کر دیا جائے، انشورنس کی یہ صورت تجارتی نہیں ہے، بلکہ تعاونی ہے، اس لئے علماء نے اس کی اجازت دی ہے، کیوں کہ "وقف" ایسی صورت ہے جس میں واقف خود بھی اپنی املاک سے استفادہ کرسکتا ہے، اس پہلو سے پالیسی ہولڈروں کے لئے اس سے استفادہ کا جواز پیدا ہوتا ہے، کاش! ایسی میڈیکل انشورنس کمپنیاں قائم ہوں، جو تجارتی نقطۂ نظر سے کام نہیں کرتی ہوں، اور جذبۂ تعاون پر مبنی ہوں۔

---

(۱) أحكام القرآن للجصاص ۲: ۵۸۳

گاڑی کا انشورنس اور اس سے استفادہ

سوال:- سرکاری قانون کے تحت گاڑی کا انشورنس کرانا ضروری ہے، اس انشورنس کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر گاڑی کو کوئی نقصان پہنچے تو کمپنی ہرجانہ ادا کرتی ہے، سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں گاڑی کا انشورنس کرانا اور نقصان کی صورت میں اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- چونکہ گاڑی کا انشورنس کرانا قانوناً ضروری ہے؛ اس لئے بالاتفاق گاڑی کا انشورنس کرانا درست ہے؛ البتہ انشورنس سے فائدہ اٹھانے کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ آپ کی گاڑی کو کسی اور نے نقصان پہنچایا ہو، اس صورت میں اپنے نقصان کا حسب قانون پورا ہرجانہ وصول کرنا درست ہے؛ کیونکہ نقصان پہنچانے والے پر اس نقصان کی تلافی واجب ہے، اور انشورنس کمپنی اس کی طرف سے اس کو ادا کرنے کی کفیل ہے، اور اگر آپ کی گاڑی نے دوسری گاڑی کو نقصان پہنچایا اور آپ کو اس کا تاوان ادا کرنا پڑا، اس صورت میں اگر آپ کی زیادتی نہیں تھی تو انشورنس کمپنی کے ذریعہ اس ہرجانہ کو ادا کرنے کی گنجائش ہے؛ کیونکہ ناروا تاوان حکومت نے عائد کیا ہے، اور انشورنس کمپنی بھی سرکاری یا نیم سرکاری ہی ہے، اور اگر اس نقصان میں آپ کی زیادتی کو دخل تھا تو پھر ہرجانہ ادا کرنا شرعاً بھی آپ کے ذمہ ہے؛ لہٰذا جتنی رقم آپ نے انشورنس کمپنی میں جمع کر رکھی تھی، اتنی رقم تو آپ کے لئے حلال ہے، اس سے آپ تاوان ادا کریں، اگر تاوان سے زائد رقم ہو تو خود استفادہ کریں اور تاوان سے کم رقم ہو تو اپنی جائز رقم سے اسے پورا کریں، کمپنی نے آپ کی جمع شدہ رقم سے زائد جتنی رقم آپ کو دی ہو اسے بلا نیت ثواب صدقہ کردیں۔ واللہ اعلم۔

قرض

اگر ناواقفیت میں سودی قرض لیا ہو

سوال:- آپ نے واضح کیا ہے کہ جیسے سود لینا حرام ہے، اسی طرح سودی قرض حاصل کرنا اور اس پر سود دینا بھی حرام ہے، تو سوال یہ ہے کہ میں جب سرکاری ملازم تھا، تو فلیٹ خریدنے کے لیے ڈپارٹمنٹ سے قرض لیا تھا، اس کا اصل اور سود دونوں کی ادائیگی ہو چکی ہے، مجھے لوٹائے ہوئے بھی پانچ سال سے زیادہ عرصہ ہوگیا، اب ایسی صورت میں اس غلطی کی تلافی کس طرح ہو؟

(عبدالمغنی، مہدی پٹنم)

جواب:- جب آپ نے حکم شرعی سے ناواقفیت کی وجہ سے سودی قرض حاصل کیا، تو ان شاء اللہ آپ اس سلسلہ میں عند اللہ معذور ہوں گے، البتہ آپ کو چاہیے کہ استغفار کرتے رہیں اور آئندہ اس سے بچنے کا پورا اہتمام کریں، وباللہ التوفیق — نیز اس قرض سے حاصل کیا ہوا مکان جائز و حلال ہے؛ کیوں کہ جو مال آپ نے حاصل کیا ہے اس میں ''خبث'' نہیں ہے، جو زائد مال آپ نے اسے دیا، اس میں خبث تھا۔

سودی رقم سے قرض وصول کرنا

سوال:- بہت سے لوگ قرض لیتے ہیں، ان میں مسلمان

بھی ہوتے ہیں اور غیر مسلم بھی، پھر یہ قرض خواہ اپنی حرص کی بنیاد پر
یا اپنی مجبوری اور ناداری کی وجہ سے ادا نہیں کرتے، جس نے قرض دیا
ہے اس کے پاس سود کی ملی ہوئی رقم موجود ہے، کیا وہ اس رقم کو
غریبوں پر خرچ کرنے کے بجائے اسی سے اپنا قرض منہا کرسکتا
ہے؟　　(حبیب الرحمٰن بلگرامی کاملی)

جواب :- سودی رقم کا حکم یہ ہے کہ اگر اسے اس کے مالک تک نہ پہنچایا جاسکتا ہو، تو بلانیت ثواب غریبوں پر خرچ کیا جائے یا اسے رفاہی کاموں میں لگا دیا جائے، اب جس شخص کے ذمہ رقم باقی ہے ضروری نہیں کہ وہ اس کا مستحق بھی ہو، اس لئے اصولی طور پر سودی رقم سے اس قرض کو منہا کرنا درست نہیں ؛ ہاں ! جس شخص کو قرض دیا گیا ہے وہ بہت ہی نادار مسلم یا غیر مسلم ہو اور اس کے معاشی حالات ایسے ہوں کہ یوں بھی اسے سودی رقم دی جاسکتی ہو، تو ایسی صورت میں اس بات کی گنجائش ہے کہ سودی رقوم میں سے اس کا تعاون کیا جائے اور پھر اس سے اپنا قرض وصول کرلیا جائے، اس میں مسلمان اور غیر مسلم کا فرق نہیں۔

بینک انٹرسٹ سے مقروض کی مدد

سوال :- زید کی رقم کسی بینک میں تجارت کی غرض سے
جمع کی جاتی ہے، اور حسب ضرورت استعمال کے لیے نکالی اور جمع
کی جاتی ہے، مگر ہر دو یا تین ماہ میں کچھ رقم بینک سے بھی بطور سود
اکاؤنٹ میں جمع ہو جاتی ہے، زید سے کسی ضرورت مند نے کچھ رقم
بطور زر مبادلہ حاصل کی، اور وہ رقم زید کو واپس نہ ہوئی، زر مبادلہ
میں دی ہوئی رقم مطالبہ کرنے کے باوجود بھی حاصل نہ ہوسکی تو زید
اب اس طرح کا خیال کرتے ہوئے کہ بینک سے بطور سود جو رقم
آتی ہے، اس کے معاوضے میں یہ رقم وصول کرنا چھوڑ دے، وہ شخص

قرض کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے، کئی مرتبہ وہ شخص قرض کی وجہ سے

شرمندہ ہوتا رہا ہے، اور جھوٹ کا ارتکاب کرتا جا رہا ہے؛ لہٰذا بینک

کی اضافہ شدہ رقم کے بدلہ اس شخص کو قرض سے آزاد کر دیا جائے، تو

کیا شرعی اعتبار سے درست ہے؟ (لیفیہ تبسم، روضہ پلی گھیر، بزرگ)

جواب:- اولاً تو یہ بات یاد رکھیں کہ بینک میں کرنٹ اکاؤنٹ میں اپنی رقم جمع کرائیں، کسی قانونی مجبوری کے بغیر فکسڈ ڈپازٹ کرانا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر کوئی شخص مقروض ہونے کی وجہ سے اس درجہ پر پہونچ گیا ہو کہ زکوٰۃ کی رقم لینی اس کے لیے جائز ہو، تو بینک سے حاصل ہونے والی سودی رقم سے اس کی مدد کی جا سکتی ہے، ایسی صورت میں آپ انٹرسٹ کی رقم اسے دے دیں، اور پھر اپنا قرض اس سے وصول کر لیں؛ کیونکہ ملکیت بدلنے سے حکم بدل جاتا ہے۔

موٹر سائیکل خریدنے کے لئے بینک کا قرض

سوال:- موٹر سائیکل اور موٹر کار وغیرہ کے لئے بینک سے

سودی قرض لینا کیسا ہے؟ جب کہ خریدنے کے لئے ایک مشت رقم

نہ ہو اور ان سواریوں کے بغیر باوقار اور آرام دہ زندگی میں حرج ہو۔

(عبداللہ حنفی، ممبئی)

جواب:- جس طرح سود لینا حرام ہے، اسی طرح ضرورت اور مجبوری کے بغیر سود کا دینا بھی ناجائز ہے؛ اس لئے محض آرام دہ زندگی اور جھوٹے وقار کو برتنے کے لئے سودی قرض پر موٹر سائیکل یا موٹر کار خریدنا جائز نہیں، گناہ ہے۔

کارخانہ قائم کرنے کے لئے سودی قرض

سوال:- اگر میں نے کوئی کارخانہ ڈالنا چاہا تو رقم نہ

ہونے کی صورت میں کارخانہ نہیں ڈال سکتا، جب کہ مجھے ضروری

ترقی ملتی ہے تو ماشاء اللہ محنت اور صلاحیت سے اس میں کافی آمدنی
ہوگی، اور فی لوگ اس سے استفادہ کریں گے، ایسی صورت میں
جب اسلامی بینک کی کوئی سہولت نہ ہو تو ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ امید
کہ حل پیش فرمائیں گے۔ (حفیظ احمد زنجانی، جاگیردار)

جواب: - اسلام در اصل ان پابندیوں کو قبول کرنے کا نام ہے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کی گئی ہیں، اس لئے کسی چیز سے اس کے فائدہ اٹھانے کو دوسری قومیں اس سے فائدہ اٹھا رہی ہیں، اس لئے جائز ہے، ورنہ مسلمان کے شایان شان ہے، جیسے شراب پینے کے لئے یہ دلیل نہیں دی جا سکتی کہ یورپ اور امریکہ کے لوگ شراب پیتے ہیں، اسی طرح سودی لین دین کے لئے یہ بات وجہ جواز نہیں ہوسکتی کہ دوسرے لوگ اس طرح کاروبار کرتے ہیں، اس لئے مسلمانوں کو جب تک بہت مجبوری کی حالت نہ ہو، سودی قرض سے بچنا چاہئے، البتہ ایسا ہوسکتا ہے کہ آپ کوئی کارخانہ اس طرح قائم کریں کہ اس کو مختلف یونٹوں میں تقسیم کر دیں، اور ہر یونٹ کو ایک شیئر مان کر دوسروں کے ہاتھ فروخت کرکے رقم حاصل کریں، اور اس طرح کارخانہ قائم کریں، اگر ان کو مستقل پارٹنر رکھنا منظور نہ ہو تو اس بات کی گنجائش ہے کہ آپ پارٹنرشپ کے لئے ایک مدت مقرر کردیں، اور اس مدت تک بتدریج ان کے پیسے مع نفع واپس کرتے جائیں، اس طرح کی بعض اور صورتیں بھی ہوسکتی ہیں جن کے ذریعہ اسلامی بینک نہ ہونے کے باوجود آپ شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے کاروبار کرسکتے ہیں، نیز دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک میں اسلامک بینکنگ کی سہولت پیدا کردے، تاکہ مسلمانوں کے لئے جائز طریقے پر اپنی معیشت کو ترقی دینے کے مواقع پیدا ہوں۔

قانون پر عمل کرنے کے لئے سودی قرض

سوال: - چونکہ موجودہ حکومتیں اور ہماری حکومت بھی
ماحولیات پر بہت زیادہ توجہ دے رہی ہیں، ہماری انڈسٹریز
پر ماحولیات کے سلسلہ میں قانون لاگو کر رہے ہیں، چنانچہ

ماحولیات کے لئے حکومت امداد بھی دیتی ہے اور یہ امداد سودی بنیادوں پر ہوتی ہے، ہمیں اپنے انڈسٹری کے چلانے کے لئے اس اسکیم میں لازماً شامل ہونا پڑتا ہے، ورنہ انڈسٹری لائسنس کو ختم کر دیا جاتا ہے، کیا اس قسم کے حالات میں ہم اس اسکیم میں شامل ہو سکتے ہیں؟ (محمد جعفر ہاشمی)

جواب:- شریعت میں بھی ماحولیات کے تحفظ کو بڑی اہمیت دی گئی ہے، اسی لئے پانی کو گندہ کرنے سے منع کیا گیا ہے، جگہ جگہ پاخانہ کرنے سے روکا گیا ہے، مردوں کی تدفین کا انتظام قائم کیا گیا ہے، بلاضرورت درخت کاٹنے کو منع فرمایا گیا، اسی طرح سوتے آدمی کو دکھ دینے والے شور شرابہ کو ناپسند کیا گیا، پھر اسلام کی اصولی تعلیم یہ ہے کہ افراد ایسے فعل سے بچیں، جس سے عام لوگوں کو نقصان پہنچے؛ کیوں کہ اجتماعی نقصان انفرادی نقصان سے بڑھ کر ہے، ماحولیات کو بگاڑنا بھی اسی میں سے ہے؛ اس لئے ماحولیات کا تحفظ عین منشأ شریعت کے مطابق ہے اور اس سلسلہ میں ماہرین کی مدد سے حکومت جو قانون بنائے اس کی تعمیل کرنی چاہئے؛ لہٰذا اگر آپ کے پاس اتنی رقم موجود ہو کہ آپ اس سے متعلق قانون پر عمل کر سکیں یا اتنی رقم بطور قرض حسنہ کے حاصل ہو سکتی ہے، تب تو آپ کو حکومت سے قرض لینے سے اجتناب کرنا چاہئے؛ کیوں کہ بہت مجبوری کے وقت ہی سودی قرض لینے کی گنجائش ہے، اور اگر آپ اس موقف میں نہیں ہوں تو اس قانونی مجبوری کے تحت آپ کے لئے سودی قرض لینے کی گنجائش ہے، واضح رہے کہ اگر حکومت اس قرض پر سبسیڈی بھی دیتی ہو اور وہ اس سود کے برابر یا اس سے زیادہ ہو جو آپ سے وصول کرتی ہے، تو چوں کہ آپ سے لی جانے والی رقم زائد نہیں ہے؛ اس لئے یہ صورت سودی قرض کے دائرہ میں نہیں آئے گی۔

میت کے قرض کی ادائیگی

سوال:- میت کے ورثاء کو کتنی مدت میں میت کا قرض ادا

کردینا چاہئے؟ (ایم، یلیس خان، اکبر باغ)

جواب:- اس کے لئے مدت مقرر نہیں، اگر کسی خاص تاریخ کے وعدہ پر مرحوم نے قرض لیا تھا تو اس تاریخ تک قرض ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اس سے پہلے ادا کردے تو زیادہ بہتر ہے، اگر اس تاریخ تک ادا نہ کرپائے تب بھی جتنا جلد ممکن ہو ادا کردے، ورنہ تاخیر کی صورت میں باز پرس کا اندیشہ ہے۔

بینک سے قرض لے کر مکان کی تعمیر

سوال:- (الف) زید کرایہ کے مکان میں رہتا ہے، کرایہ اور مختلف دشواریوں کی وجہ سے وہ چاہتا ہے کہ گورنمنٹ یا بینک سے لون لے کر اپنا ذاتی مکان بنائے، لون کی رقم پر سود ادا کرنا پڑے گا، ان حالات میں لون لینا اور مکان بنانا شرعاً کیسا ہے؟

(ب) زید کی ذاتی رقم تجارتی معاملات میں لگی ہوئی ہے، کیا وہ ان حالات میں گورنمنٹ یا بینک سے لون لے کر اپنا ذاتی گھر بنا سکتا ہے؟ شرعی طور پر اس کا کیا حکم ہے؟ براہ کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل اور حوالوں کے ساتھ جواب عنایت فرماکر شکریہ کا موقع دیں؟ (عطاء الحق، آصف نگر)

جواب:- سود کے مسئلہ میں اصول یہ ہے کہ جیسے سود کا لینا حرام ہے، اسی طرح سود کا دینا بھی حرام ہے، چنانچہ حدیث میں ہے:

"لعن رسول الله ﷺ آکل الربوا و موکله و کاتبه و شاهدیه و قال هم سواء" (۱)

رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، سود دینے والے، سودی کاروبار کے لکھنے والے

---

(۱) مسلم، حدیث ۱۵۹۸، عن جابر

اور اس کے گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی ہے، اور ارشاد فرمایا ہے کہ یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔

البتہ سود لینے اور دینے میں فرق یہ ہے کہ انسان سود لینے پر مجبور نہیں ہوسکتا ؛ لیکن بعض دفعہ سود دینا اور سود پر قرض حاصل کرنا انسان کے لئے مجبوری بن جاتا ہے اور شریعت میں حالت اختیار اور حالت مجبوری کے احکام الگ الگ ہیں ؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حالت اضطرار میں جان بچانے کے لئے بہ قدر ضرورت بعض حرام اشیاء کے استعمال کی بھی اجازت دی ہے : ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ﴾(۱) اسی اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے فقہاء نے بحالت مجبوری سودی قرض لینے کی اجازت دی ہے : " ویجوز للمحتاج الاستقراض بالربح "۔(۲) اس اصول کی روشنی میں مذکورہ بالا دونوں سوالات کے جواب اس طرح ہیں :

۱) اگر زید کے پاس اپنا ذاتی مکان نہیں ہے، اتنی رقم بھی فراہم نہیں ہے یا غیر سودی قرض حاصل نہیں ہورہا ہے کہ اس کے ذریعہ اپنا مکان بنائے اور بنیادی ضرورت سے زائد کوئی ایسی جائیداد بھی نہیں ہے جس کو فروخت کر کے اپنا مکان بنائے، تو ایسی صورت میں گورنمنٹ یا بینک سے سودی قرض حاصل کر کے اپنا مکان بنانا جائز ہے، جس سے ضروری حد تک اس کی رہائش کی ضرورت پوری ہو جائے۔

۲) اگر زید کی ذاتی رقم تجارت میں لگی ہوئی ہے، اور وہ اتنی ہے کہ اس رقم کو وہ واپس لے کر مکان بنا سکتا ہے، نیز صرف اس تجارت پر اس کا گزر بسر موقوف نہیں ہے، تو ایسے شخص کے لئے سودی قرض لے کر ذاتی مکان بنانا جائز نہیں۔ واللہ اعلم

---

(۱) البقرة :۱۷۳

(۲) الاشباه و النظائر :۱۱۵

قرض اضافہ کے ساتھ ادا کرنا

سوال:- ایک صاحب نے پانچ سال قبل دس ہزار روپے قرض حسنہ لیا تھا، اس رقم سے انھوں نے کاروبار کیا، جس کی وجہ سے کوئی مالدار ہو گئے، اب وہ دس ہزار روپے ہی واپس دینا چاہتے ہیں، جبکہ قرض دینے والا غریب ہو چکا ہے، کیا اس کے لیے زیادہ لینے کی گنجائش ہے؟ (محمد وزیر علی، مچھلی بازار)

جواب:- قرض لینے والے پر دس ہزار روپے ہی ادا کرنا واجب ہے، یہ حسن اتفاق ہے کہ اس نے اس رقم سے نفع حاصل ہو گیا، یہ بھی ممکن تھا کہ یہ پوری دس ہزار کی رقم ڈوب جاتی، ظاہر ہے قرض دینے والا اس کا ذمہ دار نہیں ہوتا، تو جب قرض دار کی رقم کے نقصان سے قرض دہندہ بری ہے، تو معقول بات یہی ہے کہ نفع میں بھی اس کا کوئی حصہ نہ ہو، اس لیے قرض دینے والے کی طرف سے زائد رقم کا مطالبہ قطعاً جائز نہیں، یہ صورت سود میں داخل ہے، البتہ رسول اللہ ﷺ نے قرض ادا کرنے میں حسن ادائیگی کا حکم دیا ہے، حسن ادائیگی یہ ہے کہ ادا کرتے ہوئے بطور خود کچھ رقم بڑھا کر ادا کی جائے، جو قرض لینے والے کی طرف سے ہدیہ ہو، یہ نہ صرف جائز بلکہ مستحب اور مستحسن ہے۔

استطاعت کے باوجود قرض ادا نہیں کرنا

سوال:- کیا شہید کا قرض بھی سارے گناہوں کی طرح معاف ہوگا؟ یا پھر ورثہ کے ذمہ واجب الادا ہوگا؟ اگر کوئی قرض دار باوجود استطاعت کے قرض ادا نہ کرے تو اس سے قرض وصول کرنے کا شرعی طریقہ کیا ہوگا؟ (قاری ایم ایس خان، اکبر باغ)

جواب:- قرض چوں کہ بندوں کے حقوق میں ہے اور بندوں کے حقوق اس وقت ادا ہوتے ہیں کہ یا تو ادا کر دیے جائیں، یا معاف کرا لیے جائیں، اس لیے شہادت کی

جہت سے یوں تو تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے، مگر قرض معاف نہیں ہوتا:

" عن عبد الله بن عمرو بن العاص ﷺ : أن رسول الله ﷺ قال : يغفر للشهيد كل ذنب إلا الدين " (۱)

اس سے قرض کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے، استطاعت کے باوجود قرض ادا نہیں کرنا سخت گناہ ہے اور کبائر میں سے ہے، اور شرعاً واجب ہے کہ جوں ہی قرض ادا کرنے کی استطاعت پیدا ہو جائے قرض ادا کرے۔

غیر مسلم شراب بیچنے والے کا پیسہ

سوال: – میرے ایک غیر مسلم دوست پر میری ایک بڑی رقم باقی ہے، اس کی شراب کی دوکان ہے، وہی اس کا اصل کاروبار ہے، ظاہر ہے کہ وہ ہمارا قرض اسی آمدنی سے ادا کرے گا، چاہے وہ مجھ سے کھل کر نہ بولے، ایسی صورت میں میرے لئے کیا اس کی دی ہوئی رقم حلال ہوگی؟ (اعجاز اختر، بنگلور)

جواب: – شراب حرام ہے اور مسلمانوں کے لئے اس کا خریدنا اور بیچنا ناجائز ہے، لیکن جو لوگ ابھی ایمان ہی نہ لانے ہوں وہ اس حکم کے مخاطب نہیں ہیں، اس لئے ان کے حق میں اس کی خرید و فروخت درست ہے، لہٰذا آپ کے غیر مسلم دوست کے ذمہ آپ کی جو رقم باقی ہے، اگر وہ شراب کی قیمت سے بھی وہ قرض ادا کریں تب بھی آپ کے لئے اس رقم کا حاصل کرنا درست ہے:

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قتل في سبيل الله كفرت خطاياه إلا الدين، حدیث نمبر: ۴۸۸۳، ۴۸۸۴۔

"وجاز أخذ دين على كافر من ثمن خمر" (۱)، "... بأن باع الكافر خمراً و أخذ ثمنها وقضى به الدين" (۲)

قرض لینا

سوال:- جب ایک معمولی جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے، تو اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی ہدایت دی گئی ہے، تو پھر قرض بندے سے مانگنا کیا جائز ہے؟ کیوں بندے کے آگے ہاتھ پھیلایا جائے؟

(محمد عاطف تسیم، شکر گنج)

جواب:- اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان ہر چیز میں اپنے آپ کو اللہ کا محتاج سمجھے، یہ نہیں کہ صرف بڑی چیزیں تو اللہ تعالیٰ سے مانگی جائیں، چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے اللہ سے کیا سوال کیا جائے؛ کیوں کہ انسان درحقیقت محتاج محض ہے، وہ گیہوں کا ایک دانہ اور پانی کا ایک قطرہ بھی خود وجود میں نہیں لا سکتا، البتہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ انسان کو چیزیں مخلوقات کے واسطے سے فراہم کی جاتی ہیں، ماں باپ، کاشت کار، صنعت کار اور تاجر وغیرہ، یہ سب انسان کے رزق کے لئے واسطے بنتے ہیں، قرض بھی اسی طرح کے ذرائع میں سے ہے، اس لئے جائز طریقہ پر قرض حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں، رسول اللہ ﷺ نے بھی ضرورتاً قرض لیا ہے، یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت بھی آپ ﷺ پر ایک یہودی کا قرض تھا۔

مکان کرایہ پر دینا اور بلا کرایہ دے کر قرض حاصل کرنا

سوال:- (الف) ہم اپنا ذاتی مکان کرایہ پر دے کر گزر بسر کرنا چاہتے ہیں، ہمارے لئے مکان کا کرایہ لینا جائز ہے یا ناجائز؟

---

(۱) درمختار مع الرد: ۹/۳۵۵ (۲) رد المحتار: ۹/۳۵۵

(ب) اگر ہم کسی شخص سے قرض لیں اور اسے بطور نفع کے اپنا مکان دے دیں کہ وہ کرایہ ادا کیے بغیر اس مکان میں رہے اور جب میں قرض ادا کروں تو مکان واپس کر دے تو کیا یہ صورت درست ہوگی؟ (محمد جعفر، امان نگر)

جو اب :- (الف) مکان کرایہ پر لگانے میں کوئی حرج نہیں، جو چیز معصیت کے ارتکاب میں معاون نہ ہو، اسے کرایہ پر دینا اور لینا درست ہے۔

(ب) قرض دینے والے کو مفت رہائش کے لیے مکان دینا قرض پر نفع دینا اور لینا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"کل قرض جر نفعا فهو ربا" (۱)

اس لیے یہ صورت جائز نہیں، سود میں داخل ہے اور سود لینا اور دینا دونوں حرام ہے۔

مقروض کے مکان میں معمولی کرایہ پر قیام

سوال:- میرے ایک دوست نے مجھ سے دو لاکھ روپے قرض لیا ہے، میں نے بہت مشکل وقت میں ان کو یہ قرض دیا ہے، انہوں نے بطور رہن کے مجھ کو اپنا مکان حوالہ کیا اور خود ہی خواہش کی کہ میں اس مکان میں کرایہ دیئے بغیر رہ سکتا ہوں، میرے پاس اپنا ذاتی مکان بھی نہیں ہے، چنانچہ میں اس مکان میں رہ گیا، پھر بعد میں معلوم ہوا کہ میرا اس مکان میں بغیر کرایے کے رہنا جائز نہیں ہے، میں نے ان سے اس کا ذکر کیا، انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے مجھ کو پچاس روپے ماہانہ کرایہ ادا کیا کرو، حالاں کہ وہ مکان پانچ ہزار روپے ماہانہ کرایہ سے کم نہیں مل سکتا، تو کیا میرے

(۱) شرح معانی الآثار، حدیث نمبر ۵۸۸۳

لیے کس طرح اس مکان کو کرایہ پر لے لینا درست ہوگا؟

(ناصر علی، وقار آباد)

جواب:- مقروض سے فائدہ اٹھانا اور قرض کے عوض فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے اسے سود قرار دیا ہے، اس لئے نہ یہ بات درست ہے کہ آپ بغیر کرایہ دیئے اس مکان میں رہیں، اور نہ یہ بات جائز ہے کہ جس مکان کا کرایہ کم از کم پانچ ہزار روپے ہونا چاہئے، آپ محض پچاس روپے ادا کرکے اس میں قیام کریں، فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر قرض دینے والا مقروض کے مکان میں رہے تو اسے اجرت مثل یعنی اتنا کرایہ ادا کرنا چاہئے جو اس کے محل وقوع کے لحاظ سے اس کا عام طور سے کرایہ ہوا کرتا ہے:

"قالوا تجب أجر المثل على المقرض؛ لأن المستقرض إنما أسكنه في داره عوضا عن منفعة القرض لا مجانا" (۱)

لہذا اگر اس مکان کا کرایہ کم از کم پانچ ہزار ہوتا ہو تو آپ کو یہی کرایہ ادا کرنا چاہئے۔

صدقہ سے زیادہ قرض کا ثواب

سوال:- میں نے آپ کے ایک مضمون میں پڑھا ہے کہ قرض دینے کی بڑی فضیلت ہے، یہاں تک کہ قرض دینے کا ثواب صدقہ سے بھی بڑھ کر ہے، یہ بات سمجھ میں نہیں آئی؛ کیوں کہ صدقہ دے کر تو واپس نہیں لیا جاتا اور قرض دے کر واپس لے لیا جاتا ہے؟ (شائستہ پروین، مہدی پٹنم)

جواب:- یہ بات بعض روایت میں آئی ہے کہ قرض دینے کی فضیلت صدقہ کرنے سے بھی بڑھ کر ہے؛ چنانچہ حضرت ابو امامہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص جنت میں داخل ہوا،

(۱) رد المحتار: ۸۸/۹

اس نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ کا اجر دس گنا ہے اور قرض کا اٹھارہ گنا:

"الصدقة بعشر أمثالها والقرض بثمانية عشر" (۱)

البتہ علامہ ہیثمی نے اس روایت کو سند کے اعتبار سے ایک گونہ ضعیف قرار دیا ہے(۲)

نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ قرض صدقہ سے افضل کیوں ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ صدقہ مانگنے والے کی حالت ہوتی ہے کہ اس کے پاس مال موجود رہتا ہے، پھر بھی وہ صدقہ کے لئے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلا دیتا ہے؛ جبکہ قرض مانگنے والا ضرورت کی بنا پر ہی قرض کا طلبگار ہوتا ہے" (۳)

البتہ یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔(۴)

یہ دونوں روایتیں صدقہ کے مقابلہ قرض کی فضیلت کو ظاہر کرتی ہیں؛ گرچہ یہ روایت محدثین کے نزدیک ضعف سے خالی نہیں؛ لیکن کئی روایتوں میں اس مضمون کے وارد ہونے کی وجہ سے فی الجملہ قابل اعتبار ہے، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس حکم کی مصلحت بھی واضح ہوگئی کہ جو لوگ قرض کے طلبگار ہوتے ہیں وہ اکثر شدید ضرورت مند ہوتے ہیں، صدقہ مانگنے والوں میں اس کیفیت کا پایا جانا ضروری نہیں، اور اجر وثواب انسان کی حاجت پوری کرنے کے اعتبار سے ہے؛ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ قرض کو صدقہ پر فضیلت حاصل ہو؛ بلکہ یہ حالات کے اعتبار سے ہے، ایک شخص کا ضرورتمند ہونا واضح ہو اور اسے قرض کے بجائے صدقہ دے دیا جائے؛ تا کہ لوٹانے کی حاجت نہ رہے تو یقیناً صدقہ زیادہ باعث اجر ہوگا۔

---

(۱) مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب ما جاء في القرض، حدیث نمبر: ۶۶۶۳، ۳۲۴/۴، بحوالہ طبرانی کبیر۔ (۲) حوالہ سابق

(۳) سنن ابن ماجة، کتاب الصدقات، باب القرض، حدیث نمبر: ۲۴۳۱

(۴) دیکھئے: مصباح الزجاجة ص: ۹۰۹، کذا في الزوائد

رہن

رہن کے مکان سے استفادہ کا مروجہ طریقہ

سوال:- آج کل شہر میں یہ طریقہ مروج ہے کہ اپنا مکان مخصوص مدت کے لئے ایک متعینہ رقم میں فروخت کر دیتے ہیں، خریدار اتنے دن مکان میں مقیم رہتا ہے، پھر اصل مالک مکان پیسہ ادا کر کے مکان واپس لے لیتا ہے، کیا یہ صورت جائز ہے؟

(اطہر خان، ملے پلی)

جواب:- لوگ چاہے اسے جو بھی نام دیں، لیکن درحقیقت اس کا مقصود قرض حاصل کرنا، مکان رہن رکھنا، اور قرض دینے والے کا مکان سے فائدہ اٹھانا ہوتا ہے، اس طرح قرض دہندہ قرض کے عوض مال رہن سے استفادہ کرتا ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے قرض پر کسی بھی قسم کا نفع اٹھانے کو سود قرار دیا ہے، اس لئے یہ صورت جائز نہیں، فقہاء نے اسے رہن مانا ہے، اور مال رہن سے استفادہ کو ممنوع قرار دیا ہے:

" البیع الذي تعارفه أهل زماننا احتیالا للربا و سموه بالوفاء فهو رهن في الحقیقة لا یملکه و لاینتفع به إلا باذن مالکه " (۱)

---

(۱) رد المحتار: ۳/۳۴۷

ایک مکان کے کرایہ میں دوسرا مکان

سوال:- میرا مکان پرانے شہر میں ہے، اور میرے دوست کا مکان ٹولی چوکی میں ہے، اور ہم دونوں آپس میں اس طرح معاملہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے مکان میں آجائے، اور میں اس کے مکان میں؛ کیوں کہ اس کا کاروبار پرانے شہر میں ہے، اور میرا کاروبار اس کے مکان کے نزدیک ہے، اور یہی ایک دوسرے کے مکان کا کرایہ سمجھا جائے، کیا یہ صورت درست ہے؟ (ارشد اقبال، یاقوت پورہ)

جواب:- مکان سے کسی معاوضہ کے بدلے فائدہ اٹھانا فقہ کی اصطلاح میں اجارہ ہے، یعنی یہ کرایہ داری کا معاملہ ہے اور اجارہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ یا تو پیسوں سے کرایہ مقرر ہو، یا ایسی منفعت سے جس کی نوعیت الگ ہو، مثلاً مکان کا کرایہ ملکی کو بنا دیا جائے یا موٹر کا کرایہ مثلاً کپڑے کی سلائی کو بنایا جائے، ایک ہی نوعیت کی منفعت کو ایک دوسرے کے لئے کرایہ نہیں بنایا جاسکتا ہے؛ اس لئے مکان میں رہائش، مکان میں رہائش کا کرایہ نہیں ہوسکتی:

"و إجارة المنفعة بالمنفعة تجوز إذا اختلفا جنسا كاستئجار سكنى دار بزراعة أرض، وإذا اتحدا لا تجوز كإجارة السكنى بالسكنى" (۱)

البتہ آپ اس معاملہ کو اس طرح طے کریں کہ اپنے مکان کا کرایہ روپیوں میں مقرر کریں اور روپیوں کی اسی مقدار میں ان کے مکان کو کرایہ پر حاصل کرلیں، تو اب یہ دو الگ معاملات ہو جائیں گے اور جواز کے دائرہ میں آجائیں گے۔

خرید و فروخت کے نام سے قرض و رہن کا معاملہ

سوال:- الف نے مالی دشواریوں اور کاروباری

---

(۱) درمختار مع رد المحتار: ۹/ ۱۵

نقصان کی وجہ سے 'ب' سے قرض مانگا، اور اس سلسلہ میں ملکیت رہن کے طور پر ان کے حوالہ کرنے کو کہا، 'ب' نے قبول کرلیا، لیکن کاغذ اس طرح بنا لیا کہ گویا 'الف' یہ ملکیت 'ب' سے فروخت کر رہا ہے جیسا کہ کرناٹک میں رہن کو جائز کرنے کے لئے ایسا لکھا جاتا ہے، 'الف' نے 'ب' سے پیسے لینے کے بعد ایک لاکھ تو اسی وقت ادا کر دیا اور شاید ۲۰ ماہ میں کچھ اور رقم ادا کی، بہر حال ساڑھے چار لاکھ روپے قرض کے باقی رہ گئے، بعد میں جب 'الف' نے ایک اور زمین بیچ کر رقم ادا کرنی چاہی تو 'ب' نے کہا کہ موجودہ قیمت کے حساب سے رقم ادا کرنی ہوگی، وہ گورنمنٹ ویلیو کو بھی ماننے کو تیار نہیں ہوئے، اس عرصہ میں 'الف' کینسر کا مریض ہو گیا، مگر 'ب' کو رحم نہیں آیا، سوال یہ ہے کہ 'ب' کو یہ مکان 'الف' کو لوٹانا چاہئے یا نہیں، اور کیا ان کا اس مکان پر ملکیت کا دعویٰ کرنا درست ہے؟

(نور حلیم، دیہ جعفر شریف)

جواب:- جو صورت آپ نے دریافت کی ہے، اس کو فقہ کی اصطلاح میں "بیع بالوفاء" کہتے ہیں، یعنی ایک شخص کسی سے مثلاً پانچ لاکھ روپے حاصل کرے، اپنا مکان اسے دے دے اور کہے کہ وہ اس سے استفادہ کرے اور جب اس کو رقم مہیا ہو جائے گی تب وہ اسے واپس خرید کر لے گا، اس صورت میں بظاہر خرید و فروخت کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں، لیکن حقیقت میں یہ قرض اور رہن کا معاملہ ہے، جو رقم دی جاتی ہے، وہ قرض ہے، اور مکان قرض دہندہ کے پاس بطور رہن کے ہے، آپ کے سوال سے بھی یہ بات واضح ہے کہ مالک مکان نے رہن کے طور پر اس کے حوالہ کیا تھا، اور بعد میں جب اس نے رقم کا کچھ حصہ ادا کیا تو دوسرے فریق نے اس کو قبول کر لیا، اس وقت بھی فریقین کے ذہن میں رہن ہی کی بات تھی، ورنہ تو اگر وہ مکان بیچ چکا ہوتا تو رقم کی واپسی کیوں عمل میں آتی؟ —— اس معاملہ کا خطرہ یہ

ہے کہ شرعاً یہ رہن سمجھا جائے گا ، 'الف' پر قرض کی ادائیگی واجب ہوگی 'ب' پر واجب ہوگا کہ وہ مکان کو قرض کی ادائیگی تک اپنے قبضہ میں رکھے لیکن اس سے استفادہ نہ کرے ، خواہ استفادہ بغیر کرایہ کے خود مکان میں رہ کر ہو یا کسی اور کرایہ دار کو رکھ کر ، اگر اس نے اس مکان سے استفادہ کیا تو یہ سود ہے ؛ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرض پر جو بھی نفع حاصل کیا جائے وہ سود ہے ، "کل قرض جر نفعا فھو ربا "(۱) اس لئے 'ب' کو چاہئے کہ جو رقم اسے ادا کی گئی ہے اور اب تک جو رقم اس نے کرایہ کے طور پر حاصل کی ہے ، اس کو جمع کرے اگر قرض ادا ہو جاتا ہو تو مکان واپس کردے ، اگر قرض ادا نہ ہوتا ہو تو زائد رقم وصول کرلے اور مجموعی رقم قرض سے زائد ہو جائے تو مکان کے ساتھ وہ رقم بھی واپس کردے ؛ کہ دنیا کی چند روزہ لذت کے لئے سود جیسے گناہ کا وبال اپنے سر لے جانا عقلمندی کی بات نہیں ہے ۔ وباللہ التوفیق

---

(۱) کشف الخفاء : ۲ / ۹۶ ، حدیث نمبر : ۱۹۹۱

اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

ویسٹرن یونین ایجنسی

سوال:- میں ویسٹرن یونین کی ایجنسی لینا چاہتا ہوں، کیا یہ لینا جائز ہے؟ اس میں رقم بھیجنے والے سے کچھ فیس بھی چارج کی جاتی ہے، کیا یہ فیس حلال ہوگی؟ (مسیح الدین، دہلی)

جواب:- (الف) "ویسٹرن یونین منی ٹرانسفر" کی ایجنسی لینا جائز ہے؛ کیوں کہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر رقم کے منتقل کرنے میں یا ایک شخص کی رقم دوسرے شخص تک پہنچانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس پر اجرت لینا درست ہے۔

(ب) اسی طرح اگر ایک مقام پر کسی شخص سے رقم حاصل کی جائے اور دوسرے مقام پر خود یا بالواسطہ پہنچادی جائے اور اس کی اجرت وصول کی جائے تو یہ بھی جائز ہے؛ کیوں کہ یہ عمل پر اجرت حاصل کرنا ہے۔ واللہ اعلم

ڈش اور اس کی آمدنی

سوال:- ایک شخص ..... ہے اور وہ ڈش چلاتا ہے، اور اپنے مکان پر ڈش لگا کر T.V دیکھنے والوں سے پیسے وصول کرتا ہے، کیا شرعاً یہ عمل درست ہے؟ (حمید اللہ خاں، ٹانڈور)

جواب:- ڈش لگانے کا مقصد عام طور پر ان پروگراموں کا دیکھنا ہوتا ہے جو مغربی ممالک سے نشر کئے جاتے ہیں، اور جس میں فحاشی اور بے حیائی کی کثرت ہوتی ہے، T.V تو بجائے خود مشکوک اور اکثر اہل علم کے نزدیک ناجائز ہے؛ لیکن علاوہ اس کے بے حیائی اور فحاشی کے پھیلانے میں تعاون کا گناہ تو بالکل ظاہر و باہر ہے؛ اس لئے ان کا یہ عمل درست نہیں، اور نہ اس کی آمدنی حلال ہے، انہیں محبت سے سمجھائیے اور ان کا مقام و مرتبہ یاد دلائیے، اور اس نامناسب عمل سے بچنے کی تلقین کیجئے، کہ اصل مقصود اصلاح ہے نہ کہ توہین۔

غیر مسلم کو گھریلو ملازم رکھنا

سوال :- کیا غیر مسلموں کو گھر کے کام کاج کے لئے مزدور رکھا جا سکتا ہے؟ (نظیر سہروردی، وراجنگر)

جواب :- رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے موقع سے ایک غیر مسلم شخص کو مدینہ کا راستہ بتانے کے لئے اجیر رکھا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلم کو مزدور رکھا جا سکتا ہے، اور بعد کو بھی غیر مسلم مسلمانوں کے گھروں میں خدمت کیا کرتے تھے، اس لئے گھر کے کام کاج کے لئے بھی غیر مسلم ملازم رکھے جا سکتے ہیں، البتہ اگر مرد ملازم ہو تو پردہ کی رعایت کرنا ضروری ہے۔

آٹو میں مورتیاں لے کر جانا

سوال :- زید پیشہ کے اعتبار سے آٹو ڈرائیور ہے، دو غیر مسلم لڑکے اس کے آٹو میں سوار ہوئے، کچھ دیر کے بعد پتہ چلا کہ وہ ایک بھگوان کی مورتی خریدنے جا رہے ہیں، مورتی خریدنے کے بعد وہ اس کو اسی آٹو میں رکھ کر اپنے گھر لے گئے، دوران سفر زید نے انہیں خدا کی عبادت کرنے اور مخلوق کی پوجا سے اجتناب کرنے کی تلقین کی اور اسلام کی حقانیت کو پیش کیا، لیکن زید کو یہ خوف لاحق ہے کہ کہیں اس مورتی کو لے کر جانا غیر شرعی اور اللہ کی ناراضگی کا سبب تو نہیں؟ (محمد عبید اللہ، سابق حیثیش کورٹ افسر)

جواب :- شرک کے کام میں تعاون بھی گناہ ہے، لیکن چوں کہ انہوں نے آپ کے آٹو کو اس مقصد کے ساتھ کرایہ پر نہیں لیا تھا کہ اس کو مورتیاں لانے کے لئے استعمال کریں گے، اور خود آپ کے آٹو کو اس شرک کے فعل میں کوئی دخل نہیں ہے، پھر آپ نے ان پر تبلیغ حق کا فریضہ بھی انجام دیا اور شرک کی تردید کی، اس لئے ان غیر مسلم جوانوں کے عمل کا گناہ آپ پر نہیں ہوگا اور آپ اس میں معاون و مددگار نہیں سمجھے جائیں گے۔

ملازم بینک کی پنشن

سوال: - میں ایک بیوہ ہوں، میرے شوہر بینک میں ملازم تھے، اب جو پنشن مجھے ملتی ہے، کیا وہ جائز ہے؟ میرے دیگر ساتھی اور رشتہ دار بینک کی ملازمت سے حاصل ہونے والی تنخواہ کو صحیح نہیں سمجھتے، تو گویا پنشن کی رقم بھی صحیح نہیں، مجھے اس خیال نے بڑا پریشان کر رکھا ہے۔ (م رحمانی، ناندیڑ)

جواب: - حلال و حرام کے سلسلہ میں آپ کی فکرمندی قابل تحسین ہے، یہ صحیح ہے کہ بینک کی ایسی ملازمت جس میں سودی معاملات کو لکھنے، حساب و کتاب کرنے اور لین دین کی نوبت آتی ہو، سود میں تعاون کی وجہ سے جائز نہیں، البتہ تنخواہ اور پنشن میں فرق ہے، تنخواہ عمل کی اجرت ہے اور پنشن اس کا تعاون، اس لئے اگر حقیقتاً خود بینک ہو، تو اس میں پنشن گورنمنٹ ادا کرتی ہو اور آپ ضرورت مند ہوں، تو پنشن سے استفادہ کرنے کی گنجائش ہے، اگر اس کے بغیر بھی آپ کی ضروریات پوری ہو جاتی ہوں تو احتیاط کرنا بہتر ہے۔ واللہ اعلم

جج کی آمدنی

سوال: - جج کی آمدنی جائز ہے یا نہیں؟

(م رحمانی، ناندیڑ)

جواب: - جج کا کام انصاف کرنا اور مظلوم کو ظلم سے بچانا ہے، اس لئے فی نفسہ یہ پیشہ جائز ہے، البتہ بعض دفعہ ایسے قوانین کے مطابق فیصلے کرنے پڑتے ہیں جو کتاب و سنت سے متصادم ہیں، لیکن چوں کہ قانون ملکی کے تحت وہ اس پر مجبور ہیں، اس لئے کوشش تو کرنی چاہئے کہ اپنے مقدور سے وہ اپنا دامن بچائے، لیکن چوں کہ وہ ایک حد تک اس میں مجبور ہے، اور اس قانون کی حمایت و صداقت کا عقیدہ نہیں رکھتا، اس لئے امید ہے کہ وہ اس سلسلہ میں عند اللہ گنہگار نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم۔

سعودی عرب کے بینک میں ملازمت

سوال:- میرے ایک عزیز سعودی عرب کے ایک بینک میں ملازم ہیں، اور بینک سودی نوعیت کا ہے، لیکن ایک مسلمان ملک میں ہے، کیا ایسے بینک میں ملازمت کی جاسکتی ہے؟

(محمد حامد، جدہ)

جواب:- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس پر گواہ بننے والے اور اس کے لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے، (۱) اس سے معلوم ہوا کہ سود لینے اور دینے ہی کی ممانعت نہیں ہے؛ بلکہ سودی معاملات میں تعاون کرنے کی بھی ممانعت ہے اور بینک کی ملازمت سودی کاروبار میں تعاون ہے اور کسی عمل کے درست ہونے کی دلیل یہ نہیں ہوسکتی کہ مسلمان ملک میں یہ کام ہورہا ہے، اس لئے آپ کے عزیز کا سعودی عرب میں بینک کی ملازمت کرنا درست نہیں ہے؛ بلکہ مسلم ملک میں بینک کی ملازمت ہندوستان میں بینک کی ملازمت کے مقابلہ زیادہ قبیح اور شناعت کی حامل ہے؛ کیوں کہ ہندوستان کو تو بعض علماء دار الحرب قرار دیتے ہوئے بینک انٹرسٹ کو جائز قرار دیتے ہیں، اگرچہ جمہور علماء کی رائے یہی ہے کہ ہندوستان دار الحرب نہیں اور یہاں سود کا لین دین جائز نہیں، تاہم جیسا کہ عرض کیا گیا کہ اس میں اختلاف ہے؛ لیکن مسلم ممالک تو دار الاسلام ہیں اور دار الاسلام میں بینک انٹرسٹ کے حرام ہونے کی بابت کوئی اختلاف نہیں، اس لئے مسلم ممالک میں سودی بینکوں کی ملازمت کرنے کی حرمت متفق علیہ ہے اور بدقسمتی سے چند استثنائی صورتوں کو چھوڑ کر عالم اسلام اور عالم عرب میں بینکنگ نظام سود ہی پر قائم ہے، اللہ تعالیٰ ان ممالک کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے سے اپنے آپ کو بچائے۔ وباللہ التوفیق

---

(۱) ترمذی: ۱/ ۲۲۹

لائبریری کے لئے ماہانہ فیس متعین کرنا

سوال:- ہم لوگ ایک لائبریری قائم کرنا چاہتے ہیں، اور اس کے لئے یہ نظم سوچا گیا ہے کہ لوگوں سے ماہانہ یا سالانہ ممبری فیس لی جائے، اور ان ممبروں کو سہولت دی جائے کہ کتاب چند روز کے لئے برائے مطالعہ اپنے گھر لے جائیں، اور مطالعہ کے بعد مقررہ مدت کے بعد واپس کردیں، کیا یہ صورت درست ہے؟

(عبدالقدیر، اکولہ)

جواب:- قدیم فقہاء کی صراحتوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کتاب پڑھنے کے لئے لی جائے، تو اس کی اجرت نہیں لی جاسکتی؛ کیوں کہ کتاب میں جو باتیں لکھی ہوئی ہوں، اس کو پڑھنا سبھوں کے لئے مباح ہے، اور یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی کی دیوار کے سایہ میں کھڑا ہونا، اور جو چیزیں عمومی حیثیت میں مباح ہوں ان کی اجرت نہیں لی جاسکتی:

"... ولو استأجر شيئا من الكتب ليقرأ فقرأ لا أجر عليه" (۱)

لیکن فقہاء کی اس رائے کا تعلق ان کتابوں سے ہے جو کسی شخص کی شخصی اور ذاتی ملکیت ہوں، جہاں لائبریری کی صورت ہو، وہاں عمارت کا بھی نظم ہوتا ہے اور بعض اوقات کرایہ کی عمارت ہوتی ہے، فرنیچر بھی مطلوب ہوتا ہے، روشنی اور عملہ کا بھی انتظام کرنا پڑتا ہے، جو کتاب خراب ہو جاتی ہیں، ان کی جلد بندی کی بھی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے اگر باضابطہ لائبریری ہو اور اس میں ماہانہ یا سالانہ فیس استفادہ کرنے والوں کے لئے مقرر ہو، تو اس میں کچھ حرج نہیں؛ کیوں کہ کتابوں کا مطالعہ جائز منفعت ہے بشرطیکہ وہ مخرب اخلاق نہ ہوں اور جائز منفعت کی اجرت لی جاسکتی ہے۔

---

(۱) بدائع الصنائع ۴/۱۸۹

محکمۂ آبکاری کی ملازمت

سوال:- میرے والد محترم سرکاری نوکری میں ہیں، ان کا کام غیر قانونی شراب پر پابندی لگانا اور روکنا ہے، اگر موقعۂ واردات پر غیر قانونی شراب بیچتے یا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتی پائی جائے، تو وہ ان لوگوں کو توڑ پھوڑ دیا جاتا ہے یا سرکار کے حوالہ کردیا جاتا ہے، ہمیں بتائیں کہ ہمارے والد کی ایسی نوعیت کی سرکاری نوکری شریعت مطہرہ کی نگاہ میں کیسی ہے؟

(حبیب الرحمن، محبوب نگر)

جواب:- شریعت میں جیسے گناہ کے ارتکاب کی ممانعت ہے اسی طرح گناہ میں تعاون بھی ممنوع ہے، شراب کا جس طرح پینا حرام ہے اسی طرح شراب کی تجارت بھی حرام ہے، آپ کے والد صاحب جو ملازمت کرتے ہیں بظاہر یوں لگتا ہے کہ وہ شراب کی تجارت کو روک رہے ہیں، لیکن حقیقت میں یہ شراب فروشی کے کاروبار کو تقویت پہنچانے کی ایک صورت ہے، کیوں کہ غیر قانونی شراب روکا جائے گا اور قانونی طور پر شراب بیچنے والے کی حوصلہ افزائی کی جائے گی تو یہ دراصل شراب کے کاروبار کو تقویت پہنچانا ہے؛ کیوں کہ اس طرح گورنمنٹ کے لائسنس یافتہ شراب فروش زیادہ سے زیادہ شراب فروخت کرسکیں گے، اس لئے یہ ملازمت جائز نہیں، انھیں چاہئے کہ کوئی دوسری ایسی ملازمت تلاش کریں جو حرام سے محفوظ اور حلال پر مبنی ہو، اور جب تک ایسی کوئی ملازمت نہ مل جائے بکراہت خاطر موجودہ ملازمت کو کرتے رہیں۔

جو کمپنی سود پر کمپیوٹر فروخت کرتی ہو اس میں سافٹ ویر بنانا

سوال:- میں سافٹ ویر انجینئر ہوں، میں جس کمپنی میں کام کرتا ہوں وہاں میرے ذمہ سافٹ ویر بنانا اور پروگرام ڈالنا ہے،

آج کل چوں کہ مسابقت بہت زیادہ ہوگئی ہے؛ اس لئے کمپنی ادھار فروخت کرنے کے سلسلہ میں انٹرسٹ حاصل کرتی ہے میرے لئے اس کمپنی میں ملازمت کرنا، اور اس سے تنخواہ حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (محمد اشہد، تولی چوکی)

جواب:- آپ کے سوال سے ظاہر ہے کہ کمپنی کی آمدنی کا بنیادی ذریعہ سود نہیں ہے، بلکہ کمپیوٹر کی خرید وفروخت ہے، جو کبھی نقد ہوتی ہے اور کبھی ادھار، اور ادھار کی صورت میں کمپنی شرح سود بھی لگاتی ہے، دوسرے خرید وفروخت اور اس پر سود کی شرح متعین کرنا، نیز سود کا لکھنا اور اس کا وصول کرنا آپ کے ذمہ نہیں ہے، آپ کا کام پروگرام بنانا، یا اسے درست کرنا ہے جس کا بنیادی طور پر جائز مقاصد کے لئے استعمال ہوتا ہے، اس لئے آپ اس کمپنی کی ملازمت کرسکتے ہیں، ہاں اگر کمپنی کا مالک مسلمان ہو تو آپ اسے سمجھائیں اور کوشش کریں کہ وہ سود سے پرہیز کرے، یہ ان شاء اللہ تعالیٰ بہت ہی قابل اجر بات ہوگی:

"ومن حمل الذمي خمرا؛ فإنه يطيب له الأجر عند أبي حنيفة، وقال محمد وأبويوسف: يكره ذلك؛ لأنه إعانة على المعصية، وله أن المعصية في شربها، وهو فعل فاعل مختار، و ليس الشرب من ضرورات الحمل، ولا يقصد به" (۱)

حرام پیسوں سے غریب لڑکیوں کی شادی

سوال:- کیا حرام کمائی سے غریب لڑکیوں کی شادی کی جاسکتی ہے؟ (احمد عبد القیوم، سکندر آباد)

جواب:- کسی آدمی کا خاص طور پر اس مقصد کے لئے حرام کی کمائی حاصل کرنا تو

---

(۱) ہدایہ: ۴/ ۴۷۷

درست نہیں ، کیوں کہ کسی عمل کے درست ہونے کے لئے مقاصد کے بہتر ہونے کے ساتھ ساتھ طریقۂ کار کا بھی درست ہونا ضروری ہے ؛ لیکن اگر غفلت کی وجہ سے ، یا بالا ارادہ اس کی کمائی میں کچھ حرام حصہ بھی شامل ہوگیا ، تو اصل تو یہ ہے کہ مال حرام جس سے لیا گیا ہو اسے واپس لوٹا یا جائے ؛ لیکن اگر اس کا پتہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ، یا کسی اور وجہ سے اس کو نہیں لوٹا یا جا سکا ، تو پھر اس کو غرباء پر صدقہ کر دینا واجب ہے ، اور غریبوں پر صدقہ کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ غریب لڑکیوں کی شادی کر دی جائے ، اس لئے یہ صورت بھی درست ہے :

" لأن سبيل الكسب الخبث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه " (۱)

ڈاکٹر اور خاتون نرس کی ڈیوٹی

سوال :- میں مسلمانوں کے زیر انتظام ایک ہسپتال میں خدمت انجام دیتا ہوں ، جیسا کہ معلوم ہے کہ ہسپتال میں خاتون نرسیں بھی ہوتی ہیں ، رات میں بعض اوقات ایک ڈاکٹر اور ایک نرس کی ڈیوٹی ہوتی ہے ، اور یہ دونوں آفس میں تنہا رات گذارتے ہیں ، یہ صورت فتنہ سے خالی نہیں ہوتی ، ایسی صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے ؟

(ڈاکٹر سلمان ، بیجاپور)

جواب :- رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہا ہوتا ہے تو ان میں کا تیسرا شیطان ہوتا ہے : " لا يخلون رجل بامرأة فإن الشيطان ثالثهما " (۲) اس لئے یہ صورت قطعاً درست نہیں ، مرد اور عورت کے لئے الگ الگ آفس ہونے چاہئیں ، بلکہ ہونا یہ چاہئے کہ مرد ڈاکٹر کے ساتھ مرد نرس ہو ، جو مردوں کے وارڈ میں خدمت انجام دے ، اور عورت ڈاکٹر کے ساتھ عورت نرس ہو جو خواتین کے شعبہ میں کام کرے ، جب آپ کا ہسپتال مسلمان انتظامیہ کے تحت ہے تو آپ کے لئے اس کا موقع موجود ہے کہ

---

(۱) رد المحتار : ۵۵۳/۹ (۲) مسند احمد ، حدیث نمبر : ۱۱۴

آپ انہیں شریعت کے حدود میں رہتے ہوئے کام کرنے کی ترغیب دیں، اور اس خلاف شریعت طرز عمل کو بدلنے پر آمادہ کریں۔ وباللہ التوفیق —— اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو آپ متبادل ملازمت تلاش کریں، اور جب تک ملازمت نہ مل پائے، بدرجۂ مجبوری کراہت خاطر کے ساتھ، اور پوری احتیاط سے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اس ملازمت کو کرتے رہیں، نیز اگر یافت میں کمی کے عوض اس ڈیوٹی سے آپ کو نجات مل سکتی ہو تو اس مالی نقصان کو گوارا کرتے ہوئے اس سے نجات حاصل کریں، لیکن بہر حال ہسپتال کی انتظامیہ کو صورت حال سے آگاہ کر دینا چاہئے؛ تاکہ تبلیغ کا حق ادا ہو جائے۔

مردوں کے حصہ میں عورت اور عورتوں کے حصہ میں مرد ویٹر

سوال:- آج کل شادی خانہ میں عورت ویٹر کا رواج بڑھتا جا رہا ہے، اور مردوں کے حصہ میں خاتون ویٹرس رکھی جاتی ہیں، اس سے زیادہ رواج مرد ویٹرس کا ہے، جو عورتوں کے حصہ میں بھی بے تکلف جاتے ہیں، اور کھانا سپلائی کرتے ہیں، کیا شریعت میں اس کی کوئی گنجائش ہے؟ (اسد خان، شاہین نگر)

جواب:- یہ دونوں ہی صورتیں ناجائز اور سخت گناہ کا باعث ہیں، عورت ویٹرس کا مردوں کو کھانا سپلائی کرنا حرام ہے؛ کیوں کہ یہ عورت مردوں سے بے پردہ ہوتی ہے، اور خاص کر اس وقت وہ زیبائش و آرائش کے ساتھ رہتی ہیں، اسی طرح غیر محرم عورتوں کا سامنے آنا حرام ہے۔

اسی طرح شادی خانہ میں خواتین اکثر نقاب اتارے ہوتی ہیں، نیز زرق برق لباس و زیب و زینت کے ساتھ ہوتی ہیں، ایسی حالت میں مرد ویٹر کا ان کے درمیان کھانا سپلائی کرنا شریعت کی قائم کی ہوئی حدود کو توڑنا ہے، اور یہ بھی قطعاً جائز نہیں، ہونا یہ چاہئے کہ مردوں کے حصہ میں مرد ویٹر ہوں، اور خواتین کے حصہ میں خاتون ویٹر، اللہ تعالیٰ ہمارے سماج کو ایک

بے حیائی اور بے شرمی کی باتوں سے بچائے۔

کال سنٹر کی ملازمت

سوال:- آج کل روزگار کے نئے مواقع ’’کال سنٹر‘‘ کے ذریعہ پیدا ہوتے ہیں، امریکی کمپنیاں یہاں اپنے کال سنٹر قائم کرتی ہیں، سنٹر میں ان کو کمپنی سے متعلق خدمات کے بارے میں جواب دینا ہوتا ہے، اور ایسا ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ امریکہ ہی سے جواب دے رہا ہے، کمپنی نام دیتی ہے، جواب دینے والے کو وہی نام بتانا پڑتا ہے، جو اکثر عیسائیوں کے نام ہوتے ہیں اور بعض دفعہ یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ میں امریکہ کے فلاں شہر مثلاً شکاگو سے بات کر رہا ہوں، ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ امریکہ میں تنخواہیں زیادہ ہوتی ہیں، اور ہندوستان میں کم ہوتی ہیں۔ (منیر الحق، دلسکھ نگر)

جواب:- اگر کمپنی کا کاروبار حلال ہو، اور گاہکوں کو ایسی خدمت فراہم کرتی ہو جو شرعاً جائز ہے، تو اس کے ’’کال سنٹر‘‘ کی ملازمت جائز ہے، اگر کمپنی ایسا نام دے جس میں مشرکانہ مفہوم نہ ہو، نیز یا کسی اسرائیلی کے نام پر ہو، یا کوئی اور قبیح معنی نہ ہو تو دوران ملازمت اپنے آپ کو اس سے موسوم کرنے کی گنجائش ہے، کیوں کہ نام ایک سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں اور غیر عربی نام بھی رکھے جا سکتے ہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے حرم مبارک میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، ماریہ عجمی نام ہے، اور آپ ﷺ نے اسے تبدیل نہیں فرمایا، اسی طرح صحابہ میں بعض کے نام حیوانات و جمادات اور نباتات پر بھی تھے، جیسے: اسد، جبل، صخر، حنظلہ وغیرہ، ہاں! اگر ایسا نام دیا جائے جس میں شرک کا معنی پایا جاتا ہو تو اس کو قبول کرنا قطعاً جائز نہیں، اسی طرح ہندوستان میں رہ کر یہ کہنا کہ میں امریکہ کے شہر، شکاگو، سے بات کر رہا ہوں، جائز نہیں؛ کیوں کہ یہ جھوٹ اور دھوکہ ہے۔

ملازمت کے اوقات میں نماز اور ذکر

سوال :- (الف) ایک حافظ صاحب سرکاری اسکول میں ٹیچر ہیں ، انہوں نے سرکاری مسجد میں امامت بھی حاصل کرلی ہے اور ایسے دھوکہ دے کر کیا ہے ؛ کیوں کہ ایک آدمی دو جگہ سرکاری ملازمت نہیں کرسکتا ، یہ صاحب جمعہ کے دن دوپہر سے آدھے دن اسکول سے غائب رہتے ہیں ۔ (محمد سفیان ، حیدرآباد)

(ب) ایک اردو ہائی اسکول میں کچھ معلمات خالی ساعت میں جو طلبہ کے بیانات جانچنے کے لئے ہے ، تسبیح ، نماز اور تلاوت کرتی ہیں ، جب کہ انہیں ایک بجے سے دو بجے تک درمیان میں وقفہ دیا جاتا ہے ، کیا ان کا یہ عمل درست ہے ؟ (محسن ، انور)

جواب :- اللہ تعالیٰ کی عبادت انسانیت کا مقصود ہے ، اور تلاوت ، تسبیح ونفل نماز عبادت ہی کی مختلف صورتیں ہیں ؛ اس لئے ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ؛ البتہ نفل عبادتوں کو اپنے وقت ہی میں کرنا جائز ہے ، نہ کہ اس وقت میں جس کی اجرت آپ دوسروں سے لیتے ہیں :

" إذا استأجر رجلا يوما ليعمل كذا فعليه أن يعمل ذلك العمل إلى تمام المدة ، ولا يشتغل بشيء آخر سوى المكتوبة ، وفي فتاوى أهل سمرقند ، قال بعض مشائخنا رحمهم الله تعالى : أن له أن يؤدي السنة أيضا ، و اتفقوا أنه لا يؤدي نفلا " (۱)

گویا فرض نمازیں تو بلا اجازت بھی پڑھی جائیں گی ، نفل نماز کا بلا اجازت پڑھنا جائز

---

(۱) الفتاوی الهندية : ۴/ ۴۱۷

نہیں ہے، اور سنت کے بارے میں اختلاف ہے، اسی طرح جمعہ کے بارے میں فقہاء نے صراحت کی ہے کہ اگر دور جانا پڑتا ہو اور زیادہ وقت لگتا ہو تو اس وقت کے بقدر اجرت تنخواہ میں سے وضع کر لی جائے گی:

" المستأجر لا يمنع الأجير في المصر عن إتيان الجمعة فيسقط من الأجر بقدر اشتغاله بذلك إن كان بعيدا الخ "(۱)

لہٰذا: (الف) امام صاحب کا جمعہ کے دن پورے آدھے دن ڈیوٹی چھوڑ دینا جائز نہیں، اور ایسی صورت میں انہیں نصف یوم کی رخصت بلا تنخواہ لے لینی چاہئے، نیز یہ بات بھی درست نہیں کہ جھوٹ بول کر اور دھوکہ دے کر دوہری سرکاری ملازمتیں حاصل کی جائیں، اس لئے گورنمنٹ کے قانون کے مطابق ان کو ایک ملازمت سے سبکدوش ہو جانا چاہئے۔

(ب) معلمات کو چاہئے کہ جو وقفہ کا وقت ہے اس میں فرض ونفل نمازیں پڑھیں اور تلاوت وتسبیح کا اہتمام کریں، نیز اسکول کے اوقات کے علاوہ دوسرے اوقات کو ان نیک کاموں کے لئے استعمال کریں، جو گھنٹہ تعلیمی مقاصد کے لئے خالی رکھا گیا ہے، اس کو تعلیم ہی میں صرف کیا جائے، یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ ملازمت کے اوقات کو دینی کاموں میں خرچ کرنے کی وجہ سے دین اور اہل دین کی ناحق بدنامی ہوتی ہے۔

B.C کی جھوٹی سرٹیفکٹ حاصل کرنا

سوال:- ہم طالبات نے DSC 206 لکھا ہے اور ہم لوگ B C نہیں ہیں، لیکن پھر بھی ڈگری کے حصول کے لیے ہم نے B C لکھا ہے، کیا اگر مجھے نوکری مل گئی، اور پھر جو اس کی تنخواہ ملے گی آیا وہ حرام ہوگی یا حلال؟ کیوں کہ میرے پاس B.C

(۱) الفتاوی الهندية : ۴۱۷/۴

سرٹیفکٹ موجود ہے اور پھر میرا انسٹ بھی اچھا گیا ہے، کیا ایسا کرنا شرعی طور پر درست ہے؟ (چند طالبات، مقام غیر مذکور)

جواب:- اسلام کی نظر میں ذات پات کی بنا پر نہ کوئی اپر کلاس ہے نہ بیک ورڈ کلاس، لیکن حکومت نے برادران وطن کے سماجی مزاج کو سامنے رکھتے ہوئے مسلمانوں کی کچھ برادریوں کو بیک ورڈ قرار دیا ہے، اگر کوئی شخص اس برادری سے تعلق نہ رکھتا ہو اور اس کی طرف اپنی نسبت کرے تو یہ سخت گناہ ہے، جھوٹ اور دھوکہ تو ہے ہی لیکن خاص کر خاندانی نسبت کے بارے میں غلط بیانی کی رسول اللہ ﷺ نے بڑی سخت مذمت فرمائی ہے(۱) اس لیے غلط باور کرا کے B.C سرٹیفکٹ حاصل کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا گناہ ہے؛ لیکن اگر اس کے ذریعہ ملازمت حاصل ہوئی تو اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حلال ہوگی:

" و إن استأجرها ... ثم أعطاها مهرها أو ما شرط لها لا بأس بأخذه؛ لأنه في إجارة فاسدة فيطيب له و إن كان السبب حراماً " (۲)

اعلیٰ نسل کے جانور سے اختلاط کی اجرت

سوال:- فی زمانہ اس بات کی بھی کوشش کی جارہی ہے کہ جانوروں کی افزائش میں اعلیٰ نسل کے بچے حاصل کیے جائیں، اس کے لئے ایک طریقہ یہ ہے کہ مادہ جانور کو اچھی نسل کے نر جانور سے جفتی کرائی جاتی ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ کسی اچھی نسل کے نر جانور کا مادہ منویہ انجکشن کے ذریعہ مادہ کے رحم میں پہنچایا جاتا ہے۔ اس کی اجرت وصول کی جاتی ہے، کیا یہ کاروبار حلال ہوگا، اور دو

---

(۱) مسلم شریف، حدیث نمبر: ۱۱۲، کتاب الایمان

(۲) البحر الرائق: ۸/۳۳

جانور کو اعلیٰ نسل کے نر جانور سے جفتی کرانے کی اجرت لینا نر جانور کے مالک کے لئے درست ہوگا؟ (مجید خان، سکندر آباد)

جواب:- مادہ کی اسی جنس کے کسی نر سے جفتی کرانا، یا اس کے مادۂ منویہ سے حاملہ کرانا تو درست ہے، اور اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں؛ لیکن اس کی اجرت لینا یا دینا جائز نہیں، رسول اللہ ﷺ نے اس کو منع فرمایا ہے؛ اس لئے فقہاء نے اس کو ناجائز قرار دیا ہے:

"لا تصح الإجارة لعسب التيس وهو نزوه على الإناث" (۱)

مادۂ منویہ کو اس مقصد کے لئے خریدنا اور اس کی قیمت ادا کرنا بھی جائز نہیں؛ کیوں کہ یہ مادہ ناپاک ہے اور شرعاً مال میں اس کا شمار نہیں ہے، اس لئے اس کی خرید وفروخت دونوں ہی جائز نہیں۔

بینک اور دیگر سرکاری نوکریاں

سوال:- بینک کی نوکری کے سلسلہ میں فقہاء نے لکھا ہے کہ یہ جائز نہیں، کیوں کہ اس میں سودی معاملہ ہوتا ہے، لیکن بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں صرف بینک کی نوکری ہی کی تخصیص کیوں؟ اس میں وہ تمام نوکریاں شامل ہوں جو حکومت کی جانب سے ملتی ہیں، کیوں کہ حکومت خود ورلڈ بینک سے قرض حاصل کرتی ہے، اور گورنمنٹ کے ہر ملازم کو گویا سود سے اس کی ماہانہ تنخواہ دی جاتی ہے۔ (انور فرقان، میدک)

جواب:- اول تو گورنمنٹ کی پوری آمدنی ورلڈ بینک کے قرض سے ہی نہیں ہوتی؛ بلکہ آمدنی کا غالب حصہ اندرونِ ملک کے وسائل سے حاصل ہوتا ہے، اس لیے اس میں قدرتی

---

(۱) الدر المختار مع الرد: ۹؍ ۷۴

وسائل بلکی صنعتیں، عوام سے لیا جانے والا ٹیکس، ریلوے اور پوسٹ وغیرہ سے حاصل ہونے والی آمدنی، اور بہت سے دوسرے ذرائع ہیں، دوسرے حکومت ورلڈ بینک سے سود لیتی نہیں ہے؛ بلکہ سود دیتی ہے، اور سودی قرض حاصل کرتی ہے، بخلاف بینک کے کہ وہ لوگوں سے سود حاصل کرتا ہے، سود لینے کی صورت میں فعل بھی گناہ ہے اور حاصل ہونے والا پیسہ بھی حرام، اور سودی قرض لینے کی صورت میں فعل تو گناہ کا ہوتا ہے، لیکن یہ رقم حلال ہوتی ہے، بینک کی ملازمت اس لیے ناجائز ہے کہ اکثر اوقات یہ سودی لین دین میں تعاون ہوتا ہے، اور سودی معاملات میں تعاون بھی جائز نہیں۔ ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾(۱) جب کہ گورنمنٹ کی دوسری ملازمتوں میں ملازمت کرنے والوں کا سود لینے اور دینے والوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا؛ اس لیے بینک کی ایسی ملازمت جس میں سودی کاروبار کے لکھنے یا لینے اور دینے میں تعاون ہوتا ہو، جائز نہیں ہے اور دوسری سرکاری ملازمتیں جن میں براہِ راست کسی حرام کا ارتکاب نہ ہوتا ہو، جائز ہیں۔

متعین نفع کی شرط

سوال:- دوسروں کے کاروبار میں سرمایہ (۲۵ر ہزار، ۵۰ر ہزار روپے نقد) مشغول کرکے کیا ہر ماہ اس سے فائدہ (ایک ہزار روپے، دو ہزار روپے) حاصل کرنا جائز ہے؟

(علی احمد، جل گاؤں)

جواب:- سرمایہ کاری کی یہ صورت کہ نفع کی ایک مقدار متعین کردی جائے، جائز نہیں، اس لیے مذکورہ صورت درست نہیں:

" ومن شرطها أن يكون الربح بينهما مشاعا لا يستحق أحدهما دراهم مسماة من الربح ؛ لأن

---

(۱) المائدۃ: ۲

شرط مال يقطع الشركة بينهما ولا بد منه : كما في عقد الشركة" ( )

مال بیچنے پر کمیشن لینا

سوال:- ایک شخص کاروبار میں کسی کے مال کی بکری کرتا ہے، اور اس کی رقم میں سے کچھ فیصد اپنے پاس رکھ کر باقی رقم اس کو دے دیتا ہے، تو کیا یہ جائز ہے؟ اور کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ (محمد نور، شیرآباد)

جواب:- اس صورت کا جائز ہونا یا نہ ہونا باہمی معاہدہ پر موقوف ہے، اگر فروخت کرنے والا اس کا ملازم ہے اور اس کے علم میں لائے بغیر کچھ فی صد رقم چھپا لیتا ہے تو یہ ناجائز اور خیانت ہے، اگر صاحب مال سے اس کا کوئی معاہدہ ہے کہ وہ جتنا مال فروخت کرے گا، اس پر اتنی فیصد اجرت ملے گی، تو اس کے لیے گنجائش ہے؛ کیوں کہ اگرچہ اس صورت میں اجرت ایک حد تک غیر متعین ہوتی ہے، لیکن اس کی وجہ سے نزاع پیدا نہیں ہوتی، اور یہ طریقہ آج کل متعارف اور مروج ہو چکا ہے۔

جہاں تک امامت کی بات ہے، تو وہ بھی اسی حکم سے متعلق ہے، پہلی صورت خیانت کی ہے، جو موجب فسق ہے، اس لیے ایسے شخص کی امامت مکروہ ہوگی: "یکرہ تقدیم الفاسق" (۲) دوسری صورت جواز کی ہے، اس لیے ایسے شخص کی اقتدا کرنے میں کچھ حرج نہیں۔

غلط طور پر حاضری کا دستخط

سوال:- ہم لوگ ایک کالج میں زیر تعلیم ہیں، یہاں بعض اساتذہ غیر حاضر ہونے کے باوجود حاضری ڈال دیتے ہیں

---

(۱) الہدایہ: ۳/ ۲۵۱ (۲) الہدایہ: ۱/ ۱۲۲، باب الامامۃ

اور تنخواہ اٹھاتے ہیں، کیا یہ بات شرعاً جائز ہو سکتی ہے، جب کہ پیسہ گورنمنٹ کا ہے، کسی شخص کا نہیں؟ (محمد امجد خان، مقام غیر مذکور)

جواب :- غیر حاضر ہونے کے باوجود حاضری لکھنا یا دیر حاضر ہونے کے باوجود حاضری رجسٹر پر حاضری کا معمولہ وقت لکھ دینا گناہ ہے؛ بلکہ کئی گناہوں کو شامل ہے، اول تو یہ جھوٹ ہے، دوسرے دھوکہ ہے، تیسرے ادارہ کے ذمہ داروں اور طلبہ و طالبات کے ساتھ خیانت ہے، چوتھے غلط طور پر حاضری لگانے کی وجہ سے وہ بلا استحقاق تنخواہ حاصل کرتا ہے، یہ حرام طریقہ پر مال کھانا ہے، اس لیے یہ فعل کئی گناہوں کا مجموعہ ہے، کسی مسلمان کے لیے ایسا عمل قطعاً جائز نہیں، جھوٹ اور دھوکہ دہی افراد کے ساتھ کی جائے یا گورنمنٹ کے ساتھ، دونوں ہی گناہ ہے؛ بلکہ ممکن ہے کہ گورنمنٹ کے ساتھ دھوکہ اور خیانت کا گناہ بڑھ جائے؛ کیوں کہ حکومت کے خزانہ میں جو پیسہ ہوتا ہے، اس سے تمام لوگوں کے حقوق متعلق ہوتے ہیں، اس لیے یہ پوری قوم کے ساتھ خیانت کرنے کے مترادف ہے۔

کمیشن ایجنٹ کی ملازمت

سوال :- میں ایک کمپنی کے کمیشن ایجنٹ کی حیثیت سے کام کرتا ہوں، کمپنی ہمیں فیصد کے حساب سے اجرت ادا کرتی ہے، یعنی مثلاً ایک لاکھ روپے کا سودا ہم نے کرایا تو کمپنی سے طے ہے کہ دو فیصد کے لحاظ سے دو ہزار روپے کمپنی مجھے دے گی، کیا اس طرح کمیشن ایجنٹ کی حیثیت سے کام کرنا درست ہے؟

(فہیم الدین محبوب نگر)

جواب :- بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ اجرت کی ایک مقدار متعین ہو، مثلاً ایک ماہ آپ محنت کریں، ہم اس کا معاوضہ دس ہزار روپے دیں گے؛ لیکن چونکہ بہت سے معاملات میں یہی تنخواہیں فریقین کے لیے شکایت اور ان کے درمیان نزاع کا موجب بن جاتی ہیں،

فروخت کرنے والا جتنے کام اور فروخت کی امید رکھتا ہے، اجیر کو نہیں پاتے، اس لیے تناسب اور فیصد سے طے کی ہوئی اجرت سے نزاع اور شکایت پیدا نہیں ہوتی، اسی لیے بعد کے فقہاء نے معاملات میں کمیشن ایجنٹ بننے کو درست قرار دیا ہے:

" و فی الحاوي : سئل محمد بن سلمة عن أجرة السمسار . فقال : أرجو أنه لا بأس به ، و إن كان في الأصل فاسداً لكثرة التعامل ، و كثير من هذا غير جائز ، فجوزه لحاجة الناس إليه كدخول الحمام ، و عنه قال : رأيت ابن شجاع يقاطع نساجا ينسج له ثيابا في كل سنة " (۱)

بینک لاکر میں سامان کی حفاظت

سوال:- ہم لوگ ایک غیر سودی قرض سوسائٹی چلاتے ہیں، سوسائٹی سونے یا اس طرح کی کوئی چیز بطور ضمانت لے کر قرض فراہم کرتی ہے، سوسائٹی ان زیورات کو بینک کے لاکر میں رکھ دیتی ہے، کیا اس کا یہ عمل درست ہے؟ بعض لوگوں کو اعتراض ہے کہ سوسائٹی کو اپنی آفس ہی میں ان اشیاء کی حفاظت کا انتظام کرنا چاہیے۔ (محمد مشتاق، ناگپور)

جواب:- جس شخص کے پاس کوئی چیز بطور امانت رکھی جائے، اس کے لیے جائز ہے کہ اس سامان کو یا تو اپنے پاس رکھے، یا ایسے شخص کے پاس رکھے جس کے پاس اس مال کے محفوظ رہنے کا غالب گمان ہو؛ کیوں کہ اصل مسئلہ یہ نہیں ہے کہ مال کس کے قبضہ میں ہے؛ بلکہ اصل قابل توجہ بات یہ ہے کہ وہ مال محفوظ اور قابل اطمینان ہاتھ میں ہے یا نہیں؟ اسی لیے

---

(۱) رد المحتار ۹ ؍ ۸۷ .

اگر کوئی شخص اجرت لے کر سامان کی حفاظت کرتا ہو تو اس کے پاس بھی فقہاء نے مال امانت رکھوانے کی اجازت دی ہے۔

"فيجب عليه أن يحفظ على الوجه الذي يحفظ ماله بحرزه و بيده، و بيد من كان له في يده ...

أو يستأجر أو يستعيره الخ" (۱)

جہاں تک لاکر کے بینک سے متعلق ہونے کی بات ہے تو بینک بہت سے ایسے بھی کام کرتا ہے جو اپنی اصل کے اعتبار سے جائز ہے، اس لیے ان خدمات سے فائدہ اٹھانا جائز ہوگا، انہیں میں سے یہ بھی ہے کہ لاکر کا کرایہ دے کر کسی دستاویز یا قیمتی اشیاء کی حفاظت کی سہولت فراہم کی جائے، پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ فی زمانہ بینک میں اشیاء کی جتنی حفاظت ہو سکتی ہے، کسی اور شخص یا ادارہ کے پاس اس طرح حفاظت ہونی دشوار ہے۔

کرایہ پر لی ہوئی عمارت زیادہ نفع کے ساتھ کرایہ پر لگائے؟

سوال:- میں چاہتا ہوں کہ ایک بڑا کمپلکس جو ساٹھ پینسٹھ فلیٹ پر مشتمل ہے، ماہانہ کرایہ پر لے لوں اور میں خود سے کرایہ پر چڑھاؤں، مالک مکان کو مقررہ کرایہ ادا کردوں اور جو زائد رقم حاصل ہو وہ میرا نفع ہو جائے، کیا یہ صورت جائز ہے؟

(عبدالسمیع، مولانا)

جواب:- کرایہ دار کے لیے یہ بات جائز ہے کہ وہ کرایہ پر لگائی ہوئی چیز دوسروں کو کرایہ پر دے دے؛ البتہ اگر وہ اس پر زائد رقم حاصل کرتا ہے، تو زائد رقم کو صدقہ کر دینا واجب ہے، صرف اس سے دو صورتیں مستثنیٰ ہیں، ایک یہ کہ آپ نے مکان دار سے الگ شی میں کرایہ طے کیا ہو، دوسرے کرایہ دار کے لیے دوسری شی میں کرایہ متعین کیا ہو، جیسے آپ نے مکان دار سے اس عمارت کا کرایہ ماہانہ ایک کنٹل گیہوں طے کیا اور خود آپ نے دوسرے کرایہ

---

(۱) تحفة الفقهاء، ص: ۲۴۸، كتاب الوديعة

داری ہے کچھ حصوں میں کر دے تو یہ صورت جائز ہوگی، چاہے یہ پیسے گیہوں کی قیمت سے بڑھ جائیں — دوسری صورت یہ ہے کہ آپ اس تعمیر میں کچھ اضافہ کر دیں مثلاً کچھ پلاسٹر کر دیں، یا آپ پٹی وغیرہ کرادیں تو اب آپ کے لیے اپنے کرایہ دار سے حاصل ہونے والی زائد رقم جائز ہوگی۔

" و لو آجر بأكثر تصدق بالفضل إلا في مسألتين : إن آجرها بخلاف الجنس أو أصلح فيها شيئا (در مختار) بأن جصصها أو فعل فيها مسناة و كذا كل عمل قائم " (۱)

بینک کے اسلامی کاونٹر میں ملازمت

سوال:- یورپ میں بعض ایسے بینک بھی ہیں جن میں اسلامک کاونٹر بھی ہوتے ہیں، ایسے بینکوں میں اگر اس کے اسلامی کاونٹر میں کام مل جائے تو کیا یہ ملازمت جائز ہوگی؟

(احمد حسین، بنگلور)

جواب:- بینک میں ملازمت کرنے کی ممانعت اس لئے ہے کہ اس سے سودی کاروبار میں تعاون ہوتا ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے سودی کاروبار میں ہر طرح کے تعاون — جیسے سودی لین دین کے معاملات کو لکھنے اور اس پر گواہ بننے — پر بھی لعنت فرمائی ہے، (۲) البتہ بینک میں ایسی ملازمت جس میں سود کے لین دین اور اس کی لکھائی پڑھائی میں ملوث ہونے کی نوبت نہیں آتی ہو، جائز ہے — جو صورت آپ نے دریافت کی ہے، اس میں اسلامی کاونٹر پر کام کرنے والوں کو سودی معاملات میں ملوث ہونا نہیں پڑتا؛ بلکہ ایسے کاونٹر غیر سودی بینک کاری کی ترقی کا باعث بن سکتے ہیں، اس لئے یہ ملازمت جائز ہے۔

(۱) رد المحتار ۹/۴۰ (۲) سنن أبي داؤد، حدیث نمبر ۳۳۳۳

فٹ پاتھ کا کرایہ

سوال:- میں ایک تاجر ہوں، ذاتی دکان کا مالک ہوں، میری دکان کے سامنے سرکاری فٹ پاتھ ۱۰ فٹ کا ہے، ایک چھوٹا بیوپاری میری دوکان کے سامنے فٹ پاتھ 4x4 پر کاروبار کرتا ہے، اور روزانہ مجھ کو 50/00 روپے دے رہا ہے اور دوسرا شخص جو اتوار کو اپنی گاڑی رکھنے کا روزانہ 20/00 روپے دے رہا ہے اور جملہ پولیس کے چالانوں اور ضبطی مال کا وہ خود ذمہ دار ہے، کیا میرے لئے یہ پیسے لینے درست ہیں؟

(رضوان بیگ، کالی کمان حیدرآباد)

جواب:- اول تو فٹ پاتھ پر دوکان لگانا اور اس میں تعاون کرنا خود جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ فٹ پاتھ عوامی ملکیت ہوتی ہے اور راہ چلنے والوں کو اس سے گذرنے کا حق حاصل ہوتا ہے، اگر کچھ لوگ فٹ پاتھ پر قابض ہو جائیں اور اپنی دوکانیں بنالیں تو یہ دوسروں کا حق تلف کرنا ہے، اور ٹریفک کے نظام میں بھی خلل ڈالنا ہے؛ اس لئے ایسے فعل کی حوصلہ افزائی نہیں کرنی چاہئے، دوسرے کرایہ لینا اسی چیز کا ہو سکتا ہے، جس کے آپ خود مالک ہوں، جس کے آپ مالک ہی نہ ہوں اس کا کرایہ لینا قطعاً جائز نہیں، یہ مالِ حرام میں شامل ہے؛ اس لئے اس سے گریز کرنا چاہئے، اور جو پیسے لے چکے ہوں وہ انہیں واپس کردینا چاہئے یا صدقہ کردینا چاہئے۔

کمپنی کی طرف سے ملازمین کو بونس

سوال:- بعض کمپنیوں میں ہر سال مالی سال کے ختم ہونے پر ملازمین کو بونس دیا جاتا ہے، یہ صرف کمپنی کی انتظامیہ اور شرکاء کی طرف سے ایک عطیہ ہوتا ہے، کیا اس کا لینا جائز ہے؟

(ابو یحییٰ، ہنمکنڈہ)

جواب:- کسی شخص یا ادارہ کے لئے یہ بات جائز ہے کہ وہ اپنے ملازمین اور کام کرنے والوں کو بطور تحفہ والی ماہ کے کوئی چیز دے، اس لئے اس تحفہ کا لینا درست ہے، یہ شرعاً ہبہ اور ہدیہ ہے، جس کا دینا بھی جائز ہے اور لینا بھی؛ بلکہ دینا تو بعض صورتوں میں مستحب بھی ہے۔

حلال وحرام پیشے

سوال:- اردو ادب کی ایک مشہور شخصیت — جو ڈاکٹر بھی ہیں — کا کہنا لکھنا اور ماننا ہے کہ "مسلمانوں کے لئے کوئی پیشہ اختیار کرنا ممنوع نہیں ہے، شراب کی کشیدگی یا فروخت غیر اخلاقی ہے؛ لیکن اپنی باعزت کمائی کے لئے کوئی سا بھی پیشہ اختیار کرسکتا ہے، اس میں کوئی سماجی یا مذہبی عار نہیں ہے" — براہ کرم از روئے شریعت اس کا اطمینان بخش جواب دیں۔

(قاری ایم، ایس، خان، جدید ملک پیٹ)

جواب:- مسلمانوں کا اصل مقصد کمانا اور پیٹ بھرنا نہیں ہے، پیٹ تو گھوڑے اور گدھے بھی بھر لیتے ہیں، اگر انسان کا بھی مقصد کسی نہ کسی طرح سے پیٹ کی جھولی کو بھر لینا ہو تو ان کے درمیان اور دوسرے جانوروں کے درمیان کیا فرق باقی رہا؟ اور پھر انسانوں میں بھی مسلمان ایک بامقصد امت ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک منصوبہ کے ساتھ کائنات میں بھیجا ہے، وہ منصوبہ یہ ہے کہ یہ خواہشات وشہوات کی دنیا میں رہ کر بھی اپنے آپ کو اللہ کے حکم پر قائم رکھے اور نہ صرف خود اس پر قائم رہے؛ بلکہ دوسروں کو بھی صراط مستقیم پر لانے کی کوشش کرے؛ اس لئے مسلمان کسی بھی صورت میں شرعی احکام سے آزاد نہیں رہ سکتا۔

شریعت کی تعلیمات میں یہ بھی ہے کہ حرام چیز کے استعمال سے بھی بچ جائے اور اس کی خرید وفروخت سے بھی؛ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے جیسے شراب کو حرام قرار دیا، اسی طرح اس کی قیمت کو بھی، اور جیسے سود اور مردار کو حرام قرار دیا، اسی طرح پلانے والے اور بیچنے والے پر

بھی لعنت فرمائی، لہٰذا ایسا کاروبار، یا پیشہ جو حرام کام کے ارتکاب اور حرام چیزوں کی خرید و فروخت پر مبنی ہو قطعاً جائز نہیں اور مسلمانوں کے لئے اس سے بچنا ضروری ہے۔

ملگی کا کرایہ دار موبائیل میں گانا ڈاؤن لوڈ کرے؟

سوال:- میری اپنی ذاتی ملگی ہے، میں نے ایک شخص کو کرایہ پر دیا، جس میں وہ موبائیل درستی کا کاروبار کرتا ہے، میری لاعلمی میں وہ شخص دکان میں فلمی اور بے ہودہ گانے موبائیل میں فیڈ کرنے کی مشین لگا کر موبائیل فونوں میں گانے ڈاؤن لوڈ کرنے کا کاروبار کر رہا ہے، مجھے معلوم ہے کہ یہ کاروبار ناجائز ہے، میں نے کرایہ کی جو رقم وصول کی، کیا وہ بھی ناجائز ہے؟ اگر وہ رقم ناجائز ہے تو اس رقم کا کیا مصرف ہے؟ (شیخ مجیب، حمایت نگر، مہاراشٹرا)

جواب:- جب آپ نے موبائیل کی اصلاح و مرمت کے لئے ملگی کرایہ پر دی تھی، اس نے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ اس ملگی کو فلمی گانے وغیرہ کو ڈاؤن لوڈ کرنے کے لئے استعمال کرے گا، اور خود آپ کے بھی پہلے سے علم نہیں تھا، تو آپ پر کوئی گناہ نہیں اور آپ کی آمدنی بھی حلال ہے:

"... لم يلحق المسلم إثم في شيء من ذلك : لأنه لم يؤاجرها لذلك ، والمعصية في فعل المستأجر ، وفعله دون قصد رب الدار فلا إثم على رب الدار في ذلك " (١)

البتہ چوں کہ آپ کا کرایہ دار ایک غلط کام میں مبتلا ہے؛ اس لئے آپ کا شرعی فریضہ ہے کہ اسے صاف صاف کہہ دیں کہ یا تو وہ گانے ڈاؤن لوڈ کرنا چھوڑ دے، یا آپ کی ملگی خالی کر دے؛ تاکہ آپ کی طرف سے گناہ کے کام میں تعاون نہ ہو۔

(١) المبسوط للسرخسي : ٣٨/١٦

روپیہ کو کرایہ پر لگانا؟

سوال:- اگر ایک شخص بلڈنگ کے کاروبار میں ایک کروڑ روپیہ لگاتا ہے، خریدار کہتا ہے کہ میں فلاں جگہ لینا چاہتا تھا، جس سے مثلاً ایک لاکھ روپے ماہانہ کرایہ آتا، یہ رقم جب تک آپ کے پاس ہے، آپ ایک لاکھ روپے ماہانہ دیتے رہئے، تو کیا یہ صورت جائز ہوگی؟

جواب:- ایسی چیزیں جن کو باقی رکھتے ہوئے ان سے نفع اٹھایا جاسکتا ہے، جیسے مکان، دوکان، گاڑی وغیرہ، ان پر کرایہ کا معاملہ کیا جاسکتا ہے، روپیہ ایسی چیز ہے، جس کو باقی رکھتے ہوئے اس سے استفادہ نہیں کیا جاسکتا؛ بلکہ اس کو خرچ کرکے ہی اس سے نفع اٹھا سکتے ہیں؛ اس لئے روپیہ کا کرایہ پر لین دین نہیں ہوسکتا، نیز اگر ایک ہی جنس کا تبادلہ ہو اور اس میں ایک طرف سے ایسا اضافہ ہو، جس کا دوسرے فریق کی طرف سے کوئی عوض نہ ادا کیا جائے، تو یہ سود کے دائرہ میں آجاتا ہے:

"وهو في الشرع عبارة عن فضل مال لا يقابله عوض في معاوضة مال بمال" (۱)

لہٰذا ایک کروڑ دے کر ماہانہ اس پر ایک لاکھ روپے لینا سود ہے اور یہ اسلام میں سرمایہ کاری کے بنیادی طریقۂ کار کے بھی خلاف ہے؛ اس لئے کہ شریعت میں سرمایہ کاری کا بنیادی قاعدہ یہ ہے کہ نفع اور نقصان دونوں میں شرکت کی اساس پر سرمایہ لگایا جائے، یہ صورت کہ نفع متعین کرلیا جائے اور نقصان کی ذمہ داری قبول نہیں کی جائے، جائز نہیں ہے۔

تعمیراتی کاروبار کا شیئر اور اس کا کرایہ

سوال:- اسی صورت میں اگر اتنی لاکھ روپے قرض مان لیا

---

(۱) فتاوی هندیة: ۳/ ۱۱۷

جائے اور تیس لاکھ روپے شیئر اور اس تیس لاکھ میں عمارت کا جو حصہ مل سکتا ہے، اس کو اس کی ملکیت مان کر اس کا ماہانہ کرایہ ایک لاکھ روپیہ دیا جائے، کیا یہ شکل جائز ہوگی؟

جواب:- تیس لاکھ روپے میں اس کو عمارت کا جو حصہ مل سکتا ہے، جب وہ تعمیر ہو جائے تب اسے کرایہ پر حاصل کیا جا سکتا ہے؛ کیوں کہ مکان کو کرایہ پر لگانا درست ہے؛ البتہ دو باتوں کا لحاظ کرنا مناسب ہوگا: ایک یہ کہ واقعی اس مکان کو بہ حالت موجودہ استعمال کرنے کی نیت ہو، دوسرے کرایہ اتنا مقرر کیا جائے، جو زیادہ سے زیادہ اس کا ہو سکتا ہو، فلیٹ یوں ہی خالی ہو، موجودہ حالت میں استعمال کا ارادہ نہ ہو اور اس کا کرایہ ادا کیا جائے، یا کرایہ تو زیادہ سے زیادہ پچاس ہزار روپے تک ہونا چاہئے؛ لیکن وہ ایک لاکھ ادا کر رہا ہے تو اگر چہ اپنی شکل کے اعتبار سے یہ جائز ہے؛ مگر چوں کہ اصل مقصود کرایہ پر لینا نہیں ہے، اور نیت سرمایہ لگانے والے کو نقصان میں شریک کئے بغیر لازماً نفع پہونچانا ہے؛ اس لئے یہ صورت کراہت سے خالی نہیں ہوگی۔

یہ حکم تو اس وقت ہے، جب کہ اس کے سرمایہ سے مکان کی تعمیر ہو چکی ہو اور وہ کسی حد تک قابل استعمال بن چکا ہو، اگر ابھی اس کا سرمایہ نقد شکل میں ہو، تعمیری میٹریل کی صورت میں یا قابل استعمال ہونے کے لئے اقل ترین درجہ میں جیسا ہونا چاہئے ویسا نہ ہو تو پھر اس کا کرایہ ادا کرنا جائز نہیں ہوگا؛ کیوں کہ ابھی یہ چیز شرعی اصولوں کے مطابق لائق کرایہ نہیں ہوئی ہے۔

بلڈر سے تاخیر کا ہرجانہ وصول کرنا

سوال:- اگر خریدار نے قیمت ادا کر دی؛ لیکن بیچنے والے نے مقررہ وقت پر فلیٹ فراہم نہیں کیا، تو کیا خریدار بیچنے والے سے اس تاخیر کا ہرجانہ لے سکتا ہے؟

جواب:- اگر فلیٹ فروخت کرنے والا مقررہ وقت پر فلیٹ فراہم نہیں کر سکا تو اس تاخیر کی وجہ سے خریدار جرمانہ وصول نہیں کر سکتا؛ کیوں کہ ایک تو مالی جرمانہ اکثر فقہاء کے یہاں جائز نہیں ہے؛

"وعند أبي يوسف" يجوز التعزير للسلطان بأخذ المال، وعندهما وباقي الأئمة الثلاثة لا يجوز" (۱)

دوسرے اس میں سود کا شبہ بھی ہے؛ کیوں کہ یہ زائد رقم جو اس کی ادا کی ہوئی رقم کے مقابلہ میں حاصل ہوتی ہے، وہ عوض سے خالی ہے اور اسی کو فقہ کی اصطلاح میں سود کہتے ہیں؛ البتہ فریقین کے درمیان اس طرح کا معاہدہ ہوسکتا ہے کہ اگر بلڈر نے وقت مقررہ پر بلڈنگ مکمل کر کے حوالہ نہیں کی تو مثلاً فی ہفتہ یا فی ماہ اس کی قیمت اتنے فیصد کم ہوجائے گی، اس کی نظیر اجارہ کا وہ مسئلہ ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر تم کپڑا آج سی دو گے تو تمہاری اجرت ایک درہم ہوگی، اور اگر اگلے دن سلو گے تو نصف درہم، اس صورت میں امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر پہلے دن کپڑا سی کر دیدے تو اس کی اجرت ایک درہم ہوگی اور دوسرے دن سی کر دے تو اجرت مثل یعنی مروجہ اجرت لازم ہوگی، جبکہ امام ابو یوسف وامام محمد کے نزدیک دونوں شرطوں پر عمل ہوگا، اور دوسرے دن سینے کی صورت میں حسب معاہدہ نصف درہم ہی اجرت ہوگی:

"ولو قال للخياط: إن خطته اليوم فلك درهم، وإن خطته غدا فلك نصف درهم، فالشرط الأول صحيح في قول أبي حنيفة حتى أنه لو خاطه في اليوم الثاني يجب أجر المثل، وقال أبو يوسف ومحمد: الشرطان جائزان، حتى لو خاطه في اليوم الأول فله درهم، ولو خاطه في اليوم الثاني فله نصف درهم" (۲)

موجودہ دور میں بلڈر حضرات کی جانب سے بکثرت بددیانتی کے واقعات پیش آرہے ہیں، ایک معاملہ کے فریق سے رقم لے کر دوسرے معاملہ میں لگا دیتے ہیں اور یکے بعد دیگرے ہر ایک کے ساتھ بدعہدی کے مرتکب ہوتے ہیں؛ اس لئے اس مسئلہ میں صاحبین کی رائے فی زمانہ قبول کی جاسکتی ہے اور اس جزئیہ کو نظیر بنایا جاسکتا ہے، واللہ اعلم۔

---

(۱) ہندیہ: ۲/۱۶۷ (۲) فتاوی تاتارخانیہ: ۱۵/۴۲

مالکِ زمین کا بلڈر سے تاخیر پر کرایہ طلب کرنا

سوال :- اگر ایک شخص نے اپنی زمین ڈیولپمنٹ کے لئے دی اور بلڈر سے معاہدہ ہوگیا کہ وہ فلاں تاریخ تک تعمیر مکمل کرلے گا اور مالک زمین کو اس کی زمین کے عوض اتنے فلیٹس مل جائیں گے، مگر بلڈر نے بروقت فلیٹس کی تعمیر نہیں کی اور اس میں تاخیر ہوئی تو کیا مالک زمین اس مدت تاخیر کا کرایہ طلب کرسکتا ہے؟ کہ اگر یہ فلیٹ اسے بروقت مل گئے ہوتے تو وہ ان سے کرایہ حاصل کرتا۔

(مہتاب، احمد آباد)

جواب :- مالک زمین نے بلڈر کو اپنی زمین کرایہ پر نہیں دی ہے ؛ بلکہ کچھ فلیٹس کے عوض اس کو فروخت کردیا ہے، اس لئے کرایہ طلب کرنے کا تو کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ؛ البتہ تاخیر کو روکنے کے لئے وہ تدبیر کی جاسکتی ہے، جس کا میں نے اوپر ذکر کیا کہ معاہدہ میں یہ بات شامل رکھی جائے کہ اگر اس نے مقررہ وقت پر فلیٹس حوالے نہیں کئے تو اسے مالکِ زمین کے واسطے سے ایک مقررہ رقم صدقہ کرنی ہوگی، اس سے مالکِ زمین کو دنیوی اعتبار سے تو کوئی نفع نہ ہوگا ؛ لیکن صدقہ کے اجر میں وہ بھی شامل ہوگا اور بلڈر کو بھی اس سے تنبیہ ہوگی۔

اگر پارسل راستہ میں ضائع ہوجائے؟

سوال :- میں نے ایک صاحب کو پارسل بھیجا، پارسل روانہ کرتے وقت ڈاک خرچ بھی پورا ادا کردیا ؛ لیکن پارسل وہاں پہونچ نہیں پایا، اب وہ قیمت دینے کو تیار نہیں ہیں، اور کہتے ہیں کہ اس کی ذمہ داری تم پر ہے، حالاں کہ میری طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی، براہ کرم حکم شرعی سے آگاہ فرمائیں۔

(محمد اسلم، تاجر کتب)

جواب:- جب آپ نے پوسٹ یا کسی پرائیویٹ ذریعۂ ترسیل سے اپنے خریدار تک سامان بھیجنے کی کوشش کی، اور اس کو آرڈر دیا کہ یہ سامان ان صاحب تک پہنچا دیا جائے تو پوسٹ آفس یا جس ادارہ سے آپ نے بھیجا ہو، وہ آپ کا وکیل ہوا، اس لئے وہ شئی آپ ہی کی ذمہ داری میں ہے، جب تک وہ سامان خریدار تک نہ پہنچ جائے، کسی کوتاہی کی وجہ سے سامان ضائع ہو جائے تو آپ ہی اس کے ذمہ دار ہوں گے؛ کیوں کہ وکیل کی کوتاہی مؤکل کی طرف منسوب ہوتی ہے، ہاں! اگر آپ نے معاملہ طے پاتے وقت وضاحت کردی کہ آپ جس ذریعہ سے کہیں اس سے ہم سامان روانہ کردیں گے، اور اگر سامان خدانخواستہ راستہ میں ضائع ہو جائے تو اس کے ذمہ دار آپ ہوں گے، اور انھوں نے قبول کر لیا، تو آپ پر اس کی ذمہ داری نہیں ہوگی؛ کیوں کہ اس وضاحت کے بعد جس کمپنی کے ذریعہ آپ نے مال بھیجا ہو، وہ کمپنی خریدار کی وکیل قرار پائے گی اور حوالہ کرنے کے بعد ذمہ سے آپ بری ہو جائیں گے؛ لہٰذا جو صورت آپ نے لکھی ہے اس میں کتابوں کے ضائع ہونے کا نقصان آپ ہی کو اٹھانا ہوگا، البتہ آپ کے لئے گنجائش ہے کہ آپ ڈاک کے محکمہ سے اس کا ہرجانہ وصول کریں اور اس سلسلہ میں قانونی کارروائی کریں۔

آٹو میٹر میں چوری

سوال:- مسلمانوں میں سے غریب طبقے کے لئے آج کل آٹو بہت بڑا سہارا ہوگیا ہے، اس آٹو کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو سائیکل رکشہ سے نجات حاصل ہوئی ہے؛ لیکن افسوس کہ عام طور پر آٹو کے میٹر کو تیز رفتار بنا دیا جاتا ہے، اور اسی پیسہ کی جگہ ایک روپے کی ریڈنگ آتی ہے، یہ کام آٹو ڈرائیور میٹر بنانے والے کاریگروں کی مدد سے کیا کرتے ہیں، کیا اس طرح میٹر بنانا اور کاریگروں کا اس میں مدد کرنا جائز ہے؟ (عبدالمجیب، گلشن باغ)

جواب:- گورنمنٹ سے آٹو چلانے کا لائسنس حاصل کیا جاتا ہے، تو یہ بالواسطہ حکو

پر اس بات کا اقرار ہوتا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں گورنمنٹ کے مقرر کیے ہوئے قواعد وضوابط کی تعمیل کریں گے، گورنمنٹ کی طرف سے میٹر سیل کر کے دیا جاتا ہے؛ تا کہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جا سکے، اور اس کی طرف سے فی کیلومیٹر مناسب اجرت مقرر ہوتی ہے، جس میں دونوں فریقوں کی رعایت ملحوظ ہوتی ہے، اب آٹو کے میٹر کو غلط طور پر تیز رفتار بنا دینا قانون کی خلاف ورزی اور حکومت سے کیے گئے عہد کی وعدہ خلافی بھی ہے، عوام کے ساتھ دھوکہ اور جھوٹ بھی ہے اور پیسوں کی چوری بھی ہے، گویا یہ ایک عمل کئی گناہوں کا مجموعہ ہے، وعدہ خلافی، دھوکہ، جھوٹ اور چوری؛ اس لئے آٹو والوں کا یہ عمل قطعاً نادرست اور خلاف شرع ہے اور جو لوگ آٹو میٹر میں کمی بیشی کرتے ہیں وہ بھی ان گناہوں میں تعاون کی وجہ سے گنہ گار ہیں، آٹو چلانے والے بھائیوں کو ایسی باتوں سے بچنا چاہئے، ہو سکتا ہے کہ اس سے وقتی طور پر کچھ نفع ہو جائے؛ لیکن مآل کار اس سے بے برکتی پیدا ہوتی ہے اور آخرت کا گناہ تو اس سے بھی سوا ہے۔

درزی کے پاس بچے ہوئے کپڑے

سوال:- درزیوں کو جو کپڑے سلائی کے لئے دیے جاتے ہیں، عام طور پر انہیں کچھ کپڑا بچ بھی جاتا ہے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ خود ٹیلر حضرات زائد از ضرورت کپڑے کی مانگ کرتے ہیں اور کپڑا بچا لیتے ہیں، نیز بچا ہوا کپڑا واپس نہیں کرتے، یا تو انہیں خود استعمال میں لاتے ہیں، یا یہ کترن فروخت کر دیے جاتے ہیں، کیا شرعاً ایسا کرنا درست ہے؟ (ایک ٹیلر، مسجد چوک)

جواب:- کپڑے بچانے کے لئے ٹیلر کا مطلوبہ مقدار سے زیادہ طلب کرنا اور اسے کسی بھی طرح اپنے استعمال میں لے آنا قطعاً جائز نہیں، اس میں جھوٹ بھی ہے، دھوکہ بھی اور چوری بھی، کپڑے کی اتنی ہی مقدار طلب کرنی چاہئے جس کی ضرورت ہے، اور اگر کپڑا حسب ضرورت طلب کیا گیا؛ لیکن تراش وخراش میں کچھ کترن بچ گئے تو اگر عرف میں درزی کو اس کترن کا مالک سمجھا جاتا ہو اور لوگ واقف ہونے کے باوجود اس پر معترض نہ ہوں، تو درزی

کے لئے اس کے استعمال کی گنجائش ہے؛ لیکن اگر ایسا عرف نہ ہو یا چھوٹے چھوٹے ٹکڑے نے بارے میں ہو، جو ٹکڑوں کے بارے میں نہ ہو یا کپڑے دینے والے نے تاکید کردی ہو کہ زائد کپڑے اسے واپس کر دیے جائیں تو ان صورتوں میں بچے ہوئے کپڑے کا واپس کر دینا واجب ہے اور اس کو چھپا لینا چوری میں داخل ہے، درزی حضرات کو چاہئے کہ وہ ایسے معمولی نفع کے ذریعہ اپنی حلال و جائز محنت کی کمائی کو حرام اور گناہ سے آلودہ نہ کریں۔

جوڑے کی رقم میں کمیشن

سوال:- بعض لوگ پیغامات لگا کر جوڑے کی رقم میں کمیشن لیتے ہیں، کیا یہ کمائی حلال ہے؟ (ایم اے، بی، کے کھم)

جواب :- شادی کا پیغام لگانے پر مقررہ اجرت لینا درست ہے؛ لیکن جوڑے کی رقم طلب کرنا اور اس میں پیغام لگانے والے کا واسطہ بننا اور اس میں سے بطور اجرت کمیشن لینا حرام ہے؛ کیونکہ جوڑے کی رقم کا مطالبہ کرنا رشوت کے طلب کرنے کے قبیل سے ہے، رشتہ لگانے والوں کے لئے بھی ایسی رقم کے لین دین کی تلقین کرنا اور ترغیب دینا جائز نہیں اور یہ گناہ میں شریک ہونا ہے۔

گاہک بھیجنے کا کمیشن

سوال :- مختلف کاموں کے انجام دینے والے لوگ گاہک بھیجنے والے کو کمیشن دیتے ہیں، مثلاً ریلوے اسٹیشن سے مسافر لانے والے آٹو کے ڈرائیور کو، میکانک گاڑی لانے والے ڈرائیور کو، کیا یہ صورتیں جائز ہیں؟ (محمد نصیر عالم، پھول باغ)

جواب :- یہ صورت جو آج کل مروج ہو چکی ہے، رشوت میں داخل ہے، اور جائز نہیں، رسول اللہ ﷺ نے رشوت لینے والے اور دینے والے پر لعنت فرمائی ہے(۱) سب سے

---

(۱) سنن أبي داؤد ، باب كراهية الرشوة ، حديث نمبر: ۳۵۸۰

زیادہ افسوس ڈاکٹری کے پیشے پر ہوتا ہے، جس کا اصل مقصد خدمتِ خلق ہے؛ لیکن آہستہ آہستہ اس پیشہ پر خالص تاجرانہ رنگ چڑھتا جارہا ہے، اور اسی وجہ سے علاج گراں اور متوسط آمدنی کے حامل لوگوں کی قوت سے باہر ہوتا جارہا ہے۔

مالک مکان امامت کا زیادہ حق دار ہے یا کرایہ دار؟

سوال:- حامد، رشید کے مکان میں کرایہ سے ہے، امامت کے لیے یہ حکم ہے کہ اگر گھر والا ہو تو امامت کرے، اب اگر مالک مکان اور کرایہ دار جمع ہوں تو ان میں سے کون صاحب مکان سمجھا جائے گا اور کون امامت کے لیے مقدم ہوگا؟ (محمد مستقیم، بمبئی)

جواب:- جس شخص نے مکان کرایہ پر، یا عاریت پر رہنے کے لیے لیا ہو، وہی صاحب مکان سمجھا جائے گا؛ کیونکہ فی الحال اسی کو اس مکان میں رہنے کا حق حاصل ہے۔

"دار فيها مستاجرها ، مالكها وضيف ، فالمستاجر أحق بالإذن والاستئذان منه ، هكذا في التاتارخانيه ، وكذا المستعير أولى من المعير" (۱)

اس لیے کرایہ دار بہ مقابلہ مالک کے امامت کا زیادہ حق دار ہے۔

کرایہ پر رحم لینا

سوال:- کیا لاولد جوڑے کرایہ کا رحم لے کر اولاد حاصل کرسکتے ہیں؟ خارجاً مسموع ہوا کہ آج کل بعض لاولد جوڑے (مسلم) ایسا کر رہے ہیں، اور اسے جائز قرار دے رہے ہیں۔ (سعدیہ سلطانہ، اکبر باغ)

جواب:- انسان کو اللہ تعالیٰ نے جن امتیازات سے نوازا ہے، ان میں ایک عفت

---

(۱) هنديه ۱: ۸۴، الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالإمامة

وپاکدامنی بھی ہے، اس عفت کا تقاضہ یہ ہے کہ ایک مرد کا جنسی تعلق صرف اس کی بیوی سے ہو، اس تعلق کا مقصد صرف شہوت کا پورا کرنا اور جنسی استحصال ہی نہیں ہے؛ بلکہ نسب کی حفاظت بھی ہے یعنی جب بچہ پیدا ہو تو اس کے باپ اور ماں کی شناخت متعین ہو، اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے پانی سے دوسرے کی کھیتی کو سیراب نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ نے مرد کے لئے یہ بات متعین کردی کہ اس کے مادۂ منویہ کی نشو ونما اسی عورت کے جسم میں ہو، جو اس کے لئے کھیت کے درجہ میں ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ (۱) اسی لئے نہ مرد کے لئے جائز ہے کہ اس کی کھیتی کسی دوسرے کھیت میں پروان چڑھے اور نہ عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے کھیت اپنے اصل مالک کے بجائے دوسرے شخص کی ضرورت پوری ہونے کے لئے استعمال ہونے دے؛ اس لئے رحم کو کرایہ پر لینا یہ جاہلیت کی ایک بدلی ہوئی شکل ہے اور نہایت بے شرمی پر مبنی ہے، نہ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے نہ اخلاق، نہ انسانی شرافت اور نہ انسانی حیا۔

بینک ملازم کو کرایہ پر مکان دینا

سوال:- کیا بینک ملازم کو مکان کرایہ پر دے سکتے ہیں؟

(عبدالرحمن)

جواب:- بینک کو مکان کرایہ پر دینا درست نہیں؛ کیوں کہ یہ گناہ میں تعاون ہے؛ لیکن بینک کا ملازم اگر رہائش کے لئے کرایہ پر مکان لینا چاہے تو اس کو مکان دینے میں کوئی حرج نہیں؛ کیوں کہ گناہ قابل نفرت ہے نہ کہ گنہگار، حسن سلوک تو گنہگار کیا غیر مسلم کے ساتھ بھی مطلوب ہے؛ اس لئے اس میں کوئی حرج نہیں، کرایہ دار آپ کو جو کرایہ ادا کرے گا، وہ آپ کے حق میں سود کی رقم نہیں؛ بلکہ مکان کا کرایہ ہے، اور قاعدہ ہے کہ جب کسی شیٔ کی ملکیت بدل جاتی ہے تو اس کا حکم بدل جاتا ہے؛ اس لئے جب وہ رقم کرایہ دار کے واسطہ سے آپ تک پہنچی تو اب یہ سودی رقم شمار نہ ہوگی۔

---

(۱) البقرة: ۲۲۳

کرایہ دار سے پیشگی رقم

سوال :- کیا کرایہ دار سے پیشگی رقم (ایڈوانس) لینا جائز ہے؟ یہ رقم ماہانہ کرایہ سے کئی گنا زائد ہوتی ہے، علاوہ ازیں مکان مالک بجلی پانی کے نام پر رقم کرایہ کے ساتھ وصول کرتے ہیں، جب کہ کرایہ دار کو بجلی پانی کی مناسب فراہمی بھی نہیں ہو پاتی ہے۔ (فیض الرحمن)

جواب :- کرایہ دار سے پیشگی رقم کا معاملہ باہمی معاہدہ پر موقوف ہے، لیکن آج کل پیشگی رقم کے مسئلہ میں دو پہلوؤں سے زیادتی کی ہوتی ہے، ایک یہ کہ رقم بہت زیادہ طلب کی جاتی ہے اور واپسی کے وقت کرایہ دار کو پریشان کیا جاتا ہے، دوسرے: پیشگی رقم پر — جو محض گارنٹی کے طور پر رکھی جاتی ہے — مکان دار کا اس کو اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہے، لیکن مکان دار اسے اپنے تصرف میں لے آتا ہے، اس لئے اس رواج کو ختم کرنا چاہئے اور اس طرح معاملہ طے کرنا چاہئے کہ مثلاً ایک سال کے کرایہ کا پچاس فیصد پہلے دے دیا جائے اور پچاس فیصد ماہ بہ ماہ ادا کیا جائے، اس میں کرایہ دار کے لئے بھی آسانی ہے اور مکان دار کے لئے بھی استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، بہر حال مروجہ طریقہ کے مطابق جو رقم پیشگی دی جاتی ہے، وہ اصل میں قرض ہے، اس لئے اس کی ادائیگی کی مدت متعین ہونی چاہئے اور قرض دینے والے کے منشاء کے مطابق یہ مدت متعین ہونی چاہئے۔

بجلی اور پانی کے اخراجات اگر خود کرایہ دار پر ہوں تو کرایہ دار کے حصہ کا جتنا بل ہوتا ہو، مکان دار کے لئے اتنا ہی لینا جائز ہے، اس سے زیادہ لینا جائز نہیں، اور اگر اس کی ذمہ داری مکان دار پر ہو تو اس کی طرف سے بجلی اور پانی کی فراہمی میں کوتاہی بڑا گناہ ہے اور اس کے بقدر رقم کم کر دینا واجب ہے۔

بینک کے لئے سافٹ ویئر بنانا

سوال :- ایک کمپیوٹر سافٹ ویئر (Computer

(Software) کمپنی ہے، جو سافٹ ویئر ڈیولپ کرتی ہے، کیا وہ بینک کے لئے بھی سافٹ ویئر بنا سکتی ہے؟ (سید نعیم، رحمت نگر)

جواب :- غالباً یہ کمپنی حسابات کے ریکارڈ کو محفوظ کرنے کا پروگرام بناتی ہے، جس سے کرنٹ اکاؤنٹ والوں کا حساب بھی محفوظ کیا جا سکتا ہے، اور سود پر مبنی اکاؤنٹ والوں کا حساب بھی، یہ حساب فی نفسہ سود کو مستلزم نہیں ہے، اس کے ذریعہ جائز نفع کا حساب بھی کیا جا سکتا ہے؛ اس لئے بینک کے لئے سافٹ ویئر تیار کرنے کی گنجائش ہوگی؛ لیکن چوں کہ اس بات کا علم پہلے سے ہے کہ یہ سود پر مبنی حسابات کے لکھنے اور حساب کرنے میں بھی معاون ہوگا؛ اس لئے کراہت سے خالی نہیں۔

مکاندار اور کرایہ دار میں اختلاف

سوال :- میں چار سال سے ایک مکان میں مقیم ہوں، مکان لیتے وقت طے پایا تھا کہ کرایہ میں ہر دو سال پر ۵۰/روپے کا اضافہ ہوگا، مگر موصوف نے دو سال ہونے پر ایک سو پچاس روپے کا اضافہ کردیا، اب ڈیڑھ سال کے بعد پانچ سو روپے اضافہ کرنا چاہتے ہیں، کیا ان کا یہ عمل درست ہے؟ عام طور پر مالکان مکان کا رویہ کرایہ داروں کے ساتھ اچھا نہیں ہوتا، اس سلسلہ میں شرعی ہدایت کیا ہیں؟ (محمد انوار الدین، رائچور)

جواب :- مکان کو کرایہ پر دینے اور لینے کا مسئلہ شرعاً معاہدہ ہے، اور معاہدات کے سلسلہ میں قرآن مجید میں اصولی بات فرمادی گئی ہے کہ معاہدات کو پورے کیا کرو: ﴿أَوْفُوا بِالْعُقُوْدِ﴾ (۱) اس لئے اگر شروع میں یہ بات طے پائی ہو کہ آپ طویل عرصہ تک اس مکان میں رہیں گے، جب تک مالک مکان کی طرف سے انکار نہ ہوجائے یا کرایہ دار خود مکان چھوڑ نا

---

(۱) المائدة : ۱

نہ چاہیں، اس وقت تک کرایہ داری باقی رہے گی، اس صورت میں دو سال پر حسب معاہدہ ۵۰/ روپے کا اضافہ کرنے کا مالک کو حق ہوگا؛ سوائے اس کے کہ اس سے زیادہ پر دونوں راضی ہوجائیں، اور اگر مدتِ کرایہ داری دو سال طے ہو، اس کے بعد ازسرنو کرایہ داری کی تجدید کی بات طے پائی ہو تو ہر دو سال پر فریقین کی باہمی رضامندی سے کرایہ میں اضافہ ہوگا اور مالک مکان نے بطور وعدہ و ارادہ کے کہا ہو کہ اس وقت میں پچاس روپے اضافہ کیا کروں گا تو چوں کہ اس کی حیثیت ایک طرف وعدہ کی ہے نہ کہ دو طرفہ عقد و معاہدہ کی؛ اس لئے اس کی تعمیل واجب نہیں، کرایہ میں اضافہ کی نئی مقدار فریقین کی رضامندی سے طے پاسکتی ہے۔

جہاں تک مالک مکان کی زیادتی کی بات ہے تو واقعی یہ ایک اہم مسئلہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جیسے مالکان مکان کی طرف سے زیادتی ہوتی ہے، اکثر اوقات کرایہ داروں کی طرف سے اس سے بڑھ کر زیادتی ہوتی ہے، کرایہ دار مکان پر قابض ہوجاتے ہیں، کرایہ میں اضافہ نہیں کرتے؛ یہاں تک کہ بعض اوقات خود مالک مکان سے پیسہ وصول کرکے مکان خالی کرتے ہیں اور بعض دفعہ مالک مکان کی طرف سے بھی زیادتی ہوتی ہے، وہ حسب معاہدہ کرایہ دار کو سہولتیں نہیں پہنچاتے اور پریشان کرتے ہیں؛ اس لئے صحیح شرعی طریقہ یہ ہے کہ معاملہ طے کرتے وقت ساری جزئیات طے کرلی جائیں، معاملات میں ابہام نہ رکھا جائے اور تمام امور کو لکھ کر فریقین اپنے اور گواہوں کے دستخط کردیں، نیز معاہدہ میں ایک دفعہ یہ بھی ہو کہ اگر ہمارے درمیان کسی بات کے سلسلہ میں نزاع پیدا ہوجائے تو دارالقضاء ... / شرعی پنچایت ... / فلاں شخصیت حَکم ہوگی، اس سے انشاء اللہ نزاع کا سدباب ہوگا اور عدالتی چارہ جوئی کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

خواتین اور ملازمتیں

سوال:- آج کے ماحول میں جب کہ مرد و عورت کا اختلاط بہت ہوتا ہے، عورتوں کے لئے کونسی ملازمتیں جائز ہوسکتی ہیں؟ جو شرطیں لگائی جاتی ہیں، اس لحاظ سے تو عورتوں کے لئے

مواقع بہت ہی کم ہو جائیں گے۔ (رفیق احمد، مہدی پٹنم)

جواب:- شریعت کا بنیادی مزاج یہی ہے کہ مرد کسب معاش کی جدو جہد کرے اور خواتین گھر کی ذمہ داریوں کو انجام دے، لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ شریعت نے ان کو مطلقاً کسب معاش سے منع کیا ہو، اگر وہ پردہ کی رعایت کریں، غیر محرم کے ساتھ تنہائی نہ ہو، جو کام کر رہی ہوں وہ خود بھی شریعت میں جائز ہو، نیز شادی نہ ہوئی ہو تو کسب معاش کے لئے باہر نکلنے کی والد نے اجازت دی ہو اور شادی شدہ ہوں تو شوہر نے اجازت دی ہو تو اس صورت میں ان کے لئے ملازمت جائز ہے، جیسے لڑکیوں کے دینی، عصری تعلیمی ادارے، ہسپتالوں میں مخصوص عورتوں کے لئے وارڈ وغیرہ — لوگ سمجھتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کے لئے کسب معاش کے مواقع کو محدود کر دیا ہے؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر اسلامی اصولوں کے مطابق سماج کی تنظیم ہو تو خواتین کے لئے ملازمت کے مواقع بڑھ جائیں گے؛ کیوں کہ ایسی صورت میں لڑکیوں کے تعلیمی ادارے الگ ہوں گے، ہسپتال الگ ہوں گے، اور ان کے لئے کئی مارکٹ الگ ہوں گی، وغیرہ — ایسی تمام جگہوں پر خواتین عملہ کی ضرورت پڑے گی، اس طرح ملازمت کے مواقع بڑھ جائیں گے اور وہ نہ صرف شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے کسب معاش کر سکیں گی؛ بلکہ اپنے آپ کو زیادہ مامون بھی محسوس کریں گی۔

رخصت کی تنخواہ

سوال:- رخصت اور غیر حاضری میں کیا فرق ہے؟ آیا دونوں ایک ہی چیز ہے، یا الگ الگ؟ رخصت کی اور غیر حاضری کی حد شریعت میں کہاں تک ہے؟ دور حاضر میں مدارس اور کالجس، یونیورسٹی و کمپنی میں جو رخصت دی جاتی ہے، ان ایام رخصت کی تنخواہ بعض میں ملازمین و مدرسین کو ادا کی جاتی ہے اور بعض میں ادا نہیں کی جاتی، مناسب تنخواہ کی تخفیف کہاں تک درست ہے؟ آیا یہ رخصت

صحابہ، تابعین اور اس وقت کے زمانہ میں تھی یا نہیں؟ اس زمانہ میں
رخصت کے ایام کی تنخواہ بیت المال سے ادا کی جاتی تھیں یا نہیں؟
جیسا کہ یہ شخصی مدارس یا اسکول و کالج والے کرتے ہیں، یا رخصت
مدرسین و ملازمین کے لئے کٹنی ہونی چاہئے؟ (خورشید عالم، فلک نما)

جواب:— رخصت اور غیر حاضری وغیرہ فقہی اور شرعی اصطلاحات نہیں ہیں، بلکہ یہ عرفی یعنی لوگوں کی مروجہ اصطلاحات ہیں، جو عذر یا اجازت لے کر نہ آئے کو رخصت اور بلا اجازت غائب ہو جانے کو غیر حاضری کہا جاتا ہے، —— جہاں تک ایام رخصت کی تنخواہوں کا مسئلہ ہے تو اس کا تعلق فریقین کے باہمی معاہدہ سے ہے، یا تو معاملہ طے پانے کے وقت یہ بات متعین ہوگئی ہو کہ رخصت کتنے دنوں کی ہوگی، جس کی تنخواہ دوسرا فریق کام کے بغیر ادا کرے گا، یا پہلے سے اصول و قواعد بنے ہوئے ہوں، جن میں رخصت یا تنخواہ وغیرہ کا ذکر ہو، اس کے مطابق فریقین عمل کے پابند ہوں گے، اور ایام رخصت کی تنخواہ ملازم کے لئے جائز ہوگی، مقررہ ایام رخصت سے زیادہ دنوں کی تنخواہ ملازم کا اپنے طور پر لے لینا یا جو شخص کمپنی یا ادارہ کی طرف سے اس کی نگرانی پر مامور ہو، اس کا خلاف اصول اپنے طور پر رخصت یا تنخواہ دے دینا جائز نہیں، دونوں صورتیں خیانت میں داخل ہونے کی وجہ سے گناہ ہیں، صحابہ و تابعین کے دور میں کیا تعامل تھا؟ غالباً اس کی وضاحت نہیں ملتی، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ایک اصول مقرر کر دیا ہے کہ جو معاہدہ ہوا اس پر فریقین قائم رہیں، "المسلمون عند شروطهم" (۱)؛ لہذا جب ملازمت طے پانے کے وقت کمپنی اور ملازم کے درمیان ایک معاہدہ ہو گیا تو اب وہ دونوں اس اصول کے مطابق اس کے پابند ہیں۔

بفے سسٹم میں کھانے کی قیمت

سوال:— آج کل بعض ہوٹلوں میں بفے سسٹم رکھا گیا

(۱) سنن البیہقی - کتاب الشرکة - باب الشروط فی الشرکة وغیرها، حدیث نمبر: ۱۱۴۳۰

ہے، اس میں مختلف قسم کے کھانے رکھ دیے جاتے ہیں، ہر کھانے والے کے لئے گنجائش ہوتی ہے کہ وہ اپنی خواہش اور ضرورت کے مطابق جو کھانا چاہے کھائے، وہ جو بھی کھائے ایک ہی اجرت مقرر ہوتی ہے اور اسی کے مطابق پیسے ادا کرنے ہوتے ہیں، کیا یہ صورت جائز ہے؟ (سمیع اللہ قاسمی، بھٹکل)

جواب:- اس میں شبہ یہ ہوتا ہے کہ قیمت تو متعین ہے، لیکن جو چیز بیچی جارہی ہے یعنی مبیع، وہ متعین نہیں ہے کہ کھانے والا شخص کیا کیا چیزیں کھائے گا اور کتنی مقدار کھائے گا، نامعلوم یا ایسے ابہام کے ساتھ چیزوں کی خرید وفروخت کو منع کیا گیا ہے —— لیکن دراصل اس طرح کے مسائل عرف و رواج پر مبنی ہوتے ہیں، جب کوئی عمل معروف و مروج ہو جاتا ہے تو ابہام ہونے کے باوجود نزاع کا سبب نہیں بنتا اور جب ابہام اختلاف و نزاع کا سبب نہ بنے تو وہ معاملات کے درست ہونے میں رکاوٹ نہیں بنتا ہے، جیسا کہ فقہاء نے حمامات کا مسئلہ لکھا ہے کہ کون شخص کتنا پانی استعمال کرے گا اور کتنی دیر حمام میں رہے گا، یہ متعین نہیں ہوتا، اس کے باوجود عرف کی وجہ سے فقہاء نے اس سے کرایہ پر استفادہ کرنے کی اجازت دی ہے۔

لأن الناس في سائر الأمصار يدفعون أجرة الحمام وإن لم يعلم مقدار ما يستعمل من الماء، ولا مقدار القعود، فدل إجماعهم على جواز ذلك، وإن كان القياس يأباه لوروده على إتلاف العين مع الجهالة (۱)

یہ صورت بھی اسی نوعیت کی ہے کیوں کہ اگرچہ کھائی جانے والی شیٔ اور اس کی مقدار متعین

(۱) رد المحتار على الدر المختار ۹/۸۰، کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب في حديث دخوله عليه الصلاة والسلام الحمام

نہیں ہوتی، لیکن اب چوں کہ یہ طریقہ مروج ہو چکا ہے اور اس کی وجہ سے کوئی نزاع پیدا نہیں ہوتی، اس لئے اس میں کوئی حرج نہیں۔

نوکری کے ساتھ ساتھ کمیشن

سوال:- مسئلہ کی تحقیق کے لئے آپ کو زحمت دے رہا ہوں، امید کہ مفصل بدلائل نیز شوافع اور احناف کا اختلاف ہو تو اس کی وضاحت کے ساتھ جواب مرحمت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے، زید کا اپنا ہوٹل ہے، عمر کو نوکری پر اس شرط کے ساتھ رکھا کہ ماہانہ تنخواہ کے ساتھ 2% (دو فیصد) کمیشن دیا جائے گا، سوال یہ ہے کہ (۱) عمر کو تنخواہ کے ساتھ کمیشن لینا صحیح ہے؟ (۲) اس سلسلہ میں شوافع اور احناف میں کوئی اختلاف تو نہیں ہے؟ (۳) شوافع میں جواب مثبت ہو یا منفی، تو اس کی علت، سبب یا دلیل کیا ہے؟

واضح ہو کہ زید ہوٹل کا خود مالک ہے، اور عمر کا زید کے ہوٹل کے تعلق سے تجارت، یا مالی طور پر کچھ بھی تعاون نہیں ہے اور اب نوکری کے لئے عمر کو بلایا ہے ... مذکورہ بالا مسئلہ کا جواب واضح عنایت فرمائیں: تاکہ زندگی میں حلال وحرام کی تمیز باقی رہے اور علماء سے تعلقات قائم رہیں۔ (محمد یسین، بھٹکل، کرناٹک)

جواب:- اجرت کا معلوم ومتعین ہونا ضروری ہے، کمیشن کی صورت میں اجرت کی قطعی مقدار متعین نہیں ہوتی ہے، اس لئے عام طور پر فقہاء نے اس صورت میں مقررہ فیصد کے بجائے مروجہ اجرت واجب قرار دیا ہے:

" ... وفي الدلائل ، المسسار يجب أجرة المثل وما تواضعوا عليه أن في كل عشرة دنانير كذاء

فهو حرام عليهم "(۱)

فقہاء شوافع کی بھی یہی رائے معلوم ہوتی ہے :

"... فلو قال : اعمل كذا لأرضيك أو أعطيك شيئاً وما أشبهه ، فسد العقد وإذا عمل استحق أجرة المثل " (۲)

فقہاء نے اس صورت کو اس لئے منع کیا ہے کہ یہ ابہام بعض اوقات فریقین کے درمیان نزاع کا باعث بن سکتا ہے ، لیکن چونکہ آج کل اس طرح کا تعامل ہو گیا ہے ، اور اس تعامل کی وجہ سے یہ عام طور پر باعث نزاع نہیں بنتا ہے ؛ اس لئے فقہاء متاخرین نے اس کی اجازت دی ہے :

"وفي الحاوي سئل محمد بن مسلمة عن أجرة السمسار ، فقال : أرجو لا بأس به وإن كان في الأصل فاسداً ، لكثرة التعامل وكثيراً من هذا غير جائز ، فجوزوه لحاجة الناس كدخول الحمام " (۳)

اس لئے جو صورت آپ نے لکھی ہے کہ ماہانہ تنخواہ بھی مقرر ہو اور فروخت پر دو فیصد کمیشن بھی ، یہ صورت جائز ہے ، سمجھا جائے گا کہ اجرت کے ایک حصہ میں قطعی مقدار متعین کر دی گئی ہے اور ایک حصہ میں بطور انعام تناسب مقرر کیا گیا ہے ، واللہ اعلم ؛ تاہم فقہ شافعی کے بارے میں مجھے زیادہ تحقیق نہیں ہے ، بہتر ہوگا کہ کسی شافعی عالم سے بھی رجوع کر لیا جائے ۔

شراب کے دفتر میں کام

سوال :- کیا ایکسائز ڈپارٹمنٹ (شراب) کے دفتر میں کام کرنا جائز ہے ؟ اکثر مسلمان شراب کے دفتر میں کام کر رہے ہیں ، کیا انہیں نوکری چھوڑ دینا چاہئے ؟ (احمد شریف ، ہوسکن پیٹھ)

---

(۱) ردالمحتار : ۹/۸۷ (۲) روضة الطالبين ۵/۱۹۷ (۳) ردالمحتار : ۹/۸۷

جواب :- رسول اللہ ﷺ نے شراب کے سلسلہ میں دس افراد پر لعنت بھیجی ہے(۱) اس سے معلوم ہوا کہ شراب کا نہ صرف پینا پلانا حرام ہے، بلکہ شراب بنانے اور شراب کے پہونچانے میں جو بھی معاون عمل کیا جائے، وہ سب ناجائز و حرام ہے اور ملازمت کے ذریعہ بھی اس کام کا تعاون ہوتا ہے؛ اس لئے شراب کے شعبہ سے متعلق ملازمت بھی جائز نہیں، مسلم ملازمین پر واجب ہے کہ وہ ایسی ملازمت کو ترک کردیں، اگر بہت مجبور ہوں تو اس کی گنجائش ہے کہ متبادل تلاش کرتے رہیں، اور جب تک بکراہت خاطر اس ملازمت کو جاری رکھیں، نیز توبہ و استغفار کرتے رہیں۔

پارکنگ کا کرایہ

سوال :- گاڑیوں کی کثرت کی وجہ سے بڑے شہروں میں پارکنگ کا مسئلہ بہت دشوار ہوگیا ہے؛ اس لئے گورنمنٹ نے پارکنگ بنا رکھی ہے؛ بلکہ آج کل پرائیویٹ پارکنگ بنائی جاتی ہے، لوگ چھ یا سات مہینہ تک ٹھیکہ پر لیتے اور حکومت کو پیسے ادا کرتے ہیں، پھر کار پارک کرنے والوں سے پارکنگ کی رقم وصول کرتے ہیں، گاڑی پارک کرنے والے میں وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو آفسوں اور بازاروں کو جاتے ہیں اور ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو سنیما ہال یا بار وغیرہ میں جاتے ہیں، تو اس طرح پارکنگ کا ٹھیکہ حاصل کرنا اور اس کو کسب معاش کا ذریعہ بنانا جائز ہوگا؟

(نصیر اللہ خان، سکندرآباد)

جواب :- گورنمنٹ یا کسی شخص سے کسی جگہ کو پارکنگ کے لئے ٹھیکہ پر حاصل کرنا "کرایہ داری" کا معاملہ ہے، اور اگر جگہ و مدت مقرر ہو تو کرایہ پر کسی شئی کا لینا دینا جائز

---

(۱) سنن الترمذی، باب النهي أن يتخذ الخمر خلا، حديث نمبر: ۱۲۹۵

ہے؛ کیوں کہ اجارہ کے لئے بنیادی شرط یہ ہے کہ اس کا نفع متعین ہو اور شرعاً وہ جائز عمل ہو، یہاں جب جگہ اور مدت نیز کرایہ کا تعین ہوگیا تو دونوں فریق کی طرف سے ادا کئے جانے والے عوض میں کوئی ابہام نہیں رہا؛ اس لئے کرایہ داری کا یہ معاملہ درست قرار پائے گا، پھر جب اس شخص نے دوسروں کو پارکنگ کی سہولت دی تو یہ بھی ایک جائز نفع اور اپنی ملکیت پر کرایہ حاصل کرنا ہے؛ اس لئے یہ بھی جائز ہے، اگرچہ بعض فقہاء نے کرایہ پر لی ہوئی چیز کو اس سے زیادہ رقم پر کرایہ لگانے کو منع کیا ہے؛ لیکن پارکنگ کی صورت میں چوں کہ پہلا کرایہ دار حفاظتی عملہ بھی رکھتا ہے اور صفائی ستھرائی اور روشنی کا انتظام بھی کرتا ہے؛ اس لئے اس کا نفع کے ساتھ کرایہ حاصل کرنا جائز ہوگا؛ کیوں کہ جو حضرات اس کو منع کرتے ہیں، ان کا بھی خیال ہے کہ اگر کرایہ لگائی ہوئی شئی میں کرایہ دار کی طرف سے کوئی اضافہ ہوجائے تو وہ خود ادا کرنے والے سے بڑھ کر دوسرے سے کرایہ وصول کرسکتا ہے اور یہاں جگہ کے ساتھ خدمت کا اور بعض دوسری چیزوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔

جہاں تک اس شخص کے اپنے وہاں کی گاڑی پارک کرنے کی بات ہے، جو خلاف شریعت کام کرنے آتے ہیں، تو اس کی وجہ سے پارکنگ کا کرایہ وصول کرنا ناجائز نہیں ہوگا؛ کیوں کہ ایک تو پارکنگ سے اس گناہ کا تعلق نہیں، دوسرے پارکنگ کے مالک کی یہ نیت نہیں ہے۔

انٹلی جنس کی ملازمت

سوال:- حکومت کا ایک اہم شعبہ انٹلی جنس کا ہے، اس شعبہ کا مقصد مفسدین کو پکڑنا، ملک وقوم کے خلاف ہونے والی سازشوں کو روکنا اور امن وامان کو قائم رکھنا ہے، انٹلی جنس کے لوگ خفیہ طور پر لوگوں کے حالات دریافت کرتے ہیں اور انھیں ذمہ داران حکومت تک پہنچاتے ہیں، اس لئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو اس شعبہ میں ملازمت نہیں کرنی چاہئے، براہ کرم آپ

اس سلسلہ میں وضاحت کریں۔ (محمد امتیاز، نیم بیت)

جواب:- یہ بات درست ہے کہ انکم ٹیکس کے لوگوں کو بظاہر ایسی باتوں کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے جس کی شریعت نے اجازت نہیں دی ہے، ایک تجسس اور لوگوں کی کمزوریوں کو تلاش کرنا، دوسرے غیبت و شکایت، لیکن شریعت کا ایک اصول یہ ہے کہ اہم تر مقصد کے لئے کمتر درجہ کی برائی کو، اور اجتماعی مصالح کی حفاظت کے لئے انفرادی مضرتوں کو برداشت کیا جاتا ہے؛ اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ فتنہ وفساد کو روکنے کے لئے تجسس کرنا اور کسی کی بات خفیہ طور پر سننے کی گنجائش ہے؛ چنانچہ مشہور محدث ملا علی قاری فرماتے ہیں:

"وهذا الوعيد إنما هو في حق من يستمع لأجل النميمة وما يترتب عليه من الفتنة ، بخلاف من استمع حديث قوم ليمنعهم عن الفساد أو ليمتنع عن شرورهم (۱)

اسی طرح اگر کسی درست مقصد کے لئے غیبت کرنی پڑے تو ایسی صورت میں غیبت کی اجازت ہے، اور اسی میں یہ بھی ہے کہ کسی کو ظلم و ضرر سے بچانا مقصود ہو؛ چنانچہ علامہ نووی کا بیان ہے:

"اعلم أن الغيبة يباح لغرض صحيح شرعي لا يمكن الوصول إليه إلا بها وهو ستة أسباب ألخ ..." (۲)

لہٰذا جھوٹ اور ظلم وزیادتی سے بچتے ہوئے انکم ٹیکس کی ملازمت اختیار کرنا درست ہے۔

یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا میں شرکت کا حکم

سوال:- گورنمنٹ کی ایک اسکیم یونٹ ٹرسٹ آف

---

(۱) مرقاۃ المفاتیح ۸ / ۳۵۲   (۲) ریاض الصالحین: ۳۵۳

انڈیا کے نام سے ہے، اس میں متعین نفع نہیں ملتا؛ بلکہ نفع کی مقدار گھٹتی بڑھتی رہتی ہے، اس میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

(محمد نافع، بنگلور)

جواب:- اس کتابچہ کے مطابق یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا اپنی رقمیں شیئر مارکٹ میں لگاتا ہے اور اس اعتبار سے بظاہر کمپنی کا کاروبار حلال ہے یا حرام اس کمپنی کے شیئرز میں زیادہ نفع کی امید ہوتی ہے، اسی میں اپنے سرمایہ کو مشغول کرتا ہے، نیز اگر چہ سرمایہ کاری کرنے والوں کے نفع کی مقدار گھٹتی بڑھتی رہتی ہے؛ لیکن کم سے کم نفع کی شرح متعین ہوتی ہے؛ اس لئے اس سے حاصل ہونے والا نفع سود میں داخل ہے، اور اس اسکیم میں شریک ہونا جائز نہیں۔

کفاف اور کمیشن

سوال:- آج کل اس بات کا شیوع ہے کہ دینی مدارس میں کفاف اور کمیشن پر فراہمی مالیہ کا کام کرایا جاتا ہے اور ایک بڑی رقم چندہ وصول کرنے والوں کو دے دی جاتی ہے، کیا شرعاً ایسا کیا جاسکتا ہے؟

(شیخ اسداللہ، سنتوش نگر)

جواب:- پہلی قابل توجہ بات یہ ہے کہ کفاف اور کمیشن دو الگ چیزیں ہیں، کفاف سے مراد ہے ضروریات زندگی کے بقدر وسائل فراہم کرنا، جب کوئی شخص دینی خدمت انجام دے، وہ اپنا وقت کسب معاش کے دوسرے کاموں کے لئے فارغ نہ کرسکے تو اس کو زندگی کے گزران کے لئے تنخواہ کے نام پر جو کچھ دیا جاتا ہے، وہ کفاف ہے اور اس کا جائز ہونا ظاہر ہے؛ کیوں کہ اگر اس کو ناجائز قرار دیا جائے تو دینی خدمت میں رکاوٹ پیدا ہوجائے گی، صحابہ نے باہمی مشورہ سے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے لئے بھی اسی اصول کے تحت وظیفہ مقرر فرمایا تھا۔

کمیشن سے مراد یہ ہے کہ اجرت متعین نہ ہو؛ بلکہ جو کچھ وصول کرے اس میں سے ایک مقررہ فیصد اس کو دے دیا جائے، رسول اللہ ﷺ نے اجرت کے سلسلہ میں ایک اصول یہ مقرر فرمایا

کہ ایک شخص کی محنت سے جو نتیجہ حاصل ہو اسی کے جزء کو اجرت نہ بنایا جائے، فقہاء کے یہاں یہ مسئلہ "قفیز طحان" کے نام سے معروف ہے؛ لہٰذا اصولی طور پر اس طرح کمیشن پر اجرت کا طے کرنا جائز نہیں، نہ چندہ کی وصولی میں، نہ تجارت اور کاروبار میں، نہ میڈیکل خدمات میں، چندہ وصول کرنے والوں کے لئے مذکورہ کمیشن کی جو صورت بعض ادارے اختیار کرتے ہیں 'اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا' کے پانچویں فقہی سیمینار منعقدہ جامعہ ارشد اعظم گڑھ میں بالاتفاق اس کے جائز نہ ہونے کا فیصلہ کیا گیا ہے، اس سیمینار میں پورے ملک سے تقریباً ۳۰۰ معروف علماء اور ارباب افتاء نے شرکت کی تھی، اخلاقی نقطۂ نظر سے بھی اس کا اثر بہت خراب پڑتا ہے اور اللہ کی رضا کے لئے کام کرنے کا جذبہ مفقود ہوتا جاتا ہے، نیز بعض چھوٹے مدارس اس طرح کا عمل کرتے ہیں اور تمام مدارس کی بدنامی ہوتی ہے؛ اس لئے دینی مدارس کو اس طریقۂ کار سے بچنا چاہئے۔ و باللہ التوفیق

سودی ادارے کی ملازمت

سوال:- آپ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی حدیث کے مطابق سود دینے والا، لینے والا، اس کا حساب رکھنے والا سب گنہگار ہیں، اس کے مطابق بینکوں میں کام کرنے والے تمام مسلمان افسر سے لے کر کلرک تک اور بیون سب کے سب گناہ میں شریک ہیں، اس کا کیا علاج ہے؟ کیا وہ سب اپنی نوکریوں سے مستعفی ہو جائیں۔

(موسیٰ رضا، چھپنی)

جواب:- آپ کا سوال درست ہے، شریعت کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ جیسے گناہ کرنے کی ممانعت ہے، اسی طرح گناہ میں تعاون کرنا بھی ممنوع ہے۔

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (۱)

(۱) المائدۃ : ۲

اس لئے جیسے سود کا لینا اور دینا حرام ہے، اسی طرح سودی کاروبار میں تعاون بھی حرام ہے؛ لہٰذا بینک میں ایسی ملازمتیں جس میں سودی کاروبار کو لکھنا پڑتا ہو، حساب وکتاب کرنا پڑتا ہو اور پیسوں کا لین دین کرتے ہوں، جائز نہیں ہیں؛ البتہ اگر کوئی شخص بینک کی ملازمت کر رہا ہے اور فی الحال کوئی متبادل مہیا نہیں ہے، تو جب تک کوئی دوسری ملازمت حاصل نہ ہو جائے استغفار کرتے ہوئے اور ندامت خاطر کے ساتھ اس کو جاری رکھ سکتا ہے؛ البتہ جوں ہی کوئی دوسری ملازمت مل جائے، جس سے بقدر ضرورت معاش حاصل ہو جائے، اس ملازمت کو چھوڑ دے، ہاں! اگر چپراسی کی ملازمت میں براہِ راست سودی معاملات سے تعلق نہیں ہوتا؛ اس لئے اس کی گنجائش ہے۔

ریچارج کے پیسے غلط نمبر پر

سوال:- اگر کسی نے اپنے موبائل میں پیسے ریچارج کرائے (ڈلوائے)؛ لیکن نمبر غلط مل جانے کی وجہ سے وہ پیسے کسی دوسرے موبائل میں چلے جائیں تو ایسی صورت میں ریچارج کروانے والے کے لئے حق مطالبہ حاصل ہے یا نہیں؟ اور جس کے موبائل میں غلطی سے پیسے آگئے ہیں ایسا شخص ایسی صورت حال میں کیا کرے؟ (قاری ایم ایس خاں، جدید ملک پیٹ)

جواب:- نمبر غلط ہونے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: ایک یہ کہ خود ریچارج کرانے والے سے سبقت لسانی ہوئی، اس نے غلط نمبر بتا دیا اور رقم اس موبائل پر چلی گئی، دوسری صورت یہ ہے کہ ریچارج کرانے والے نے تو صحیح نمبر بتایا؛ لیکن خود ریچارج کرنے والے سے غلطی ہوگئی، پہلی صورت میں ریچارج کرانے والا اس شخص سے مطالبہ نہیں کر سکتا ہے جس نے اس کے حکم پر ریچارج کیا ہے؛ البتہ جس کے موبائل میں وہ رقم پہونچ گئی اسے حق ہے کہ وہ اس سے واپسی کا مطالبہ کرے؛ لیکن چوں کہ اس میں خود اس شخص کے عمل کو دخل نہیں

تھی، غیر ارادی طور پر اس کے موبائل میں رقم چلی گئی تو اگر وہ اداءِ گی میں مہلت کا خواہاں ہو تو اس کو مہلت دینی واجب ہوگی۔

دوسری صورت میں جس کے ذریعہ تجارت کرایا گیا ہے، وہ پیسے کا ضامن ہوگا؛ کیوں کہ اگر ایک شخص دوسرے کو غیر ارادی طور پر مالی نقصان پہنچادے تو وہ اس کا ضامن ہوتا ہے؛ اس لئے اسے ریچارج کرانے والے کو رقم ادا کرنی چاہئے؛ البتہ اس کو حق حاصل ہے کہ وہ اس شخص سے اپنی رقم کا مطالبہ کرے اور ادائیگی میں مہلت دے، جس نے موبائل میں غیر ارادی طور پر رقم بھیج دی ہے۔ واللہ اعلم

کرایہ دار سے انخلاء کا مطالبہ

سوال:- میں نے پندرہ سال پہلے کاروبار کے لئے ملگی لی، اب مارکٹ اچھی ہوگئی ہے اور مالکِ مکان کہتا ہے کہ میں نے اسے عبداللہ کو بیچ دیا، آپ دو ماہ میں ملگی خالی کردیں، کیا ملگی کے مالک کو اس کا حق ہے اور کیا ہم خالی کرنے سے انکار کرسکتے ہیں؟ (محمد عارف، سنتوش نگر)

جواب:- ملگی سے متعلق دو چیزیں ہیں، ایک ہے اس کی ملکیت، دوسرے اس کا قبضہ، ملکیت مالک کو حاصل ہے اور قبضہ کرایہ دار کو، اب اگر آپ نے ملگی لیتے وقت ملگی کے مالک کو آپ سے پہلے کے کرایہ دار کو پگڑی کی رقم دے کر ملگی حاصل کیا تھا تو موجودہ عہد کے علماء کے فتاویٰ کے مطابق حق قبضہ کے آپ مالک ہیں، ملگی کا مالک دوکان دوسرے کو بیچ سکتا ہے، لیکن بحیثیت کرایہ دار انخلاء کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر پگڑی دئے بغیر آپ نے ملگی حاصل کی تھی تو وہ شخص اصل دوکان کا بھی مالک ہے اور حق قبضہ کا بھی، اگر وہ آپ کی کرایہ داری ختم کرنا چاہے، یا کسی اور کو منتقل کرنا چاہے تو آپ کو ملگی خالی کردینی چاہیے، اور کرایہ دار بنے رہنے پر اصرار نہیں کرنا چاہیے۔

کتاب الفتاوی

دسواں حصہ

کتاب القسم والنذر

قسم اور نذر سے متعلق مسائل

قسم سے متعلق مسائل

خدا کی عزت وجلال کی قسم کھانا

سوال:- ایک صاحب نے غصہ میں آکر کہا: "اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کی قسم کہ میں فلاں ذمہ داری کو ہرگز قبول نہیں کروں گا"؛ لیکن لوگوں کے اصرار پر انھوں نے پھر یہ ذمہ داری قبول کرلی، تو ان کا یہ جملہ یا قسم سمجھا جائے گا اور انہیں اس کا کفارہ ادا کرنا ہوگا؟ (سید ماہتاب، ممبئی)

جواب:- عظمت وجلال اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات میں سے ہے، اور اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ میں سے کسی کی قسم کھالے تو قسم منعقد ہو جاتی ہے اور اس پر قسم سے متعلق احکام جاری ہوتے ہیں۔

" إذا قال: و عظمة الله ، وجلالة الله و نحو ذلك من صفات الذات لأفعل كذا، فهو يمين " (۱)

اس لئے اولاً تو اچھے کاموں کے بارے میں اس طرح کی قسم نہیں کھانی چاہئے؛ لیکن خواہ کوئی دینی کام ہو، یا دنیوی ذمہ داری، اگر اس سے متعلق اس طرح کی قسم کھالی تو قسم ہوگئی، اگر ان صاحب نے دوبارہ اس ذمہ داری کو قبول کرلیا ہے، تو قسم کا کفارہ ادا کردیں، قسم کا کفارہ

(۱) فتاویٰ سراجیہ، ص: ۳۵

یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت صبح اور رات کا کھانا کھلائیں یا ایک شب و روز کے کھانے کے بدلہ ایک صدقۃ الفطر کی مقدار گیہوں دے دیں، یا دس مسکینوں کے کپڑے بنوا دیں اگر ان سب کی طاقت نہ ہو تو مسلسل تین دن روزے رکھیں۔

والد سے ترک کلام کی قسم

سوال:- زید کے والد کا رویہ زید کے ساتھ اچھا نہیں ہے اور آئے دن کچھ نہ کچھ جھگڑا ہوتا ہی رہتا ہے، اب چند دنوں سے ان کے درمیان بات چیت بند ہے، زید کے والد نے زید سے قرآن کی قسم کھلوائی کہ گھر سے کوئی تعلق نہیں رکھے گا، اب زید اپنے والد سے گفتگو کرنا چاہتا ہے، ایسی صورت میں اسے کیا کرنا چاہئے؟

(محمد ماجد، بھنڈی بازار)

جواب:- پہلے تو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ والدین کو ناراض کرنا بہت ہی محرومی، کم نصیبی اور دنیا و آخرت کے نقصان کا باعث ہے، والدین اگر زیادتی کریں، تب بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے؛ اس لئے زید کو والدین کے ساتھ اپنا رویہ درست کرنا چاہئے اور ہر قیمت پر شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے ان کی خوشنودی حاصل کرنا چاہئے —— جہاں تک اب گفتگو کرنے کی بات ہے، تو قرآن کی قسم کھانے سے بھی قسم ہو جاتی ہے:

"ولا يخفى أن الحلف بالقرآن الآن متعارفاً فيكون يميناً" (۱)

اس لئے زید کو چاہئے کہ پہلے گفتگو کرے اور گفتگو کرنے کے بعد کفارہ ادا کر دے، قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت صبح اور رات کا کھانا اس طرح کھلائے کہ وہ شکم سیر

---

(۱) ردالمحتار: ۴۶/۵

ہو جائیں یا دس مسکینوں کے کپڑے بنادے، کپڑے کم سے کم متوسط ہوں اور اس معیار کے ہوں کہ تین ماہ سے زیادہ چل سکیں، اگر ان دونوں کی استطاعت نہ ہو تو تین دنوں روزہ رکھے:

"وكفارته ... أو إطعام عشرة مساكين أو كسوتهم بما يصلح للأوسط وينتفع به فوق ثلاثة أشهر بما يستر عامة البدن، وإن عجز عنها صام ثلاثة أيام ولاءً" (۱)

مجھے اپنی غلطی پر توبہ بھی کرنی چاہئے اور آئندہ ایسی باتوں سے بچنا چاہئے، جو والدین کو تکلیف پہنچانے والی ہوں۔ وباللہ التوفیق۔

قرآن مجید اٹھا کر حلف لینا

سوال:- قرآن مجید کی قسم کھانا اور قرآن مجید کو سر پر اٹھا کر کسی بات کا وعدہ کرنا کیا یہ درست ہے؟ اور کیا یہ قسم ہوگی؟

(محمد عبداللہ، بیدر)

جواب:- قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، معمولی کاموں کے لئے اس کا استعمال ادب کے خلاف ہے، اور جب قسم کھانی ہو تو بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام سے قسم کھائی جائے، تاہم چونکہ قرآن مجید بھی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اور اللہ تعالیٰ کا کلام اللہ تعالیٰ کی صفت میں سے ہے، اس لئے اگر قرآن مجید کی قسم کھائی جائے یا کسی علاقہ میں قرآن اٹھا کر حلف لینے کا رواج ہو تو ایسا کیا جا سکتا ہے اور اس سے قسم منعقد ہو جائے گی:

"ثم لا يخفى أن الحلف بالقرآن الآن متعارف فيكون يمينا، كما هو قول الأئمة الثلاثة" (۲)

---

(۱) رد المحتار: ۵/۵۰۳، نیز دیکھئے: البحر الرائق: ۴/۲۸۱

(۲) البحر الرائق: ۴/۲۹۲

قسم کے ذریعہ حرام روزی

سوال:- میری زندگی کا گذر بسر عدالت میں جا کر کسی ایک پارٹی کے حق میں جھوٹی قسم کھا کر ہزار روپیہ حاصل کرنے اور قرآن خوانی اور آیت کریمہ کے معاوضہ پر ہے، میں چار پانچ لوگوں کو لے کر مسجد کے پاس کھڑا ہو جاتا ہوں اور قرآن پڑھنے کی دلالی کرتا ہوں، محلہ کے لوگ کہتے ہیں کہ عدالت میں جھوٹی قسم کھانا اور قرآن خوانی کی دلالی کرنا جائز نہیں ہے، اس مسئلہ میں صحیح حکم دریافت ہے؟ (محمد معین، مصری گنج)

جواب:- آپ کا سوال پڑھ کر افسوس ہوا، جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے اور جھوٹی گواہی دینے کا گناہ تو عام حالات میں جھوٹ بولنے سے بھی بڑھ کر ہے، آپ ﷺ نے ایک دفعہ فجر کی نماز کے بعد کھڑے ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹی گواہی کو شرک کے برابر رکھا ہے:

"عدلت شهادة الزور بالإشراك بالله ثلاث مرات الخ" (۱)

پھر عدالتوں میں حلفیہ قسم لی جاتی ہے اور قرآن مجید بھی اٹھوایا جاتا ہے؛ اس سے جھوٹ کی کیفیت میں اضافہ ہو جاتا ہے، پیسے لے کر قرآن مجید یا اس کی کسی آیت کا پڑھنا بھی جائز نہیں، یہ قرآن مجید کی بے احترامی ہے اور قرآن کو بیچنے کے مترادف ہے اور جو عمل خود جائز نہ ہو اس کی دلالی کرنا بھی جائز نہیں؛ اس لئے ناجائز اور حرام طریقہ پر پیسے حاصل کرنے اور اس کو اپنے گذر بسر کا ذریعہ بنانے سے آپ فوراً باز آجائیں، اللہ سے ڈریئے اور حلال روزی حاصل کرنے کی کوشش کریں، اللہ تعالیٰ رزاق ہے، ضرور حلال رزق عطا فرمائیں گے۔ وباللہ التوفیق

---

(۱) سنن أبي داؤد، كتاب الأقضية، باب في شهادة الزور، حدیث نمبر: ۳۱۲۰۳

کفارۂ قسم کیا ہے؟

سوال :- چند دنوں پہلے میں نے ایک قسم کھائی تھی، ابھی تک میں اس قسم پر قائم ہوں، اگر میں اپنی اس قسم کو نباہ نہ سکوں، تو ہم پر کیا کفارہ واجب ہوگا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ (ظفر الحسن ، سعید آباد)

جواب :- اگر آدمی کسی ایسی بات کی قسم کھائے جو معصیت، یا دوسروں کے لئے مضرت پر مبنی نہ ہو، تو حتی المقدور اسے قسم پوری کرنی چاہئے، تاہم اگر قسم توڑنی پڑے تو قسم توڑنے کے بعد کفارہ ادا کرے، کفارۂ قسم یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت آسودہ کر کے کھانا کھلایا جائے اور کھانا وہ ہے جو عام طور پر خود کھاتا ہو، یا دس مسکینوں کے لئے کپڑے کا نظم کرے، اگر ان دونوں میں سے کسی چیز پر قدرت نہ ہو تو پھر تین روزے مسلسل رکھے، قرآن مجید میں کفارۂ قسم کی صراحت موجود ہے (۱) احادیث اور صحابہ ؓ کے آثار سے بھی اس کی تفصیلات واضح ہیں۔

---

(۱) المائدہ: ۸۹

نذر سے متعلق مسائل

تلاوت قرآن مجید کی نذر

سوال:- میں نے اللہ تعالیٰ سے کسی کام کے ہونے کے لیے وعدہ کیا تھا کہ میں آپ کے لیے فلاں کام کے عوض روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کروں گی، یا یٰسین شریف پڑھوں گی وغیرہ، لیکن مجھ سے کوتاہی ہو رہی ہے اور میں روزانہ نہیں پڑھ پا رہی ہوں، ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہیے، کیا توبہ کرنا کافی ہوگا، یا کوئی اور چیز بھی واجب ہوگی؟ (فرحانہ عبدالرحمٰن، ملک پیٹ)

جواب:- آپ نے جو عہد کیا ہے اس کو شریعت کی اصطلاح میں "نذر" کہا جاتا ہے، اگر ایسی نیکی کی نذر مانی جائے جو عبادت مقصودہ کے درجہ میں ہو، اور جو فی الجملہ بعض حالات میں انسان پر واجب بھی ہوتی ہو، تو اس کا پورا کرنا شرعاً واجب ہے، قرآن کی تلاوت ان ہی امور میں سے ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور بحالت نماز اس کی تلاوت واجب ہے، اس لیے اصل تو یہی ہے کہ جب بھی آپ تلاوت کرنے کے لائق رہیں، یعنی پاکی کی حالت میں رہیں، تو قرآن کی تلاوت کا اہتمام کریں، اور اگر سورۂ یٰسین کی تلاوت کی نذر مانی ہو، تو روزانہ اس کی تلاوت کریں:

" .. فإن كان نوى بقوله: عليّ نذر إن فعلت كذا

قربة مقصودة ، يصح النذر لها، ففعل لزمته تلك القربة" (۱)

اگر یہ نذر آپ پوری نہیں کر پارہی ہیں تو جہاں تک ممکن ہو اس کا اہتمام کریں ؛ کیوں کہ اس کا پورا کرنا چنداں دشوار نہیں ، قرآن مجید کی کسی خاص مقدار کی نذر آپ نے نہیں مانی ہے ، اگر تین آیت کی تلاوت بھی کر لیں تو آپ ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائیں گی ، ہاں ، اگر سورۂ یٰسین کی تلاوت کی نذر مانی ہو تو سورۂ یٰسین کی تلاوت کا اہتمام کریں ، جس میں بہ مشکل دس منٹ کا وقت لگے گا ، اور جو کوتاہی آپ سے اس نذر کے بارے میں ہوئی ہے ، یا آئندہ ہوگی ، اس کے بدلے قسم کا کفارہ ادا کر دیں ، قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو دو پہر اور رات کا کھانا کھلانا ، یا ان کے کپڑے بنانا اور اگر ان دونوں میں سے کسی کی استطاعت نہ ہو تو تین روزے رکھنا ہے :

" ... من نذر نذراً و لم يسم فعليه كفارة يمين " (۲)

البتہ ایک بات کا خیال ضرور رہے کہ اگر نذر ماننا ہی ہو ، تو محدود اور قابل عمل چیز کی ماننا چاہیے ، جیسے میں قرآن مجید کا ایک ختم کروں گی ، یا میں ایک ماہ تلاوت کروں گی ؛ کیوں کہ غیر محدود اور طویل عمل میں اس بات کا اندیشہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنے عہد کا حق ادا نہ کر سکے ، حضور ﷺ سے ایک صاحب نے بیعت کے دوران کہا کہ میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں گا ، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا : کہو " ما استطعت " یعنی جس قدر مجھ سے ہو سکے گا ، حضور ﷺ کی اس تلقین میں امت پر آپ ﷺ کی شفقت کا بھی اندازہ ہوتا ہے ، اور اس میں اس بات کا بھی سبق ہے کہ انسان کو اپنی صلاحیت اور قوت کے مطابق ہی کسی بات کا عہد کرنا چاہیے ۔

تبلیغی جماعت میں نکلنے کی نذر

سوال :- میں نے ملازمت کے لئے انٹرویو دیتے وقت منت مانا تھا کہ اگر میں کامیاب ہو جاؤں تو دس روزے رکھوں گی ،

---

(۱) فتح القدير : ۵/۷۱، كتاب الأيمان (۲) حوالۂ سابق

ایک چلہ اپنے محرم کے ساتھ تبلیغی جماعت میں نکلوں گی اور اپنی زندگی میں کسی دیہات میں جہاں مسجد نہ ہو ایک مسجد تعمیر کراؤں گی ، اللہ کا شکر ہے کہ میں انٹرویو میں کامیاب ہوگئی اور ایک اطمینان کی ملازمت مجھے حاصل ہو چکی ہے ؛ چنانچہ میں نے دس روزے رکھ لئے ہیں ، مسجد کی تعمیر کے لئے تھوڑے پیسے جمع کر رہی ہوں ؛ لیکن جماعت میں نکلنے سے میرے شوہر مجھ کو منع کر رہے ہیں ، ایسے میں منت کو کس طرح پورا کروں اور کیا اس کا کوئی بدل ہو سکتا ہے ؟

(صبیحہ انجم ، سکندرآباد)

جواب :- نذر اللہ تعالیٰ سے عہد کرنا ہے ، اور انسان جس چیز کی نذر مانتا ہے ، وہ اس پر واجب ہو جاتی ہے ؛ بہ شرطیکہ ایسی بات کی نذر مانے جو عبادت مقصودہ ہو ، جیسے نماز ، روزہ ، حج ، صدقہ ؛ اس لئے منت ماننے کی وجہ سے روزہ تو واجب ہو گیا ، تعمیر مسجد کی منت کو پورا کرنا واجب نہیں ؛ کیوں کہ یہ عبادت مقصودہ میں نہیں ہے ، اس لئے منت منعقد ہی نہیں ہوئی ، فقہاء نے مسجد اور مسافر خانہ کی تعمیر کے سلسلہ میں منت کے صحیح نہ ہونے کی صراحت کی ہے :

" فلا يصح النذر بعيادة المريض ... وبناء الرباطات والمساجد وغير ذلك " (۱)

یہی حکم تبلیغی جماعت میں نکلنے کا ہے ، چوں کہ یہ عبادت مقصودہ نہیں ہے ؛ اس لئے اگر کوئی شخص اس کی نذر مانے تو نذر منعقد نہیں ہوگی ، نذر منعقد نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا پورا کرنا واجب نہیں ہوگا ؛ لیکن اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جو کام بہتر ہوں ، ان کو کرنا بہر حال اجر و ثواب کا باعث ہے ؛ اس لئے تعمیر مسجد کے سلسلہ میں جو ارادہ آپ نے کیا ہے ، اسے پورا کرنے کی کوشش کیجئے ، مگر جماعت میں شوہر کی اجازت کے بغیر نکلنا جائز نہیں ، کیوں کہ یہ تو منصوص عمل نہیں ہے ، روزہ جیسی منصوص عبادت کو بھی بطور نفل انجام دینے کے لئے حضور ﷺ

---

(۱) بدائع الصنائع : ۲۲۸/۳

نے شوہر کی رضامندی کو ضروری قرار دیا ہے، آپ اس کے بجائے اپنے گھر اور اپنے خاندان میں دعوتی اور اصلاحی کام کرسکتی ہیں۔

نذر اور شکرانہ کی قربانی اور گوشت کا مصرف

سوال:- جان کی قربانی کی نیت سے بکرا ذبح کیا، اس میں سے خود بھی گوشت کھا سکتے ہیں یا پورا گوشت غریبوں میں تقسیم کرنا ضروری ہے؟ (محمد جمال الدین، رائچور)

جواب:- اگر کوئی شخص بیمار یا کسی مصیبت میں مبتلا تھا، یا کوئی اور صورت درپیش تھی اور نذر مانی گئی کہ اگر فلاں مرحلہ بخیر وخوبی انجام پاجائے گا، تو بکرا ذبح کریں گے، تو اس صورت میں یہ قربانی نذر کی ہے اور پورے گوشت کو صدقہ کردینا واجب ہے، اور اگر پہلے سے اس قسم کی نذر نہیں مانی تھی، بیمار کو صحت ہوئی، سفر کامیاب ہوا، یا کوئی خوشی کی بات پیش آئی تو بطور شکرانہ کے جانور ذبح کردیا، تو یہ گوشت خود بھی کھا سکتے ہیں، دوسرے اہل ثروت کو بھی کھلا سکتے ہیں اور غرباء کو بھی دے سکتے ہیں۔

کتاب الفتاویٰ

دسواں حصہ

کتاب القضاء

قضاء اور سیاسی امور

قضاء سے متعلق مسائل

سیکولر اور جمہوری ملک میں دارالقضاء کا قیام

سوال:- آپ لوگ ہر دو تا پندرہ مارچ تربیت قضا کیمپ منعقد کرنے جا رہے ہیں، سوال یہ ہے کہ ایک سیکولر اور جمہوری ملک میں دارالقضاء قائم کرنے کی ضرورت ہے؟

(رشید الدین قادری، حسینی علم)

جواب:- مسلمان چاہے دنیا کے کسی بھی گوشہ میں ہوں اور چاہے اکثریت میں ہوں یا اقلیت میں، ان کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت واجب ہے، اور اس کے جذبۂ اطاعت کا اصل امتحان اس وقت ہوتا ہے، جب حقوق اور ذمہ داریوں کے بارے میں کوئی نزاع پیدا ہو جائے، ایسے نزاعات کے فیصلہ کے لئے نظام قضاء کا قیام واجب ہے، جس میں مسلمان قاضی شریعت معاملات کی روشنی میں ثبوت اور شہادت کا جائزہ لے کر فیصلے کرے گا، سرکاری عدالتوں میں مقدمات کی کثرت کی وجہ سے فیصلہ میں سالہا سال لگ جاتے ہیں اور خاص کر مظلوم عورتوں کے لئے بڑی دقت پیدا ہو جاتی ہے، کچھ بعض مقدمات ایسے ہیں جن میں شرعاً مسلمان قاضی ہی کا فیصلہ معتبر ہے، اسی لئے فقہاء نے ان ملکوں میں بھی دارالقضاء کے قیام کو واجب قرار دیا ہے، جہاں مسلمان اقلیت میں ہوں، یہ سرکاری عدالتوں سے ٹکراؤ نہیں ہے بلکہ ان کے کام میں تعاون اور لوگوں کو سستا، آسان اور عاجلانہ انصاف فراہم کرنے کی کوشش ہے

ہے، اسی لئے آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ نے بار بار قیام دار القضاء کے سلسلہ میں تجویزیں منظور کی ہیں اور چاہتا ہے کہ پورے ملک میں اس نظام کو وسعت دی جائے۔

قاضی مقرر کرنے کا حق

سوال:- پورے ملک میں دار القضاء قائم کرنے کے لئے سینکڑوں؛ بلکہ ہزاروں قاضی کی ضرورت پیش آئے گی، ان کا تقرر کس طرح ہوگا؟ اور کس کو قاضی مقرر کرنے کا حق حاصل ہوگا؟

(رشید الدین قادری، حسینی علم)

جواب:- قاضی مقرر کرنا اصل میں امیر کا حق ہے، اس لئے جن صوبوں میں امارت کا نظام قائم ہے، ان میں امیر کی طرف سے قاضی کا تقرر ہوگا، بحمد للہ آندھرا پردیش میں بھی امارت قائم ہے، اس کے پہلے امیر مولانا مفتی عبد الحمید صاحب مرحوم شیخ الجامعہ نظامیہ تھے، مفتی صاحب کے بعد موجودہ امیر مولانا محمد حمید الدین حسامی عاقل کا انتخاب ہوا، اور آپ ہی کے تحت دار القضاء کا نظام جاری وساری ہے، اور اس وقت اُن کے حکم سے بحیثیت قاضی یہ حقیر خدمت انجام دے رہا ہے، (۱) جہاں امارت کا نظام قائم نہیں ہو، وہاں کے لئے حکم یہ ہے کہ اس مقام کے ارباب حل وعقد باہمی اتفاق رائے سے کسی کو قاضی متعین کریں، اس وقت امت اسلامیہ ہند کے ارباب حل وعقد کا سب سے بڑا نمائندہ "آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ" ہے، اسی لئے بورڈ نے ان صوبوں میں اپنے ذمہ دار القضاء کے قیام کی ذمہ داری لی ہے، جہاں نظام امارت موجود نہیں ہے، افسوس کہ بہار، اڑیسہ، جھارکھنڈ، آسام، آندھرا پردیش اور کرناٹک کے علاوہ دیگر صوبہ جات میں اب تک نظام امارت قائم نہیں ہو سکا ہے۔

---

(۱) اب مولانا محمد حمید الدین حسامی عاقل کے انتقال کے بعد حضرت مولانا شاہ جمال الرحمن صاحب امیر شریعت منتخب ہوئے، آپ ہی کے تحت دار القضاء "امارت ملت اسلامیہ" کا نظام جاری وساری ہے، اور حضرت مولانا رحیم الدین صاحب رحمانی حفظہ اللہ دار القضاء کے قاضی شریعت ہیں۔ (مرتب)

فیصلوں کو نافذ کرنے کا معیار

سوال:- دار القضاء کے فیصلے کس طرح نافذ ہوں گے جب کہ آپ کو پولیس کا تعاون حاصل نہیں ہے، آخر کس طاقت کے ذریعہ آپ اپنے فیصلوں کو نافذ کریں گے؟ (ادارۂ دعوت، دہلی)

جواب:- جو طاقت مسلمانوں کو رمضان المبارک میں گھر کی تنہائی میں بھی بھوکا پیاسا رہنے پر آمادہ کرتی ہے، مصروف ترین وقت میں ان سے نماز پڑھواتی ہے، اللہ کے راستے میں خرچ کراتی ہے، وہی ہماری اصل طاقت ہے، یعنی خدا کا خوف اور آخرت میں جواب دہی کا احساس، یہ طاقت پولیس اور فوج سے بھی بڑی طاقت ہے اور اسی طاقت کی بنیاد پر ملک کی مختلف شرعی عدالتوں سے ہزاروں فیصلے ہوتے ہیں اور ان کا نفاذ بھی عمل میں آتا ہے، خود حیدرآباد میں ہم لوگ سالہا سال سے اس کا تجربہ کر رہے ہیں۔

مسلم پرسنل لا بورڈ کی کوششیں

سوال:- آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ دار القضاء کے قیام کے لئے کیا کوشش کر رہا ہے؟

(محسن جاوید: ہفت روزہ دعوت، دہلی)

جواب:- آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے پہلی دفعہ اجلاس جے پور میں قیام دار القضاء کے سلسلہ میں تجویز منظور کی، اور حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ اس کے کنوینر مقرر کئے گئے، چنانچہ اسی دور میں دہلی، بمبئی، کلکتہ اور ایم پی کے بعض علاقوں میں دار القضاء قائم ہوا، نیز امارت شرعیہ بہار و اڑیسہ و جھارکھنڈ اور مالیگاؤں کے دار القضاء جو پہلے سے قائم تھے، وہ بھی بورڈ کے تحت آگئے۔

حضرت قاضی صاحب کی وفات کے بعد بورڈ نے نئی دار القضاء کمیٹی بنائی، جو مولانا جلال الدین انصر عمری، مولانا عتیق احمد بستوی، مولانا انیس الرحمن قاسمی، مولانا عبید اللہ اسعدی اور راقم الحروف پر مشتمل ہے اور مولانا عتیق احمد بستوی صاحب اس کے کنوینر ہیں، یہ کمیٹی پورے

ملک میں دار القضاء کے کام کا جائزہ لے رہی ہے اور چند ماہ پہلے بورڈ کے تحت احمد آباد میں دار القضاء قائم کیا گیا ہے، بحمد اللہ یہ کمیٹی فعال ہے اور دار القضاء کے پیغام کو ملک کے کونے کونے تک پہونچانے کے لئے کوشاں ہے۔

حنفی قاضی اور شافعی فریق

سوال:- اگر کوئی شافعی المذہب حنفی قاضی کے پاس اپنا مقدمہ لائے تو وہ اسے قبول کرسکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر قبول کرتا ہے تو وہ فقہ حنفی کے مطابق فیصلہ کرے گا یا فقہ شافعی کے مطابق؟

(عبد القدیر قاسمی، کوکن)

جواب:- جو شخص قاضی مقرر کیا جاتا ہے، اس کی ذمہ داری پوری امت کے مسئلہ کو حل کرنا ہے، خواہ وہ حنفی ہو یا شافعی، اس لئے اس کو شافعی المسلک بھائیوں کا بھی مقدمہ قبول کرنا چاہئے! البتہ یہ بات اہم ہے کہ وہ فیصلہ کس فقہ کے مطابق کرے گا؟ ایک قول یہ ہے کہ قاضی اپنے مذہب کے مطابق فیصلہ کرے گا، خواہ فریقین کا مذہب کچھ بھی ہو؛ اسی لئے قضاء کے سلسلہ میں ایک اصول یہ ہے کہ قضاء قاضی رافع خلاف ہوتا ہے، موجودہ دور میں چوں کہ قاضی صلاحیت اجتہاد سے خالی ہوتا ہے اور اس کا فیصلہ نقل مذاہب پر مبنی ہوتا ہے؛ اس لئے یہ صورت بہتر معلوم ہوتی ہے کہ وہ ان کے ہی مذہب کے مطابق فیصلہ کیا کرے، بعض متأخرین کی یہی رائے ہے، اور علامہ شمس الائمہ حلوانی نے اس کو سب سے زیادہ عدل پر مبنی قول قرار دیا ہے:

"... ومنهم من قال : إذا كان المدعي شافعي المذهب يقال له : هل تعتقد هذا، إن قال : نعم، قضى له، وإن قال : لا، فلا يقضي له، قال شمس الأئمة الحلواني : هذا القول أعدل الأقاويل" (۱)

---

(۱) فتاویٰ تاتارخانیہ: ۲۱/۱۱۳

کیا قاضی فتوی نہیں دے سکتا؟

سوال:- جو لوگ قضاء اور فصل خصومات کا کام کرتے ہوں، کیا ان کے لئے فتوی دینے کی ممانعت ہے؟ ہمارے یہاں ایک عالم صاحب نے یہ بات کہی، جب ایک نزاعی معاملہ میں لوگ چاہ رہے تھے کہ قاضی صاحب سے فتوی لے کر عمل کرلیں؛ تاکہ اختلاف بڑھنے نہ پائے، براہ کرم اس کی وضاحت فرمائیے۔ (سید غلام صمدانی، تھانے)

جواب:- مفتی حکم شرعی کے بارے میں خبر دیتا ہے، اس کی ذمہ داری واقعہ کی تحقیق نہیں ہے کہ جو سوال کیا گیا ہے، وہ واقعہ کے مطابق بھی ہے یا نہیں؟ قاضی کا کام واقعہ کی تحقیق کرکے فریقین پر حکم شرعی کو لازم کرنا ہے، رسول اللہ ﷺ مفتی بھی تھے اور قاضی بھی، عہد صحابہ میں بھی قضاء کا کام کرنے والے اصحاب افتاء بھی ہوا کرتے تھے؛ کیوں کہ اس زمانہ میں دیانت اور صلاح کا غلبہ تھا، بعد کے ادوار میں فساد کے غلبہ کی وجہ سے یہ اندیشہ پیدا ہوگیا کہ لوگ باہمی نزاعات میں قاضی سے فتوی حاصل کرکے اس کی روشنی میں اپنے مفاد کے مطابق معاملات کو پیش کریں گے؛ اس لئے فقہاء نے قاضی کو فتوی دینے سے منع کردیا، اب اس کی تفصیل میں اختلاف ہے، بعض حضرات نے مطلقاً فتوی دینے کو منع کیا، بعض نے عبادات میں فتوی دینے کی اجازت دی، معاملات میں نہیں، بعضوں نے مجلس قضاء میں فتوی دینے سے منع کیا، اس کے علاوہ میں اجازت دی، راجح قول یہ ہے کہ جو مقدمہ اس کے پاس آچکا ہے یا اس کے آنے کی توقع ہے، اس میں فتوی نہیں دے سکتا، دوسرے مسائل میں دے سکتا ہے:

"... وإن كان رجل يستفتي وهو لا يخاصم إليه ولا يتهمه أنه يستفتي لخصم يخاصم إليه ، فلا بأس بأن يفتيه " (۱)

---

(۱) فتاوی تاتار خانية :۹۲/۱۱

اگر عدالت طلاق کے واقع نہ ہونے کا فیصلہ کردے؟

سوال:- میری یعنی محمد ابراہیم خلیل ولد محمد فقیر احمد کی شادی قانون شرعی (حنفی) کے مطابق مسماۃ خواجہ نگہت سے ۲۷ رجون ۲۰۰۲ء کو ہوئی، چونکہ میں ایئر فورس میں بحیثیت افسر کے خدمت انجام دے رہا ہوں، جس کی وجہ سے میری بیوی کو توقع تھی کہ میں اس کو ایک ماڈرن زندگی دوں گا، جو میرے لئے مشکل تھا؛ چنانچہ میری زوجہ ۲۰۰۳ء میں میرا گھر چھوڑ کر اپنے ماں باپ کے پاس چلی گئی، بعد ازاں میری اور میرے والدین کی ساری کوششیں ان کو گھر لانے میں ناکام ہوچکی ہیں، جس کی وجہ سے میں نے یکم فروری ۲۰۰۷ء کو آخری میٹنگ میں طلاق بائن یعنی طلاق ثلاثہ دے دی، اور پھر اس کی مزید اطلاع اپنی (مطلقہ) بیوی کو بذریعہ نوٹس وکیل صاحب ۸ فروری ۲۰۰۷ء کو دی، پھر بعد ازاں مہر کی رقم دو ہزار پانچ سو روپے اور نفقہ عدت مبلغ ۱۲۵۰۰ روپے علیحدہ علیحدہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کیا، جس کو میری (مطلقہ) بیوی نے وصول کرلیا، میری (مطلقہ) زوجہ نے میرے طلاق کی نوٹس کے جواب میں وکیل صاحب کے ذریعہ جواب دیا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی ہے، اور اب بھی وہ اس کی بیوی ہے، میں نے عدالت میں درخواست دی، سارا ریکارڈ داخل کیا، اپنے حلفی بیان کے علاوہ گواہان کا بیان بھی میری تائید میں رہا، جواب میں صرف میری (مطلقہ) بیوی کا بیان ہوا، عدالت نے فیصلہ دیا کہ یہ طلاق واقع نہیں ہوئی ہے، اب بھی میری (مطلقہ) زوجہ میرے نکاح میں ہے۔

ان حالات میں کیا میں اپنی اس مطلقہ بیوی کو گھر میں رکھ سکتا ہوں بحیثیت زوجہ کے، کیا یہ حرام کاری نہ ہوگی؟ جب کہ طلاق کے تعلق سے میرا اور میرے گواہان کا حلفیہ بیان ہو چکا ہے، براہ کرم اس مسئلہ کے شرعی حل سے جلد از جلد واقف کروائیں تاکہ میں گناہ سے بچ سکوں۔ (محمد ابراہیم خلیل، بیدر)

جواب:- جب آپ نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق دیدی ہے تو اب وہ آپ کے نکاح میں نہیں ہیں اور طلاق مغلظہ ہونے کی وجہ سے رجعت کی یا دوبارہ نکاح کی گنجائش نہیں ہے، افسوس کہ عدالتیں احکام شریعت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اس طرح کے فیصلے کرتی جارہی ہیں، شاید بعض نام نہاد مسلمان دانشوروں نے بھی عدالتوں کو گمراہ کیا ہے، بہر حال عدالت کا فیصلہ اپنی جگہ ہے؛ لیکن آپ بحیثیت مسلمان احکام شریعت کے پابند ہیں، آپ کے لئے ان مطلقہ خاتون کو اپنے گھر میں رکھنا اور ان کے ساتھ ازدواجی زندگی گذارنا حرام ہے؛ اس لئے آپ ان کے ساتھ ہرگز بیوی کا سا سلوک نہیں کریں، البتہ اگر عدالت آپ کو نفقہ دینے کا پابند کرے تو اگرچہ نفقہ آپ پر واجب نہیں اور عورت کو اس رقم کا لینا حرام ہے؛ لیکن بحالت مجبوری مضرت سے بچنے کے لئے بہ نیت صدقہ پیسے دینے کی گنجائش ہے۔

سیاسی و بین الاقوامی امور

عراق میں امریکن فوج کی ملازمت

سوال :- آج کل عراق میں امریکہ کی فوج اتری ہوئی ہے، اس فوج کے ساتھ خدمت کرنے والوں کا بھی بہت بڑا عملہ ہے، اور چوں کہ وہاں کام کرنے والوں کی ضرورت ہے؛ اس لئے آسانی سے وہاں ملازمت مل جاتی ہے، کئی مسلمان نوجوان بھی اس وقت ملازمت کے سلسلہ میں وہاں مقیم ہیں، کیا یہ ملازمت جائز ہے؟

(محمد عبدالرحیم، ممبئی)

جواب :- عراق و افغانستان اور اس طرح کے بعض اور علاقوں میں جہاں امریکی فوجیں زبردستی قابض ہیں، امریکہ کا ظالم ہونا اور مسلسل ظلم و جور کا ارتکاب کرنا واضح ہے، اللہ تعالیٰ نے ظلم و عدوان میں مدد کرنے سے منع فرمایا ہے: ﴿ولا تعاونوا على الإثم و العدوان﴾ (۱) بلکہ ظالموں کے درمیان تو رہنے کو بھی پسند نہیں فرمایا گیا ہے: ﴿رب فلا تجعلني في القوم الظالمين﴾ (۲) اسی لئے حدیث میں سود کو حرام قرار دینے کے ساتھ ساتھ سودی کاروبار میں تعاون اور شراب کو حرام قرار دینے کے ساتھ ساتھ شراب پینے اور پلانے میں تعاون کی صورتوں کو بھی منع فرمایا گیا، امریکہ کا تعاون اور اس کی مدد ظالموں کا

---

(۱) المائدة ۳ (۲) المؤمنون ۹۴

تعاون کرتا ہے اور اس کے ظلم و جور میں شریک رہتا ہے؛ اس لئے عراق میں امریکن فوج کی خدمت اور اس کے تعاون پر مبنی ملازمت ناجائز اور حرام ہے اور یہ انسانی شرافت اور ایمانی حمیت کا کم سے کم تقاضہ ہے۔ وباللہ التوفیق

عراق میں موجود امریکی فوج کی خدمت

سوال:- یہ بات بالکل عیاں ہے کہ جو حملہ امریکہ نے عراق پر کیا ہے، وہ دراصل عالم اسلام پر حملہ ہے، فی الحال امریکی فوج کویت اور عراق کے بارڈر پر ہے اور امریکہ نے اس فوج کی تمام ضروریات (کھانا، پینا، شراب، اسلحہ، سور کا گوشت فراہم کرنا) کو پورا کرنے کے لئے KBR کمپنی کو ٹھیکہ دیا ہے اور اس کمپنی کی ماتحتی میں چھوٹی چھوٹی کمپنیاں کام کررہی ہیں اور ان کے کارکنوں کو تنخواہ بھی بڑی اچھی دی جارہی ہے اور اس لڑائی کا نام امریکہ نے ''آپریشن میڈل ایسٹ'' رکھا ہے، آیت قرآنی لا تعاونوا علی الإثم و العدوان کی روشنی میں بعض مسائل کی رہنمائی چاہتے ہیں:

(۱) کیا ایسی کمپنی میں شریک ہوسکتے ہیں؟

(۲) کیا امریکی فوج کی خدمت کرسکتے ہیں؟

(۳) اگر حصہ لینا ناجائز ہے، تو جو کمپنیاں یا آدمی کام کررہے ہیں، انہیں کیا کرنا چاہئے؟

(۴) اگر اس سے زیادہ تنخواہ ملے تب کام چھوڑنا چاہئے، یا کوئی اور راستہ اپنانا چاہئے؟

(۵) ایسی کمائی کا کیا حکم ہے؟

(۶) اگر ہم نہیں کریں گے تو کوئی اور کرے گا، اس سے

بہتر ہے کہ ہم اس کمائی سے دین کی خدمت کریں گے، کیا یہ دلیل صحیح ہے؟

(۷) ایسے پیسوں سے کسی کی دعوت یا مدرسہ یا دارالعلوم میں دینا کیسا ہے؟

(۸) اگر ٹھیکیداری کا پیسہ کویت کی حکومت دیتی ہے، تو کیا حکم ہے؟ اور اگر امریکی حکومت دیتی ہے تو کیا حکم ہے؟

(۹) ایسی کمائی سے مسجد میں مصلیٰ دینا اور اس پر نماز پڑھنا صحیح ہے؟ (عبدالسبحان، مقیم: بغداد)

جو اب :- اسلام میں ظلم کی حرمت اور ممانعت اور اس کی شناعت کس درجہ کی ہے، اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں ۱۸۵/ بار براہ راست یا بالواسطہ ظلم کی اور ظالموں کی مذمت کی گئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب لوگ ظالم کو ظلم کرتے ہوئے دیکھیں اور اسے روکیں نہیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب انہیں گھیر لے (۱) یہ تو ظلم پر خاموشی اختیار کرنے کے سلسلہ میں وعید ہے، اگر کوئی شخص ظالم کی نصرت و اعانت کرنے لگے تو اس کا جرم خاموش رہنے والوں سے بھی کہیں بڑھ کر ہے؛ چنانچہ حضرت اوس بن شرجیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ظالم کے ظلم سے واقف ہونے کے باوجود اس کو قوت پہنچانے کے لئے اس کے ساتھ چلے وہ اسلام کے دائرہ سے باہر ہو گیا۔ (۲)

اب یہ بات ظاہر ہے کہ امریکہ عالم اسلام پر ظلم کرنے اور جور و ستم ڈھانے کے لئے کمربستہ ہے اور اس نے جس طرح کے مظالم روا رکھے ہیں، تاریخ میں اس کی مثال کم ملتی ہے، اگر مسلمان ان کے مظالم کو روک نہیں سکتے ہیں تو کم سے کم ان ظالموں کی مدد کرنے سے تو اپنا

---

(۱) ترمذی، حدیث: ۳۰۵۷

(۲) مشکوۃ المصابیح، باب الأمر بالمعروف ۔ ۴۳۶

دامن بچا سکتے ہیں، بحالت موجودہ امریکہ کی مدد کرنا دراصل قرآن مجید کی تعبیر میں "عدوان" کا تعاون کرنا ہے، اللہ تعالیٰ نے گناہ اور ظلم وجور کے تعاون سے منع فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (۱) اس پس منظر میں آپ کے سوالات کے جوابات اس طرح ہیں:

(۱) اس کمپنی کی ملازمت جائز نہیں ہے۔

(۲) جہاں امریکن فوج مسلمانوں سے برسر پیکار ہو یا کسی بھی قوم پر ظلم وجور کی مرتکب ہو رہی ہو، وہاں مسلمانوں کے لئے امریکن فوج کی خدمت جائز نہیں۔

(۳) جو لوگ ان کمپنیوں میں ملازمت کر رہے ہیں ان سے مستعفی ہو جانا چاہئے۔

(۴) گناہ میں تعاون کے بدلہ زیادہ تنخواہ ملے تو محض زیادہ پیسے حاصل کرنے کے لئے اس ملازمت کو جاری رکھنا درست نہیں اور بے ضمیری اور دینی بے حسی کی بات ہے؛ البتہ جو لوگ ہندوستان سے وہاں جاکر مقیم ہوں، ان کے لئے کچھ دقت ہے کہ کوئی ایسی ملازمت ملنے تک جس سے ضرورت معاش پوری ہو جائے، بکراہت خاطر ایسی خدمت پر مبنی ملازمت کو جاری رکھیں جس میں براہ راست فوجی ذمہ داریاں انجام دینی نہ پڑتی ہوں؛ بلکہ بالواسطہ خدمت کی جاتی ہو، جیسے ان کے کھانے پینے وغیرہ کا نظم۔

(۵) چونکہ یہ اجرت محنت کا عوض ہے اور جو محنت کی جاتی ہے وہ فی نفسہ مباح ہے، اس لئے تنخواہ حلال ہوگی، البتہ اس کا یہ فعل ظلم میں بالواسطہ تعاون کی وجہ سے گناہ ہوگا۔

(۶) دنیا میں جتنے برے کام کئے جاتے ہیں، ان کو انجام دینے والے لوگ موجود ہیں اور ان کاموں کے ذریعہ مالی منفعت بھی حاصل کی جاتی ہے،

---

(۱) المائدة: ۲

ظاہر ہے کہ اس وجہ سے مسلمانوں کے لئے اس کام کو کرنا درست نہیں ہو سکتا؛ کیوں کہ ہر شخص اللہ کے پاس اپنے افعال کے بارے میں جوابدہ ہے۔

(۷) چوں کہ یہ کمائی فی نفسہ حلال ہے، اس لئے مدرسہ و مسجد کا تعاون کیا جا سکتا ہے؛ لیکن اس سے اس عمل کی شناعت کم نہیں ہوتی، غلط طریقہ پر مال حاصل کر کے اسے دینی کام میں خرچ کرنے سے بہتر ہے کہ اپنے آپ کو غلط طریقہ اختیار کرنے سے بچائے۔

(۸) اہمیت اس کی نہیں ہے کہ کام کی اجرت حکومت امریکہ دیتی ہے یا حکومت کویت، اگر کام امریکی فوجیوں کی خدمت اور ان کے تعاون ہونے کا ہے، تو یہ ظلم و معصیت میں تعاون ہونے کی وجہ سے جائز نہیں، اگر کام کی نوعیت ایسی ہے جس سے عوام کی خدمت ہوتی ہو، جیسے سڑک کی تعمیر، ہسپتالوں میں خدمت وغیرہ، تو یہ جائز ہے؛ کیوں کہ اس میں اصل مقصود عامۃ الناس کو سہولت پہنچانا ہے۔

فقہاء نے بہت سے مسائل جو معصیت میں تعاون کی ممانعت سے متعلق لکھے ہیں، ان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ حالات میں ایسے ملکوں میں زمور امریکی فوجیوں کی خدمت اور ان کا تعاون مسلمانوں کے لئے جائز نہیں؛ لیکن یہ مسئلہ محض فقہی اور قانونی نہیں؛ بلکہ اس میں مسلمانوں کی ایمانی حمیت اور دینی غیرت کا امتحان ہے۔

ہندو پاک کرکٹ ٹیمیں اور تائید و حمایت

سوال :- دریافت طلب امر یہ ہے کہ جب ہندو پاک کے درمیان کرکٹ مقابلہ ہوتو ہمارے ساتھیوں میں دو گروہ بن جاتے ہیں، ایک ہندوستان کی تائید کرتا ہے، دوسرا پاکستان کی، فریق اول کا کہنا ہے کہ ہندوستان ہمارا وطن ہے، اس لئے ہمیں اس

کی تائید کرنی چاہئے، دوسرے فریق کا کہنا ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور پاکستان مسلم ملک ہے، اس سلسلہ میں شرعی نقطۂ نظر سے آگاہ کریں؟ (سید وفا اقتدار، حضور نگر)

جواب:- صحیح بات یہ ہے کہ کرکٹ سے اس درجہ کی دلچسپی تو ناپسندیدہ اور مذموم ہے، یہ کھیل شائقین کا بہت سارا وقت ضائع کرتا ہے، اور لوگ اپنے فرائض سے غافل ہو کر اس کھیل کو دیکھنے اور سننے میں پورا پورا دن گذار دیتے ہیں، اس لئے میرے خیال میں کرکٹ اس عہد کا شطرنج ہے اور جس سبب سے شطرنج کو مکروہ قرار دیا گیا ہے، وہ سبب اس میں اس سے بڑھ کر پایا جاتا ہے، رہ گئی ہندوستان اور پاکستان کی ٹیمیں تو کھیل کو کھیل ہی کے نقطۂ نظر سے دیکھنا چاہئے اور اچھی ٹیم کی تحسین کرنی چاہئے خواہ وہ ہندوستان کی ہو، یا پاکستان کی، یہ بہت ہی بدبختانہ بات ہے کہ ہند و پاک میں کھیل کو بھی فرقہ وارانہ رنگ دے دیا جاتا ہے اور یہ بات فطری ہے کہ انسان چاہتا ہے کہ اس کی نام دلیش ٹیم کامیاب ہو، ہمارے ملک کی ٹیم ہندو یا مسلمان کی نمائندہ نہیں ہوتی؛ بلکہ وہ ہم سبھوں کی نمائندہ ہوتی ہے، اس میں ہندو بھی شامل ہے، مسلمان بھی اور دوسری قومیں بھی۔

غیر مسلم ملک میں پورے دین کو نافذ کرنے کی جدوجہد

سوال:- کافروں کی حکومت میں مسلمان صرف ان امور کو انجام دینے کے مکلف ہیں، جن کی اجازت حکومت نے دے رکھی ہے، دوسرے احکام جو معطل ہیں، ان کے لیے جدوجہد سے کیا وہ معذور سمجھے جائیں گے جبکہ حکومت کا نظام جمہوری ہے؟ (محمد ثوبان، جیبی علم)

جواب:- دین کے اکثر شعبے وہ ہیں، جن پر ہم کو ہمارے ملک ہندوستان میں عمل کرنے کی پوری گنجائش موجود ہے، عقیدہ کے باب میں ہمیں آزادی حاصل ہے، عبادات کی ادائیگی میں کوئی روک ٹوک نہیں ہے، پرسنل لا پر عمل کرنے میں ہم خود مختار ہیں؛ بلکہ بڑی حد

تک ان میں قانون کی مدد بھی حاصل ہے، معاملات جیسے خرید و فروخت وغیرہ کے بارے میں ہم اپنی شریعت پر عمل کر سکتے ہیں، ہم سود و قمار جیسے حرام معاملات پر مجبور نہیں ہیں، رہ گئے وہ قوانین جو جرم و سزا سے متعلق ہیں، تو ان کے لیے ضروری ہے کہ موافق ماحول بھی موجود ہو، ایسا ماحول جو گناہ پر اکساتا نہ ہو؛ بلکہ اس سے بچانے میں معاون ہو اور جو مجرم کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا ہو، ہمارے ملک میں اس وقت ایسا ماحول فراہم نہیں ہے، اس لیے ہم نہ ان قوانین کو نافذ کرنے کے مکلف ہیں اور نہ ہمارے لیے شرعاً اس کی گنجائش ہے۔

ہاں! یہ ضرور ہے کہ اس ملک کی جمہوریت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور دستور و آئین کی حدود میں رہتے ہوئے ہم ایسی پر امن جد و جہد کریں کہ اسلام کی دینی اور اخلاقی تعلیمات پورے معاشرہ میں جاری و ساری ہو سکیں، جیسے ہم غیر سودی بینک کاری کے لیے کوشش کریں، شراب نوشی پر حکومت کے ذریعہ پابندی لگوائیں؛ کیوں کہ ہمارے دستور کے رہنما اصول میں بھی بتدریج نشہ بندی کو شامل رکھا گیا ہے، ہم قحبہ گری کا قانونی طور پر سد باب کرائیں، ایسی سماجی اور اخلاقی برائیوں کے لیے ملک میں بسنے والی مختلف قوموں کے ساتھ مل کر ہم جد و جہد کر سکتے ہیں اور ان شاء اللہ یہ بار آور کوشش بھی ہوگی، اس سے زیادہ ہم مکلف نہیں ہیں اور یقیناً اس سلسلہ میں شرعاً معذور ہیں۔

ہندوستان اور مسئلۂ امارت

سوال:- کیا مسلمان پر واجب نہیں ہے کہ کم از کم ہندوستان میں ایک اجتماعی نظام تشکیل دیں، جو ایک امیر کے تحت کام کرے، دیگر مذاہب کے لوگ اپنے ملکی و بین الاقوامی سربراہ رکھتے ہیں، جیسے عیسائیت میں پوپ کا ادارہ؟ (محمد ثوبان، حسینی علم)

جواب:- اسلام میں مسلمانوں کو اجتماعی زندگی گذارنے کا حکم دیا گیا ہے، بہت سی آیات و احادیث اس سلسلہ میں موجود ہیں، یہاں تک کہ مسلمانوں کی اجتماعیت کو قائم رکھنے کے لیے بعض اوقات مسلمان فرماں رواؤں کے ظلم و جور پر سکوت اختیار کرنے اور صبر سے کام

جنے کی بھی تلقین کی گئی ہے، اس لیے یہ بہت اہم ہے، فقہاء نے اس بات کو واجب قرار دیا ہے کہ جہاں مسلمانوں کی حکومت نہ ہو، وہاں بھی مسلمان اپنی ایک اجتماعی ہیئت قائم کریں اور آپسی رضامندی سے کسی کو امیر مقرر کریں، یہی امیر مسلمانوں کے لیے قاضی کا تقرر کرے، علامہ محقق دکنی، علامہ ابن ہمام اور علامہ شامی جیسے فقہاء نے اپنی کتابوں میں پوری وضاحت اور صراحت کے ساتھ اسے لکھا ہے اور اردو زبان میں اس موضوع پر حضرت مولانا عبد الصمد رحمانی کی ”ہندوستان اور مسئلہ امارت“ (مطبوعہ امارت شرعیہ، پھلواری شریف، پٹنہ) نہایت ہی اہم اور گراں قدر تحقیقی کتاب ہے۔

ہندوستان کے مختلف صوبوں میں اسی نقطۂ نظر سے امارت شرعیہ کا نظام قائم کیا گیا، آزادی سے پہلے کل ہند سطح پر بھی قیام امارت کی کوشش کی گئی، لیکن بدقسمتی سے یہ کوشش نتیجہ خیز نہیں ہو سکی، اس وقت کہا جا سکتا ہے کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کل ہند سطح پر نظام امارت شرعیہ کا بدل ہے اور بورڈ کا صدر امیر کے درجہ میں ہے؛ کیوں کہ یہی ایک ایسی تنظیم ہے جو پوری امت مسلمہ کی نمائندگی کرتی ہے اور جس میں تمام مسالک، مکاتب فکر، جماعتوں، تنظیموں اور مختلف فرقوں کا اشتراک ہے؛ کیوں کہ ایک جماعت یا تنظیم کا سربراہ اس جماعت سے تعلق رکھنے والے گروہ کا تو امیر ہو سکتا ہے، پوری ملت اسلامیہ کا امیر نہیں ہو سکتا ہے۔

حکومت سے آمدنی چھپانا

سوال:- اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ اپنی آمدنی کے بارے میں انکم ٹیکس والوں کو اور بلدیہ کو پراپرٹی ٹیکسوں کے بارے میں اپنے مکان وغیرہ کے بارے میں غلط تفصیلات فراہم کرتے ہیں، چوں کہ اگر صحیح بتائیں گے تو رقم زیادہ دینا پڑے گا، کیا ایسی غلط تفصیلات بتانا جائز ہے؟ (کاظم علی، شہو تج)

جواب:- جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا جائز نہیں، جب اقرار سے جھوٹ بولا جائے یا

گورنمنٹ سے بصرف اس صورت میں جھوٹ بولنے کی اجازت ہے، جب اپنے آپ کو ظلم سے بچانا مقصد ہو، اس لئے جو ٹیکس واجبی ہیں اور جن کا نفع عوام کو پہونچتا ہے، ان کو چھپانا اور ان کے بارے میں جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے۔

اظہار یکجہتی کے لئے قشقہ لگانا

سوال:- اگر کوئی ہندو لیڈر مسلمانوں کے درمیان جلسہ میں آتے ہیں تو اسے ٹوپی پہنائی جاتی ہے؛ بلکہ لالو پرشاد یادو تو عربی رومال بھی لپیٹ لیتے ہیں، اسی طرح جب مسلمان ہندو بھائیوں کے درمیان جاتے ہیں تو وہ بھی چاہتے ہیں کہ مسلمان قشقہ لگائیں، یا اپنی پیشانی پر سرخ ٹیکہ لگائیں، اگر کوئی مسلمان صرف باہمی تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لئے ایسا کرلے، حالاں کہ دل سے اس کو پسند نہ کرتا ہو تو کیا اس کی اجازت ہوگی؟

(عبید اللہ، شاہین نگر)

جواب:- تعلقات کے خوشگوار اور ناخوشگوار ہونے کا تعلق باہمی سلوک اور برتاؤ سے ہے؛ اس لئے ہندوں اور مسلمان دونوں کو اس کا لحاظ رکھنا چاہئے، ایک دوسرے کو خوشی کے مواقع پر مدعو کریں، ایک دوسرے کی مصیبت میں کام آئیں، بڑوں سے ادب اور چھوٹوں سے شفقت کا معاملہ رکھیں، سماج کی تمام خواتین کو قابل احترام رکھیں اور ان کی عزت و آبرو کے تحفظ کو اپنا فریضہ جانیں، محتاجوں، ضرورت مندوں اور بیماروں کی مدد کریں، نیز ایک دوسرے کے مذہبی معاملات میں مداخلت نہ کریں اور مذہبی پیشواؤں کو برا بھلا نہ کہیں، اس طرح کے افعال سے ہم باہمی تعلقات کو بہتر بنا سکتے ہیں، یہ نہ صرف ہماری اخلاقی ذمہ داری ہے؛ بلکہ یہ ایک انسانی اور اسلامی فریضہ بھی۔

لیکن محض مصنوعی طور پر ایک دوسرے کے مخصوص شعائر کو استعمال کرلینا ناسمجھی کی

بات ہے؛ بلکہ اسے بے وقوفی کہا جا سکتا ہے، ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی شوہر بیوی سے محبت کے اظہار کے لئے اس کا زیور پہن لے اور اپنا لباس اس کو پہنا دے؛ حالاں کہ شوہر و بیوی کے درمیان خوشگوار تعلقات سے زیادہ کہاں خوشگواری موجود ہوگی؟ اس لئے نہ یہ درست ہے کہ اگر کوئی ہندو بھائی ہمارے جلسہ میں آئے تو ہم اسے ٹوپی پہنا دیں یا مخصوص قسم کا رومال اوڑھا دیں؛ کیوں کہ یہ ان کی شناخت پر حملہ کرنے کے مترادف ہے، اور اگر وہ اس قسم کا لباس پہن کر آئیں تو اس پر خوشی کے اظہار کی بھی ضرورت نہیں؛ کیوں کہ اس سے مسلمانوں کا کوئی مسئلہ تو حل نہیں ہوتا ہے؛ اس لئے غیر مسلم عوام میں یہ تاثر جاتا ہے کہ مسلمان دوسروں پر اپنی تہذیب مسلط کرنا چاہتے ہیں، اسی طرح مسلمانوں کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ ہندو بھائیوں کو خوش کرنے کے لئے قشقہ لگالیں، یا ان کی علامتوں کا استعمال کریں؛ کیوں کہ مسلمانوں کو اپنی شناخت کی حفاظت کا اور دوسروں کی مشابہت سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، ان کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ اپنے وجود کو گم کرلیں اور غیر مسلم بھائیوں کی بڑی تعداد اس کی وجہ سے خوش بھی نہیں ہوتی؛ کیوں کہ یہ تو ایک اداکاری ہے اور اداکاری سے کسی قوم کے مسائل حل نہیں ہوتے۔

مملکت اسرائیل کو ظالم اسرائیل کہنا

سوال:- کیا فرماتے ہیں علماء دین اس سوال پر کہ دشمنان اسلام، ظالم حکمران، ظالم اسرائیل، ظالم امریکہ ان تمام کی بربادی کے لئے دعاء کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور بعض لوگ ملک اسرائیل کو نبی اسرائیل کے مشابہ سمجھ کر اعتراض کر رہے ہیں، کیا جو لوگ اعتراض کر رہے ہیں یہ لوگ حقیقت میں مسلمان ہیں یا منافق؟ اس کا تفصیل سے جواب دیں تو مناسب ہوگا۔

(ایک قاری، جہاں نما، حیدرآباد)

جواب :- کسی بھی لفظ کی مراد متعین کرنے میں اس لفظ کے لغوی معنی اور اس کے تاریخی پس منظر کے ساتھ ساتھ بولنے والے کی مراد کو خصوصی اہمیت حاصل ہوتی ہے، جیسے کسی شخص کے لڑکے کا نام ابراہیم ہو اور وہ اس کے بارے میں کہے کہ ابراہیم بہت بدمعاش ہے تو ظاہر ہے کہ یہاں ابراہیم کے لفظ سے بولنے والے کا بیٹا مراد ہے ؛ حالاں کہ یہ اللہ کے ایک جلیل القدر پیغمبر کا نام بھی ہے ؛ چنانچہ اگر کوئی بد بخت یہی جملہ کہتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مراد لے تو اس کے کافر ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور وہ سخت ترین سزا کا مستحق ہے ، اسرائیل کا لفظ بھی اسی طرح کا ہے ، اسرائیل اصل میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام ہے ، ظاہر ہے کہ اس نیت کے ساتھ اگر کوئی ظالم اسرائیل کہے تو وہ دائرہ ایمان سے باہر چلا جائے گا ؛ لیکن جب مسلمان ظالم اسرائیل کہتے ہیں تو اس سے مراد یہودیوں کی وہ ظالم مملکت ہے جو اس وقت جبراً فلسطین میں قائم کر لی گئی ہے ؛ اس لئے ظالم اسرائیل کہنے میں کوئی حرج نہیں ۔

الیکشن میں مسلمان امیدوار کا شراب تقسیم کرنا

سوال :- ایک شخص مسلمان ہے ، الیکشن میں کھڑا ہوتا ہے ، لیکن پوزیشن اتنی خراب ہے کہ لوگ اس کو ووٹ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں ، وہ لوگوں کے درمیان شراب تقسیم کرتا ہے ؛ تاکہ لوگ اسے ووٹ دیں ، شریعت اس کے ایمان کے بارے میں کیا کہتی ہے ؟ (۲) مندرجہ بالا شخص کی حمایت میں اگر مسلمان کے کچھ افراد اپنے مفاد کی خاطر سامنے آتے ہیں ، تو کیا ایسے شخص کا آنا تعاون علی الاثم والعدوان میں آتا ہے یا نہیں ؟ اور کیا ایسے شخص کو مسلمانوں کے کسی دینی ادارہ کا ذمہ دار یا رکن بنایا جا سکتا ہے ؟ (۳) کیا شراب پینے والا اور شراب پلا کر ووٹ لینے والا مسلمانوں کا رہبر و رہنما ہو سکتا ہے ۔

(محمد ارشد ندوی)

جواب :- رسول اللہ ﷺ نے شراب پینے والے، پلانے والے، فروخت کرنے والے، خرید کرنے والے کے بشمول شراب سے متعلق دس افراد پر لعنت فرمائی ہے(۱) اس لئے کہ یہ سب گناہ میں تعاون کرنے والے لوگ ہیں، اس لئے ووٹ کے لئے شراب تقسیم کرنا حرام ہے، اگر اس سے بہتر امیدوار اور مسلمانوں کے حق میں بہتر رویہ رکھنے والا پارٹی کا نمائندہ موجود ہو تو اس کو ووٹ دینا درست نہیں، کیوں کہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ امانتیں اور ذمہ داریاں اس کی اہلیت رکھنے والوں کے سپرد کی جائیں۔ اور جو شخص شراب پیتا ہو، وہ اپنے سے بہتر شخص یا اور پارٹی کی موجودگی میں قیادت کا اہل نہیں۔

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾(۲)

مسلم ممالک کے سربراہوں کا لباس

سوال :- شرع شریف واحادیث کی روشنی میں کون سا لباس اسلامی لباس کہلاتا ہے، اسلامی ممالک کے سربراہوں کو کون سا لباس پہننا چاہیے؟ کیوں کہ آج کل اکثر مسلم ممالک کے سربراہان کوٹ پینٹ اور ٹائی میں دکھائی دیتے ہیں؟

(احمد سعید اطہر، بجرپال)

جواب :- شریعت میں لباس کے مسئلہ میں بہت زیادہ حدود مقرر نہیں کی گئی ہیں؛ کیوں کہ لباس کا تعلق مختلف علاقوں کی تہذیب، وہاں کے رہن سہن، موسم، شرافت اور معاشی صلاحیت وغیرہ سے بھی ہے؛ البتہ کچھ خاص اصول مقرر کئے گئے ہیں، ان میں کچھ تو مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے مشترک ہیں کہ لباس پورے حصہ ستر کو ڈھانپے ہوا ہو، اتنا باریک نہ ہو کہ جن حصوں کو چھپانا واجب ہے، وہ کپڑے کے اندر سے نظر آئیں، اتنا چست نہ ہو کہ اعضاء کی ساخت نمایاں ہو جائے، ایسا لباس نہ ہو کہ جو کسی خاص مذہبی گروہ کی پہچان ہو، یعنی

---

(۱) ابن ماجہ عن ابن عمر: ۳۳۸۰ (۲) النساء: ۵۸

اگر آدمی اس کو دیکھے تو خیال ہوتا ہو کہ یہ فلاں مذہب کو ماننے والا ہے، جیسے عیسائی پادریوں یا ہندو پنڈتوں کا لباس، مردوں کے لئے زعفرانی اور اس طرح کے شوخ رنگوں والے لباس، ریشمی کپڑے اور وضع اور ڈیزائن میں خواتین کے ملبوسات کے مشابہ لباس مردوں اور مردوں کی طرح کا لباس عورتوں کو پہننا بھی ممنوع ہے۔

ان امور کی رعایت کے ساتھ کسی بھی وضع کا لباس پہنا جائے، جائز ہے؛ اس لئے کوٹ ڈھیلا ڈھالا پینٹ پہننا گو بہتر نہیں، لیکن ناجائز بھی نہیں، ٹائی کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ یہ صلیب کی جگہ پر نہیں ہے؛ بلکہ یورپ میں بٹن کے چھپانے کے لئے بطور فیشن اس کا آغاز ہوا، اور اب یہ کسی خاص قوم کا شعار نہیں ہے، اس لئے اسے بھی ناجائز اور حرام نہیں کہا جا سکتا؛ البتہ حق یہ تھا کہ اسلامی ممالک کے سربراہان ایسا لباس پہنتے جو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق یا اس کے قریب تر ہو، مگر بدقسمتی سے اسلامی ممالک کے سربراہان عموماً مغرب کے زرخرید غلاموں کی طرح ہیں، نہ ان میں دینی حمیت ہے اور نہ قومی غیرت، ان سے ایسے جذبہ کی توقع کیسے رکھی جا سکتی ہے؟ اللہ انہیں ہدایت عطاء فرمائے۔

لیڈروں کی غیبت

سوال:- اپنے پسندیدہ لیڈر کی تعریف اور مخالف لیڈر کی برائی بیان کرنا کیا غیبت میں شامل ہے یا نہیں؟ بالخصوص لیڈروں کا باہم گلہ شکوہ، شرعاً ایسے لوگوں کا آخرت میں کیا ہوگا؟

(عامر شاہد احیائی، حسن نگر)

جواب:- برائی بیان کرنے کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کسی شخص کے ذاتی معاملات پر انگلی اٹھانا، جیسے کہا جائے کہ فلاں شخص شراب پیتا ہے، جھوٹ بولتا ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ کسی شخص کے نظریہ پر تنقید کی جائے، جیسے کہا جائے کہ فلاں شخص ایسی پارٹی کی نمائندگی کرتا ہے جو فرقہ پرست ہے، یا جو غریبوں کے مقابلہ سرمایہ داروں کے مفاد کو ملحوظ رکھتی

ہے، یہ دوسری قسم کی تنقید غیبت کے دائرہ میں نہیں آتی، پہلی قسم کی تنقید غیبت ہے اور غیبت مسلمان کی کی جائے یا غیر مسلم کی، نیک آدمی کی جائے یا برے آدمی کی، بہرصورت گناہ ہے؛ البتہ تین صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں: ایک یہ کہ مظلوم شخص ظالم کے خلاف زبان کھولے، یہ جائز ہے، خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَن ظُلِمَ﴾ (۱) دوسرے کسی شخص کو اس کے ضرر سے بچانا مقصود ہو، تیسرے: اس کی جو شکایت کی جارہی ہو، وہ خود اس برائی کو کھلے عام کرتا ہو، اس کو اس پر کوئی ندامت و شرمساری نہ ہو، ایسے بے حیا شخص کی کوتاہی کو چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں، جسے خود بے لباس ہونے میں عار نہ ہو اسے کوئی اور کیسے لباس پہنا سکتا ہے، یہ حکم عام لوگوں کے لئے بھی ہے اور لیڈروں کے لئے بھی؛ لیکن آج کل لیڈران ایسی باتوں سے ''مستغنی'' ہیں، بڑے سے بڑا اسکینڈل بھی ان کے خلاف آجائے، شرم و حیا ان کو چھو کر نہیں گذرتی، ایسے خدا ناترس لوگوں پر شکوہ و شکایت کا کیا اثر ہوسکتا ہے؟

(۱) النساء: ۱۴۸

کتاب الفتاویٰ

دسواں حصہ

کتاب الحظر والإباحة

حلال وحرام سے متعلق مسائل

زیبائش وآرائش

خواتین اور بناؤ سنگار

سوال :- عورتیں شوہر کے لیے کس حد تک بناؤ سنگار کرسکتی ہیں، کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آج کل نئے نئے طریقے بناؤ سنگار کے نکل چکے ہیں، کیا کوئی عورت اپنا بناؤ سنگار صرف شوہر کے لیے جدید طریقہ پر کرسکتی ہے، جیسے بھنویں بنانا، جس سے آنکھوں میں مزید خوبصورتی آئے گی۔ (مہر النساء، مقام غیر مذکور)

جواب :- اسلام نے عورتوں کو کچھ حدود کے ساتھ زیبائش وآرائش کی اجازت دی ہے، ان کو ریشمی لباس، شوخ رنگ کے کپڑے، زیورات اور مہندی لگانے کی اجازت دی گئی ہے، اگر وہ شوہر کے لیے جائز حدود میں بناؤ سنگار کریں تو یہ نہ صرف جائز؛ بلکہ مستحسن ہے؛ کیوں کہ یہ شوہر و بیوی کو عفیف اور پاکدامن رکھنے میں معاون ہے؛ لیکن بدقسمتی سے عورتیں شوہر کے سامنے تو زیب و زینت کا اہتمام نہیں کرتیں؛ بلکہ اسے ایک بوجھ سمجھتی ہیں، البتہ ایسی تقریبات جن میں محرم و نامحرم ہر طرح کے لوگ شامل ہوں، خوب بناؤ سنگار کے ساتھ شریک ہوتی ہیں۔

تزئین وآرائش کے سلسلے میں یہ اصول پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ایسی شکل اختیار کرنا جو تخلیق میں مستقل تبدیلی پیدا کردے، جائز نہیں؛ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے دانتوں کے درمیان مصنوعی کشادگی پیدا کروانے اور جسم کو گدوانے کی نہ صرف ممانعت فرمائی؛ بلکہ ایسی عورتوں پر

اللہ کی لعنت بھیجی ہے ،(۱) ہاں پاؤڈر، کریم ، کاجل وغیرہ کا استعمال درست ہوگا، اگر وہ حلال اجزاء سے بنائے گئے ہوں، جیسا کہ مہندی یا سرمہ لگانے کی نہ صرف اجازت دی گئی ہے؛ بلکہ اسے پسند کیا گیا ہے۔

سیاہ خضاب کا استعمال

سوال:- میرے ایک دوست جو عالم ہیں، سر اور داڑھی میں سیاہ خضاب کا استعمال کرتے ہیں؛ حالاں کہ ہم سنتے آئے ہیں کہ کالا خضاب لگانا ناجائز ہے ، عالم صاحب کہتے ہیں کہ بعض صورتوں میں جائز ہے،اس پر ضرور روشنی ڈالیں۔

(احمد شریف، گنگ کونڈی)

جواب:- رسول اللہ ﷺ نے سیاہ خضاب کے استعمال کو منع فرمایا ہے، متعدد معتبر حدیثوں میں اس کی صراحت آئی ہے اور عام طور پر فقہاء نے بھی یہی لکھا ہے، آپ ﷺ جب فتح مکہ کے موقع سے مکہ میں داخل ہوئے، تو حضرت ابو بکر ؓ اپنے والد ماجد حضرت ابو قحافہ ؓ کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، ان کے سر اور داڑھی کے بال بالکل سفید تھے، آپ نے ان کو خضاب لگانے کا حکم دیا؛ البتہ سیاہ خضاب کو منع فرمایا: " غیروا ھذا بشئ اجتنبوا السواد " (۲)— اس لئے سیاہ خضاب کا استعمال مکروہ ہے، اس سے صرف ایک استثناء ہے اور وہ ہے مجاہد کا، یعنی فوجی جب جنگی مہم پر ہو تو سیاہ خضاب لگا سکتا ہے؛ تاکہ دشمن کو بوڑھاپے کا اندازہ نہ ہو اور وہ جری نہ ہو جائے ، اس کے علاوہ کوئی اور صورت نہیں ، بعض اہل علم کی طرف یہ قول منسوب ہے کہ اگر شوہر و بیوی کی عمر میں بہت تفاوت ہو اور بیوی کی عمر کم ہو تو اس کو مطمئن کرنے کے لئے سیاہ خضاب لگایا جاسکتا ہے، لیکن یہ درست نہیں اور معتبر اہل علم نے اس کو قبول نہیں کیا ہے۔

---

(۱) بخاری ،حدیث نمبر:۵۰۴

(۲) مسلم ، باب استحباب خضاب الشیب الخ ،حدیث نمبر:۵۵۰۹

مہندی میں گمکم

سوال:- گوز کی مہندی میں گمکم (جو غیر مسلم حضرات استعمال کرتے ہیں) ملا کر تیار کرتے ہیں، آج کل یہ بازار میں فروخت ہورہی ہے، اس کے لگانے سے رنگ تو آجاتا ہے، مگر دو تین دنوں میں اس کا رنگ نکلنا شروع ہوجاتا ہے، کیا ایسی مہندی لگا کر نماز پڑھنے سے نماز ہوجاتی ہے؟ (ذکیہ سلطانہ، گلشکل)

جواب:- عورتوں کو از راہ زینت اپنے ہاتھ کو رنگین کرنا جائز ہے، اس کی ایک صورت مہندی بھی ہے؛ البتہ اس میں دو باتیں ضروری ہیں، ایک یہ کہ جو چیز لگائی جائے اس کی پرت نہ بن جاتی ہو، جو جسم تک پانی پہنچنے میں رکاوٹ ہو، گمکم میں جو چیز استعمال کی جاتی ہے، وہ رنگ ہی ہوتی ہے اور چوں کہ غیر مسلم حضرات اس کو دوسرے طریقے پر استعمال کرتے ہیں اور مہندی میں اس کی آمیزش کی صورت جدا گانہ ہے، اس لئے اس کو غیر مسلموں سے تشبیہ قرار نہیں دیا جاسکتا، اور بہ ظاہر اس میں کوئی ناپاک جز بھی شامل نہیں ہوتا؛ البتہ یہ بات دیکھنے کی ہے کہ مہندی میں اس کو ملانے کی وجہ سے کیا جسم پر اس کی تہہ جم جاتی ہے، جس کی وجہ سے چمڑے تک پانی نہیں پہنچ پاتا ہے؟ اگر ایسا ہو تو وضو درست نہیں ہوگا اور جب وضو درست نہیں ہوگا تو نماز بھی درست نہیں ہوگی۔

گھڑی کس ہاتھ میں باندھی جائے؟

سوال:- گھڑی کس ہاتھ میں باندھی جائے؟ ہمارے بعض احباب کہتے ہیں کہ دائیں ہاتھ میں باندھی جائے، جب کہ لوگ بائیں ہاتھ میں باندھنے کی بات کرتے ہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں صحیح جواب سے مطلع فرمائیں؟ (نسیم اختر، گلشن باغ)

جواب:- گھڑی تو ماضی قریب کی ایجاد ہے، ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گھڑی

باندھنے کا کوئی سوال ہی نہیں، البتہ حضور ﷺ نے انگوٹھی پہنی ہے، انگوٹھی آپ ﷺ کا دائیں ہاتھ میں پہننا بھی ثابت ہے اور بائیں ہاتھ میں بھی، اس پر قیاس کرتے ہوئے گھڑی بھی دونوں میں سے کسی بھی ہاتھ میں باندھی جاسکتی ہے؛ البتہ چوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اچھے کاموں اور اچھی چیزوں کے لئے دائیں کا انتخاب کیا ہے، گھڑی بھی ایک اچھی چیز ہے، کہ اس سے عبادتوں کے اوقات معلوم ہوتے ہیں، اس لئے خیال ہوتا ہے کہ دائیں ہاتھ میں باندھنا بہتر ہے۔

مردوں کا مہندی لگانا

سوال:- کیا مرد آدمی کو شادی یا دیگر تقریبات میں مہندی لگانا درست ہے؟ اور کیا اس طرح مہندی لگانا حضور سے یا صحابہ سے ثابت ہے؟ واضح ہو کہ گھر کی خواتین اس پر اصرار کرتی ہیں۔

(محمد ریاض احمد، دتے نگر کالونی)

جواب:- اسلام میں تجمل اور تزئین کی — اعتدال میں رہتے ہوئے — اجازت دی گئی ہے؛ لیکن اس میں مردوں اور عورتوں کے درمیان فرق رکھا گیا ہے اور عورتوں کی فطرت کی رعایت کرتے ہوئے انہیں بمقابلہ مردوں کے زیبائش وآرائش کے باب میں زیادہ چھوٹ دی گئی ہے، ایسی ہی چیزوں میں مہندی بھی ہے، مہندی عورتوں کے لئے جائز؛ بلکہ مستحب ہے، مردوں کے لئے جائز نہیں، رسول اللہ ﷺ یا حضرات صحابہ نے کبھی ہاتھ پاؤں میں مہندی کا استعمال نہیں فرمایا، اس لئے فقہاء نے مرد تو کیا نابالغ لڑکوں کے ہاتھ پاؤں میں بھی مہندی لگانے کو منع کیا ہے:

ولاينبغي أن يخضب يدي الصبي الذكر ورجله إلا عند الحاجة و يجوز ذالك للنساء ۔(1)

---

(1) ہندیہ: ۵؍۳۵۰

البتہ بالوں میں مہندی کا خضاب مرد حضرات بھی لگا سکتے ہیں؛ کیوں کہ بالوں میں ممانعت صرف سیاہ خضاب کی ہے۔

بیوٹی پارلر جانا اور اس کی تربیت حاصل کرنا

سوال:- آج کل بیوٹی پارلر کی دوکانیں کثرت سے قائم ہوگئی ہیں اور مسلمان عورتیں بھی یہاں جاتی ہیں، بیوٹی کی ٹریننگ بھی دی جاتی ہے، اسلام میں اس کی کس حد تک اجازت ہے؟

جواب:- اسلام میں ایک حد تک تزئین و آرائش کی اجازت دی گئی ہے؛ کیونکہ انسانی فطرت میں جذبۂ آرائش رکھا گیا ہے، خواہ یہ آرائش مکان کی ہو، مسجد کی ہو، یا خود اپنی ہو، انسان کو اپنی ذات کے سلسلہ میں آرائش اور تجمل کی جو اجازت دی گئی ہے، اس میں بھی مرد و عورت کے درمیان فرق کیا گیا ہے اور عورتوں کے لئے بمقابلہ مردوں کے زیادہ گنجائش رکھی گئی ہے؛ کیونکہ ایک تو عورت کی فطرت میں تزئین اور آراستگی کا ذوق زیادہ ہے، دوسرے مرد کو بھی اپنی بیوی کا آراستہ ہونا مطلوب ہے، لیکن شریعت نے اس کے لئے کچھ حدیں مقرر کی ہیں، من جملہ ان کے یہ ہے کہ تزئینی اشیاء نجس نہ ہوں، ناپاکی سے جسم کو آلودہ کرنا گناہ ہے، ایسی اشیاء استعمال نہ کی جائیں جو غسل اور وضو میں رکاوٹ بنتی ہوں، بھنوؤں کے بال مصنوعی طور پر باریک نہ کیے جائیں، بال کے ساتھ دوسرے انسانی بال نہ لگائے جائیں، سر کے بال چھوٹے نہ کردیے جائیں کہ اس میں مردوں سے مماثلت ہے، اور عورتوں کو اپنی وضع قطع میں مردوں کی مماثلت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے، یہ بھی ضروری ہے کہ غیر محرم کے سامنے بے ستری نہ ہو، اگر ان امور کی رعایت کے ساتھ کوئی خاتون بیوٹی پارلر جائے، جس میں خواتین تزئین کا کام کرتی ہوں، تو اس کی گنجائش ہے؛ لیکن بہتر یہی ہے کہ ایسی جگہوں سے بچا جائے اور شریعت نے بناؤ سنگار کی جو اجازت دی ہے، اس کے مطابق اپنے گھر میں زیبائش و آرائش کی جائے؛ کیونکہ ایسے مقامات پر جانا بعض اوقات فتنے کا باعث ہوتا ہے اور شریعت کی حدیں

ٹوٹ جاتی ہیں۔ جہاں تک اس کے سیکھنے کی بات ہے تو شرعی حدود کی رعایت کے ساتھ اس کی بھی گنجائش ہے، بلکہ آج کل یہ رجحان جتنا بڑھتا جا رہا ہے، اس کے تحت خیال ہوتا ہے کہ جس معاشرہ میں یہ ذوق بڑھ گیا ہو، وہاں عورتوں کو اس کی آگہی حاصل کر لینا بہتر ہے؛ تا کہ وہ خود اور دوسری خواتین بھی ایسے مراکز میں نہ جائیں اور درون خانہ ہی شرعی حدود میں زیب و زینت اختیار کریں، وباللہ التوفیق۔

بھنویں باریک کرانے کا حکم

سوال: ہماری کلاس کی بعض لڑکیوں نے اپنی بھنویں باریک کرا رکھی ہے، منع کرنے پر انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، شرعی نقطۂ نظر سے کیا اسلام میں عورتوں کے لیے اس کی اجازت ہے کہ وہ اپنی بھنویں باریک کرائیں؟

(روحی تبسم، مہدی پٹنم)

جواب: رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مصنوعی طور پر بھنووں کو باریک ظاہر کرنے کے لیے بال اکھاڑا کرتی ہیں:

"لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم المتنمصات المغيرات خلق الله" (۱)

اس لیے آپ خود بھی اس سے بچیں اور اپنی سہیلیوں کو بھی اس سے بچنے کی ترغیب دیں؛ کیونکہ یہ ایک ناجائز اور حرام عمل ہے۔

---

(۱) نسائی، ح: ۲۶۹

لباس و پوشاک

عمامہ کا حکم

سوال:- اسلام میں عمامہ کا کیا حکم ہے؟ ہمارے یہاں بڑے بڑے مفتی لوگ عمامہ نہیں باندھتے ہیں اور طالب علموں کا ایک گروپ ہے جو ہرا، کالا عمامہ باندھے رہتا ہے؟

(ابوشبیر، محبوب نگر)

جواب:- رسول اللہ ﷺ نے عمامہ باندھا ہے، اس زمانہ میں مشرکین بھی عمامہ باندھا کرتے تھے، اس لئے امتیاز پیدا کرنے کی غرض سے آپ نے مسلمانوں کو ٹوپی کے ساتھ عمامہ باندھنے کی تلقین کی تھی، (۱) — پھر بعد میں جب تقریباً پورا عرب ہی مسلمان ہو گیا تو آپ نے صرف عمامہ باندھنے یا صرف ٹوپی پہننے کی بھی اجازت دے دی، آپ ﷺ سے صرف ٹوپی پہننا بھی ثابت ہے؛ لیکن زیادہ تر عمامہ کا معمول تھا، اسی لئے عمامہ باندھنا مستحب ہے، اور صرف ٹوپی پہننے میں بھی کچھ حرج نہیں۔

مردوں کے لیے سرخ رنگ کے کپڑے

سوال:- مردوں کے لیے سرخ رنگ کا کپڑا استعمال کرنا کیسا ہے، جیسا کہ آج کل بعض مسلمان نوجوان گہرے لال کپڑے

(۱) ابوداؤد، حدیث نمبر: ۴۰۷۵

پہنا کرتے ہیں؟ (فرقان احمد، اورنگ آباد)

جواب:- مردوں کے لال کپڑے پہننے یا نہ پہننے کے بارے میں فقہاء کی مختلف آراء ہیں، بعض حضرات نے اسے جائز، بعض نے مکروہ تحریمی اور بعض نے مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے، علامہ علاء الدین حصکفی نے اپنی کتاب "درمختار" اور علامہ ابن عابدین شامی نے اس کی شرح "رد المحتار" میں تفصیل سے اس سلسلہ میں اہل علم کی آراء نقل کی ہیں، جو بات راجح معلوم ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ دھاری دار کپڑا ہو اور اس میں بعض لکیریں سرخ ہوں تو ان کے پہننے میں کوئی حرج نہیں؛ کیوں کہ اسے مردانہ لباس سمجھا جاتا ہے، ایسے سرخ رنگ جنہیں مرد بھی پہنا کرتے ہیں، جیسے باد گلابی، چاکلیٹی کلر وغیرہ تو اس کا پہننا بھی درست ہوگا، اسی طرح لال رنگ کی ٹوپی جیسا کہ رومی ٹوپی یا ترکی ٹوپی ہوتی ہے بھی پہنی جاسکتی ہے "لا یکرہ في الرأس إجماعا" (۱) ایسا سرخ کپڑا — جو عام طور پر خواتین ہی استعمال کرتی ہیں — کا استعمال مکروہ ہوگا؛ کیوں کہ مردوں کو عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے، اور مشابہت لباس میں بھی ہوتی ہے، اگر خواتین سے مشابہت رکھنے والا لال کپڑا نہ ہو، لیکن ہو گہرے رنگ کا، تو فقہاء کے اختلاف کی وجہ سے یہ صورت بھی خلاف اولیٰ ہوگی اور اس سے بچنا بہتر ہوگا۔

دستی رکھنا

سوال:- آج کل دستی رکھنے کا رواج بہت ہوگیا ہے، مرد وعورت دونوں اس کا استعمال کرتے ہیں، ہمارے محلہ کے ایک بزرگ اس کو بہت ناپسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے کبر کا اظہار ہوتا ہے، یہ بات کہاں تک درست ہے؟ (سراج الدین، میدک)

جواب:- پسینہ، ناک کی آلائش وغیرہ پونچھنے کے لیے دستی کا استعمال کرنے

---

(۱) رد المحتار: ۵۱۱/۹

میں کوئی حرج نہیں ہے، صحابہ کرامؓ اور بعد کے اہل علم سے اس کی اجازت ثابت ہے، حدیث میں بھی وضو کے بعد رومال کے استعمال کا ذکر ملتا ہے اور فقہاء نے بھی اس کے جائز ہونے کا ذکر فرمایا ہے، ہاں اگر کوئی شخص ازراہ تکبر استعمال کرتا ہے تو پھر اس کے مکروہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

"لا یکرہ خرقة لوضوء أو مخاط أو عرق لو لحاجة ولو للتکبر کرہ" (در مختار) وقد رخص قوم من الصحابة ومن بعدهم المندیل بعد الوضوء" (۱)

پینٹ شرٹ پہن کر آفس جانا

سوال:- بعض کمپنیاں اپنے ملازمین سے مطالبہ کرتی ہیں کہ وہ پینٹ شرٹ پہن کر ہی آفس آیا کریں، کرتا پائجامہ پہن کر آنے کی اجازت نہیں ہے، ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

(سید الہدیٰ احمد، درین بازار)

جواب:- پینٹ شرٹ پہننے کی گنجائش ہے، البتہ پینٹ اتنا چست نہ ہو کہ اعضاء کی ساخت نمایاں ہو جائے، اسی طرح شرٹ پینٹ کے اندر کھونس کر پہننے کے بجائے باہر لٹکا کر پہنا جائے کہ اس میں پردہ داری بہت زیادہ ہوتی ہے، پینٹ شرٹ اب کسی خاص قوم کا لباس نہیں رہا، اس لئے غیر مسلموں سے مشابہت کی جہت اب اس میں نہیں ہے؛ البتہ ستر کی رعایت ضروری ہے۔

جینس کے ملبوسات

سوال:- افسوس کہ آج کل جینس کا استعمال بہت بڑھتا جارہا ہے، اور دیکھنے میں آیا کہ خواتین اور نوجوان لڑکیاں بھی جینس

---

(۱) ردالمحتار ۹ / ۵۲۹

کا استعمال کرنے لگی ہیں، ویسے یہ کپڑا بہت دبیز ہوتا ہے، اور جسم کی رنگت نظر نہیں آتی، عورتوں کے لئے اس لباس کا استعمال گھر میں اور گھر سے باہر جائز ہے یا نہیں؟ (محمد افتخار، ٹولی چوکی)

جواب:- لباس کا مقصد زینت بھی ہے اور جسم کا ستر بھی، ستر میں دو باتیں شامل ہیں: جسم کی رنگت کو چھپانا اور جسم کے قابل ستر حصوں کی ساخت اور بناوٹ کی پردہ پوشی کرنا، اگر جسم پر کپڑا ہے، لیکن اتنا باریک کہ بدن کی رنگت جھلک رہی ہے یا کپڑا اتنا چست اور کسا ہوا ہے کہ اعضاء کی ساخت نمایاں ہو رہی ہے تو یہ "لباس بے لباسی" ہے اور اسی کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رب کاسیات عاریات" "بہت سی کپڑے پہننے والی عورتیں حقیقت کے اعتبار سے بے لباس ہوتی ہیں"، جینس ایسے ہی ملبوسات میں شامل ہے، جس سے اعضاء پوری طرح نمایاں ہو جاتے ہیں، عورتیں تو کیا؟ مردوں کے لئے بھی ایسے پتلون کا استعمال درست نہیں، عورت اپنے خلوت کدے میں صرف شوہر کے سامنے ہی ایسا لباس استعمال کر سکتی ہیں، اگر گھر میں بھی خواتین ایسے ملبوسات استعمال کریں اپنے رشتہ داروں کے سامنے، تب بھی جائز نہیں؛ کیوں کہ سینہ و کمر اور کمر کے نیچے کے حصہ کی نمائش محرم کے سامنے بھی جائز نہیں، مسلمانوں کو مغرب کے اس تہذیبی فتنہ سے بچنا چاہئے اور اپنے سماج کو اسلامی اور اخلاقی اقدار پر قائم رکھنا چاہئے۔

ٹخنوں سے نیچے پائجامہ؟

سوال:- ٹخنوں سے اوپر پائجامہ چڑھائے رکھنے کی فقہ حنفی میں کیا حیثیت ہے؟ (سید خواجہ معین الدین، آصف نگر)

جواب:- رسول اللہ ﷺ نے مردوں کے حق میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کو منع فرمایا ہے؛ بلکہ ایسا کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے؛ اس لئے پائجامہ ہی ایسا پہننا چاہئے کہ کپڑا ٹخنوں سے اوپر تک رہے، تاہم اگر سلاتے وقت اس کی رعایت نہ ہو سکی اور بعد میں اسے موڑ لیا جائے؛ تاکہ اس گناہ سے بچ جائے تو یہ بھی جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

"ویکره للرجال السراویل التي تقع علی ظهر القدمین" (۱)

سفید لباس اور شادی شدہ عورت

سوال:- اگر شادی شدہ عورت سفید لباس استعمال کرے، تو لوگ اسے برا سمجھتے ہیں، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(ام ہانی، گلبرگہ)

جواب:- شادی شدہ عورت کے سفید لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں، عرب ممالک میں تو دلہنوں کو سفید پوشاک پہنائی جاتی ہے، ہندوستان میں لوگ اسے بیوہ کا لباس سمجھتے ہیں، حالاں کہ یہ صحیح نہیں ہے، بیوہ عورت عدت وفات گزرنے تک زیبائش و آرائش اور زیادہ مزین کپڑوں سے پرہیز کرنا چاہئے، یہ حکم صرف عدت کے گزرنے تک ہے، نہ کہ زندگی بھر کے لئے اور اس میں بھی سفید ہی کپڑا پہننا ضروری نہیں، اصل میں یہ ہندوانہ رسم ہے، ہندوانہ رسم میں بیوہ عورت کو زندگی بھر تجرد کی زندگی گزارنی پڑتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ سفید کپڑے پہننے کا التزام کرتی ہے، بدقسمتی سے مسلمانوں نے اس بے جا رسم کو اختیار کرلیا ہے، شریعت نے کپڑے کے رنگ کے معاملہ میں عورت کو پوری آزادی دی ہے، جو رنگ پسند ہو اس کے مطابق کپڑا پہن سکتی ہیں اور سفید رنگ تو رسول اللہ ﷺ کو خاص طور پر پسند تھا۔ (۲)

زعفرانی لباس

سوال:- بعض حضرات سادھوؤں، سنتوں کی طرح ہمیشہ زعفرانی لباس میں رہتے ہیں، جمعہ میں بھی یہی لباس پہن کر آتے ہیں، ان کا یہ لباس علماء، مفتیان کرام اور عام مصلیوں سے مختلف نظر آتا ہے، اس طرح کا لباس پہننا کیسا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کس رنگ

(۱) رد المحتار مع الدر المختار، کتاب الحظر والإباحة: ۹/۵۰۶

(۲) ترمذی عن ابن عباس ؓ، حدیث نمبر: ۹۹۴

کا لباس استعمال کرتے تھے؟ (محمد زین العابدین، حیدرآباد)

جواب:- شریعت میں کپڑوں کے رنگ کے سلسلہ میں کوئی خاص پابندی نہیں ہے، آپ ﷺ نے زعفرانی رنگ کا لباس استعمال فرمایا ہے، جیسا کہ حضرت قیلہ بنت مخرمہ سے مروی ہے:

" قالت : رأيت النبي ﷺ وعليه أسمال مليتين ، كانتا بزعفران " (۱)

آپ ﷺ نے سبز کپڑے بھی استعمال کئے ہیں: رأيت النبي ﷺ وعليه بردان أخضران "(۲) آپ ﷺ سے سرخ حلہ کا استعمال بھی ثابت ہے، حضرت براء بن عازب ؓ سے مروی ہے کہ میں نے سرخ حلہ میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا۔(۳) البتہ جو رنگ آپ ﷺ کو زیادہ پسند تھا، جس کو پہننے کی آپ ﷺ نے تلقین فرمائی اور جس میں کفن دینے کا حکم فرمایا، وہ ہے "سفید رنگ" آپ ﷺ نے فرمایا کہ "سفید رنگ کا کپڑا تمہارے کپڑوں میں سب سے بہتر کپڑا ہے:

" ... البسوا البياض فإنها أطهر وأطيب، وكفنوا فيها موتاكم ؛ فإنها من خيار ثيابكم " (۴)

لہٰذا سفید کپڑا پہننا بہتر ہے، اور یہی اس زمانہ میں صالحین کا لباس ہے، زعفرانی کپڑا پہننا اپنی اصل کے اعتبار سے ناجائز نہیں ہے؛ لیکن چوں کہ آج کل ہندو سادھوؤں، سنتوں اور مذہبی لوگوں کا شعار زعفرانی لباس ہے اور غیر مسلموں کی مشابہت سے بچنے کی آپ ﷺ نے تلقین فرمائی ہے؛ اس لئے ایسے لباس کو اپنی پہچان بنالینا اور خاص طور پر اسی کلر کا کپڑا پہننا مناسب نظر نہیں آتا۔

---

(۱) شمائل ترمذی: ۳ ۵، باب ما جاء في لباس رسول الله ﷺ

(۲) شمائل الترمذی ، عن قيلة بنت مخرمه: ۳ ۵

(۳) شمائل ترمذی: ۲۰ ۵ عن رمثه (۴) شمائل ترمذی: ۳/۲ ۵

پردہ

محرم اور پردہ

سوال :- محرم عورت کے جسم کا کیا کیا حصہ دیکھنا جائز ہے اور کیا نا جائز ہے؟ (تخلیل احمد، بہادر پورہ)

جواب :- محرم سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہو، ان کا چہرہ، سر، سینہ یعنی گردن سے متصل حصہ، پنڈلی اور بازو کو دیکھنے کی گنجائش ہے، باقی پورا جسم بشمول پیٹھ، پیٹ اور ران کو دیکھنا حرام ہے۔ (۱) جن اعضاء کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ ان کا دیکھنا جائز ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر گھر میں رہتے ہوئے ایسا کپڑا پہنا جس میں آستین چڑھا ہوا ہو یا اتفاق سے سر پر دوپٹہ نہ ہو تو اس کی اجازت ہے، یہ مطلب نہیں ہے کہ محرم کے سامنے خاص طور پر ان اعضاء کی نمائش کی جائے۔

قانونی مجبوری کے تحت چہرہ کا کھلا رکھنا

سوال :- آپ کو یہ بات معلوم ہوگی کہ ہمارے ملک میں عورتوں کو نقاب پہننے پر پابندی لگا دی گئی ہے، پولیس بھی اسے ایک جرم قرار دیتی ہے اور میڈیا کے ذریعہ اس کی اتنی تشہیر کی گئی ہے کہ عام لوگ بھی برقع پوش خواتین کے ساتھ چھیڑ خوانی کرتے ہیں

---

(۱) دیکھئے: البحر الرائق : ۱۹۳/۸

اور انہیں ذلیل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، ایسی صورت میں اس ملک میں آباد ان جیسی خواتین کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا ان حالات میں ہمارے لئے چہرہ کھولنا جائز ہے؟ (فرخندہ خانم، پیرس)

جو اب:- افسوس کی بات ہے کہ جس ملک میں انسان کو بے لباس رہنے کی اجازت ہے، وہاں حیادار خواتین کو خود اپنی مرضی سے برقع پہننے کی اجازت نہیں؛ البتہ شریعت میں حالت اختیار اور حالت مجبوری کے احکام الگ الگ ہوتے ہیں؛ چوں کہ وہاں کے حالات میں مسلمان خواتین چہرہ کھولنے پر مجبور ہیں؛ اس لئے آپ کے لئے اس کی گنجائش ہوگی، اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ قرآن مجید میں جو پردہ کے حکم سے مستثنیٰ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے: "إلا ما ظهر منها" بہت سے مفسرین کے نزدیک اس سے چہرہ اور ہتھیلیاں مراد ہیں، (۱) اور حنفیہ اور مالکیہ نیز ایک قول کے مطابق شوافع اور حنابلہ کا بھی یہی نقطۂ نظر ہے کہ جہاں پر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، وہاں چہرہ اور ہتھیلیاں چھپانا واجب نہیں؛ (۲) لیکن فتنہ کے غلبہ کی وجہ سے بعد کے فقہاء نے از راہ احتیاط چہرہ کو بھی بلا ضرورت کھولنے سے منع کیا ہے اور یہی راجح ہے؛ البتہ جب کسی ملک میں اس طرح کا ظالمانہ قانون بن جائے تو چہرہ کا کھولنا ضرورت کے درجہ میں آجاتا ہے، اس لئے وہاں اس کی اجازت ہوگی۔

مرد ٹیلر اور خواتین کے ملبوسات

سوال:- میں ایک مینز ٹیلر ہوں، خواتین کے کپڑے سیتا ہوں، خواتین کیٹلاگ مانگتی ہیں، جس میں گلے کے ڈیزائن اور کٹ آستین والے ڈریس ہوتے ہیں، بعض دفعہ کپڑے بھی بہت باریک ہوتے ہیں، جس سے جسم کے اعضاء ظاہر ہوتے ہیں تو

---

(۱) دیکھئے: تفسیر قرطبی: ۱۵۲/۱۲

(۲) دیکھئے: فتاوی ھندیة: ۱/۵۸، مواھب الجلیل: ۱۸۱/۲، روضة الطالبین: ۲۱/۲، الشرح الکبیر للمقدسی: ۳/۲

فی صد خواتین جسم کا ناپ لینے کے لئے کہتی ہیں اور چست کپڑے سینے کا آرڈر دیتی ہیں، کیا اس طرح کے کپڑے تیار کرنا میرے لئے جائز ہے یا اس کی وجہ سے میں گنہگار ہوں گا؟

(محمد فاروق، ناندیڑ)

جواب :- اپنے شوہر اور محرم رشتہ دار کے سامنے بازو، کلائی یا گلے سے متصل حصہ کا کھلا رہنا جائز ہے، اس طرح چست اور باریک کپڑا صرف اپنے شوہر کے سامنے تنہائی میں پہن سکتی ہیں، اجنبی اور غیر محرم کے سامنے ایسے کپڑے پہننا، بازو یا گلے کا کھلا رکھنا جائز نہیں، گویا ان کپڑوں کے پہننے کے جائز مواقع موجود ہیں، اس لئے ایسے کپڑے سلنا ناجائز تو نہیں ہوگا، مگر چونکہ آج کل اکثر خواتین غیر محرم اور اجنبی کے سامنے بھی اس طرح کے کپڑے استعمال کرتی ہیں، جس کا کوئی امکان کپڑے سلانے والی خواتین کے لئے بھی موجود ہے، اس لئے اگر سلانے والی خواتین کی طرف سے وضاحت ہو کہ وہ صرف جائز مواقع ہی پر اس کا استعمال کریں گی تو ایسے کپڑوں کا سلنا درست ہوگا، جہاں تک عورتوں کے جسم کا ناپ لینے کی بات ہے تو یہ قطعاً جائز نہیں، یا تو ناپنے کے لئے کوئی خاتون رکھی جائے یا ان سے ناپ کے کپڑے مانگ لئے جائیں۔

بہر حال بہتر یہ ہے کہ آپ خواتین کے کپڑوں کے بجائے مردوں اور بچوں کے کپڑے سینے کی کوشش کریں، تاکہ گناہ کے کام میں آپ کے ذریعہ تعاون نہ ہو۔

کیا لڑکیاں گاڑی چلا سکتی ہیں؟

سوال :- میری بعض سہیلیاں ہیں جو موٹر سائیکل اور کار کی ڈرائیونگ کرتی ہیں، یہ سہیلیاں مجھے بھی ڈرائیونگ سکھانے کے لئے کہتی ہیں، تو کیا اسلام میں لڑکیوں کے لئے گاڑی ڈرائیو کرنے کی اجازت ہے؟ (سیدہ فاطمہ، اقبال کالونی)

حوادث ہیں ۔ راستہ چلتے گاڑی کا خراب ہو جانا یا گاڑی کا کسی دوسرے سے ٹکرا جانا اور اوباش قسم کے لوگوں کا دق کرنا، یہ تمام چیزیں ہیں جو عام طور پر پیش آتی رہتی ہیں، عورتوں کا ان حالات سے نمٹنا اور ایسے مواقع پر اپنے آپ کو فتنہ سے بچا کر رکھنا دشوار ہوتا ہے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کا پورا وجود قابل ستر ہے، عورت جب نکلتی ہے تو شیطان اس کے ساتھ لگ جاتا ہے۔

" المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان " (۱)

چنانچہ یہ بات مشاہدہ میں آتی ہے کہ اگر خواتین گاڑی پر تنہا ہوں، خاص کر موٹر سائیکل پر تو وہ لوگوں کے لئے مرکز توجہ بن جاتی ہیں، اس لئے ضرورت شدیدہ کے بغیر خواتین کا ڈرائیو کرنا کراہت سے خالی نہیں، رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حجۃ الوداع کے موقع سے عمرہ کرایا تو حالانکہ مکہ سے تنعیم کا فاصلہ کچھ زیادہ نہیں، پھر بھی ان کے ساتھ ان کے بھائی حضرت عبد الرحمن ؓ کو روانہ فرمایا، اور یہ مختصر سا فاصلہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کے ساتھ طے کیا (۲) اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عورت کا تنہا سواری پر چلنا احتیاط کے خلاف ہے۔

سالی اور بہنوئی میں بے تکلفی

سوال:- اکثر دیکھا جاتا ہے کہ سالی اور بہنوئی کے درمیان بے تکلفی اور آزادانہ میل جول ہوتا ہے۔ سالیاں بہنوئی کے ساتھ گھومتی ہیں، ان سے ہنسی مذاق، ان کے ساتھ گھومنے پھرنے، ان سے مصافحہ کرنے، یہاں تک کہ ان کے ہاتھ پیر دبانے میں بھی پیش پیش رہتی ہیں، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

(سید جعفر پاشاہ، جہاں نما)

---

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، حدیث: ۳۱۰۹ (۲) بخاری: ۳۰۵

جواب:- سالی اور بہنوئی کے درمیان بے تکلفی قطعاً جائز نہیں، اور ان کا باہم ناشائستہ ہنسی مذاق کرنا، ہاتھ پاؤں دبانا قطعاً حرام وگناہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے اسی لئے دیور کو موت یعنی اخلاقی تباہی کا باعث قرار دیا ؛(١) کیونکہ دیور اور بھاوج مذاق کیا کرتے تھے، بعینہ یہی بات سالی اور بہنوئی کے ساتھ صادق آتی ہے، سالی اور بہنوئی ایک دوسرے کے لئے غیر محرم ہیں۔

لڑکیوں کا سوئمنگ پُل میں غسل کرنا

سوال:- ہمارے شہر میں مسلم انتظامیہ کے تحت ایک اسکول قائم کیا جارہا ہے، ہمارے ملک میں لڑکوں اور لڑکیوں کو اسکولوں میں لازماً تیراکی سکھائی جاتی ہے اور ان کے لئے سوئمنگ پل ہوتا ہے، اس بنا پر اسکول والے لڑکیوں کے لئے بھی سوئمنگ پل کا انتظام کرنا چاہتے ہیں، کیا لڑکیوں کے لئے سوئمنگ پل بنانا اور ان کا اس میں نہانا جائز ہے؟ (محمد حبیب قادری، ٹورنٹو، کناڈا)

جواب:- لڑکیوں کے لئے اس قسم کے نہانے کا انتظام مناسب نہیں ہے؛ کیوں کہ اس سے بے پردگی کا راستہ کھلتا ہے؛ البتہ اگر قانونی مجبوری ہو یا کسی اور وجہ سے انتظامیہ ضرورت محسوس کرتی ہو تو ایسا ہوسکتا ہے کہ لڑکیوں کے لئے عمارت کے اندر سوئمنگ پل بنایا جائے، وہ لڑکیوں کے لئے ہی مخصوص ہو، مردوں کو اس میں آنے کی اجازت بالکل نہ ہو اور لڑکیوں پر بھی پابندی ہو کہ وہ پاجامہ پہن کر ہی سوئمنگ پل میں اُتریں؛ کیوں کہ ناف سے گھٹنے تک کا حصہ خواتین کے لئے ایک دوسرے کے حق میں بھی قابل ستر ہے، ان اُمور کی رعایت کے بغیر نہ خواتین کا سوئمنگ پل بنانا جائز ہے اور نہ لڑکیوں کے لئے اس میں نہانے کی گنجائش ہے۔

---

(١) بخاری، حدیث نمبر: ٥٢٣٢

"لا بأس بان تدخل النساء الحمام إذا كانت نساء خاصة لعموم البلوى ويدخلن بمئزر، كذا في خزانة المفتين، وبدون المئزر حرام" (۱)

لڑکیوں سے نعت پڑھوانا

سوال:- بعض جگہ جلسوں میں لڑکیوں سے نعت پڑھوائی جاتی ہے، اسی طرح خواتین کی نعتوں کی کیسٹیں سنی جاتی ہیں، کیا ان کا سننا درست ہے؟ (محمد مشتاق، حسن نگر)

جواب:- خواتین کی آواز کا کیا حکم ہے؟ اس سلسلہ میں ایک نقطۂ نظر یہ ہے کہ ان کی آواز کا چھپانا ضروری ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں امام سے بھول ہونے پر مردوں کو تسبیح پڑھنے اور عورتوں کو ہاتھ تھپتھپانے کا حکم دیا ہے۔(۲) دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ عورت کی آواز بجائے خود قابل ستر نہیں ہے، سوائے اس کے کہ فتنہ کا قوی اندیشہ ہو، عام طور پر فقہاء نے اسی کو ترجیح دیا ہے؛(۳) کیوں کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور دوسری صحابیات رضی اللہ عنہن کا صحابہ ﷺ کے سوالات کے جوابات دینا ثابت ہے، اسی طرح خود رسول اللہ ﷺ سے صحابیات نے سوالات کئے ہیں اور یہ سوالات ایسے مجمع میں بھی کئے گئے ہیں جن میں مردوں کی اچھی خاصی تعداد موجود تھی، اس لئے صحیح یہی ہے کہ عورت کی آواز بجائے خود پردہ نہیں ہے، لیکن جہاں فتنہ کا اندیشہ ہو وہاں اس سے ضرور روکا جائے گا۔

اس کی روشنی میں اس حقیر کی رائے یہ ہے کہ نابالغ بچیاں (جو قریب البلوغ نہ ہوں) سے نعت پڑھوائی جاسکتی ہے، اسی طرح نعتوں کی کیسٹس سننا بشرطیکہ نعت پڑھنے والی خواتین کی شناخت ظاہر نہ ہو، یا شناخت ظاہر ہو لیکن وہ دور دراز کی رہنے والی ہوں، یا سن رسیدہ ہوں تو

---

(۱) ہندیہ: ۵/۳۶۳

(۲) بخاری، حدیث: ۱۱۴۵

(۳) در مختار مع الرد: ۲/۵۲۸، الأشباه و النظائر لابن نجيم: ۳۲۳، أحكام الأنثى

حرج نہیں، کیوں کہ ان صورتوں میں عام طور پر فتنہ کا موقع نہیں ہوتا، اسٹیج پر بالغ یا قریب البلوغ لڑکیوں کو بلا کر ان سے نعت یا نظم پڑھوانا، یا مردوں کے مجمع میں پردہ میں رکھتے ہوئے ان کی شناخت کے ساتھ نعت پڑھوانا درست نہیں، کیوں کہ ان صورتوں میں فتنہ کے اندیشے سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

مخلوط محفلوں کا انعقاد

سوال:- آج کل کی دعوتوں، مخلوط محفلوں اور طنز ومزاح کے پروگراموں میں حضرات وخواتین، نوجوان لڑکے لڑکیاں اور کمسن بچے بچیاں زوردار گرجدار اور حد سے زیادہ بلند آواز میں اور منہ پھاڑ پھاڑ کر قہقہے لگاتے ہیں، دوران قہقہہ مصافحہ بھی کرتے ہیں، نوجوان لڑکے لڑکیاں ایک دوسرے کی ہتھیلیوں کو پکڑتے بھی ہیں، شرعی طور پر زوردار قہقہے لگانا درست ہے یا نہیں؟

(سید عبدالجبار، رحمت نگر)

جواب:- مخلوط محفلوں کا انعقاد جائز نہیں، رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تعلیم وتربیت اور نئے نازل ہونے والے احکام سے واقف کرانے کے لئے خواتین کو مسجد میں نماز ادا کرنے کی اجازت تھی، گو آپ ﷺ ان کے گھر میں نماز ادا کرنے کو زیادہ پسند فرماتے تھے،(۱) اس کے باوجود صفوں کی ترتیب یہ تھی کہ آگے مرد کھڑے ہوں، درمیان میں بچے اور پیچھے عورتیں،(۲) اور مسجد سے نکلنے کی ترتیب یہ تھی کہ پہلے عورتیں چلی جاتیں، پھر مرد نکلتے، اگر امام سے بھول چوک ہو جائے تو مردوں کے لئے حکم یہ تھا کہ متنبہ کرنے کے لئے سبحان اللہ کہیں اور عورتوں کو حکم تھا کہ وہ اپنی ہتھیلی سے دوسرے ہاتھ کے اوپری حصہ کو تھپتھپا دیں؛(۳) تا کہ ان

---

(۱) سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب التشديد في ذلك، حديث نمبر:۵۸۳

(۲) السنن الكبرى للبيهقي، حديث نمبر:۵۲۹۷

(۳) صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب رفع الأيدي في الصلاة لأمر ينزل به، حديث نمبر:۱۲۰۱، صحيح مسلم، كتاب الصلاة، حديث نمبر:۴۳۹

کی آواز مردوں تک نہ پہنچے، اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام مردوں اور عورتوں کے مخلوط پروگرام کرنے کی کیسے اجازت دے سکتا ہے؟ — لڑکیوں کا اجنبی مردوں سے مصافحہ کرنا قطعاً جائز نہیں، یہ حرام ہے (۱) اور بڑے گناہوں میں شامل ہے، یوں بھی خاص طور پر ایسی مجلس منعقد کرنا جس کا مقصد صرف ہنسنا ہنسانا ہو، مناسب نہیں، آپ ﷺ نے زیادہ ہنسنے کو ناپسند فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ "جو میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو روتے زیادہ اور ہنستے کم" (۲) مسلمان خواتین کو اور مردوں کو ایسی گندی باتوں سے بچنا چاہئے۔

خواتین اور ڈرائیونگ

سوال:- کیا خواتین چار پہیوں والی گاڑی کی ڈرائیونگ کر سکتی ہیں؟ براہ کرم دلیل کے ساتھ جواب دیں؟

(بشریٰ منیر الدین، وقار آباد)

جواب:- ازواج مطہرات اور صحابیاتؓ نے اونٹ کی سواری فرمائی ہے، درحقیقت اونٹ کی نکیل تھام کر سفر کیا ہے، حج، جہاد اور ہجرت سے متعلق بعض روایات میں اس کا ذکر موجود ہے، موجودہ سواریاں توازن کے مقابلہ میں اونٹ کے مقابلہ زیادہ بہتر ہیں، اس لئے فی نفسہ خواتین کے لئے چار پہیوں والی گاڑیوں کی ڈرائیونگ جائز معلوم ہوتی ہے، لیکن اصل قابل توجہ بات یہ ہے کہ عورت کو ایسے سفر سے منع کیا گیا ہے جس میں فتنہ ہو یا جس میں فتنہ کا غالب گمان ہو، اس لئے

(الف) اگر عورت ڈرائیونگ کر رہی ہو، اور گاڑی میں اس کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم ہو تو یہ صورت درست ہوگی۔

(ب) اگر عورت ڈرائیونگ کر رہی ہو اور اس کے ساتھ گاڑی میں کوئی غیر محرم یا اجنبی شخص ہو تو یہ صورت جائز نہ ہوگی، کیوں کہ اس میں غیر محرم کے ساتھ ایک طرح سے خلوت

---

(۱) البحر الرائق: ۳۳۵/۸، لا ینظر من اشتهی إلی وجهها إلا الحاکم
(۲) صحیح البخاري، کتاب الجمعة، باب الصدقة في الکسوف، حدیث نمبر: ۹۸۲

پانی جا رہی ہے اور اس سے شریعت نے منع کیا ہے۔

(ج) اگر عورت تنہا ہو اور گاڑی ڈرائیو کر رہی ہو اور ۷۷ کیلومیٹر سے زیادہ فاصلہ طے کرنا ہو تو یہ صورت بھی جائز نہیں، کیوں کہ عورتوں کے لئے محرم کے بغیر اتنی مسافت کا سفر کرنا درست نہیں۔

(د) اگر اس مسافت کے اندر وہ سفر تنہا کر رہی ہو، لیکن اسے جس علاقہ سے گذرنا ہو وہاں غالب گمان فتنہ کا ہو، سنسان علاقہ ہو، یا سماج کے ناپسندیدہ عناصر کا اس طرف قیام ہو، تو اس صورت میں بھی عورت کو تنہا وہاں جانے اور ڈرائیونگ سے منع کیا جائے گا۔

(ہ) اگر ۷۷ کیلومیٹر سے کم کی مسافت ہو اور راستہ میں فتنہ کا قوی اندیشہ نہ ہو تو اس کے تنہا ڈرائیونگ کرتے ہوئے اسے تنہا گاڑی لے جانے کی گنجائش ہے، لیکن بہتر یہ بھی نہیں ہے؛ کیوں کہ بعض شر پسند عناصر ایسے مواقع پر شرارت کرنے سے باز نہیں آتے۔ واللہ اعلم

لڑکوں اور لڑکیوں کے بستر کی علاحدگی

سوال:- کتنی عمر میں لڑکوں اور لڑکیوں کو الگ الگ سلانا واجب ہے؟ آج کل چھوٹے مکانات اور محدود کمروں کی وجہ سے بچوں اور بچیوں کو الگ الگ سلانا دشوار ہوتا ہے، ایسی صورت میں کب تک ان کے بستر پر ایک ساتھ رکھنے کی گنجائش ہے؟

(ہمایوں اختر، چادر گھاٹ)

جواب:- شریعت میں نہ صرف گناہ سے روکا گیا ہے، بلکہ ان دروازوں کو بھی بند کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو انسان کو گناہ کی طرف لے جاتے ہیں، جب لڑکے اور لڑکیاں سن شعور کو پہنچ جائیں تو ان کا ساتھ سونا فتنہ سے خالی نہیں ہوتا؛ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لڑکوں اور لڑکیوں کے بستر دس سال کی عمر میں الگ کردیئے جائیں، بستر بھائی بہن کے بھی الگ کیے جائیں گے اور دوسرے بچوں اور بچیوں کے بھی، اسی طرح دس سال کے لڑکے کو ماں، بہن یا

کسی اور عورت کے ساتھ نہیں سونا چاہیے اور نہ دس سال کی لڑکی کو اپنے باپ بھائی کے ساتھ سونا چاہیے؛ بلکہ نوعمر لڑکوں کو بھی فتنہ کے اندیشہ سے مردوں کے ساتھ سونے سے منع کیا گیا ہے:

" وإذا بلغ الصبي أو الصبية عشر سنين يجب التفريق بينهما بين أخيه و أخته وأبيه في المضجع لقوله عليه الصلاة والسلام : وفرقوا بينهم في المضاجع وهم أبناء عشر " (۱)

علامہ شامیؒ نے اس پر مزید وضاحتیں کی ہیں۔

اس لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے سماج کو اخلاقی برائیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے شریعت کے اس اصول پر عمل کریں اور دوسرے اخراجات کو کم کر کے رہائش کا مناسب نظم کریں۔

وباللہ التوفیق۔

---

(۱) درمختار مع الرد: ۹/ ۵۴۹

سونے اور چاندی وغیرہ کا استعمال

کم سن لڑکوں کو زیور پہنانا

سوال:- کم سن لڑکوں کو کیا ہاتھ اور گلے میں سونے چاندی کی زنجیر پہنائی جاسکتی ہے؟ جب کہ وہ ابھی نابالغ ہیں۔

(سعدیہ پروین، چنچل گوڑہ)

جواب:- مردوں کے لئے سونے کا استعمال مطلقاً حرام ہے، اور چاندی کی بھی صرف انگوٹھی استعمال کی جاسکتی ہے اور کوئی چیز نہیں، اس لئے چھوٹے لڑکوں کو بھی سونے یا چاندی کی زنجیر پہنانا جائز نہیں: "یکرہ أن یلبس الذکور من الصبیان الذھب والحریر" (۱) یہ درست ہے کہ بچہ نابالغ ہے اور ابھی وہ شرعی احکام کا مکلف نہیں، لیکن ان کے لئے خرید کرنے والے اور انہیں پہنانے والے تو مکلف ہیں، اس لئے اس کا گناہ بچوں کو نہیں، بلکہ پہنانے والوں کو ہوگا، فقہاء نے اس سلسلے میں اصول بیان کیا ہے کہ جس چیز کا پہننا حرام ہے، اس کا پہنانا بھی حرام ہے: "فإن ما حرم لبسه حرم إلباسه" (۲)

نابالغ لڑکے کو سونے کی انگوٹھی پہنانا

سوال:- میں نے اپنے بھانجے کے لئے جو ابھی صرف

---

(۱) ردالمحتار: ۵۲۷/۹

(۲) الدر المختار مع الرد: ۵۲۲/۹

پانچ سال کا ہے، اس کی سالگرہ کے موقع پر سونے کی انگوٹھی بنا کر پہنایا؛ کیوں کہ ابھی تو وہ معصوم بچہ ہے، مگر میرے ایک رشتہ دار نے اس پر اعتراض کیا کہ سونے کے بجائے چاندی کی انگوٹھی بنانا چاہئے تھا، کیا میرا یہ عمل گناہ کا ہے؟ (صفیہ انجم، مستعد پورہ)

جواب :- مرد کے لئے سونا حرام ہے، خواہ وہ انگوٹھی کی شکل میں ہو یا کسی اور شکل میں، اگر چھوٹے بچے کو سونا پہنایا جائے تو وہ تو گنہگار نہیں ہوگا؛ کیوں کہ وہ نابالغ ہے، لیکن پہنانے والے کو گناہ ہوگا؛ کیوں کہ وہ تو شرعی احکام کا پابند ہے؛ اس لئے آپ اس بچے کی انگلی سے سونے کی انگوٹھی نکال کر اس کے یا اس کے والدین کے حوالہ کردیں؛ تا کہ وہ اس کے کسی اور کام آسکے، اور اس غلطی پر استغفار کریں: " ویکرہ أن یلبس الذکور من الصبیان الذھب والحدید "(۱)، ہاں! چاندی کی انگوٹھی پہنا سکتی ہے۔

سونے، چاندی جیسی دھاتوں کا غلاف دانت پر لگانا

سوال :- سونے، چاندی یا کسی اور دھات کا غلاف بنا کر دانت پر لگانا یا ان چیزوں سے دانت کے خلاء کو پر کیا جا سکتا ہے؛ تا کہ دانت کی جڑیں پانی کے اثر سے محفوظ رہیں؟ (عبدالواحد، سکندر آباد)

جواب :- دانت پر کسی اور دھات کا غلاف اگر بہ طور علاج چڑھایا جائے یا کسی اور دھات کے برادہ سے دانت کے خلاء کو پر کیا جائے تو سونا چاندی یا کسی اور دھات کا استعمال کیا جا سکتا ہے؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عرفجہ بن سعد ؓ کو پہلے چاندی اور پھر سونے کی ناک بنانے کی اجازت دی تھی ..... (۲)، چنانچہ امام محمد نے سونے کا دانت بنانے کی اجازت دی ہے:

---

(۱) ھدایہ ۴: ۱۸۵، فصل فی اللبس (۲) سنن ترمذی، حدیث: ۱۷۷۰

"... وعند الإمام محمد يتخذ من الذهب أيضاً" (۱)

البتہ محض زینت کے لئے دانت پر غلاف چڑھانا جائز نہیں، ہاں خواتین کے لئے سونے چاندی اور پلاسٹک کا غلاف چڑھانے کی گنجائش ہے؛ کیوں کہ وہ چھلّی کے علاوہ دوسری اشیاء بطورِ زینت استعمال کرسکتی ہیں۔ اب اگر یہ غلاف مسوڑھے کا حصہ بن گیا ہو اور بہ آسانی نکالا نہ جاسکتا ہو تو اس کی حیثیت جسم کے ایک عضو کی ہے؛ لہٰذا غسل کے درست ہونے کے لئے اس کو نکالنے کی ضرورت نہ ہوگی، اور اگر بآسانی نکالا جاسکتا ہو تو غسل کے وقت کلی کرتے ہوئے اسے باہر نکالنا واجب ہوگا۔

چاندی کی طشتری اور عطردان

سوال:- چاندی کی طشتری میں پان پیش کرنا اور کھانا، اسی طرح چاندی کے عطردان سے عطر لینا درست ہے یا نہیں؟ جب کہ اس میں بہ ضابطہ منہ نہیں لگایا جاتا ہو۔ (عبدالحفیظ، معین باغ)

جواب:- رسول اللہ ﷺ نے سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرنے کو منع فرمایا ہے۔

"أن رسول الله ﷺ نهى عن الشرب في آنية الفضة والذهب" (۲)

یہ حکم مردوں کے لئے بھی ہے اور عورتوں کے لئے بھی، گو بعض فقہاء نے اس کے مکروہ ہونے کے لئے یہ شرط رکھی ہے کہ برتن ہونٹوں سے لگانے کی نوبت آتی ہو، جیسے، گلاس، یا پیالہ سے پیا جائے یا چمچے سے کھایا جائے؛ لیکن حدیث میں ایسا کوئی فرق بیان نہیں کیا گیا ہے؛

---

(۱) رد المحتار: ۶؍ ۳۱۸

(۲) سنن الترمذي، كتاب الأشربة، باب كراهية الشرب في آنية الذهب والفضة، حدیث نمبر: ۱۸۷۹

اس لئے ان لوگوں کا نقطۂ نظر زیادہ درست معلوم ہوتا ہے، جنہوں نے مطلق چاندی سونے کے برتن سے کھانے، پینے، تیل اور خوشبو کی چیزیں رکھ کر اس میں سے استعمال کرنے کو مکروہ یعنی قریب بہ حرام قرار دیا ہے:

"وكره الأكل والشرب والادهان والتطيب من إناء ذهب وفضة للرجل والمرأة" (۱)

حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کے افعال خدا فراموشی اور کسی بھی قوم کے زوال کی علامت ہوتے ہیں۔ وباللہ التوفیق

چاندی کا عطردان

سوال:- میرے پاس چاندی کا عطردان ہے، جو مجھے جہیز میں ملا تھا، عید، بقرعید میں اس میں عطر مہمانوں کو پیش کرتی ہوں، ظاہر ہے مہمانوں میں مرد بھی ہوتے ہیں اور عورتیں بھی، تو کیا مردوں کے لئے اس عطردان سے عطر لینا اور استعمال کرنا جائز ہے؟

(صفیہ انجم، مستعد پورہ)

جواب:- عورتوں کے لئے سونا چاندی کے زیورات کا استعمال درست ہے، اسی طرح وہ ملبوسات میں بھی سونے چاندی کے تار سے بنے کپڑے استعمال کرسکتی ہیں؛ لیکن کھانے پینے، عطر، سرمہ، آئینہ وغیرہ کے لئے سونے چاندی کے ظروف کا استعمال یا سونے یا چاندی کی کرسی پر بیٹھنا وغیرہ نہ مردوں کے لئے جائز ہے، نہ عورتوں کے لئے؛ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص چاندی اور سونے کے برتن میں پانی پئے گا قیامت کے دن جہنم کی آگ اس کے پیٹ میں گھوٹتی رہے گی:

"أن رسول الله ﷺ قال: الذي يشرب في آنية الذهب

(۱) الدر المختار مع رد المحتار: ۹/۴۹۲، كتاب الحظر والإباحة

والفضة إنما يجرجر في جوفه نار جهنم " (۱)

فقہاء نے بھی اس کی صراحت کی ہے:

" لا يجوز ... التطيب في آنية الذهب والفضة للرجال والنساء لقوله عليه السلام الخ " (۲)

اصل میں زیورات کے طور پر چاندی وغیرہ کا استعمال کرنے میں زینت کا پہلو ہے اور سونے چاندی کے برتن وغیرہ کے استعمال سے تکبر کی بو آتی ہے، اور تاریخ کے اکثر متکبر لوگ تکبر اور تفاخر کے طور پر اس کا استعمال کرتے رہے ہیں؛ اس لئے چاندی کا عطر دان رکھنا درست ہے، لیکن استعمال نہیں، نہ اس کا استعمال مردوں کے لئے جائز ہے نہ عورتوں کے لئے؛ آپ اسے پگھلا کر کوئی زیور بنالیں یہ بہتر ہوگا۔

سونے کے نل

سوال:- بعض مسلمان بادشاہوں کے حمامات میں سونے کے نل لگائے گئے ہیں، علماء اس پر تنقید کرتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو مالی فراوانی دی ہو اور وہ سونے کا نل لگائے تو کیا یہ جائز نہیں ہے؟ (عبد الحسیب، ٹولی چوکی)

جواب:- سونا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اور اس کو شریعت نے معاملات میں تبادلہ کا ذریعہ قرار دیا ہے، یعنی کرنسی کا درجہ دیا ہے، اس لئے اصل میں سونا کو اسی مقصد کے لئے استعمال ہونا چاہئے؛ لیکن یہ چوں کہ زیبائش و آرائش کا بھی ایک ذریعہ ہے اور عورتوں میں قدرتی طور پر جذبۂ آرائش زیادہ رکھا گیا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے خواتین کو استثنائی طور پر سونے کے زیورات استعمال کرنے کی اجازت دی ہے اور مردوں کو اس کی بھی اجازت نہیں ہے؛ لیکن زیورات کے علاوہ دوسرے ایسے کاموں کے لئے جس میں سونے کا استعمال ناگزیر

---

(۱) صحیح ابن حبان ، کتاب الأشربة ، باب آداب الشرب ، حدیث نمبر: ۵۳۴۲

(۲) الهدایه : ۶ / ۲۰۷ ، فصل في الأكل والشرب ، ط: زکریا

نہ ہو، مرد ہوں یا عورت، دونوں ہی کے لئے سونے کا استعمال مکروہ (تحریمی) ہے:

"یکره الأکل و الشرب و الادهان و التطیب في آنیة الذهب و الفضة للرجال و الصبیان و النساء" (۱)

جب سونے یا چاندی کے برتن کے استعمال سے منع کیا گیا تو جماعت میں ان کا غلاف پہننا بھی یقیناً مکروہ ہوگا۔

دانت پر غلاف اور کلی

سوال:- ایک حنفی مسلمان جب سونے یا چاندی کا دانت یا دانت کا غلاف لگوالے، تو کیا اس کا غسل جنابت صحیح ہوگا؟ اور کیا وہ فقہ شافعی یا فقہ مالکی کے مطابق اس سلسلہ میں عمل کر سکتا ہے؟

جواب:- اگر کوئی چیز انسان کے جسم کے ساتھ اس طرح پیوست کر دی جائے کہ اس کو جسم سے الگ نہیں کیا جا سکتا، تو اس کی حیثیت جسم کے ایک حصہ کی ہے، لہٰذا اگر دانت پر سونے، چاندی یا کسی اور چیز کا غلاف اس طرح چڑھا دیا جائے کہ وہ دانت کے ساتھ پوری طرح پیوست ہوگیا ہو، اس کو آسانی سے نکالا نہیں جا سکتا ہو یا اس کے نکالنے میں ضرر کا اندیشہ ہو تو سونے، چاندی کا دانت یا اس کا غلاف اس کے جسم کا ہی حصہ سمجھا جائے گا اور اسی حالت میں کلی کر لینا کافی ہوگا، اور اگر ایسا مصنوعی دانت یا دانت کا غلاف ہو، جس کو ڈاکٹر کی مدد لئے بغیر بوقت ضرورت نکال لیا جاتا ہو تو یہ ایک زائد چیز شمار کی جائے گی، وہ اس کے جسم کا حصہ نہیں سمجھا جائے گا؛ اس لئے اس کو نکال کر کلی کرنا ضروری ہے، یہ رائے فقہ حنفی کے اصولوں کے مطابق ہے، جس سے دشواری کا حل نکل آتا ہے؛ اس لئے اس مسئلہ میں احناف کو فقہ شافعی کے اس جزئیہ پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی کہ کلی کرنا واجب نہیں۔

---

(۱) الفتاویٰ الهندیة: ۵/ ۳۳۴

چاندی کی تسبیح

سوال:- ان دنوں چاندی کی تسبیح بھی بنائی جارہی ہے، ایسی تسبیح کافی قیمتی ہوتی ہے اور شوقیہ خریدی جاتی ہے؛ کیوں کہ یہ چاندی کی ہے؛ اس لئے کیا مرد حضرات کے لئے اس کا پڑھنا جائز ہے؟ (تنویر عالم ،مہدی پٹنم)

جواب:- اسلام کا مزاج یہ ہے کہ ایک حد تک تزئین وآرائش کی اجازت دی گئی ہے؛ لیکن بہت زیادہ تعیش اور زینت وآرائش میں غلو کو پسند نہیں کیا گیا ہے ،سونا اور چاندی کا استعمال چوں کہ زینت کے لئے ہوتا ہے تو اس میں عورتوں کے لئے زیادہ اور مردوں کے لئے نسبتاً کم رعایت رکھی گئی ہے ؛ چنانچہ خواتین کو سونے اور چاندی کے ہر طرح کے زیورات کے استعمال کرنے کی اجازت دی گئی ہے ،مردوں کے لئے صرف چاندی کی انگوٹھی پہننے کی اجازت ہے اور وہ بھی تین گرام سے کچھ زیادہ کی ،اس کے علاوہ بطور علاج کے سونے اور چاندی کے مصنوعی اعضاء یا دانتوں کو باندھنے والے تار یا ان کا خول استعمال کرنے کی اجازت دی گئی ہے ،ان کے علاوہ دوسرے مقاصد کے لئے نہیں ؛ چنانچہ فقہاء نے سونے چاندی کے چمچے سے کھانے ،سرمہ دانی اور سلائی ،آئینہ اور قلم ،طشت اور لوٹا اور کرسی کے استعمال کو مکروہ یعنی مکروہ تحریمی قرار دیا ہے اور اس حکم میں مرد وعورت دونوں برابر ہیں:

" ویکره الأكل بملعقة الفضة والذهب ... والرجل والمرأة في ذلك سواء" (۱)

انگوٹھی میں مختلف پتھروں کے نگینے یا اسمائے مبارکہ کندہ کرانا

سوال:- بعض لوگوں میں انگوٹھیوں کا بڑا شوق ہوتا ہے، وہ مختلف پتھروں کے نگینے جڑواتے ہیں، جیسے عقیق ،یاقوت وغیرہ،

---

(۱) رد المحتار :۹/۴۹۳

اسی طرح ایسی انگوٹھیاں بھی ملتی ہیں، جس پر اللہ یا محمد لکھا ہوا ہوتا ہے،

کیا ایسی انگوٹھی کا پہننا جائز ہوگا؟ (محمد سہیل خان، گلبرگہ)

جواب:- مردوں کے لئے چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے، یہ بھی جائز ہے کہ انگوٹھی میں کسی خاص پتھر جیسے یاقوت، عقیق وغیرہ کے نگینے لگائے جائیں؛ البتہ بعض لوگ ان پتھروں کے بارے میں گمان رکھتے ہیں کہ یہ انسان کے نفع ونقصان اور صحت وبیماری میں مؤثر ہیں، ایسا گمان کرنا درست نہیں ہے؛ بلکہ ایسے عقیدہ کے ساتھ پہننا بھی جائز نہیں؛ کیوں کہ یہ مشرکانہ تصور ہے، نفع ونقصان کا مالک اللہ ہے نہ کہ کوئی مخلوق، اسی طرح انگوٹھی پر اللہ، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یا اپنا نام وغیرہ کندہ کرنا جائز ہے؛ لیکن اگر اللہ اور اللہ کے رسول کا نام ہو تو ضروری ہے کہ ان ناموں کے احترام کو ملحوظ رکھا جائے، ایسی انگوٹھی لے کر بیت الخلاء میں نہ جائیں، کسی ناپاک یا گندی جگہ پر یا فرش زمین پر نہ رکھیں:

"اتخذ خاتماً من فضة وفصه من ياقوت أو فيروزج، أو زمرد، أو زبرجد، أو عقيق، ونقش عليه اسم الله تعالى أو اسمه لا بأس به" (۱)

کیا انگوٹھی پہننا سنت ہے؟

سوال:- بعض لوگ کہتے ہیں کہ انگوٹھی پہننا سنت ہے؛ البتہ سونے کی نہیں پہننی چاہئے، کیا یہ صحیح ہے؟ (انور شیخ، شولاپور)

جواب:- مردوں کے لئے نہ صرف سونا؛ بلکہ چاندی کے علاوہ کسی بھی چیز کی انگوٹھی کا استعمال جائز نہیں، چاندی کی انگوٹھی بھی ایسی ہو کہ اس کا وزن ایک مثقال سے کم ہو (۲)؛ البتہ اس کو سنت سمجھنا درست نہیں، یہ صرف جائز ہے، رسول اللہ ﷺ نے بے شک انگوٹھی کا استعمال فرمایا ہے؛ لیکن اس وقت جب آپ کو خطوط لکھنے کے لئے مہر کی ضرورت پڑی (۳)

---

(۱) فتاوی بزازیہ علی ہامش الهندیہ: ۳۶۹/۶

(۲) أبو داؤد، عن بريدة ، حدیث نمبر: ۴۲۲۳، باب ماجاء في خاتم الحديد

(۳) صحيح البخاري، عن أنس بن مالك، حدیث نمبر: ۵۸۷۵

اس زمانہ میں انگوٹھی ہی میں مہر بنائی جاتی تھی، پس یہ بہ طرز سنت کے نہ تھا، بلکہ ایک ضرورت کے تحت تھا، اسی لئے فی زمانہ مردوں کے لئے انگوٹھی کا استعمال نہ کرنا ہی افضل ہے:

"... وترکه لغیر ذی حاجة إلیه أفضل" (۱)

سونے اور لوہے کی انگوٹھی

سوال:- اس سے پہلے آپ نے ایک جواب میں لکھا تھا کہ سونے کی انگوٹھی پہننا بھی منع ہے اور لوہے کی انگوٹھی بھی، تو لوہے کی انگوٹھی پہننا کیوں منع ہے، اور ان دونوں میں سے کس کی ممانعت زیادہ ہے؟

(فرحت اللہ خان، بیدر)

جواب:- پہلی بات تو یہ ذہن میں رکھیں کہ سونے کی انگوٹھی صرف مردوں کے لئے ممنوع ہے، لیکن لوہے کی انگوٹھی مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے، یہ حکم مردوں کے ساتھ مخصوص نہیں، آپ ﷺ نے اس کی حکمت یہ بتائی ہے کہ لوہے کا زیور اہل دوزخ کا زیور ہے، اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ممانعت تو دونوں ہی کی ہے، لیکن لوہے کی انگوٹھی کی ممانعت زیادہ شدید ہے، چنانچہ حضرت عمرؓ کی ایک روایت میں اس کی صراحت موجود ہے، حضور ﷺ نے ایک صاحب کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی، آپ ﷺ نے اسے نکالنے کا حکم دیا، انہوں نے نکال دیا اور لوہے کی انگوٹھی پہننے لگے، آپ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: "یہ اس سے بھی زیادہ بدتر ہے" "ذا شر منه" پھر انہوں نے چاندی کی انگوٹھی بنالی، آپ ﷺ اسے دیکھ کر خاموش رہے۔ (۲)

سونے کی زنجیر والی گھڑیاں

سوال:- آج کل ایسی گھڑیاں بھی آرہی ہیں جس کی چین سونے کی ہوتی ہے، تو کیا اسے استعمال کرنا جائز ہے؟

(امجد خان، بشیر باغ)

---

(۱) رد المحتار: ۹/۵۲۰ (۲) مجمع الزوائد: ۵/۱۵۱، بحوالہ مسند احمد

جواب:– رسول اللہ ﷺ نے مردوں کے لئے سونے کو حرام قرار دیا ہے، اس لئے ایسی گھڑی کا استعمال مردوں کے لئے قطعاً جائز نہیں؛ البتہ گھڑی میں ایک پہلو زینت کا بھی ہے اور عورتوں کے لئے از راہ زینت سونے کے استعمال کی اجازت ہے اس لئے خواتین ایسی گھڑیاں پہن سکتی ہیں۔

عورتیں اور زیورات

سوال:– عورتوں کو چوڑی اور کنگن پہننا چاہئے یا نہیں؟ بہتر طریقہ کیا ہے؟ پہننا، یا نہ پہننا؟ (فاطمہ تسکین، سعید آباد)

جواب:– عورتوں کے لئے بہتر ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں میں کنگن یا چوڑی پہنا کریں، حضرت ام لیلیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم میں سے جو عورت اپنے ہاتھوں میں چاندی کے کنگن پہننے پر قادر ہو اسے پہننا چاہئے، اگر چاندی کا زیور میسر نہ ہو تو کم سے کم چمڑے کا پٹی باندھ لے: "فإن لم تكن تقدر عقدت يديها ولو بسير" آگے آپ ﷺ نے اس کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مردوں کی مشابہت اختیار نہ کرو کہ جیسے ان کے ہاتھ خالی ہوتے ہیں تمہارے ہاتھ بھی خالی ہوں" (۱)

آپ ﷺ کے اس ارشاد سے ایک طرف یہ معلوم ہوا کہ عورتوں کو ایک حد تک زیورات پہننا چاہئے، اور اسی سے معلوم ہوا کہ مردوں کے لئے زیورات کا پہننا اور گلے یا ہاتھ کے کڑے پر زنجیر باندھنا وغیرہ جائز نہیں؛ البتہ خواتین کو غیر محرم مردوں کے درمیان اس طرح چوڑیاں پہن کر نہیں جانا چاہئے کہ ان میں حرکت سے کھنک پیدا ہوتی ہو۔ واللہ اعلم

---

(۱) مجمع الزوائد ۵ : ۱۵۰، بحوالہ المعجم الکبیر للطبرانی

سلام و مصافحہ

"السلام علیکم" کے بجائے "سلام علیکم"

سوال:- ہمارے ایک دوست ہم لوگوں کو بعض دفعہ نماز پڑھاتے ہیں، وہ نماز میں سلام پھیرتے وقت "السلام علیکم" کہنے کے بجائے "سلام علیکم" کہتے ہیں، کئی دفعہ انہیں توجہ بھی دلائی گئی لیکن وہ اسی طرح کہنے کے عادی ہیں، ایسی صورت میں نماز درست ہوگی یا نہیں لوٹانی چاہئے؟ (عبدالقدیر پاشا، ملسکھ نگر)

جواب:- رسول اللہ ﷺ "الف، لام" کے ساتھ "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" فرمایا کرتے تھے، اس لئے نماز میں اسی طرح سلام کرنا چاہئے، بغیر الف، لام کے "سلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہنے سے نماز تو ہو جائے گی اور نماز کا آخری واجب (جو سلام پھیرنا ہے) ادا ہو جائے گا، لیکن یہ عمل خلافِ سنت ہوگا:

"فإن قال: السلام علیکم أو السلام أو سلام علیکم أو علیکم السلام أجزاه وکان تارکا للسنة" (۱)

لہٰذا نماز کے لوٹانے کی ضرورت نہیں، لیکن آپ کے اس ساتھی کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ جب وہ نماز پڑھتے بھی ہیں اور پڑھانے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں، تو اس غلطی کو درست کرلیں، تاکہ ان کی نماز مسنون طریقہ پر ادا ہو۔

---

(۱) رد المحتار: ۲/ ۱۶۲

غیر مسلم دوستوں کے سلام کا جواب دیا جا سکتا ہے

سوال:- بعض دفعہ غیر مسلم دوست سلام کرتے ہیں، اگر سلام کا جواب نہیں دیا جائے تو انہیں یقینی طور پر ناگواری ہوگی، لیکن بعض بے تکلف لوگ اس کا اظہار بھی کر دیتے ہیں کہ تم لوگ صرف مسلمانوں کے سلام کا جواب دیتے ہو، ہم لوگوں کے سلام کا جواب نہیں دیتے، ایسی صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

(انجینئرنگ کالج کا ایک طالب علم)

جواب:- غیر مسلم دوستوں کو بہتر ہے کہ ادب و احترام کے کسی اور کلمہ سے سلام کا جواب دیا جائے، جیسے آداب یا GOOD MORNING وغیرہ، لیکن اگر وہ لوگ سلام کے الفاظ سے ہی جواب چاہتے ہوں تو اس کی بھی گنجائش ہے، چنانچہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

" في السير: لا بأس بردّ سلام أهل الذمة والنهي عن البداءة إلا إذا كان محتاجا إليه فلابأس به أيضا " (۱)

یعنی اگر غیر مسلم سلام کرے تو انہیں جواب دیا جا سکتا ہے اور بوقت ضرورت سلام میں پہل بھی کی جا سکتی ہے؛ البتہ بہتر ہے کہ ان کو سلام کرتے اور سلام کا جواب دینے میں کفر سے سلامتی کے معنی کی نیت رکھی جائے۔

ریکارڈ کئے ہوئے سلام کا جواب

سوال:- اگر کیسٹ میں سلام ریکارڈ کیا ہوا ہو تو کیا اس کا جواب دینا واجب یا بہتر ہوگا؟ (عامر بن محمد نعمان، سعودی عرب)

جواب:- ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ سلام کی دو صورت ہو سکتی ہے، ایک صورت یہ ہے کہ کسی شخص کو سلام کا مخاطب بناتے ہوئے کیسٹ بھیجی جائے، جیسا کہ آج کل بیرون ملک

---

(۱) خانیہ علی هامش الهندیہ [illegible] ۴۵۵

سے خطوط کے بجائے لیسنس بھیجے جاتے ہیں، اس صورت میں خطاب متعین ہونے کی وجہ سے اس شخص کو سلام کا جواب دینا چاہیے، جس کے نام کیسیٹ بھیجی گئی ہے، اس کی نظیر خط اور قاصد ہے، خط اور قاصد کے بارے میں اہل علم نے یہی کہا ہے کہ مخاطب کو سلام کا جواب دینا چاہیے اور قاصد کو اس طرح جواب دینا چاہیے کہ جواب میں قاصد بھی شامل ہو جائے اور سلام بھیجنے والا شخص بھی، جیسے یہ کہا جائے: ''علیہ وعلیکم السلام'' اور اگر کسی خاص شخص کو مخاطب نہ بنایا گیا ہو، جیسے کسی مقرر نے اپنی تقریر کے آغاز میں سلام کے الفاظ کہے، تو چونکہ ایسے خطاب کو بہت سے لوگ سنتے ہیں اور آئندہ بھی سنیں گے اور مجمع میں سے ایک شخص کا جواب دینا سب کی طرف سے کافی ہے، اس لیے انفرادی حیثیت میں اس کا جواب دینا واجب نہیں، جواب دیدے تو بہتر ہے(۱)۔ واللہ اعلم

سلام میں ''مغفرتہ'' کا اضافہ - ایک شبہ کا ازالہ

سوال:- مورخہ ۸/ اگست ۲۰۰۳ء روز جمعہ کے اخبار منصف'' آپ کے شرعی مسائل'' کے ضمن میں پہلا سوال یہ تھا کہ بعض لوگ سلام میں یا سلام کے جواب میں'' ومغفرتہ'' کا لفظ بڑھا دیتے ہیں، کیا اس کا ثبوت ہے؟ اور اس طرح بڑھا کر سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا چاہئے؟ اس پر جواب اس طرح دیا گیا کہ:

رسول اللہ ﷺ سلام میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور سلام کا جواب دینے میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنے پر اکتفا فرمایا کرتے تھے، اسی لئے اتنے ہی کہنے پر اکتفا کرنا چاہئے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ہر چیز کے لئے ایک انتہاء ہے اور سلام کی انتہاء ''وبرکاتہ'' ہے: ولا ینبغي أن یزاد

---

(۱) فتاوی ھندیہ : ۳۲۵/۵

علی البرکاۃ شيء، قال ابن عباس : لکل شيء منتهی ومنتهی السلام برکاتہ ''(ہدایہ: ۵/۳۲۵) ایک حدیث پڑھنے میں آئی جو درج ذیل ہے: ایک مرتبہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا، اور اس نے السلام علیکم کہا، آنحضرت ﷺ نے اس کا جواب دیا اور فرمایا: اس کو دس نیکیاں ملیں، پھر دوسرا شخص آیا، اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا، آنحضرت ﷺ نے جواب دے کر فرمایا: اس کو بیس نیکیاں ملیں، پھر ایک شخص آیا اور اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا، آنحضرت ﷺ نے اس کا جواب دے کر فرمایا: اس کو تیس نیکیاں ملیں، پھر چوتھا شخص آیا، اس نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ، اس کا جواب دے کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس کو چالیس نیکیاں ملیں، پھر بطور قاعدہ کلیہ کے فرمایا کہ اسی طرح فضائل بڑھتے ہیں۔ (ابوداؤد، مشکوۃ)

اب عرض ہے کہ اخبار میں مذکور جواب اور اس حدیث میں سے کس پر عمل کیا جائے؟ (سید سلیم اللہ غوری، آسمان گڑھ)

جواب :- جو بات جواب میں لکھی گئی ہے، وہی زیادہ مستند ہے، آپ نے جس روایت کا ذکر کیا ہے، وہ روایت ضعیف اور نامعتبر ہے، علامہ منذریؒ نے اس میں دو راویوں عبدالرحیم بن میمون اور سہل بن معاذ کو ناقابل استدلال قرار دیا ہے، اور اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے متعدد روایتیں منقول ہیں کہ: سلام کی انتہاء ''برکاتہ'' ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے کہ وہ اس پر اضافہ کو ناپسند فرماتے تھے، علامہ سیوطیؒ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی نقل کیا ہے۔(۲) حافظ ابن حجرؒ نے بھی

---

(۱) دیکھئے: بذل المجہود: ۵/۳۲۲، أوجز المسالك: ۲/ ۳۷، مجمع الزوائد: ۸/۳۳، جمع الفوائد: ۲/۱۳۱

(۲) در منثور: ۲/۱۸۸

اس سلسلہ میں فتح الباری میں متعدد صحابہ کے آثار نقل کئے ہیں اور فتاویٰ عالمگیری کے علاوہ دوسرے فقہاء نے بھی یہی لکھا ہے کہ برکاتہ پر اضافہ نہیں کرنا چاہئے: "لا یستحب أن یزید علی " وبرکاتہ "۔(۱)

واپسی کے وقت سلام ومصافحہ

سوال:- ہمارے معاشرہ میں آپس میں ملاقات کا جو معمول ہے کہ جب اپنے دوستوں سے ملاقات ہوتی ہے تو سلام دعا کے بعد مصافحہ بھی ہوتا ہے اور معانقہ بھی، بہت دیر تک گفتگو اور ادھر ادھر کی باتیں ہوتی ہیں، چائے کے دور بھی ہوتے ہیں اس کے بعد جب جدا ہونے کا وقت آتا ہے تو میزبان اپنے مہمان کو چھوڑنے کے لیے گھر کے دروازہ کے باہر تک آتا ہے، اور وداع کرتے وقت اس گرم جوشی سے وداعی سلام اور مصافحہ بھی بہت دیر تک ہوتا رہتا ہے، اور مہمان کی نظر سے اوجھل ہونے تک ہاتھ ہلا کر اس کو وداع کرتا ہے، دراصل جو بات قابل دریافت طلب ہے وہ یہ ہے کہ اس وداعی سلام اور مصافحہ کا کیا جواز ہے؟ میرے پاس جو بھی کتابوں کا ذخیرہ ہے اس میں اس کا کوئی جواز نہ مل سکا سوائے اس کے کہ مہمان کو گھر کے دروازہ تک چھوڑنا سنت ہے، اور ہمارے فقہاء نے سلام کا محل ملاقات کا ابتدائی وقت بتلایا ہے۔

(شرف الدین خان بھابھا، بنگلم پیٹ)

جواب:- سلام ابتدائے ملاقات میں بھی ثابت ہے، اور رخصت ہوتے وقت بھی، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی مجلس میں جاؤ

---

(۱) در مختار مع الرد ۵/۲۶۳

تو سلام کرو، اور جب وہاں سے اٹھو تب بھی سلام کرو، کیوں کہ پہلا سلام دوسرے سلام سے زیادہ اہم نہیں ہے:

" فإذا أراد أن يقوم فليسلم ، فليست الأولى بأحق من الآخرة " (١)

چنانچہ مولانا عبدالرحمن مبارک پوریؒ نے بھی لکھا ہے کہ واپسی کے وقت سلام مسنون ہے: " إن السلام سنة عند الانصراف كما هو سنة عند اللقاء " (٢) اس حدیث سے واپسی کے وقت سلام کا ثبوت ملتا ہے، اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مصافحہ سلام کی تکمیل ہے، اس سے مصافحہ کا ثبوت بھی مل گیا، اس لیے واپس ہوتے ہوئے سلام اور مصافحہ سنت کے خلاف نہیں۔

معانقہ کا طریقہ

سوال:- معانقہ کرنے کا کیا حکم ہے، معانقہ تین دفعہ کرنا چاہئے یا دو دفعہ یا ایک دفعہ؟ اگر ایک دفعہ کرنا ہے تو کس طرف سے کیا جائے، دائیں طرف سے یا بائیں طرف سے؟

(حبیب احمد قاسمی، مجھگی)

جواب:- معانقہ کے معنی گلے ملنے کے ہیں، حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ جب حبشہ سے مدینہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے معانقہ فرمایا، (٣) ایک اور روایت میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہ جب سفر سے واپس آتے تو ایک دوسرے سے معانقہ فرماتے، یہ روایت حضرت انس ؓ سے مروی ہے اور اس کو بھی علامہ ہیثمی نے "مجمع الزوائد" میں "المعجم الأوسط للطبراني" کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور معتبر قرار دیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ

---

(١) أبو داؤد ، باب في السلام إذا قام من المجلس : ٣٢٣/٥، ترمذی، حدیث نمبر: ٢٨٢٩

(٢) تحفة الأحوذي : ٤٠٣/٧

(٣) مجمع الزوائد : ٢٧١/٩، بحوالہ طبرانی

معانقہ کرنا مستحب ہے اور یہ ملاقات میں کسی قدر طویل وقفہ کے بعد کرنا چاہئے، حدیث میں گلے ملنے کی تعداد منقول ہے اور نہ فقہاء نے اس کی صراحت کی ہے، جن افعال کی تعداد مذکور نہ ہو، ان کو ایک ہی بار کرنا مقصود ہوتا ہے؛ اس لئے معانقہ ایک ہی بار کیا جائے گا، حضور ﷺ اچھے کاموں کو دائیں جانب سے کیا کرتے تھے، اس سے یہ بات اخذ کی جاسکتی ہے، کہ یوں تو معانقہ دائیں یا بائیں کسی بھی ایک جانب سے کیا جاسکتا ہے، لیکن دائیں جانب سے کرنا بہتر ہے۔ واللہ اعلم

غیر مسلموں کو سلام اور جواب

سوال:- میرے دفتر میں کئی غیر مسلم دوست ہیں، وہ ہمیں سلام کرتے ہیں، جب ہم انہیں جواب میں "نمستے" یا کوئی اور لفظ کہتے ہیں تو وہ اس کو برا محسوس کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ تم "وعلیکم السلام" کہہ کر ہمارا جواب کیوں نہیں دیتے؟ بلکہ اگر ملاقات میں مسلمان دوستوں کو سلام کیا جائے اور غیر مسلم دوستوں کو آداب یا نمستے کہا جائے تو اس کا بھی برا مانتے ہیں اور اس کی وجہ سے فرقہ وارانہ حس جاگ اٹھتی ہے، ایسی صورت میں ہمارے لئے کہاں تک گنجائش ہے؟ (مرزا ناصر خورشید، مغل پورہ)

جواب:- جہاں تک سلام کا جواب دینے کی بات ہے تو اس کو تو فقہاء نے یوں بھی جائز قرار دیا ہے، لیکن بوقت ضرورت غیر مسلموں کو سلام کرنے کی بھی اجازت دی ہے:

"وفي السير : لا بأس برد سلام أهل الذمة ، والنهي عن البداءة إلا إذا كان محتاجا إليه فلا بأس بها أيضا" (۱)

---

(۱) بزازیہ علی هامش الهندیه : ٦ / ٣٥٥

—— ورنہ ضرورت میں یہ بھی داخل ہے کہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو برقرار رکھا جائے اور ایسی بات نہ کی جائے، جو کسی شخص کے جذبات کو مجروح کرنے والی ہو، اس لئے آپ اپنے غیر مسلم دوستوں کو سلام کا جواب دے سکتے ہیں اور حسب ضرورت سلام بھی کر سکتے ہیں،

البتہ اس حقیر کا مشورہ ہے کہ غیر مسلم دوستوں کو سلام کرتے اور سلام کا جواب دیتے ہوئے "سلامتی" کے لفظ سے سلامتی کا معنی مراد لیجئے، اور رحمت سے ایمان کی رحمت کا ارادہ کیجئے، گویا آپ اس کو دعا دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو کفر سے نجات عطا فرمائیں اور ایمان کی دولت سے بہرہ ور فرمائیں، اب ظاہر ہے کہ غیر مسلموں کے لیے ایسی دعا کرنا جائز ہی نہیں؛ بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے؛ کیوں کہ آپ ﷺ کثرت سے اہل مکہ اور اہل طائف وغیرہ کے لئے ہدایت کی دعا فرماتے تھے۔

کن لوگوں کو سلام کرنا منع ہے؟

سوال:- سلام کرنا اسلامی شعائر میں سے ہے اور سلام میں سبقت کرنا بہتر عمل ہے؛ لیکن کن صورتوں میں اور کن مقامات پر سلام کرنا منع ہے؟ (یعقوب علی، مراد نگر)

جواب:- کن مواقع پر اور کن لوگوں کو سلام نہ کیا جائے، فقہاء اور شارحین حدیث نے اس پر تفصیل سے گفتگو کی ہے، علامہ حصکفیؒ نے اس مسئلہ میں صدر الدین غزی کے سات اشعار نقل کئے ہیں اور اس پر اپنے ایک شعر کا اضافہ کیا ہے، ان اشعار میں بڑی حد تک ان لوگوں کو جمع کر لیا گیا ہے، جن کو سلام نہیں کرنا چاہئے، ان اشعار میں جن لوگوں کا ذکر ہے، وہ یوں ہیں: نماز، تلاوت قرآن مجید اور ذکر میں مصروف شخص، جو حدیث پڑھ رہا ہو، کوئی بھی خطبہ دے رہا ہو، مسائل فقہ کا تکرار و مذاکرہ، جو مقدمہ کے فیصلہ کے لئے بیٹھا ہو، اذان دے رہا ہو، اقامت کہہ رہا ہو، درس دے رہا ہو، اجنبی جوان عورت کو بھی سلام نہ کرنا چاہئے کہ اس میں فتنہ کا اندیشہ ہے، شطرنج کھیلنے والے اور اس مزاج و اخلاق کے لوگ جیسے جو لوگ جوا کھیلنے میں مشغول ہوں، جو اپنی بیوی کے ساتھ بے تکلف کیفیات میں ہو، کافر اور جس کا حصہ ستر کھلا

ہوا ہو، جو پیشاب پاخانہ کی حالت میں ہو، اس شخص کو جو کھانے میں مشغول ہو، ہاں اگر کوئی شخص بھوکا ہو اور توقع ہو کہ سلام کی وجہ سے وہ شریک دسترخوان کرلے گا تو اس کو سلام کرسکتا ہے، گانے بجانے اور کبوتر بازی وغیرہ میں مشغول شخص کو بھی سلام نہیں کرنا چاہئے (۱) اس کے علاوہ اور صورتیں بھی اہل علم نے ذکر کی ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ کسی اہم کام میں مشغول ہوں، جو لوگ فسق و فجور میں مصروف ہوں، جن کو سلام کرنا تقاضۂ حیا کے خلاف ہو اور جن کو سلام کرنے میں فتنہ کا اندیشہ ہو، ایسے لوگوں کو اور غیر مسلموں کو پہل کر کے سلام نہ کرنا چاہئے۔

جوان عورت کو سلام

سوال:- ٹرین یا بس میں ایک مسلمان مرد کا مسلمان عورت کو سلام کرنا یا اس کے سلام کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں؟

(احمد محی الدین، عنبر پیٹ)

جواب:- اگر سن رسیدہ خاتون ہوں تو ان کو سلام کیا جاسکتا ہے اور وہ سلام کریں تو جواب بھی دیا جاسکتا ہے، جوان عورت کو سلام کرنا درست نہیں اور اگر عورت سلام کرے تو بلند آواز میں جواب نہیں دے، دل ہی دل میں جواب دے:

" وكذا الرجل مع المرأة إذا التقيا لايسلم الرجل أولا و إذا سلمت المرأة الاجنبية على رجل إن كانت عجوزا رد الرجل عليها السلام بلسانه بصوت تسمع و إن كانت شابة رد عليها في نفسه " (۲)

البتہ اگر کوئی ضروری بات کرنی ہو تو احتیاط کے ساتھ کی جاسکتی ہے۔

---

(۱) الدر المختار على هامش الرد : ۲/ ۴۷۵-۴۷۲

(۲) رد المحتار : ۹/ ۵۳۰

سلام کے بجائے اظہار محبت کے دوسرے کلمات

سوال:- ہمارے والدین اور بعض احباب سلام کرنے پر "وعلیکم السلام" کے بجائے "جیتے رہو"، "خوش رہو" کی دعائیں دیتے ہیں، بعض لوگ جواب میں "تم آباد رہو"، "شاد رہو" کہتے ہیں، اور اکثر بچے فون پر اپنے والدین کو سلام کے بعد قدم بوسی کہہ کر بات شروع کرتے ہیں، کیا ایسا کہنا اور کرنا جائز ہے؟

(محمد فصیح الدین عقیل، نون چوں)

جواب:- اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بڑھ کر کسی کی ذات شفیق و مہربان نہیں ہوسکتی، اس لئے قرآن و حدیث میں جس وقت کے لئے جو عمل اور جس موقعہ کے لئے جو طریقہ منقول ہو، اس کو کرنا چاہئے، اس میں ہمارے لئے نہ صرف آخرت کی بھلائی ہے؛ بلکہ دنیا کی بھی کامیابی ہے، اسلام سے پہلے ملاقات کے وقت مختلف قسم کے کلمات ایک دوسرے سے کہے جاتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کی جگہ "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کے الفاظ مقرر فرمائے؛ اس لئے "خوش رہو" اور "شاد رہو" وغیرہ الفاظ کے بجائے سلام ہی کرنا اور سلام کا مسنون طریقہ پر جواب دینا افضل ہے، یہ سلام کا شعار بھی ہے اور اس میں بڑی معنویت اور جامعیت بھی ہے، یہ ایک دعا ہے، جو دنیا سے آخرت تک تمام نعمتوں کو شامل ہے:

"والأفضل للمسلم أن يقول: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، والمجيب كذلك يرد" (۱)

خواتین کا باہم مصافحہ کرنا

سوال:- مرد تو ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں، کیا عورتیں بھی آپس میں مصافحہ کریں گی؟ یا انہیں صرف سلام پر اکتفاء

---

(۱) رد المحتار: ۹ / ۵۹۳

کرنا چاہئے، نیز کیا شوہر اور بھائی سے مصافحہ کرسکتی ہیں؟

(شائستہ پروین، یاقوت پورہ)

جو اب:- رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو مسلمان جب بھی آپس میں ملتے ہیں اور ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کے ایک دوسرے سے علحدہ ہونے سے پہلے انہیں معاف کردیتے ہیں: "..... عفر الله لهما قبل أن يتفرقا" (۱) —— یہ حدیث مطلق ہے اور مردوں اور عورتوں، دونوں کو شامل ہے؛ اس لئے جس طرح مردوں کا آپس میں مصافحہ کرنا سنت ہے، اسی طرح عورتوں کا بھی آپس میں مصافحہ کرنا مسنون ہے؛ البتہ عورتوں کا غیر محرم مردوں سے مصافحہ کرنا جائز نہیں، شوہر اور محرم مردوں سے مصافحہ کرسکتی ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں۔

نمسکار کا جواب

سوال:- اگر غیر مسلم اپنے طریقہ پر سلام کرے، جیسے ''نمسکار'' کہے تو کیا اس لفظ سے جواب دیا جاسکتا ہے؟ اسی طرح اپنی طرف سے غیر مسلم کو نمسکار کہنے کا کیا حکم ہے؟

(احمد شریف، راجمندری)

جو اب:- اگر وہ سلام کے لئے کوئی ایسا لفظ استعمال کرے جس میں مشرکانہ معنی نہ ہوں تو جواب میں انہیں کو دوہرا دینا بہتر ہے اور ان کو ملاقات کے موقع پر اس لفظ سے مخاطب کیا جاسکتا ہے، نمسکار میرے علم کے مطابق مشرکانہ معنی پر مشتمل ہے؛ اس لئے نمسکار کہنا درست نہیں، حدیث میں غیر مسلموں کے سلام کا جواب دینے میں "وعلیک السلام" کہنے کا ذکر ملتا ہے، (۲) اس لئے فقہاء نے اس حد تک ان کے سلام کا جواب دینے کی بات کہی ہے۔ (۳)

---

(۱) سنن ترمذی، باب الاستئذان، حدیث نمبر: ۲۷۲۷

(۲) بخاری: ۶۲۵۸ (۳) دیکھئے فتاوی ہندیہ: ۵: ۳۲۵

عورتوں کا باہم معانقہ

سوال:- کیا مردوں کی طرح عورتیں بھی آپس میں ایک دوسرے سے مصافحہ اور معانقہ کر سکتی ہیں؟ احادیث نبویہ کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ (عبدالمجید، سعید آباد)

جواب:- رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ما من مسلم يلتقيان فيصافحان إلا غفر لهما قبل أن يتفرقا" (۱)

"دو مسلمان جب بھی آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو الگ ہونے سے پہلے ان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں"

اس لیے ملاقات کے وقت مصافحہ کے مسنون ہونے پر امت کا اجماع واتفاق ہے۔

"المصافحة سنة مجمع عليها عند التلاقي" (۲)

رسول اللہ ﷺ نے اس میں مردوں اور عورتوں کی کوئی تفریق نہیں فرمائی، نہ فقہاء نے فرق کیا ہے؛ اس لئے جیسے ایک مرد دوسرے مرد سے مصافحہ ومعانقہ کر سکتا ہے، اسی طرح ایک عورت کا دوسرے عورت سے بھی مصافحہ ومعانقہ کرنا درست اور مسنون ہے۔

دولہے کا خواتین کو سلام کرنا

سوال:- شادی کے موقع سے ایک رواج یہ ہے کہ دولہے کو سلام کروانے کے لئے سسرال لے جایا جاتا ہے، جہاں ہر عمر کی اور محرم وغیر محرم خواتین موجود ہوتی ہیں، کیا شرعاً اس کی گنجائش نکلتی ہے؟ (احمد عباد، ملک پیٹ)

جواب:- ایسا نہیں ہے کہ شادی کی تقریب میں غیر محرم کے پردہ کرنے کا حکم ختم

(۱) ابو داؤد، حدیث: ۵۲۱۳ (۲) فتح الباری: ۱۱/۵۷

ہو جاتا ہو؛ بلکہ اس وقت تو پردہ کا اور زیادہ اہتمام ہونا چاہئے، کیوں کہ اس وقت عام طور پر خواتین زیبائش و آرائش کی حالت میں ہوتی ہیں، اس لئے دولہے کے خواتین کے درمیان لے جانا بجائے خود درست نہیں، پھر جوان غیر محرم عورتوں کو سلام کرنے کی اور ایسی عورتوں کو سلام کا جواب دینے کی ممانعت ہے، اس لئے نہ دولہے کو ایسی مجلس میں جانا چاہئے، نہ اس کو سلام کرنا چاہئے اور نہ خواتین کو اس کے سلام کا جواب دینا چاہئے:

" ... والرجل إذا سلم على المرأة الأجنبية فالجواب فيه على العكس " (۱)

غیر شرعی عمل کرنے والے کو سلام

سوال (۵):- اگر کوئی شخص غیر شرعی عمل کر رہا ہو جیسے گانا گا رہا ہو، یا فلم دیکھ رہا ہو، یا جوا کھیل رہا ہو، یا اس شخص سے ملاقات ایسی حالت میں ہو کہ وہ نشہ میں ہو تو کیا ان صورتوں میں اس کو سلام کرنا جائز ہے؟ (میر احمد علی خاں، شمس نگر)

جواب:- جو لوگ غیر شرعی کام میں لگے ہوئے ہوں، ان کو سلام کرنا مسنون نہیں، خاص کر اگر اندازہ ہو کہ سلام نہ کرنے کی وجہ سے اس شخص کو تنبیہ ہوگی تو سلام نہ کرنا بہتر ہے؛ کیوں کہ یہ خیر کی طرف دعوت دینے کی ایک صورت ہے؛ لیکن ایسے لوگوں کو سلام کرنے سے اجتناب برتنا واجب نہیں، سلام کر لیں تب بھی جائز ہے؛ کیوں کہ ہر مسلمان کو سلام کیا جا سکتا ہے:

" ولا يسلم على الذي يتغني ... ولا بأس بالسلام على الذين يلعبون للتلهي وإن ترك ذلك بطريق التأديب والزجر لهم، حتى لا يفعلوا مثل ذلك فلا بأس به " (۲)

(۱) فتاوی تاتارخانیہ ۱۸/۱۹   (۲) ہندیہ: ۳۲۶/۵

نماز میں کئے گئے سلام کا جواب

سوال :- کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم نماز کی حالت میں ہیں، کوئی دوست آیا اور اس نے سلام کردیا، ظاہر ہے ہم اس وقت جواب نہیں دے سکتے، ایسی صورت میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد کیا ہم سلام کا جواب دے سکتے ہیں؟ (سید عبدالرحیم، شاہین نگر)

جواب :- اگر نماز کی حالت میں کسی نے سلام کیا تو اس کا جواب دینا واجب نہیں؛ البتہ چاہے تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد جواب دے سکتا ہے؛ چنانچہ حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شروع میں نماز میں بھی سلام کیا جاتا تھا، بعد کو سلام و کلام کی ممانعت ہوگئی، میں جب مدینہ آیا تو آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا، آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا، جب آپ ﷺ نے نماز پوری کرلی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ نماز میں بات نہ کی جائے، پھر آپ نے مجھے سلام کا جواب دیا۔ (۱)

---

(۱) ابوداؤد: ۹۲۳

نماز میں کئے گئے سلام کا جواب

سوال:۔ کبھی یہ ہوتا ہے کہ ہم نماز کی حالت میں ہیں، کوئی دوست آیا اور اس نے سلام کردیا، ظاہر ہے ہم اس وقت جواب نہیں دے سکتے، ایسی صورت میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد کیا ہم سلام کا جواب دے سکتے ہیں؟ (محمد رحیم، شاہین نگر)

جواب:۔ اگر نماز کی حالت میں کسی نے سلام کیا تو اس کا جواب دینا درست نہیں، البتہ چاہے تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد جواب دے سکتا ہے؛ چنانچہ حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شروع میں نماز میں بھی سلام کیا جاتا تھا، بعد کو سلام و کلام کی ممانعت ہوگئی، میں جب مدینہ آیا تو آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا، آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا، جب آپ ﷺ نے نماز پوری کرلی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ نماز میں بات نہ کی جائے، پھر آپ نے مجھے سلام کا جواب دیا۔ (۱)

(۱) ابوداؤد: ۹۲۳

نام سے متعلق

انبیاء علیہم السلام کے نام پر نام

سوال:- عام مسلمانوں کے یہاں تمام انبیاء علیہم السلام کے نام رکھے جاتے ہیں، سوائے ان پیغمبروں کے، حضرت ھود علیہ السلام، لوط علیہ السلام، نوح علیہ السلام، شیث علیہ السلام کے، یہ نام کیوں نہیں رکھے جاتے ہیں؟ (عابدہ، نولی چوکی)

جواب:- تمام انبیاء علیہم السلام کے نام رکھے جانے کے لائق ہیں، ھود علیہ السلام، نوح علیہ السلام، لوط علیہ السلام اور شیث علیہ السلام نام تو رکھے جاتے ہیں، گو یہ نام کم مروج ہیں، قوم لوط جس شنیع گناہ میں مبتلا تھی، اس کی وجہ سے اس معذب قوم کی بداعمالی کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے، اس لئے یہ نام مروج نہیں ہے؛ لیکن پیغمبر کی نسبت سے یہ نام رکھنا بھی درست ہے، ''لواطت'' کا فعل نعوذ باللہ حضرت لوط علیہ السلام کے نام سے ماخوذ نہیں ہے؛ بلکہ قوم لوط کی نسبت سے ہے۔

''اسریٰ'' نام رکھنا

سوال:- ''اسریٰ'' کے معنی کیا ہیں؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ نام ٹھیک نہیں ہے، اور اس کو بدل دینا چاہئے، کیا یہ بات درست ہے؟ (امۃ اللہ صدیقہ)

جواب:- ’’اسریٰ‘‘ کے معنی باندھنے، قید کرنے وغیرہ کے ہیں، اسیر کے معنی اس شخص کے ہیں، جس کو قیدی بنایا جائے، عربی قواعد کے لحاظ سے اس کی جمع ’’اسریٰ‘‘ ہے (۱) اس لئے اسریٰ نام رکھنا واقعی مناسب نہیں، اور اگر پہلے سے رکھ رکھا ہو تو بدل دینا بہتر ہے۔

’’نبی احمد‘‘ نام رکھنا

سوال:- میرے ایک عزیز دوست ہیں جن کا نام ’’نبی احمد‘‘ ہے، انہوں نے یہ بات خاص طور پر نوٹ کی ہے کہ ہمیشہ انہیں رنج و غم، ناکامیاں اور نقصانات بھی اٹھانے پڑے، اس حقیقت کے پیش نظر یہ جاننا چاہتے ہیں کہ کیا نام میں کوئی ایسی شئی ہے جس کا اثر شخصیت اور حالات پر پڑ رہا ہے؟ کیونکہ ایک مولانا نے نام کے غیر درست ہونے کا خیال ظاہر کیا ہے؟ (عبدالواسع، نظام آباد)

جواب:- نبی کے معنی غیبی خبر دینے والے کے ہیں اور احمد رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی ہے، جو تبرکاً نام کے ساتھ لگا دیا جاتا ہے، اس لئے اس نام میں کوئی قباحت نہیں ہے اور نہ کوئی ایسے معنی ہے، جس میں نقصان سے دوچار ہونے کا پہلو ہو، ہاں اگر کوئی شخص نبی سے اصطلاحی معنی میں پیغمبر مراد لے تو یہ کفر کا باعث ہوگا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آسکتا، تو اس معنی میں نبی نام رکھنا موجب کفر ہے، مگر کسی مسلمان سے اس نیت کے ساتھ نام رکھنے کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا، بہرحال ’’نبی احمد‘‘ نام رکھنے میں کوئی قباحت نہیں ہے، البتہ اللہ کی طرف سے آزمائشیں آتی رہتی ہیں اور اچھے اور برے ہر طرح کے لوگ زندگی میں اس سے دوچار ہوتے رہتے ہیں، لہذا آپ ان سے کہیے کہ وہ دعا کا اہتمام کریں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں۔

نومسلم اور نام کی تبدیلی

سوال:- بعض ہندو نوجوان اسلام قبول کرتے ہیں۔

---
(۱) القاموس المحیط ۳۲۸

لیکن نام کی تبدیلی ان کے لیے دشواری کا سبب بن جاتی ہے، ان
کے اعزہ کی طرف سے اچانک سخت مخالفت ہونے لگتی ہے، نیز ان کا
تعلق اگر دلت طبقہ سے ہو، تو بحیثیت دلت انہیں جو رعایتیں حاصل
ہوتی ہیں، ان سے بھی وہ محروم ہو جاتے ہیں، سوال یہ ہے کہ ایسی
صورت میں کیا ان کا نام بدلنا ضروری ہے؟ (محمد عادل، میرٹھ)

جواب:- یہ بات بہتر تو ہے کہ مسلمانوں کے نام انبیاء، صحابہ اور صالحین کے نام پر ہوں، اور ان کے ناموں سے ان کی شناخت ظاہر ہو؛ لیکن یہ ضروری نہیں ہے اور نہ یہ ضروری ہے کہ عربی زبان ہی کے نام ہوں، ہاں یہ ضروری ہے کہ نام میں مشرکانہ معنی یا خراب مفہوم نہ پایا جاتا ہو، رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب اس طرح کا نام آتا، جیسے عبد الشمس، عبد العزی وغیرہ، تو آپ ﷺ اس کو بدل دیا کرتے تھے، اسی طرح ایک لڑکی کا نام ''عاصیہ'' تھا، جس کے معنی نافرمان اور گنہگار کے ہیں، تو آپ ﷺ نے بدل کر اس کا نام ''جمیلہ'' رکھا، جس کے معنی خوبصورت کے ہیں، اس لیے اگر نام بدلنے اور مسلمانوں کے معروف نام رکھنے میں سماجی یا قانونی دشواری ہو، تو دو صورتیں اختیار کی جا سکتی ہیں، ایک یہ کہ اگر نام سے مشرکانہ عقیدہ ظاہر نہ ہوتا ہو، یا مزاج شریعت سے متصادم مفہوم نہ ہو، تو اسے رہنے دیا جائے، جیسے پیارے لال، آکاش، پرکاش، کرن وغیرہ، اور اگر مشرکانہ نام ہوں تو ان کو تبدیل کر کے ہندی ہی زبان کا کوئی اور نام رکھ دیا جائے، دوسری صورت یہ ہے کہ ایسے نام کو باقی رکھتے ہوئے گھر میں پکارنے کے لیے کوئی الگ نام رکھ لیا جائے؛ تاکہ قانونی مشکلات سے وہ بچا رہے اور ایمان کی دولت سے بھی سرفراز ہو جائے، —— حاصل یہ ہے کہ مسلم شناخت کو ظاہر کرنے والا نام رکھنا بہتر ہے اور اس کا اہتمام ہونا چاہئے؛ لیکن کسی شخص کے مسلمان ہونے کی اہمیت نام سے زیادہ ہے، اگر نام کی تبدیلی پر اصرار کی صورت میں کسی شخص کے ایمان سے محروم ہو جانے کا اندیشہ ہو، تو نام بدلنے پر اصرار نہیں کرنا چاہیے۔

امۃ الخیر وغیرہ نام رکھنا

سوال:- امۃ الخیر، امۃ المنیر، امۃ الطہور نام رکھنا کیا صحیح ہے؟ (امۃ النور، ملک پیٹ)

جواب:- ایسے نام رکھنا افضل ہے، جس میں اللہ تعالیٰ سے بندگی اور عبدیت کا تعلق ظاہر ہوتا ہو؛ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عبداللہ اور عبدالرحمن ایسے نام ہیں، جو اللہ کو بہت محبوب ہیں: " أحب الأسماء إلى الله عبد الله و عبد الرحمن " (۱) اسی حکم میں لڑکیوں کے لئے امۃ اللہ، امۃ الرحمن یعنی اللہ کی بندی، رحمن کی بندی وغیرہ ہیں؛ لیکن اللہ تعالیٰ کے نام اور صفت کے طور پر کسی لفظ کے استعمال میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے، کہ مبادا وہ تعبیر اللہ تعالیٰ کی شان عظمت کے تقاضہ کو پورا نہ کرتی ہو؛ اسی لئے علماء نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو نام قرآن اور احادیث میں آئے ہیں، ان ہی ناموں سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہئے، ان اسماء کو اسماء حسنیٰ کہا جاتا ہے، خیر، منیر، اور طہور، کے معنی تو اچھے ہیں؛ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں شامل نہیں ہیں، اس لئے امۃ الخیر، امۃ المنیر اور امۃ الطہور نام رکھنا مناسب نہیں، ان صفات کی طرف منسوب کرکے نام رکھیں، جن کا شمار اسماء حسنیٰ میں ہے۔

سُلافہ نام رکھنا

سوال:- میری ایک لڑکی ہے، جس کی عمر اب تقریباً آٹھ سال ہے، جس کا نام میں نے روزنامہ "منصف" میں صحابیہ کے سلسلہ وار کالم میں دیکھتے ہوئے "سلافہ" رکھ دیا ہے، جس میں یہ تھا کہ یہ صحابیہ کا نام ہے، اب یہ پتہ چلا ہے کہ یہ تو اسلام دشمن خاتون کا نام تھا، مہربانی کرکے بتائیں کہ کیا واقعی سلافہ نامی صحابیہ تھیں، یہ کیا حقیقت ہے؟ (محمد شفیع الدین، شاہ گنج)

---

(۱) سنن أبي داؤد، کتاب الأدب، باب في تغيير الأسماء، حدیث نمبر: ۴۹۴۹

جواب:- سلافہ (س کے پیش اور ل اور ف کے زبر کے ساتھ) عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے متعدد معنی اہل لغت نے ذکر کئے ہیں، جیسے جوہر، کسی شئی کا خالص حصہ وغیرہ، اس نام کی دو صحابیہ کا ذکر راویوں کے حالات سے متعلق کتابوں میں ملتا ہے، ان میں سے ایک حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، جنہیں فتح مکہ کے موقع سے آپ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا، (۱) — یہ کسی دشمن رسول خاتون کا نام نہیں تھا، اس لئے آپ کا اپنی صاحبزادی کو اس نام سے موسوم کرنا درست ہے، نام بدلنے کی ضرورت نہیں۔

ناموں کے ساتھ سید ہونے کا اظہار

سوال:- آج کل لوگ اپنے ناموں کے ساتھ سید لکھتے ہیں، جب کہ حسب ونسب باعث سعادت نہیں ہیں، تو کیا ان کا اس طرح سید لکھنا درست ہے؟" (شکیل، قاضی پورہ، حیدرآباد)

جواب:- نسب اور خاندان کے ذکر کرنے کی دو جہتیں ہیں، ایک یہ کہ خاندان کا تذکرہ تعارف اور پہچان کے لئے ہو، اس حیثیت سے خاندان کے ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، عہد نبوی اور عہد صحابہ میں بھی عام طور پر خاندانی نسبتیں بیان کی جاتی تھیں، اور عربوں میں تو اس کو خصوصی اہمیت دی جاتی تھی، اس لئے اس حیثیت سے "سید" یا کوئی اور نسبت لکھنے میں حرج نہیں ہے، دوسری جہت یہ ہے کہ نسب کا ذکر بطور تفاخر کے کیا جائے، یہ جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، نیز اس سے تکبر کا اظہار ہوتا ہے اور دوسرے مسلمانوں کی تحقیر ہوتی ہے، (۲) — اس لئے اگر جذبۂ تفاخر کے بغیر اپنے نام کے ساتھ کوئی شخص سید لگائے اور اس کا نسب نامہ محفوظ ہو، یا کم سے کم اس کی یہی خاندانی نسبت لوگوں میں معروف ہو تو یہ جائز ہے، دوسروں کو نیچا دکھانے یا اپنے آپ کو اونچا ظاہر کرنے کے ارادہ سے سید یا کوئی بھی خاندانی نسبت لکھنا درست نہیں۔

---

(۱) دیکھئے: الاصابہ ۸/۳۲۳، موسوعۃ حیاۃ الصحابیات، ص: ۳۶۰

(۲) دیکھئے: روح المعانی: ۱۲/۲۶۹

ناموں کے ساتھ خاندانی نسبت

سوال:- (الف) اگر کوئی شخص اپنے نام کے ساتھ سید لگاتا ہے تو کیا وہ سیدزادہ ہوتا ہے؟ براہ کرم سید کا درجہ بیان فرمائیں۔

(ب) جیسے دیگر مسلمان پٹھان ، شیخ ، مغل ، قصاب اور انصاری لگاتے ہیں ، تو کیا اس طرح لگا سکتے ہیں؟

(ج) محمد مسعود علی یا سید مسعود علی ایک ہی شخص ہوسکتا ہے؟

(د) وہ حدیث بیان کریں ، جس میں نبی ﷺ نے غیر سید کو سید ظاہر کرنے سے منع فرمایا ہے اور غلط منسوب کرنے والے کے لئے وعید بیان فرمائی ہے۔ (غلام محی الدین ، بہادر پورہ)

جواب:- (الف) اردو زبان میں "سید" ان حضرات کو کہتے ہیں ، جو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی نسل سے ہوں ، یوں تو ہر انسان کا درجہ اس کے عمل سے متعین ہوگا ، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی نظر میں سب سے باعزت شخص وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقوی اختیار کرنے والا ہو: " إن أكرمكم عند الله أتقاكم "(۱) لیکن اگر ایمان اور عمل صالح کے ساتھ حضور ﷺ کے خاندان کی نسبت بھی جمع ہو جائے تو یہ مزید فضیلت کا باعث ہے: کیوں کہ آپ ﷺ ہی نے ارشاد فرمایا کہ تمام خاندانی سلاسل ختم ہو جائیں گے اور آپ ﷺ کا خاندانی سلسلہ قیامت تک باقی رہے گا۔

(ب) جو لوگ سید نہ ہوں اور ان کا کسی خاص خاندان سے متعلق ہونا معلوم ہو تو اس خاندان کی نسبت کے لئے جو لفظ معروف ہو ، جیسے "مغل" کے لئے "بیگ" ، "پٹھان" کے لئے "خان" یا شیوخ کے لئے "صدیقی" ، "فاروقی" ، "عثمانی" اور "علوی" وغیرہ ، تو اس طرح کے علامتی الفاظ نام کے ساتھ لگائے جاسکتے ہیں ؛ البتہ ان کو تفاخر اور ایک دوسرے کی تحقیر کی

---

(۱) الحجرات:۱۳

نیت سے استعمال نہ کرنا چاہئے؛ کیوں کہ کسی خاص خاندان میں پیدا ہونا اتفاقی چیز ہے، اس میں انسان کے کسب اور محنت کا دخل نہیں ہے، اور اسلام میں فضیلت انسان کے کسب وعمل سے متعلق ہے نہ کہ اتفاقی چیزوں سے۔

(ج) ایک شخص سید مسعود علی ہو اور وہ تبرکاً اپنے نام کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا مبارک نام ''محمد'' لگائے، جیسا کہ برصغیر میں اس کا معمول ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں؛ بلکہ اس کا یہ جذبۂ محبت ان شاء اللہ اس کے حق میں باعث اجر ہوگا، حیدرآباد اور بعض اور علاقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ سادات کے نام کے ساتھ ''سید'' لکھا جائے، ''محمد'' نہ لکھا جائے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے، یہ محض ایک رواجی عمل ہے۔

(د) رسول اللہ ﷺ نے غلط خاندانی نسبت ظاہر کرنے کو نہایت ناپسند کیا ہے؛ بلکہ فرمایا کہ ایسے شخص پر جنت حرام ہے:

"من ادعى إلى غير أبيه وهو يعلم أنه غير أبيه ، فالجنة عليه حرام" (۱)

البتہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بنو ہاشم یا بنو فاطمہ کے لئے خاص طور پر سید کا لفظ مروج نہیں تھا؛ بلکہ آقا، سردار، اور مالک کے معنی میں ''سید'' کا لفظ استعمال ہوتا تھا، اسی معنی کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ منافق کو سید نہ کہو کہ اگر وہ سید ہوں تو گویا تم نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے:

"قال : لا تقولوا للمنافق سيداً ، فإنه إن يك سيدا فقد أسخطتم ربكم" (۲)

اپنے نام کے ساتھ شوہر کا نام لگانا

سوال:- کیا لڑکی اپنی شادی کے بعد شوہر کے نام سے

---

(۱) صحیح البخاری ، حدیث نمبر: ۶۷۶۶

(۲) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ، باب الأسامی ، الفصل الثانی : ۹/۱۱۹

جانی جائے گی یا والد کے نام سے؟ آج کل لڑکیاں اپنے نام کے

آگے شوہر کا نام لگاتی ہیں، کیا یہ درست ہے؟

(شبانہ بیگم، کلمہ کالونی)

جواب:- نسبت کا اظہار تعارف کے لئے ہے، تعارف باپ کی نسبت سے بھی ہوتا ہے اور شوہر کی نسبت سے بھی؛ اس لئے شوہر کا نام بیویاں اپنے نام کے ساتھ لگا سکتی ہیں، دراصل ایسے امور میں عرف کا اعتبار ہوتا ہے اور موجودہ زمانہ کا عرف یہی ہو چکا ہے؛ اس لئے اظہار نسبت کی غرض سے اگر بیوی کے ساتھ شوہر کا نام لگا دیا جائے تو حرج نہیں۔

شوہر کو نام لے کر پکارنا

سوال:- آج کل خواتین اپنے شوہر کا نام اس طرح لیتی ہیں، جیسے دوست کا نام لیا جاتا ہے، نام لے کر پکارتی بھی ہیں، جب کہ قدیم زمانہ میں عورتیں ضرورتاً بھی شوہر کا نام نہیں لیتی تھی، بلکہ یہ بھی خیال تھا کہ نام لینے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے، اس سلسلہ میں صحیح طرز عمل کیا ہے؟

(ثریا بیگم، نیلور)

جواب:- اللہ تعالیٰ نے رشتوں میں بھی فرق مراتب رکھا ہے، مثلاً باپ اور بیٹے دونوں ایک دوسرے کے عزیز ہیں، مگر باپ پر بیٹے کے ساتھ شفقت واجب ہے نہ کہ احترام، اور بیٹے پر باپ کا احترام بھی واجب ہے، لیکن ایسا بھی نہیں کہ بیٹا اپنے باپ کا نام لے لے، تو رشتۂ ولدیت میں کچھ فرق آ جائے، یہی حال شوہر اور بیوی کا ہے، شوہر و بیوی ایک دوسرے کے رفیق ہیں؛ لیکن شوہر کا درجہ اونچا ہے اور بیوی پر اس کی توقیر کا لحاظ رکھنا واجب ہے؛ لہٰذا بیوی اپنے شوہر کا ذکر اس کے نام سے کر سکتی ہے؛ لیکن اس کے ساتھ عرف کے مطابق احترام کا کوئی لفظ بھی لگانا چاہئے، جیسے جناب یا صاحب وغیرہ، اور جب شوہر کو مخاطب کرنا ہو تو نام لینے سے بچنا چاہئے یا اگر دور ہونے کی وجہ سے آواز دینی پڑے تو — جیسا کہ مذکور ہوا — القاب

حرام بھی ساتھ لگا دینا چاہئے، نہ یہ جدید فیشن درست ہے کہ شوہر کو دوست کی طرح مخاطب کرے اور بے احترامی سے اس کا نام لیا جائے کہ یہ مکروہ ہے اور نہ یہ قدیم تصور صحیح ہے کہ شوہر کا نام لینے سے رشتۂ نکاح متاثر ہو جاتا ہے۔

" ویکرہ أن یدعوا الرجل أباہ وأن تدعو المرأۃ زوجہا بإسمہ : بل لابد من لفظ یفید التعظیم کیا سیدی ونحوہ : لمزید حقہا علی الولد والزوجۃ " (۱)

(۱) رد المحتار ۹/ ۵۹۹

بال اور ناخن

سر پر بالوں کی کھیتی

سوال:- آج کل سر پر بالوں کی کھیتی کی جاتی ہے، اگر کوئی شخص بالکل گنجا ہو، تو اس کے سر کے چمڑوں میں بال پیوست کردیے جاتے ہیں، اسی طرح اگر سر کے اگلے حصہ کے بال اڑے ہوئے ہوں، تو پچھلے حصہ سے بال لے کر اگلے حصہ میں اسے پیوست کیا جاتا ہے، یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

(وسیم احمد، دبئی، بذریعہ ای میل)

جواب:- اگر کسی کے بال اڑے ہوئے ہوں، تو سر کو بالدار بنانا علاج ہے: لہٰذا اگر اس شخص کا بال استعمال کیا جائے، یا دوسرے انسان کے بجائے جانور کا بال، یا اون کا مصنوعی بال استعمال کیا جائے تو حرج نہیں، دوسرے انسان کا بال استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے:

" ولا بأس للمرأة أن تجعل في قرونها وضوائبها شيئا من الوبر ..... إذا لم يكن للعبد شعر في الجبهة فلا بأس للتجار أن يعلقوا على جبهته شعرا " (۱)

---

(۱) ہندیہ: ۵/۳۵۸

خواتین کا بازو اور پنڈلی وغیرہ کے بال نکالنا

سوال:- کیا لڑکیاں اپنے ہاتھوں اور پیروں کے بال نکال سکتی ہیں؟ آج کل Waxing اور Bleaching کی مدد سے ایسا کیا جارہا ہے، اور کیا ہم اپنی بھنووں اور چہرے کے بال Threading کی مدد سے نکال سکتے ہیں؟ (معراج فاطمہ، مرادنگر)

جواب:- فطری طور پر ہاتھ اور پنڈلیوں پر جتنے بال ہوا کرتے ہیں، ان کا نکالنا، اسی طرح مصنوعی طور پر بھنووں کی باریک کرنا درست نہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نامصة اور متنمصة پر لعنت کی گئی ہے۔ (۱)

نامصة اس عورت کو کہتے ہیں جو بھنووں کا بال کھینچ کر باریک کرے اور جو عورت ایسا کرائے اسے متنمصة کہا گیا ہے؛ البتہ اگر کسی کے چہرہ پر زیادہ بال اُگ آئیں یا بازو اور پنڈلی پر مردوں کی طرح گھنے اور بڑے بال ہو جائیں، کہ جسم مردوں کی طرح نظر آنے لگے تو اس صورت میں بال نکلوانے کی گنجائش ہو سکتی ہے؛ کیونکہ فقہاء نے خواتین کو نکل آنے والی داڑھی کے بال صاف کرانے کی اجازت دی ہے، کہ یہ بال عورت کی عام فطرت کے خلاف ہے۔

خواتین اور سر کے بال کا ستر

سوال:- آج کل نوجوان لڑکیاں اور خواتین سر کے بال نہیں چھپاتیں، اس پر تاکید کی ضرورت ہے، ہم لوگ سر پر دوپٹہ اوڑھتے ہیں، مگر بعض دوپٹے وزنی ہوتے ہیں، اس سے سامنے کے بال دو انچ نظر آجاتے ہیں، لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ بال چھپانا ہو تو پورا چھپاؤ، ورنہ نہیں، اگر ہم لوگوں کے سامنے نماز کی طرح دوپٹے باندھ کر رکھیں تو مضحکہ خیز بن جاتے ہیں، کیا اسلام اتنی

---

(۱) ابوداؤد، حدیث: ۴۱۷۰

سہولت دیتا ہے کہ دوپٹہ اوڑھنے کے بعد تھوڑے بہت بال نظر
آجائیں تو قابل گرفت نہیں ہوں؟　　　(کئی بہنیں، حیدرآباد)

جواب:- بال غیر محرم اور اجنبی مردوں کے سامنے قابل ستر ہے اوران کو چھپانا واجب ہے، اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو ''جلباب'' استعمال کرنے کا حکم دیا: ''يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ'' (۱) ''جلباب'' سے مراد گھونگھٹ ہے، جو پورے سر کو چھپاتے ہوئے چہرے پر لٹکتا ہے، چنانچہ فقہاء نے لکھا ہے کہ چاہے شہوت کا گمان ہو نہ ہو پھر بھی چہرے اور ہتھیلی کے سوا بشمول بال کے عورت کا پورا وجود ستر میں داخل ہے:

"و أما النظر إلى الأجنبيات فنقول : يجوز النظر إلى مواضع الزينة الظاهرة منهن و ذلك الوجه و الكف في ظاهر الرواية" (۲)

اس لئے پورے بال کو چھپانا واجب ہے، نہ یہ درست ہے کہ سامنے کے بال کھلے ہوئے ہوں اور نہ یہ جائز ہے کہ پیچھے بال کی چوٹی نظر آتی رہے۔

اللہ کے حکم پر عمل کرنے میں یہ نہ سوچئے کہ لوگوں کی نگاہ میں ہم مضحکہ خیز بن جائیں گے، ایک تو شریف لوگ ایسی خواتین کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو احکام ستر کی پوری رعایت کریں، دوسرے مسلمان کے امتحان کا اصل موقع وہی ہوتا ہے جب خدا کی خوشنودی اور لوگوں کی خواہش کے درمیان ٹکراؤ ہو، بے ستری کا گناہ مستقل گناہ ہے، مثلاً کسی نے جھوٹ کہا، چغل خوری کی تو وہ لمحہ دو لمحہ گناہ کی حالت میں ہوتا ہے؛ لیکن کسی عورت کے پیٹ اور بازو کھلے ہوں، سر کے بال کھلے ہوں، پیٹھ نظر آتی ہو تو جب تک وہ اس حالت میں ہے، مسلسل گناہ کا ارتکاب کر رہی ہے، اس لئے آپ بہنوں سے اور آپ کے اس سوال کے واسطہ سے تمام بہنوں سے درخواست ہے کہ اپنے آپ کو شریعت کی حدود پر قائم رکھئے، یہی آپ کا اصل حسن ہے اور اسی میں آپ کی دنیا و آخرت دونوں کی فلاح ہے۔

---

(۱) الأحزاب: ۵۹　　(۲) الفتاوی الهندية: ۵/۳۶۹

خواتین اور بال نکالنے کے احکام

سوال:- بال نکالنا عورت کے لیے کس حد تک جائز ہے، اور ایک عورت کے لیے کیا یہ جائز ہے کہ وہ کون کون سے اعضاء کے بال نکال سکتی ہے، جیسے بغل کے یا ناف کے نیچے کے بال نکالے جا سکتے ہیں؟ (مہر النساء، مقام غیر مذکور)

جواب:- بغل اور ناف کے نیچے کے بال تو ہر ہفتہ نکالنا مسنون ہے، اور زیادہ دنوں تک چھوڑے رکھنا مکروہ ہے؛ کیوں کہ اس سے مختلف بیماریوں کا خطرہ رہتا ہے، سر کے بال عورتوں کو رکھنا واجب ہے، کسی شدید عذر کے بغیر منڈانا حرام ہے اور اس طرح تراشنا کہ مردوں کی مشابہت ہو جائے مکروہ ہے، ہاتھوں اور پنڈلیوں یا چہرے پر جو رونگٹے ہوتے ہیں، ان کو بھی نکالنا مکروہ ہے، اسی طرح بھنویں باریک ظاہر کرنے کے لیے بالوں کا اکھاڑنا جائز نہیں، رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورتوں پر بھی لعنت بھیجی ہے، حافظ ابن حجرؒ نے شرح بخاری میں علامہ طبری کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ حسن بڑھانے کے لیے اللہ تعالیٰ کی خلقت میں کمی یا زیادتی کرنا جائز نہیں، نہ شوہر کے لیے اور نہ دوسرے کے لیے۔(۱)

ہاں، اگر کسی عورت کو مونچھ یا داڑھی کے چند بال آ جائیں، تو فقہاء نے انہیں صاف کرنے کی اجازت دی ہے؛ کیوں کہ یہ خلاف عادت ہے اور اس میں مردوں سے مشابہت پائی جاتی ہے۔

سینہ کا بال نکالنا

سوال:- کیا سینہ کا بال نکالنا جائز ہے؟

(نعیم، نظام آباد)

جواب:- رسول اللہ ﷺ کے سینہ مبارک سے ناف تک بال کی ایک لکیری موجود

---

(۱) فتح الباری: ۱۰/۳۷۲

تھی ، یہ بات آپ ﷺ کے متعدد صحابہ ؓ نے نقل کی ہے (۱) اس سے معلوم ہوا کہ معمول مبارک اس بال کے باقی رکھنے کا تھا ؛ اس لئے سینہ ، پیٹ ، پشت کے بال کو نکالنا بہتر نہیں :

" وفی حلق شعر الصدر و الظهر ترك الأدب " (۲)

مسلمان حجام اور داڑھی مونڈنا

سوال:- ایک مسلمان صاحب حجامت کا کام کرتے ہیں ، ان کی دوکان پر لوگ سر کے بال بنانے بھی آتے ہیں ، اور داڑھی بنانے کے لئے بھی ، تو کیا ان کا یہ پیشہ درست ہے اور بحیثیت پیشہ ان کے لئے داڑھی بنانے کی گنجائش ہے ؟ (ممتاز عالم ، حکیم پیٹ)

جواب:- شریعت کا اصول یہ ہے کہ گناہ کے کاموں کو نہ خود کرنا جائز ہے اور نہ اس میں دوسروں کی مدد کرنا جائز ہے ؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : ﴿ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾ (۳) اسی لئے فقہاء کے یہاں بنیادی قاعدہ ہے کہ کوئی بھی ایسا عمل جائز نہیں جس میں معصیت میں تعاون ہوتا ہو ؛ چنانچہ شراب بنانے والے کے ہاتھ انگور فروخت کرنا یا شراب بیچنے والے کو مکان کرایہ پر دینا ناجائز قرار دیا گیا ہے ، شریعت میں داڑھی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور داڑھی کا مونڈنا حرام ہے اور اس کے حرام ہونے پر فقہاء کا اتفاق ہے ؛ اسی لئے بطور پیشہ بھی داڑھی کا مونڈنا جائز نہیں ، ہاں سر کے بال کاٹ سکتے ہیں ، اسی طرح چہرے کا خط بنا سکتے ہیں ، مسلمان حجام حضرات کو اس پر قائم رہنا چاہئے ، انشاء اللہ شریعت کے حکم پر عمل کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے پاس گاہک بھیجیں گے ، ورنہ کوئی اور پیشہ اختیار کر لینا چاہئے ۔

---

(۱) شمائل ترمذی ، عن حسن بن علیؓ

(۲) ہندیہ ۵ / ۳۵۸

(۳) المائدۃ : ۲

داڑھی کی مقدار

سوال:- میرے ایک دوست تھے، جن کا انتقال ہو چکا ہے، ان کا لڑکا دوسرے مقام پر ملازمت کر رہا ہے، کوئی پندرہ سال بعد ملاقات ہوئی، اس کی داڑھی بہت بڑھی ہوئی تھی، جس کی وجہ سے میں پہچان نہ سکا، بعد ملاقات میں نے کہا، میاں داڑھی آپ جتنی بھی چاہیں رکھیں، لیکن ذرا سے تہذیب دیں، ادھر ادھر کے بال جو بڑھے ہوئے ہیں تراشوا کر ٹھیک کرنا چاہئے، ورنہ سادھوؤں اور سنیاسیوں میں اور ہمارے میں کیا فرق ہوگا، اس لڑکے نے کہا کہ داڑھی کو ہاتھ نہیں لگانا چاہئے خواہ وہ کیسی بھی کیوں نہ ہو وغیرہ وغیرہ، لہٰذا میں معلومات کی خاطر آپ سے دریافت کر رہا ہوں، اس تعلق سے صحیح نقطۂ نظر کیا ہے؟ (عبدالوہاب، ملک پیٹ)

جواب:- شریعت میں داڑھی رکھنا واجب ہے، رسول اللہ ﷺ نے داڑھی رکھنے کی تاکید فرمائی ہے، (۱) آپ نے خود داڑھی رکھی ہے، آپ ﷺ نے صحابہؓ اور تمام سلف صالحین کا اس پر تعامل رہا ہے، لیکن داڑھی کی مقدار کے سلسلہ میں آپ ﷺ کا کوئی صریح حکم منقول نہیں ہے، مگر حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک مشت سے اوپر داڑھی کو تراش لیتے تھے، اسی لئے عام طور پر فقہاء نے ایک مشت کو سنت مؤکدہ یا واجب کہا ہے، پس معلوم ہوا کہ اس سے زیادہ داڑھی تراشی جا سکتی ہے، نیز حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ اپنی داڑھی لمبائی اور چوڑائی میں کچھ حصہ تراشا کرتے تھے: "کان یأخذ من لحیته عرضها وطولها" (۲) —— اس لئے صحیح یہ

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، حدیث نمبر: ۲۲۳

(۲) سنن الترمذي، باب ما جاء في الأخذ من اللحية، حدیث نمبر: ۲۷۶۲

ہے کہ زائد داڑھی تراشنی چاہئے اور اس کی تہذیب کرنی چاہئے؛ تاکہ لوگوں کو وحشت نہ ہو، جیسا کہ بعض غیر مسلم مذہبی پیشواؤں کی صورتوں سے ہوتا ہے۔

فیشن کے طور پر ناخن بڑھانا

سوال:- آج کل ایک فیشن ناخن بڑھانے کا شروع ہوا ہے، عورتیں ناخن بڑے کرتی ہیں، کیا ایسا کرنا درست ہے؟

(عاشق صدیقی ایل بی، شاہین نگر)

جواب:- اسلام میں نظافت اور صفائی ستھرائی کو بڑی اہمیت حاصل ہے، آپ ﷺ نے نظافت کو آدھا ایمان قرار دیا ہے اور طہارت و نظافت کے لئے ایک پورا نظام امت کے حوالہ کیا ہے، ناخن کا تعلق بھی صفائی ستھرائی سے ہے؛ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ناخن کا کاٹنا امور فطرت میں سے ہے''(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

> ''رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے چالیس دن کا وقت مقرر کیا تھا کہ کم سے کم چالیس دنوں میں ایک بار ضرور ہی ناخن کتروا دیا جائے اور بدن کے دوسرے حصوں کو صاف ستھرا کرنے کی تدبیر کی جائے''(۲)

یہ زیادہ سے زیادہ حد ہے، ورنہ فقہاء نے لکھا ہے کہ ہفتہ میں ایک دن ناخن کاٹنا مستحب ہے؛ کیونکہ ناخن کے بڑے ہونے سے اس کی تہوں میں میل جم جاتے ہیں اور نقصاندہ جراثیم کو اپنے لئے ایک ٹھکانہ ہاتھ آجاتا ہے؛ اس لئے یہ نہ صرف اسلامی نقطۂ نظر ہے؛ بلکہ طبی اعتبار سے بھی بڑے ناخن رکھنا صحت کے لئے مضرت رساں ہے؛ اس لئے خواتین کو چاہئے کہ وہ ایسے فیشن سے بچیں جس میں دین کا بھی نقصان اور دنیا کا بھی۔

---

(۱) أبو داؤد باب في أخذ الشارب، حدیث نمبر: ۴۱۹۸

(۲) صحیح مسلم، باب خصال الفطرة، حدیث نمبر: ۲۶۰

کھانے پینے اور سونے کے آداب

کھانے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا دھونا

سوال:- ایک عالم صاحب نے بتایا کہ کھانے سے پہلے دونوں ہاتھ دھونا مسنون ہے، مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آئی، عام طور پر لوگ صرف سیدھا ہاتھ دھوتے ہیں، یہ طریقہ اس لئے بھی معقول معلوم ہوتا ہے کہ کھانا تو صرف سیدھے ہاتھ سے ہی کھایا جاتا ہے، جواب سے نوازیں گے۔ (فہیم الدین، بیدر)

جواب:- کھانے سے پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا چاہئے! کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھانے سے پہلے وضوء کو باعث برکت قرار دیا ہے۔ " برکة الطعام الوضوء قبله والوضوء بعده " (۱) یہاں "وضوء" سے نماز والا وضوء مراد نہیں ہے، بلکہ گٹوں تک دونوں ہاتھوں کا دھونا مراد ہے: " إذ العرب قد تسمی غسل الیدین وضوءا ! " (۲) چنانچہ فقہاء نے صراحت کی ہے کہ صرف ایک ہاتھ یا انگلیاں دھونے سے، کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کی سنت ادا نہیں ہوگی؛ بلکہ دونوں ہاتھوں کا دھونا ضروری ہے۔

---

(۱) ترمذی، کتاب الأطعمة، باب الوضوء قبل الطعام وبعده، حدیث نمبر: ۱۸۴۶

(۲) صحیح ابن خزیمة، کتاب الوضوء، باب الرخصة إلخ قبیل حدیث نمبر: ۲۴۰، قبیل حدیث نمبر: ۲۱۳

"قال نجم الأئمة البخاري وغيره : غسل اليد الواحدة أو أصابع اليدين لا يكفي لسنة غسل اليدين قبل الطعام ؛ لأن المذكور غسل اليدين وذلك إلى الرسغ" (۱)

اس میں حکمت کا پہلو یہ ہے کہ کھانا تو دائیں ہاتھ سے ہی ہے، لیکن بعض دفعہ بائیں ہاتھ سے بھی مدد لینی پڑتی ہے، اس لئے دونوں ہاتھ صاف ستھرے ہونے چاہئیں۔

کھانے سے پہلے کلی

سوال:- ایک عالم صاحب نے بتایا کہ حضور ﷺ نے کھانے سے پہلے وضو کو باعث برکت بتایا ہے، اور اس سے مراد ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ہے، اس لئے کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا اور کلی کرنا چاہئے، جب کہ ہم لوگ صرف کھانے کے بعد کلی کرنے کے بارے میں سنتے آئے ہیں، براہ کرم اس کی وضاحت فرمادیں۔ (صبیح الدین، نیلور)

جواب:- یہ صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد وضو کو باعث برکت قرار دیا ہے:

"بركة الطعام الوضوء قبله والوضوء بعده" (۲)

اس میں وضوء سے مکمل وضو مراد نہیں ہے، بلکہ وضو کا ایک جزء مراد ہے، اور زبان کا محاورہ اس طرح کا ہوتا ہے کہ ایک جز بول کر کل مراد لیا جاتا ہے، جیسے آپ تعداد کی کثرت بتانے کے لئے کہتے ہیں کہ میں نے انسانی سروں کا سمندر دیکھا: حالاں کہ بھیڑ صرف سروں

(۱) ہندیہ: ۵؍ ۳۳۷

(۲) سنن أبي داؤد ، كتاب الأطعمة ، باب في غسل اليد قبل الطعام ، حدیث نمبر: ۳۷۶۱،
وسنن الترمذي ، كتاب الأطعمة ، باب الوضوء قبل الطعام وبعده ، حدیث نمبر: ۱۸۴۶

کی نہیں ہوتی ہے، انسانوں کی ہوتی ہے، پھر اہل علم نے رسول اللہ ﷺ کے معمول مبارک کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بات طے کی ہے کہ کھانے سے پہلے وضو کا کون سا جزء مراد ہے اور کھانے کے بعد کون سا جزء؟ اور وہ یہ ہے کہ کھانے سے پہلے صرف ہاتھ دھویا جائے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کے ساتھ ساتھ کلی بھی کی جائے، یہ بات معقول اور صحت کے تقاضوں کے مطابق بھی ہے، ہاتھ کھانے سے پہلے بھی عام طور پر آلودہ رہتا ہے، لیکن منہ لعاب دہن کی وجہ سے اپنے آپ دھلتا رہتا ہے، یہ لعاب ہضم میں معاون ہوتا ہے، کلی کی جائے تو یہ لعاب ضائع ہو جائے گا، منہ کی جائے تو ہضم میں مدد دے گا، کھانے کے بعد کھائی ہوئی چیز وں کے اجزاء دانت وغیرہ میں لگے رہتے ہیں، اس لئے حفظان صحت کے اصول پر بھی کلی کرنے کی ضرورت رہتی ہے اور طبیعت میں اس کا سخت تقاضہ بھی رہتا ہے؛ چنانچہ صحیح وہی ہے جو آپ نے پہلے سے سن رکھا ہے کہ کھانے سے پہلے صرف ہاتھ دھویا جائے، کلی نہ کی جائے:

"وفي اليتيمة : سئل والدي عن غسل الفم عند الأكل هل هو سنة كغسل اليد ؟ فقال : لا " (۱)

میز و کرسی پر کھانا

سوال:- شادیوں میں میز و کرسی پر کھانا عام ہو گیا ہے، دیندار حضرات بھی اسی طرح کھانے کا نظم رکھتے ہیں، اس میں صفائی وستھرائی اور جوتے چپل کی حفاظت میں بھی آسانی ہوتی ہے اور نیا دسترخوان لگانا بھی آسان ہوتا ہے، بعض لوگ اس طرح کھانے کو مکروہ کہتے ہیں، ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟ کیا اگر کہیں اس طرح کھلانے کا نظم ہو تو اس میں شریک ہوا جائے؟

(عبد المعید انصاری، مشیر آباد)

جواب:- اسلام کی رحمت اور انسانی فطرت وضرورت سے ہم آہنگی کا ایک پہلو

---

(۱) الفتاوی الهندیه : ۵/ ۳۳۷

یہ ہے کہ جن کاموں میں کوئی اخلاقی شناعت نہیں ہے اور ان کو انجام دینے میں لوگوں کے مذاق الگ الگ ہیں اور انسان اپنی صحت اور جسمانی ہیئت کے اعتبار سے ان کو مختلف طریقوں پر کرنے میں سہولت محسوس کرتا ہے، ان میں کسی ایک ہی طریقے کو لازم نہیں کیا گیا ہے؛ بلکہ اس کو لوگوں کے مزاج و مذاق اور آسانی پر چھوڑ دیا گیا ہے، جیسے: اٹھنا، بیٹھنا، سونا، چلنا وغیرہ، ایسے ہی اُمور میں کھانا بھی ہے، اس لئے کرسی پر بیٹھ کر کھانا نا جائز یا مکروہ نہیں ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے؛ البتہ اسلام چاہتا ہے کہ لوگوں کی زندگی میں سادگی ہو اور زمین پر بیٹھنے میں سادگی کا پہلو زیادہ ہے، اس طرح عہد نبوی میں ایرانی حضرات تعیش کے اظہار کے لئے چوکی پر کھایا کرتے تھے، یعنی نیچے بیٹھتے اور چوکی پر کھانا رکھتے، آپ چاہتے تھے کہ مسلمانوں میں یہ مزاج نہ پیدا ہو؛ اس لئے آپ نے عربوں کے سادہ طریقہ کے مطابق زمین پر دسترخوان بچھا کر کھانے کا معمول رکھا؛ چنانچہ حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے نہ چوکی پر کھانا کھایا، نہ طشتری استعمال کی اور نہ باریک چپاتی کھائی؛ بلکہ آپ دسترخوان پر کھایا کرتے تھے، (۱) مگر آپ ﷺ نے اس کو لازم قرار نہیں دیا؛ اس لئے جیسے پتلی روٹی اور الگ الگ رکابیوں اور طشتریوں میں کھانا جائز ہے، اسی طرح زمین پر دسترخوان بچھانے کے بجائے میز یا چوکی پر بھی کھانا کھانا جائز ہے۔

تاہم ان اُمور میں بھی جن کا تعلق عادت اور مقامی ثقافت سے ہے، رسول اللہ ﷺ کے طریقہ پر قائم رہنا بہر حال افضل ہے؛ اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ گھروں میں زمین پر دسترخوان بچھانے کا معمول بنائیں اور جہاں اس میں دشواری ہو وہاں میز و کرسی پر بھی کھا سکتے ہیں۔

دسترخوان کی جگہ اخبار بچھانا

سوال :- سفر میں اکثر اس کی نوبت آتی ہے کہ کھانے

---

(۱) بخاری ، باب ماکان النبي صلی اللہ علیه وسلم و أصحابه یأکلون الخ ، حدیث نمبر : ۵۴۱۵ .

کے لئے دستر خوان کے طور پر اخبارات بچھائے جاتے ہیں، اخبارات سے مٹھیں پونچھی جاتی ہیں، کھانے کے بعد ہاتھ صاف کیا جاتا ہے، ایسے کاموں کے لئے اخبارات کا استعمال کہاں تک جائز ہے؟ (عبدالمقتدر، گلبرگہ)

جواب:- اگر اخبارات میں قرآنی آیات، احادیث اور دینی مضامین ہوں، تو ایسے کاموں کے لئے ان کا استعمال قطعاً جائز نہیں؛ بلکہ اردو اخبارات کو سرے سے ایسے کاموں کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہئے؛ کیوں کہ ان میں اللہ اور رسول کا نام مختلف انداز سے آہی جاتا ہے، ہاں! ایسے اخبارات جن میں کوئی دینی بات نہ ہو ضرورتاً ان مقاصد کے لئے استعمال کئے جا سکتے ہیں، گو امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ دعوت میں انگلیوں کو پونچھنے اور ہاتھ کو صاف کرنے کی غرض سے کاغذ کا استعمال مکروہ ہے:

"حکی الحاکم عن الإمام أنه کان یکره استعمال الکواغد في ولیمة لیمسح بها الأصابع وکان یشدد فیه ویزجر عنه زجرا بلیغا" (۱)

لیکن یہ کراہت سادہ کاغذ کے بارے میں ہے، جس پر لکھنے کی گنجائش ہو؛ کیونکہ وہ آلۂ کتابت ہے اور اس لحاظ سے اس کا احترام ضروری ہے، جو کاغذ استعمال شدہ ہو کہ ان پر مزید لکھنے کی گنجائش نہ ہو یا جو کاغذ ہاتھ پونچھنے اور دستر خوان بنانے ہی کے لئے بنایا گیا ہو لکھنے کے لائق ہی نہ ہو، انہیں استعمال کرنے کی گنجائش ہے؛ اس لئے جن اخبارات میں آیات و احادیث اور دینی مضامین نہ ہوں، تو ان کو ضرورتاً ان مقاصد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

بھوک سے زیادہ کھانا

سوال:- آج کل کھانے کی دعوتیں بڑی ہی مسرفانہ ہوتی

---

(۱) الفتاویٰ الهندیة: ۳۲۲/۵

ہیں، بہت سی دفعہ انسان اپنی خواہش یا میزبان کے اصرار پر بہت
زیادہ کھالیتا ہے، یہاں تک کہ بعض اوقات پیٹ بھی خراب ہو جاتا
ہے، اس طرح صحت کے اعتبار سے تو نقصان دہ ہے ہی، کیا
شرعی اعتبار سے بھی اس میں کوئی قباحت ہے؟"

(افتخار احمد بیگ، شمس آباد)

جواب:- افضل طریقہ تو یہی ہے کہ انسان خواہش باقی رہتے ہوئے کھانا چھوڑ دے، جیسا کہ حدیث میں وارد ہے، کہ پیٹ کا ایک تہائی کھانے کے لئے اور ایک تہائی پانی کے لئے اور ایک تہائی سانس کے لئے ہونا چاہئے

"فثلث لطعام وثلث للشراب وثلث لنفس" (۱)

یعنی آسودگی سے بھی کم کھایا جائے، البتہ اتنا کھانا کہ طبیعت آسودہ ہو جائے، جائز ہے، اس میں کراہت نہیں ہے، اس سے زیادہ کھانا اور پر تکلف خواہش ختم ہو جانے کے باوجود کھاتے رہنا درست نہیں؛ کیوں کہ یہ فضول خرچی بھی ہے، اور صحت کے لئے نقصان دہ بھی، اور صحت کی حفاظت بھی انسان پر واجب ہے، علامہ علاء الدین حصکفیؒ نے تو اسے حرام کہا ہے اور قاضی خاں نے خانیہ میں مکروہ قرار دیا ہے:

"ومباح إلى الشبع لتزيد قوته، وحرام عبر في الخانية بيكره، وهو ما فوقه أي الشبع، وهو أكل طعام غلب على ظنه أنه أفسد معدته" (۲)

اس لئے اس طرح کھانے سے بچنا چاہئے اور محض کھانے پینے کو مقصد زندگی نہ بنانا چاہئے، کیوں کہ کھانا زندگی کے لئے ہے نہ کہ زندگی کھانے کے لئے۔

---

(۱) سنن ابن ماجة، كتاب الأطعمة، باب الاقتصاد في الأكل وكراهة الشبع، حدیث نمبر ۳۳۴۹

(۲) الدر المختار مع رد المحتار ۹؍۴۹۰

روٹی آنے کے باوجود سالن کا انتظار

سوال:- بعض علماء سے سنا ہے کہ روٹی آجائے اور سالن نہ آیا ہو تو سالن کا انتظار نہیں کیا جائے ؛ بلکہ روٹی کھانا شروع کردے، کیا یہ درست ہے؟ (کلیم الدین، چار مینار)

جواب:- یہ بات بعض فقہاء نے لکھی ہے،(۱) لیکن اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ یا صحابہ ؓ کی کوئی روایت منقول نہیں ہے، بعض اوقات دستر خوان پر روٹی اور چاول پہلے رکھا جاتا ہے اور سالن بعد میں لایا جاتا ہے اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ اسے سالن کے ساتھ کھایا جائے، اس لئے اگر سالن کا انتظار کرلیا جائے تو کوئی قباحت نظر نہیں آتی اور نہ یہ رزق الٰہی کی بے توقیری ہے، خاص کر اگر آدمی کہیں مہمان ہو تو ضرور اس کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ سالن آنے کے بعد ہی روٹی اور چاول کھائے، اگر روٹی پہلے کھالے تو یہ میزبان کے لئے زحمت کا باعث ہوسکتا ہے۔

کھائے ہوئے برتن کو دھوکر پی جانا

سوال:- اخترایک دعوت میں شریک تھا، میرے سامنے جو صاحب بیٹھے ہوئے تھے، کھانا ختم ہونے کے بعد انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ کھانے کے برتن میں دھوئے، پھر کچھ برتن کو بھی دھویا، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اس کے بعد وہ اس پورے پانی کو پی گئے، کیا اس طرح پانی پینا جائز ہے، شریعت وپاکیزگی کے اصول کیا اس کی اجازت دیتے ہیں؟ (سید رہبر شاہ، ہمنا آباد)

جواب:- کوئی چیز ناپاک اس وقت ہوتی ہے، جب کہ اس کا نجاست سے اختلاط ہوا ہو، چوں کہ کھانے کا برتن بھی پاک ہے اور ہاتھ بھی پاک ہے، نیز ہاتھ میں لگے ہوئے

---

(۱) دیکھئے: البحر الرائق: ۱۸۳/۸

کھانے کے اجزا ابھی پاک ہیں: اس لئے موصوف جو دھوون پی گئے، اسے ناپاک نہیں کہا جا سکتا؛ البتہ یہ نظافت اور تہذیب وشائستگی کے تقاضوں کے خلاف ہے، جیسے دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے اور بائیں ہاتھ سے کھانا کھانے سے منع کیا گیا ہے؛ حالاں کہ استنجاء کرنے کے بعد جب ہاتھ دھولیا جاتا ہے، تو وہ پاک ہو جاتا ہے، اور اس میں ناپاکی باقی نہیں رہتی، اس کے باوجود نظافت وشائستگی کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے بائیں ہاتھ سے کھانے (۱) اور دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے کو منع فرمادیا،(۲) اس لئے موصوف کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا؛ البتہ وہ دھوون پاک اور حلال ہے، ناپاک اور حرام نہیں۔

کھلے سر کھانا

سوال:- میری دادی مجھے کھلے سر کھانے پر بہت ڈانٹتی ہیں اور کہتی ہیں کہ اس کی وجہ سے کھانے میں شیطان شریک ہو جاتا ہے، ہم لوگ اسکول جاتے ہیں، ہمارے یونیفارم میں ٹوپی نہیں ہے؛ اس لئے کھلے سر ہی کھانا پڑتا ہے۔ (احمد شفیق، اکبر باغ)

جواب:- کھانے کے وقت ٹوپی پہننا آداب میں سے ہے، پہننا ضروری نہیں ہے، اگر کھلے سر کھالیا تو گناہ گار نہیں ہوگا: "لا بأس بالأكل مكشوف الرأس و هو المختار "(۳) البتہ مسلمان طلبہ کو کوشش کرنی چاہئے کہ ان کی ٹوپی ان کے ساتھ رہے؛ تاکہ نماز کے وقت ٹوپی پہن سکیں، کیوں کہ بلا سبب کھلے سر نماز پڑھنا کراہت سے خالی نہیں ہے، میرے علم کے مطابق ایسی کوئی حدیث نہیں ہے جس میں کھلے سر کھانے پر شیطان کے کھانے میں شامل ہو جانے کا ذکر ہو، ہاں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ "بسم اللہ" کہے بغیر کھانے میں شیطان

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، حدیث نمبر: ۲۰۱۹/۱۰۴

(۲) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب النهي عن الاستنجاء باليمين، حدیث نمبر: ۱۵۳

(۳) ہندیہ: ۳۳۷/۵

شریک ہو جاتا ہے۔ شیطان کی شرکت سے مراد یا تو حقیقت میں شریک ہو جانا ہے یا کھانے سے برکت کا اٹھ جانا ہے۔

دسترخوان پر کھانا بعد میں لایا جائے

سوال:- بعض بزرگوں سے سنا ہے کہ دسترخوان پر پہلے لوگ بیٹھیں پھر کھانا لایا جائے، اسی طرح کھانا اٹھا لیا جائے تب کھانے والے اٹھیں، کیا یہ عمل کسی حدیث سے ثابت ہے؟

(رفیق احمد، گلبرگہ)

جواب:- کھانا اللہ تعالیٰ کی نہایت ہی عظیم الشان نعمت ہے، اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت قابل قدر اور لائق احترام ہے اور جو نعمت جس درجہ اہم ہو اسی لحاظ سے اس کا زیادہ احترام بھی ہونا چاہئے؛ چنانچہ کھانے کے بعد خاص طور پر دعا سکھائی گئی ہے اور کھانے کی چیزوں سے استنجاء کرنے سے منع کیا گیا ہے، ادب و احترام کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ قابل احترام شئی کا انتظار کیا جائے اور اس کو رخصت کرنے کے بعد خود اٹھا جائے، اسی پس منظر میں یہ بات کہی جاتی ہے کہ کھانا آنے سے پہلے لوگ دسترخوان پر بیٹھیں اور کھانا اٹھنے کے بعد دسترخوان سے اٹھیں، گویا یہ آداب میں سے ہے، تاہم میرے علم کے مطابق کسی حدیث میں یہ حکم نہیں آیا ہے اور نہ فقہاء نے لکھا ہے۔ واللہ اعلم

لہو ولعب

شطرنج کھیلنا

سوال:- ہمارے محلہ میں بہت سے بچے شطرنج کھیلتے ہیں، شطرنج کھیلنے کا کیا حکم ہے؟ براہ کرم روشنی ڈالئے۔

(عبدالحفیظ، عادل آباد)

جواب:- شطرنج میں اگر پیسوں کی شرط بھی ہو تو یہ جوا ہونے کی وجہ سے حرام اور سخت گناہ ہے اور اگر پیسوں کی شرط نہ ہو تب بھی مکروہ تحریمی یعنی قریب بہ حرام ہے؛ کیوں کہ اس سے وقت جیسی عظیم نعمت ضائع ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ جوا کھیلنے کا مزاج پیدا ہو جاتا ہے، والدین اور محلہ کے بزرگوں کی شرعی واخلاقی ذمہ داری ہے کہ بچوں کو دنیا وآخرت برباد کرنے والی اس حرکت سے روکیں۔

قرعہ اندازی اور قمار

سوال:- کیا قرعہ اندازی بذات خود قمار میں شامل نہیں ہے؟

(شمس الدین، چنئی)

جواب:- قرعہ اندازی کی مختلف صورتیں ہیں: ایک صورت یہ ہے کہ مختلف لوگوں سے پیسے لے جائیں اور قرعہ اندازی کی جائے، قرعہ میں جس کا نام نکل جائے صرف اس کو وہ شئی حوالہ کی جائے اور دوسروں کو کچھ نہ ملے تو یہ قمار ہونے کی وجہ سے قطعاً ناجائز ہے، دوسری

صورت یہ ہے کہ مختلف لوگوں سے یکساں رقم لی جائے ؛ لیکن دی جانے والی شی متعین نہ ہو ، قرعہ میں جس کے نام پر جو چیز نکل آئے ، اسے وہ چیز دے دی جائے ، یہ شکل ابتدائی صورت میں جائز نہیں ؛ کیوں کہ اس میں فروخت کی جانے والی شی متعین نہیں ہوتی ؛ لیکن جب قرعہ اندازی میں کسی کے نام پر کوئی چیز نکل آئے ، وہ اسے حوالہ کردی جائے اور وہ شخص اسے قبول کرلے تو اب یہ معاملہ درست ہو جائے گا ؛ کیوں کہ اب اس شی پر اس کی رضا مندی ظاہر ہوگئی ، اور مختلف ایسے معاملات ہیں ، جو ابتداءً درست نہیں ہوتے ؛ لیکن انتہاءً درست ہو جاتے ہیں ، تیسری صورت یہ ہے کہ ہر شخص کو اس خرید کی ہوئی چیز مل جائے ؛ لیکن بیچنے والی کمپنی یا دکان بعض خریداروں کو قرعہ اندازی کے ذریعہ اپنی طرف سے انعام دے ، یہ صورت قمار کی نہیں ہے ، انعام کی ہے اور انعام میں حلال چیز دی جائے تو اس کا قبول کرنا درست ہے ۔

کروڑ پتی پروگرام کا انعام

سوال :- کچھ عرصہ پہلے ٹی ، وی پر ’’ کروڑ پتی ‘‘ کے نام سے پروگرام آرہا تھا ، ناظرین سے سوال کیا جاتا ہے اور فون کے ذریعے جواب دیا جاتا ہے ، قرعہ اندازی کے ذریعہ جس کا نام آتا ہے ، اس کو بطور انعام دو لاکھ روپے دیا جاتا ہے ، مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ یہ انعام مسلمان کے لئے جائز ہے یا نہیں ؟ کسی شخص پر سودی قرض ہو ، وہ اسے اس انعام سے ادا کرنا چاہے تو کیا اس کی گنجائش ہے ؟ (آر ، خان ، خیریت آباد)

جواب :- اگر کروڑ پتی پروگرام میں شریک ہونے والوں سے شرکت کی فیس کے طور پر کوئی رقم لی جاتی ہو ، کامیاب ہونے والوں کو انعامی رقم ملتی ہو اور ناکام ہونے والوں کی رقم ڈوب جاتی ہو ، تو یہ صورت قمار کی ہے اور اگر شریک ہونے والوں سے کوئی رقم نہیں لی جاتی ، صرف درست جواب دینے والوں کو رقم دی جاتی ہے ، تو یہ انعام کی شکل ہے ، پہلی صورت جائز

نہیں ہے؛ کیوں کہ اسلام میں قمار و جوا کو حرام قرار دیا گیا ہے۔(۱) دوسری صورت انعام کی ہے اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں، میری معلومات کے مطابق غالباً دوسری صورت ہی پیش آتی ہے، اگر ایسا ہی ہو تو یہ رقم حلال ہوگی اور کسی بھی مصرف میں اس کا استعمال کرنا درست ہوگا۔

---

(۱) المائدۃ:۹۰

تصویر

بچوں کے باتصویر کھلونوں کا حکم

سوال:- بچوں کے کھلونوں میں گڑیا، بلی، سور وغیرہ جو پلاسٹک کے بنے ہوتے ہیں، ان کا خریدنا اور بچوں کو کھیلنے کے لئے دینا کیا جائز ہے؟ (ضمیر احمد، گولکنڈہ)

جواب:- اسلام میں تصویر کی حرمت بہت ہی شدید ہے اور آپ ﷺ نے بار بار تاکید کے ساتھ صورت گری اور تصویر سازی سے منع فرمایا ہے، پلاسٹک کی جو تصویریں بنی ہوتی ہیں، ان کے تصویر ہونے میں کوئی شبہ نہیں، بلکہ وہ سایہ دار تصویریں ہیں، جن کی حرمت پر اہل علم کا اتفاق ہے اور جو چیز کسی کے لئے جائز نہ ہو، بچوں کے لئے بھی اس کا مہیا کرنا درست نہیں، گڑیا وغیرہ کے بارے میں فقہاء نے صراحت کی ہے کہ بچوں کو بہلانے کے لئے ٹھیکرے کا بنا ہوا بیل یا گھوڑا خریدنا جائز نہیں اور اگر کوئی اسے تلف کردے تو تلف کرنے والے پر اس کا کوئی تاوان واجب نہیں:

"اشتری ثورا أو فرسا من خزف لأجل إستيناس الصبي لا يصح و لا قيمة له ، ولا يضمن متلفه"(۱)

غرض اس طرح کی گڑیا خرید کر بچوں کو دینا جائز نہیں۔

---

(۱) در مختار: ۵۰/۲

پاسپورٹ سائز تصویر

سوال: - پاسپورٹ سائز کی تصویر شرعاً پوری تصویر متصور ہوگی یا نہیں؟ کیوں کہ اس تصویر میں ہاتھ، پیر، پیٹ وغیرہ نہیں ہوتے، نیز اس پر سجدہ جائز ہے یا نہیں؟ (انیس، یوپی)

جواب: - پاسپورٹ سائز تصویر اگر کسی ضرورت کے تحت لی جائے تو اس کی اجازت ہے؛ کیوں کہ ایک تو ضرورت کے درجہ کے احکام عام حالات سے مختلف ہوتے ہیں، دوسرے اگر تصویر کا ایسا حصہ کاٹ دیا ہو جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا تو بہت سے فقہاء نے ایسی تصویر کو مباح بھی قرار دیا ہے۔

" إذا كانت الصورة مجسمة كانت أو مسطحة، مقطوعة عضو، لا تبقى الحياة معه، فإن استعمال الصورة حينئذ جائز، وهذا قول جماهير العلماء من الحنفية والمالكية والشافعية والحنابلة " (۱)

البتہ ایسی تصویر سے بھی احتیاط کرنی چاہئے، —— جہاں تک اس پر سجدہ کرنے کی بات ہے تو یہ جائز نہیں؛ کیوں کہ ایسی تصویر میں بھی صورت پہچانی جاتی ہے، اور اگر اس پر سجدہ کیا جائے تو صاحب تصویر کی عبادت کا وہم پیدا ہوتا ہے۔

---

(۱) الموسوعة الفقهية: ۱۲/۱۲۳

جائز و ناجائز کھانے کی چیزیں

غیر فطری طریقہ پر انڈوں سے مرغی کے بچے

سوال:- آج کل جو انڈوں سے مرغی کے بچے پیدا کررہے ہیں، کیا یہ جائز نہیں ہے؟ (سید حفیظ الرحمن، نظام آباد)

جواب:- جو جانور خود حلال ہو، اس کا انڈا بھی حلال ہے اور اس انڈے سے نکلنے والے بچے بھی، اور اس کے حلال ہونے کے لئے فقہاء نے نر و مادہ کے اتصال کو ضروری قرار نہیں دیا ہے، بلکہ کوئی دوسرا طریقہ کار اس جانور کے بچے کے حصول کے لئے کافی ہو جائے تو یہ بھی درست ہے اور وہ بھی حلال ہوگا۔

گٹکا کھانا

سوال:- ہماری مسجد کے پیش امام صاحب کئی سالوں سے گٹکھا کا استعمال بہت زیادہ کررہے ہیں، کبھی کبھی سگریٹ بھی پی لیتے ہیں، ان کے منہ سے زردہ کی مہک آتی رہتی ہے، کیا امام صاحب کا گٹکھا کھانا درست ہے؟ کیا گٹکھا کھا کر مسجد میں آیا جاسکتا ہے؟ براہ کرم اس کی وضاحت کریں۔ (عبد اللہ، حیدرآباد)

جواب:- رسول اللہ ﷺ نے نشہ والی چیزیں اور سخت نقصان دہ چیزوں کے

استعمال سے منع فرمایا ہے ''نهى رسول الله ﷺ عن كل مسكر ومفتر ''(۱) گٹکا اس دوسری قسم جیسی نہایت نقصان دہ چیزوں میں شامل ہے، اگر اس میں حرام اجزاء بھی شامل ہوں، جیسا کہ بعض حضرات نقل کرتے ہیں کہ اس میں گوشت وغیرہ کے اجزاء بھی اثر انگیز بنانے کے لئے ڈال دیئے جاتے ہیں تب تو اس کا کھانا بالکل حرام ہے اور اگر صرف تمباکو سے بنایا گیا ہو، تو بعض فقہاء نے حرام اور بعض نے مکروہ تحریمی قرار دیا ہے اور زیادہ صحیح مکروہ تحریمی ہونا ہے، جو خود بھی قریب بہ حرام ہوتا ہے؛ اس لئے گٹکا کھانا نہ امام صاحب کے لئے درست ہے، نہ دوسروں کے لئے، یہی حکم سگریٹ کا بھی ہے، امام کی حیثیت چوں کہ عام مسلمانوں کے مقتدا کی ہوتی ہے؛ اس لئے انہیں تو خاص طور پر اس سے بچنا چاہئے، اور مسجد کے منتظمین کو حکمت کے ساتھ اس سے منع کرنا چاہئے، نیز رسول اللہ ﷺ نے اس حال میں مسجد میں آنے سے منع فرمایا کہ اس کے منہ میں بدبو ہو؛ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو بھی لہسن یا پیاز کھائے، وہ ہماری مسجد سے دور رہے، (۲) —— اور بعض روایتوں میں ہے کہ ہماری مسجد کے قریب بھی نہ آئے: ''فلا يقربن مسجدنا ''(۳) —— اس لئے گٹکا کھانے کے بعد جب تک منہ صاف نہ کرلے مسجد میں نہیں آنا چاہئے۔

''E'' مارکہ اشیاء

سوال:- نمکین و میٹھے بسکٹ کے پیکٹوں پر مثلاً Cracjack' Fifty-Fifty' Parle وغیرہ پر Injredients (غذائی اجزاء) کے تحت مختلف کوڈ نمبر میں (E954tE100) ہوتے ہیں، بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ

---

(۱) سنن أبي داؤد، كتاب الأشربة، باب النهي عن المسكر، حدیث نمبر: ۳۶۸۶

(۲) بخاری، عن جابر بن عبد الله، باب ما يكره من الثوم، حدیث نمبر: ۳۵۴۵

(۳) حوالہ سابق، حدیث نمبر: ۱۵۲۵

یہ سور چربی کا کوڈ نمبر ہوتا ہے، کیا ایسی چیزوں کا استعمال جائز ہے؟

(حافظ زبیر، ناندیڑ)

جواب:- "E" کوڈ کا مطلب یہ ہے کہ اس شی میں حیوانی جلاٹین استعمال کیے گئے ہیں، حیوانی جلاٹین کا خنزیر ہی سے حاصل کرنا ضروری نہیں، یہ حلال جانور سے بھی حاصل ہو سکتے ہیں، پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حیوان کے جن اجزاء کو جلاٹین میں استعمال کیا گیا ہے، جلاٹین میں ان کا وجود باقی ہے یا گم ہو چکا ہے؛ کیوں کہ اگر کسی چیز کی حقیقت بدل جائے، جیسے شراب کو سرکہ بنا دیا جائے، یا گوبر جلا کر راکھ کر دیا جائے تو اس کا حکم بدل جاتا ہے، اس لیے جب تک اس بات کی تحقیق نہ ہو جائے کہ اس میں خنزیر کے اجزاء استعمال کیے گئے ہیں اور وہ اپنی حقیقت کے ساتھ باقی ہے، اس وقت تک اس کے حرام ہونے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا، کیوں کہ محض شک پر حرمت کا حکم نہیں لگایا جاتا، ہاں! اگر کوئی شخص اپنے طور پر احتیاطاً پرہیز کرے تو وہ ان شاء اللہ اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔

شکر بنانے میں ہڈی کا استعمال

سوال:- بعض لوگ کہتے ہیں کہ شکر کی تیاری میں ہڈیاں استعمال کی جاتی ہیں، یہ ہڈیاں حرام جانوروں کی یا غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے ہوئے جانوروں کی بھی ہوتی ہیں، تو کیا اس کا استعمال جائز ہوگا؟

(غوث خان، کڑپہ)

جواب:- شکر عام طور پر گنے اور کھجور وغیرہ نباتات سے تیار کی جاتی ہیں، میرے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ ہڈیوں سے شکر تیار کی جاتی ہے، اس لیے محض شک کی بنا پر شکر جیسی چیزوں —— جو روزمرہ استعمال کی ہیں —— کو حرام قرار نہیں دیا جا سکتا، اس کے علاوہ شریعت کا اصول یہ ہے کہ اگر کسی چیز کی حقیقت بدل جائے تو اس کا حکم بدل جاتا ہے، اس لیے اگر اس میں ہڈیاں استعمال بھی کی جاتی ہیں، تب بھی حقیقت کے بدل جانے کی وجہ سے یہ جائز ہوگی، فقہاء نے تنور میں لگنے والی نجاست کے بارے میں یہی فرمایا ہے:

" و لا یکون نجساً رماد قذر و إلا یلزم نجاسة الخبز في سائر الأمصار و لا ملح کان حماراً أو خنزیراً و لا قذر وقع في بئر فصار حماة لانقلاب العین ، به یفتی " (۱)

نیز ماضی قریب کے ایک ممتاز ہندوستانی فقیہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ نے اسی طرح کے ایک سوال کا جو جواب دیا ہے، اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، یہاں اس سوال وجواب کا نقل کرنا مناسب ہوگا:

سوال:- چینی کے متعلق بعض اصحاب وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس کو صاف کرنے کے لیے مردار حیوانات کی ہڈیاں استعمال کی جاتی ہیں، اس لیے مسلمانوں کو اس کا استعمال کرنا ناجائز ہے، آپ کے نزدیک اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب:- ہمیں تو اس کے متعلق معلوم نہیں، پھر ہڈیاں اگر جلا کر ان کی راکھ یا جلی ہوئی ہڈیاں صاف کرنے کے لیے ڈالی جاتی ہیں، تو وہ ناپاک نہیں ہیں۔ (۲)

---

(۱) الدر المختار مع الرد : ۱: ۳۲۷

(۲) کفایۃ المفتی : ۹: ۱۴۳

نشہ آور اشیاء

تاڑی (سیندھی) کا حکم

سوال:- سیندھی (تاڑی) کی قلیل مقدار جس سے نشہ نہ آتا ہو، اتنی پی جاسکتی ہے؟ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ طلوع آفتاب سے قبل سیندھی پینے کی اجازت ہے، اس کے بعد نہیں؛ کیوں کہ سورج نکلنے کے بعد اس کی مٹھاس ختم ہوجاتی ہے اور جھاگ پیدا ہوجاتا ہے، یہ بات کہاں تک درست ہے؟

(عبدالعلیم اطہر، کھم)

جواب:- کچھ مشروبات وہ ہیں، جن کو پکا کر یا کسی اور عمل کے ذریعہ نشہ آور بنادیا جاتا ہے یعنی ان کی بناوٹ کا مقصد ہی نشہ ہے، وہ فقہ کی اصطلاح میں "خمر" یعنی خالص شراب ہیں، ان کی مقدار بالکل تھوڑی ہو یا زیادہ، ان کے پینے سے نشہ آتا ہو یا کسی خاص شخص کو عادت کی وجہ سے نشہ نہیں آتا ہو، بہر صورت وہ حرام بھی ہیں اور نجاست غلیظہ بھی ہیں اور شریعت کی نظر میں وہ قابل قیمت نہیں ہیں (۱) — بعض اشیاء وہ ہیں، جو بذات خود نشہ آور نہیں ہیں اور نشہ کے لئے ان کو تیار بھی نہیں کیا گیا ہے، وہ جائز ہیں؛ لیکن اگر کسی شخص کو ان سے نشہ آجاتا ہو، تو نشہ لانے والی مقدار میں ان کا استعمال کرنا حرام ہے، ایسی ہی چیزوں میں تاڑی

(۱) الدر المختار: ۲۶۰/۲ - ۳۲

(سینڈگی) کو بھی شمار کیا گیا ہے، یہ تفصیل امام ابوحنیفہ کی رائے پر ہے، اکثر فقہاء کے نزدیک جس چیز سے بھی نشہ پیدا ہو جاتا ہو، وہ سب یکساں طور پر حرام ہیں؛ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کل مسکر حرام" (۱) اور آپ ﷺ کا ارشاد یہ بھی ہے کہ جس کی کثیر مقدار سے نشہ پیدا ہوتا ہو، اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے: "ما أسکر کثیره فقلیله حرام" (۲) نیز اگرچہ دھوپ پڑنے کے بعد ہی تاڑی میں جھاگ اٹھتی ہے اور نشہ کی کیفیت پیدا ہوتی ہے؛ لیکن چوں کہ دھوپ نکلنے سے پہلے بھی ایسے مشروب کا استعمال بتدریج انسان کو اس کا خوگر بنا دیتا ہے اور پھر اندیشہ ہے کہ نشہ آور اور غیر نشہ آور کا فرق بھی جاتا رہے؛ اس لئے صحیح یہ ہے کہ موجودہ دور میں تاڑی کی مطلق ممانعت ہے، چاہے اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ، چاہے کسی خاص شخص کو اس سے نشہ پیدا نہ ہو اور چاہے اس میں جھاگ پیدا نہ ہوگیا ہو۔ واللہ اعلم

الکحل کے ذریعہ پکوان

سوال:- الکحل کے ذریعہ آگ سلگا کر پکوان کیا جاتا ہے، اس طرح پکایا گیا کھانا حلال ہوگا یا نہیں؟ (محمد مصطفیٰ، ممبئی)

جواب:- شراب یا نشہ آور الکحل حرام ہے، اس کا پینا یا جسم پر خارجی استعمال کرنا جائز نہیں ہے؛ لیکن اس کو ایندھن کے طور پر استعمال کرنا درست ہے، اس میں کوئی مانع نہیں ہے؛ اس لئے کہ شریعت میں ایندھن کے پاک ہونے کو ضروری قرار نہیں دیا گیا ہے؛ چنانچہ فقہاء نے فضلات اور گوبر وغیرہ کو بطور ایندھن استعمال کرنے کی اجازت دی ہے: "ویجوز بیع السرقین والبعر والانتفاع به والوقود به" (۳)۔ واللہ اعلم

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب بعث أبي موسی ؓ ومعاذ بن جبل ؓ إلی الیمن قبل حجة، حدیث نمبر: ۴۰۸۷

(۲) سنن أبي داؤد، کتاب الأشربة، باب النهي عن المسکر، حدیث نمبر: ۳۶۸۱

(۳) رد المحتار: ۴۳۵/۷

کیا سینٹ لگانا جائز ہے؟

سوال:- آج کل بازار میں کثرت سے ایسے پرفیومس ملتے ہیں، جن میں الکحل کی آمیزش ہوتی ہے، بعض لوگ ایسی خوشبو کے استعمال سے منع کرتے ہیں، ایک مفتی صاحب نے اس سلسلہ میں آپ کی کتاب کا بھی حوالہ دیا ہے؛ لیکن ایک اور صاحب نے نقل کیا ہے کہ آپ اس کی اجازت دیتے ہیں، براہ مہربانی اس کی وضاحت کردیں۔ (محمد عبدالحی، ممبئی)

جواب:- الکحل کا استعمال دواؤں میں بھی ہوتا ہے، عطریات میں بھی، اور نشہ آور مشروبات میں بھی، یہ مختلف نباتات سے حاصل کیا جاتا ہے، ایک زمانہ میں علماء تک یہ بات پہنچی تھی کہ یہ جوہر شراب ہے اور ہر الکحل نشہ آور ہوتا ہے، اس لئے فتوی دیا گیا تھا کہ الکحل آمیز پرفیوس کا استعمال جائز نہیں، اس حقیر نے بھی اپنی تالیف ''جدید فقہی مسائل'' اور ''حلال وحرام'' میں یہی لکھا ہے؛ لیکن بعد کو یہ تحقیق سامنے آئی کہ الکحل کی مختلف قسمیں ہیں، جو الکحل دواؤں میں استعمال کیا جاتا ہے، وہ تو نشہ آور ہوتا ہے، مگر جو الکحل عطریات میں استعمال ہوتا ہے، وہ نشہ آور نہیں ہوتا، اس بات کو اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے تیرہویں سیمینار منعقدہ شیخ آباد میں اس شعبہ کے کئی متدین مسلمان سائنس دانوں نے بہ اتفاق رائے بتایا؛ اس لئے اب احقر کی رائے ہے کہ سینٹ کا استعمال جائز ہے۔ واللہ اعلم

دعوت وضیافت

علماء و داعیانِ دین کا غیر شرعی امور سے آلودہ تقریبات میں شریک ہونا

سوال :- آج کل شادی بیاہ میں فوٹو گرافی ویڈیو گرافی اور فضول خرچی جتنی زیادہ ہوتی ہے، وہ سب کے سامنے ہے، ائمہ مساجد اور دینی کاموں کے ذمہ داروں کو بھی بہت خواہش کے ساتھ مدعو کیا جاتا ہے اور اگر وہ ان تقریبات میں شریک نہ ہوں تو ناراضگی بھی پیدا ہوتی ہے، اور اس کا اثر تعلقات پر بھی پڑتا ہے تو ایسی صورت میں مساجد کے ائمہ کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے؟

(ایک امام مسجد، یاقوت پورہ)

جواب :- مساجد کے ائمہ اور دینی اور دعوتی جماعتوں اور تنظیموں کے ذمہ داروں، اسی طرح علماء، مشائخ اور مفتیان وقضاۃ کی حیثیت عام لوگوں کی سی نہیں ہے اور ان کا عمل ان کی ذات تک محدود نہیں ہوتا؛ بلکہ دوسروں کے لئے دلیل بن جاتا ہے! اس لئے انہیں ایسے معاملات میں پوری احتیاط برتنی چاہئے، ایسے لوگوں کے لئے واجب ہے کہ اگر پہلے سے صورت حال معلوم ہو تو ایسی تقریب میں شرکت نہ کریں! بلکہ عوام کے لئے بھی پہلے سے واقف ہونے کی صورت میں ایسی تقریبات میں شرکت سے منع کیا گیا ہے اور اگر پہلے سے اطلاع نہیں تھی، وہاں پہنچنے کے بعد لہو ولعب اور خلاف شرع بات دیکھے تو اس پر واجب ہے کہ

انہیں اس سے روکنے کی کوشش کرے اور اگر روکنے پر قادر نہ ہو تو وہاں سے نکل جائے:

" ... فإن كان مقتدى ولم يقدر على المنع خرج ولم يقعد ... وإن علم أولا لا يحضر أصلا سواء كان ممن يقتدى به أو لا " (۱)

افسوس کہ احکامِ دین میں حمیت کے فقدان اور رہنمایانِ قوم کی غفلت شعاری کی وجہ سے شادی کے موقع کی منکرات بڑھتی جارہی ہیں - وإلى الله المشتكى

ناجائز قبضہ کرنے والوں کی دعوت

سوال:- شہر میں کئی پہلوان قسم کے روڈی شیٹرس ہیں، جن کا ذریعہ معاش اراضی پر ناجائز قبضہ کرنا اور ان کو دوبارہ فروخت کرنا ہے، بعض مظلوم تو ایسے ہیں کہ ان کو خود اپنی ہی زمین دوبارہ خرید کرنی پڑتی ہے، ایسے لوگوں کی دعوتوں میں شریک ہونا جائز ہے؟ واضح ہو کہ بعض دفعہ دعوت کا سامان بھی زور زبردستی ہی سے حاصل کیا جاتا ہے، چاول کے تاجر سے چاول اور گوشت کے تاجر سے گوشت وغیرہ۔　　(شبیر احمد، یاقوت پورہ)

جواب:- غصب بہت بڑا گناہ ہے، زمین پر ناجائز قبضہ ہو یا تاجر سے زبردستی سامان کی وصولی، اس طرح حاصل کیا جانے والا مال حرام ہے، جن لوگوں کی آمدنی کا صرف یہی ایک ذریعہ ہو یا یہ آمدنی کا غالب ذریعہ ہو، اس کی دعوت قبول کرنا جائز نہیں، ہاں! اگر خاص طور پر دعوت حلال مال سے کی گئی ہو تو عوام کے لئے شرکت کی گنجائش ہے، علماء اور سماج کے بااثر لوگوں کے لئے اس صورت میں بھی شریک ہونا جائز نہیں:

" رجل أهدى إلى انسان، وأضافه، إن كان غالب

(۱) ردالمحتار: ۹/۵۰۲

مالہ من الحرام فلا ینبغی أن یقبل و یأکل من طعامہ مالم یخبر أن ذالك حلال الخ " (۱)

کیوں کہ اس سے ظلم و جور کو تقویت پہنچتی ہے، علماء، قائدین اور معززین کو اس پر توجہ دینی چاہئے، ایسی باتوں میں تساہل کی وجہ سے معاشرہ میں ظلم و ناانصافی بڑھتی جاتی ہے۔

ٹیکس کنسلٹنٹ کی دعوت

سوال:- میرے ایک دوست ٹیکس کنسلٹنٹ ہیں، وہ اپنی پارٹیوں کے کام نمٹانے کے لئے متعلقہ عہدیداروں اور عملہ کو رشوت دے کر کام چلاتے ہیں، میرے دوست رمضان کے مہینہ میں دوست واحباب کے پاس افطاری روانہ کرتے ہیں اور دعوت کرتے ہیں، کیا ان کی افطاری اور دعوت کھانا شرعی اعتبار سے درست ہے؟

(محمد میراں، باکارام، مشیرآباد)

جواب:- رشوت جس طرح لینا حرام ہے، اسی طرح دینا بھی حرام ہے؛ البتہ فرق یہ ہے کہ لینا تو کسی حال میں جائز نہیں؛ لیکن دینا ایسی صورت میں جائز ہے جب کہ اپنے آپ سے ظلم کو دفع کرنے یا اپنا جائز حق وصول کرنے کے لئے اس کے سوا چارہ نہ رہے، اسی اصول پر آپ کے اس دوست کے معاملہ کو پرکھنا چاہئے، اگر وہ اس تفصیل کے مطابق جائز مقصد کے لئے مجبوراً رشوت دیتے ہوں، تو ان شاء اللہ گنہگار نہیں ہوں گے، اور اگر ان کا رشوت دینا ناجائز طریقہ پر ہو، تو وہ گنہگار ہے، تو انہیں اس سے بچنے کی تلقین کیجئے، اور اگر وہ اس سے نہیں رکیں تو ان کی دعوت میں جانے سے گریز کیجئے، کیوں کہ کسی برائی پر نکیر کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایسے معاملات میں اس سے گریز کی راہ اختیار کی جائے؛ البتہ اگر کوئی شخص رشوت دیتا تو ہو، رشوت لیتا نہ ہو، تو اس کا مال، مال حرام نہیں سمجھا جائے گا۔

---

(۱) المحیط البرہانی: ۸/۳۷۔

بفے سسٹم

سوال:- آج کل دعوتوں میں بفے سسٹم مروج ہے، مدعو حضرات خود پلیٹ لیتے ہیں، کھانا نکالتے ہیں اور کھڑے ہوکر کھاتے ہیں، شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ (محمد مرتضیٰ، شاہین نگر)

جواب: اولاً تو ضیافت کے آداب میں سے یہ ہے کہ مدعو کا اکرام کیا جائے اور اکرام میں یہ بات شامل ہے کہ مدعوین جہاں بیٹھے ہوں، وہاں کھانا پہنچایا جائے؛ اس لئے یہ صورت کہ لوگ خود سے اٹھ اٹھ کر کھانا لیں آداب ضیافت کے خلاف معلوم ہوتا ہے، دوسرے کھڑے ہوکر کھانے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے؛ چنانچہ حضرت انس ؓ سے مروی ہے:

"نهى أن يشرب الرجل قائما، قال قتادة: فقلنا فالأكل؟ فقال: ذاك أشر أو أخبث" (۱)

"رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص کھڑے ہوکر پئے، قتادہؓ نے کہا: پھر ہم نے دریافت کیا کہ کھڑے ہوکر کھانے کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ یہ تو اور بھی برا ہے"

ترمذی کی روایت میں بھی یہی مضمون آیا ہے اور امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (۲) اس لئے کھڑے ہوکر کھانا کراہت سے خالی نہیں، مسلمانوں کو چاہئے کہ دوسرے مسائل میں بلکہ زندگی کے تمام مسائل میں رسول اللہ ﷺ کی سنت مطہرہ پر عمل کریں اور مغربی تہذیب کی اندھی تقلید سے اپنے آپ کو بچائیں کہ سنت پر عمل کرنے میں آخرت کی بھی بھلائی ہے اور دنیا کی بھی کامیابی۔

---

(۱) مسلم: ۲/۱۷۳

(۲) سنن ترمذی: ۱/۲۸۰

تقاریب میں رقص و سرود

سوال :- آج کل کئی تقاریب میں گانا بجانا اور رقص کرنا عام ہو رہا ہے، پیشہ ور مغنیوں اور رقاصاؤں کا بھی اہتمام کیا جا رہا ہے، بعض تقاریب میں شراب نوشی بھی کی جا رہی ہے، اس کے تدارک کے لیے کیا کیا جائے؟ (قاری ایم ایس خان، اکبر باغ)

جواب :- گانا بجانا، اور رقص کرنا، شراب نوشی، یہ سب بدترین گناہ اور حرام ہیں، اور شادی بیاہ کی تقریبات میں اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ایسی حرکتوں کا ارتکاب دنیا و آخرت میں سخت نقصان کا باعث ہے۔

ایسے لوگوں کو محبت کے ساتھ سمجھانا چاہیے، اگر نصح و محبت کی زبان کافی نہ ہو تو حکمت کے ساتھ اثر و رسوخ کا استعمال کرنا چاہیے اور ایسی تقریبات کا بائیکاٹ کرنا چاہیے، جو لوگ ایسی بے حیائی اور گناہ کی مجالس میں شریک ہوں گے، وہ خود بھی گنہگار ہوں گے، جب تک ایسی تقریبات کا بائیکاٹ نہیں کیا جائے گا، اس طرح کی برائی کا سدباب نہیں ہو سکتا۔

اگر شادی میں منکرات ہوں؟

سوال :- جس شادی میں گانا، بجانا اور ویڈیو گرافی ہو، کیا ایسی شادی میں شرکت کرنا جائز ہے؟ (عبدالمنعم، ملے پلی، حیدرآباد)

جواب :- گانا، بجانا، ویڈیو گرافی نیز فوٹو گرافی گناہ اور معصیت ہے، اور جس دعوت میں معصیت کا ارتکاب ہو، اس میں شرکت جائز نہیں، مشہور فقیہ علامہ شامیؒ نے اپنے زمانہ میں فسق و فجور کی کثرت کو دیکھتے ہوئے لکھا ہے کہ ہمارے زمانہ میں جب تک معلوم نہ ہو کہ دعوت میں معصیت و بدعت نہیں ہوگی، اس وقت تک اس میں شرکت نہیں کرنی چاہیے:

" والامتناع أسلم في زماننا إلا إذا علم يقينا أن لا

بدعة ولا معصية "(۱)

ہمارے اس عہد میں تو بدرجہ اولیٰ جب تک ایسی دعوتوں کے منکرات سے خالی ہونے کا اطمینان نہ ہو جائے شرکت نہیں کرنی چاہئے۔ اگر سماج کے سمجھدار اور باشعور لوگ اپنے آپ کو ایسی دعوت سے دور رکھیں تو شاید معاشرہ کی کچھ اصلاح ہو سکے۔

ایک نامناسب تقریب دعوت

سوال:- ہمارے یہاں اکثر مسلم گھرانوں میں جب لڑکی بالغ ہوتی ہے تو بارہ دنوں تک اس کو اپنے ہی مکان میں پردہ کراتے ہیں اور دعوتی تقریب کرتے ہیں، بعض جگہ گانا بجانا بھی ہوتا ہے، اس رسم اور ایسی دعوت کا شریعت میں کیا مقام ہے؟ (محمد نثار، اولی)

جواب:- یہ رسم اور اس مناسبت سے دعوت حیاء کے خلاف ہے، اس طرح کی باتیں بالخصوص عورتوں سے متعلق چھپانے کی ہوتی ہیں؛ اس لئے اس رسم کو ختم کرنا چاہئے، نہ شرعاً یہ عمل درست ہے اور نہ اخلاقاً یہ مناسب ہے۔

گانے بجانے والی شادی میں شرکت

سوال:- دوست کے بھائی کی شادی میں باجا وغیرہ تھا، اس لئے میں نہیں گیا، بعض لوگوں کو اس پر اعتراض ہے تو کیا تعلق باقی رکھنے کے لئے ہمیں چلا جانا چاہئے تھا؟ (کفیل اختر، ملکنڈہ)

جواب:- گانا بجانا حرام ہے، اور جس شادی کے بارے میں پہلے سے معلوم ہو کہ اس میں گانا بجانا ہوگا، اس میں شرکت جائز نہیں، مسلمانوں کے شایان شان نہیں کہ وہ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو راضی کرنے کے لئے اللہ اور اس کے رسول کو ناراض کرلے، غور کیجئے کہ کیا اس سے بڑھ کر نقصان کی تجارت ہو سکتی ہے؟

---

(۱) رد المحتار:۹/ ۵۰۱

غیر مسلموں کے یہاں کھانا

سوال:- میرے پیشہ سے زیادہ تر غیر مسلم حضرات متعلق ہیں، ہمارے بہت سے موکل بھی غیر مسلم ہوتے ہیں؛ اس لئے ان کے ساتھ کھانے پینے کی نوبت آتی رہتی ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ غیر مسلموں کے گھر کا کھانا کھانا جائز نہیں، اس سلسلہ میں شرعی مسئلہ کیا ہے؟ (یوسف حسین ایڈوکیٹ، بمبئی)

جواب:- کھانے پینے کے سلسلہ میں اہمیت اس بات کی نہیں ہے کہ کھانا مسلمان کے گھر کا ہے، یا غیر مسلم کے گھر کا؟ اہمیت اس کے حلال وحرام ہونے کی ہے، یہ ضروری ہے کہ جو چیز کھائی جائے وہ حلال ہو، اگر گوشت کھایا جارہا ہو تو شرعا حلال ذبیحہ ہو، اگر کوئی اور چیز کھائی جارہی ہے تو وہ نشہ آور اور ناپاک نہ ہو، اس کی رعایت کے ساتھ غیر مسلموں کے کھانے کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں، رسول اللہ ﷺ نے غیر مسلموں کی دعوت قبول فرمائی ہے اور فقہاء نے یہود و نصاریٰ اور آتش پرست وغیرہ کے یہاں کھانے کے درست ہونے کی صراحت کی ہے:

"ولا بأس بطعام اليهود والنصارى كله من الذبائح وغيرها ... ولا بأس بطعام المجوس كله إلا الذبيحة ... ولا بأس بالذهاب إلى ضيافة أهل الذمة" (۱)

جن شادیوں میں رسم ورواج ہو، ان میں شرکت

سوال:- بہشتی زیور میں یوپی اور راجستھان سے تعلق رکھنے والی تیرہ رسموں کی بنیاد پر عورتوں کو شادی کی تقریبات میں

(۱) فتاوی ہندیہ: ۵/۳۴۷

شریک ہونے کی ممانعت کی گئی تھی، حیدرآباد میں تو اہم رسومات
مروج نہیں ہیں، تو کیا یہاں پر خواتین رشتہ داروں کی شادیوں میں
تصویر کشی اور ویڈیو فلم سے بچتے ہوئے شرکت کرسکتی ہیں، جب کہ
عدم شرکت ہونے پر بعض اوقات باہمی تعلقات کے بہت بگڑ جانے کا
اندیشہ ہوتا ہے۔

جواب:- جس شادی میں غیر شرعی افعال انجام دیئے جاتے ہیں، ان میں ایسے لوگوں کے لئے جو مقتدیٰ کا درجہ رکھتے ہوں، اور جن کے عمل کی نقل کی جاتی ہو، شریک ہونا جائز نہیں، عام لوگوں کو بھی اگر پہلے سے اطلاع ہو کہ اس شادی میں تصویر کشی اور ویڈیو کشی ہوگی، تو اس میں شریک نہیں ہونا چاہئے، ہاں! اگر کسی خاص صورت میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ تلخی کا اندیشہ ہو تو اس طرح شریک ہونے کی گنجائش ہے، کہ صرف نکاح میں شریک ہوکر آجائے اور اپنے آپ کو تصویر اور ویڈیو سے بچائے اور مناسب موقع پر اس ناگواری اور شرعی عمل کے غیر شرعی ہونے کا اظہار بھی کردے، لیکن بہر حال احتیاط کرنا بہتر ہے۔

منکرات پر مشتمل تقریبات میں شرکت

سوال:- آج کل شادی بیاہ میں دیکھا جاتا ہے کہ گانا بجانا
اور ناچنا وغیرہ ہوتا ہے، اور بہت سی قسم کے رسم ورواج ہوتے ہیں،
شادی میں ٹیبل پر کھانا بھی عام ہوگیا ہے، کیا ٹیبل پر بیٹھ کر کھانا جائز
ہے؟ جوڑے کی رقم وجہیز وغیرہ بھی لیا جاتا ہے، ایسی شادیاں رشتہ
داروں اور دوستوں میں ہوتی ہیں، اور نہ جانے پر ناراضگی پیدا ہوتی
ہے، کیا ہمارے لئے اس میں شریک ہونا جائز ہے؟

(عمر فاروق، ناندیڑ)

جواب:- جس شادی میں ناچنا، گانا، پیسوں کا مطالبہ وغیرہ غیر شرعی امور ہوں،

ان میں شریک ہونا جائز نہیں ہے، خواہ وہ قریبی رشتہ دار اور دوست ہی کیوں نہ ہوں، اس لئے
کہ مخلوق کو خوش کرنے کے لئے خالق کو ناراض کرنے کی گنجائش نہیں، اور خالق کی خوشنودی کے
مقابلہ مخلوق کی ناراضگی قابل توجہ نہیں، البتہ کرسی ٹیبل پر کھانا ناجائز یا مکروہ نہیں ہے، ہاں عذر اس
طرح کھانا بہتر طریقہ کے خلاف ہے، اس لئے اگر کہیں اس طرح کھانے کا نظم ہو تو کھا لینے
میں حرج نہیں، نیز اگر میزبان کو ٹیبل کرسی پر کھلانے میں انتظامی اعتبار سے سہولت ہو تو اس
طرح کھلانے میں بھی قباحت نہیں، البتہ روزمرہ زندگی میں زمین پر بیٹھ کر کھانے کا انتظام کرنا
چاہئے، تا کہ گھر کے ماحول میں سادگی اور بہتر طریقہ کا رواج باقی رہے۔

بلا دعوت ولیمہ میں شرکت

سوال:- آج کل ولیمہ کی دعوت میں کافی لوگوں کو مدعو کیا
جاتا ہے، بعض اوقات داعی کے قریبی لوگوں تک دعوت نہیں
پہونچتی، ایسی صورت میں بعض حضرات رسمی دعوت کے بغیر پہونچ
جاتے ہیں، خیال کرتے ہیں کہ داعی بھول گیا ہوگا، کھانے کے بعد
یا اس سے پہلے داعی سے ملاقات بھی ہو جاتی ہے، اور دعوت دینے
والا ان کے آنے پر کوئی اعتراض نہیں کرتا، تو ایسی صورت میں ان
حضرات کے شریک دعوت ہونے کا کیا حکم ہوگا؟ کیا یہ عملاً داعی کی
طرف سے دعوت سمجھی جائے گی؟ (شیخ محمود، فلک نما)

جواب:- کوئی کتنا بھی قریبی رشتہ دار ہو اس کو دعوت دینا واجب نہیں، اور نہ
دینے میں کوئی قباحت نہیں، رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر ایک مسلمان کی قربت کس سے ہو سکتی
ہے، لیکن حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ وغیرہ نے حضور ﷺ کو
ولیمہ میں دعوت نہیں دی، اور آپ ﷺ نے اس کا برا بھی نہیں مانا؛ بلکہ جب معلوم ہوا تو
دعائیں دیں، اس لئے قریبی تعلق کی بنا پر از خود دعوت میں پہونچ جانا غیر اسلامی اور غیر

اخلاق بھی ہے، اور یہ حیا کے بھی خلاف ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"... من دخل علی غیر دعوة دخل سارقا وخرج مغیرا" (۱)

یہ اس لئے بھی غلط ہے کہ ہر شخص اپنی گنجائش اور رغبت کے لحاظ سے دعوت دیتا ہے، غیر مدعو لوگوں کا آ دھمکنا بعض اوقات میزبان کے لئے بے آبروئی کا سبب بن جاتا ہے۔ —— رہ گیا ملاقات پر خاموش رہ جانا یا مبارک باد قبول کرنا تو یہ اس کی طرف سے اس غیر اخلاقی عمل پر رضا مندی کی دلیل نہیں؛ کیوں کہ بعض دفعہ انسان بکراہت خاطر بھی ایسی باتوں پر خاموشی اختیار کر لیتا ہے۔

---

(۱) سنن أبي داؤد عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما، كتاب الأطعمة، باب ما جاء في إجابة الدعوة، حدیث نمبر ۳۷۴۱

ادویہ اور علاج

جنوں کا انسان کو اغوا کر لینا

سوال:- ہمارے یہاں ایک حادثہ اس طرح کا پیش آیا ہے کہ ایک شخص لاپتہ ہوگیا اور خاصے عرصہ کے بعد واپس آیا، اس نے کہا کہ مجھے جنوں نے اغوا کرلیا تھا، عامل حضرات بھی یہی کہتے ہیں کہ جنوں ہی نے اسے اغوا کیا تھا، کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ جن انسانوں کو اغوا کر لے؟ (سمیع الدین، ممبئی)

جواب:- قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں ایک ان دیکھی مخلوق جنوں کی بھی موجود ہے اور ان کو بہ مقابلہ انسانوں کے بعض پہلوؤں سے زیادہ قدرت حاصل ہوتی ہے؛ اس لئے ایسا ممکن ہے کہ وہ کسی شخص کو مار ڈالیں یا ان کا اغواء کرلیں، حضرت سعد بن عبادہؓ کے بارے میں مشہور ہے کہ انھوں نے ایک ایسے سوراخ میں پیشاب کرلیا تھا، جس میں جنوں کا بسیرا تھا؛ چنانچہ جنوں کے حملہ ہی میں ان کی وفات ہوگئی۔ (۱) اسی طرح حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک شخص کو جن نے اچک لیا تھا اور وہ چار سال تک ان کی گرفت میں رہا۔ (۲) علامہ البانیؒ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ (۳) اس لئے جنوں کی طرف سے اغوا کیا جانا ممکن ہے۔ واللہ اعلم

---

(۱) دیکھئے سیر اعلام النبلاء: ۱/۲۷۷ (۲) منار السبیل: ۲/۸۸

(۳) ارواء الغلیل: ۶/۱۵۰، حدیث: ۱۷۰۹

آیات قرآنی کو دھو کر پینا

سوال:- آج کل عامل حضرات قرآنی آیات کاغذ یا طشتری میں لکھ کر دیتے ہیں، کہ اسے دھو کر پیا جائے، کیا ایسا کرنا شرعاً درست ہے؟ (احمد علی، حافظ باباگر)

جواب:- یہ دعاء کے ذریعہ علاج کا ایک طریقہ ہے اور اس میں قرآن مجید کی بے احترامی بھی نہیں ہے؛ بلکہ عقیدت واحترام کے جذبہ سے ہی اسے پیا جاتا ہے، اس لئے اسے دھو کر پینا درست ہے:

" واختلف في الاسترقاء بالقرآن نحو أن يقرأ على المريض و الملدوغ أو يكتب في ورق و يعلق أو يكتب في طست فيغسل و يسقى المريض فأباحه عطاء و مجاهد و أبو قلابة و كرهه النخعي و البصري كذا في خزانة الفتاوى " (۱)

" قرآن مجید سے جھاڑ پھونک کرنے جیسے یہ کہ مریض پر یا مارگزیدہ پر قرآن مجید پڑھا جائے، یا کاغذ میں لکھ کر گلے میں لٹکایا جائے، یا طشت میں لکھ کر دھویا اور پلایا جائے، اس مسئلہ میں اختلاف ہے، عطاءؒ، مجاہدؒ اور ابو قلابہؒ نے اسے جائز قرار دیا ہے اور ابراہیم نخعیؒ اور حسن بصریؒ نے مکروہ "

البتہ جب کسی کاغذ یا برتن پر آیت قرآنی لکھی جائے تو اس کا حکم بھی وہی ہوگا جو قرآن مجید کا ہے، بے وضو شخص کے لئے اس کو اٹھانا اور چھونا درست نہیں ہوگا، اسی طرح آیت قرآنی کو دھلنے کے بعد ضروری ہے کہ پورا کا پورا پانی لیا جائے اور وہ پانی زمین وغیرہ پر نہیں گرایا جائے؛ کیوں کہ اس میں قرآن کی بے احترامی کا پہلو پایا جاتا ہے۔

(۱) فتاویٰ ہندیہ: ۵/ ۳۵۶

آیات قرآنی پڑھ کر پانی پر دم کرنا

سوال:- کوئی شخص قرآن مجید کی سورتوں کو پڑھ کر پانی پر دم کرے اور کسی انسان کو پلائے، کیا یہ درست ہے؟

(عظمت علی، ریاست نگر)

جواب:- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض بیماریوں میں دم کرنے کی اجازت دی ہے،(۱) لیکن اس کا تعلق خود آدمی کو دم کرنے سے ہے، اس پر قیاس کرتے ہوئے بہت سے فقہاء، جن میں عطاء، مجاہد وغیرہ بھی ہیں، نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ کسی طشت پر قرآن مجید کی آیات لکھی جائیں اور انہیں دھوکر مریض کو پلایا جائے:

"... یکتب فی طشت فیغسل و یسقی المریض أباحه عطاء و مجاهد و أبو قلابة" (۲)

جب آیت کو دھوکر پینا درست ہے، تو آیت کو پانی پر دم کر کے اسے پینا بدرجۂ اولیٰ درست ہوگا۔ واللہ اعلم

نکالا ہوا دانت دوبارہ لگانا

سوال:- ایک صاحب کا دانت ایک تکلیف کی وجہ سے آپریشن کے ذریعہ نکالا گیا، اب دوبارہ دانت لگانا ہے، ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ وہی دانت اسے دوبارہ لگایا جاسکتا ہے، بعض لوگ اس سے منع کر رہے ہیں، کیا شرعاً ایک شخص کے نکالے ہوئے دانت کو اسے دوبارہ لگادینا درست ہوگا؟ (ڈاکٹر امتیاز، سکندر آباد)

جواب:- اگر کسی شخص کا دانت گر جائے تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک پھر اپنا نکلا ہوا

---

(۱) ترمذی: ۲/۲۶ (۲) فتاویٰ: ۳۵۹۵

دانت لگانے میں کوئی حرج نہیں:

"وقال أبو يوسف لا بأس بسنه ويكره سن غيره"(۱)

امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔

اس حقیر کے خیال میں امام ابو یوسفؒ کا قول اس مسئلہ میں راجح ہے؛ کیوں کہ جزو انسانی کے استعمال کی ممانعت انسانی اعضاء کو اہانت اور بے حرمتی سے بچانے کے لئے ہے اور آپ اپنا جزو جسم استعمال کرنے میں اہانت نہیں ہے۔

سحر و آسیب کے علاج میں جنوں سے مدد لینا

سوال:- ایک عامل صاحب کا کہنا ہے کہ موکل کوئی چیز نہیں ہے اور اس کو علاج کے لئے استعمال کرنا حرام ہے اور دلیل میں وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کا ذکر کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ سے دعا مانگتے تھے کہ اے اللہ! جنات اور چرند، پرند کی بولی کسی اور کو سمجھ میں نہ آئے، تو اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی، تو اب کسی کو بھی اللہ کے سوا دوسروں سے مدد لینا شرک ہے اور موکل کے ذریعہ سے علاج کرانا حرام ہے اور دلیل میں یہ آیت پیش کر رہے ہیں: ﴿ وما خلقت الجن و الإنس إلا ليعبدون ﴾ اور دوسرے عامل صاحب کا کہنا ہے کہ ہم صرف جن کو حکم دے رہے ہیں کہ متاثر شخص پر سے جن کو ہٹاؤ اور دعا اللہ ہی سے کرتے ہیں کہ اے اللہ! آپ ہی حقیقی شافی ہیں، اپنے کرم سے اس شخص کو شفا عطا فرما اور دونوں عامل حضرات صرف قرآنی آیات سے علاج کرتے ہیں، کیا موکل سے علاج کرنے والا

---

(۱) بدائع الصنائع: ۳/ ۳۱۲

شرک کررہا ہے؟ کیا بغیر موکل کے جادو اور اثرات کا علاج ممکن ہے؟　　(زبیر محی الدین، لاکھ باغ)

جواب:- غالباً عامل حضرات ان جنوں کو موکل کہتے ہیں جنہیں وہ اپنے قابو میں کرکے مریض کے احوال معلوم کرتے ہیں اور شر پہنچانے والوں کو دفع کرنے میں مدد حاصل کرتے ہیں، جنات سے اس طرح کی مدد حاصل کرنا ایسا ہی ہے جیسا دشمن کے مقابلہ کسی انسان کی مدد حاصل کرنا، اس لئے یہ طریقۂ علاج شرک میں داخل نہیں ہے، البتہ عمل، قرآنی آیات اور قرآن وحدیث میں مذکور اذکار اور دعاؤں سے ہونا چاہئے اور ایسی بات نہ ہونی چاہئے جس میں مشرکانہ الفاظ ہوں، جہاں تک علاج کے ممکن ہونے کی بات ہے تو اس کے لئے کسی جنات کی مدد لینا ضروری نہیں، آیات اور ماثور دعاؤں سے بھی جنوں کی مدد کے بغیر علاج ہوسکتا ہے، جیسا کہ حدیثوں میں وارد ہوا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نے انسان اور جنات کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ سوائے عبادت کے کچھ اور نہیں کرسکتے، جیسے انسان ایک دوسرے کے کام میں معاون ہوتے ہیں، اسی طرح جن سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔

واللہ اعلم

ٹسٹ ٹیوب سے تولید

سوال:- ابھی چند دنوں پہلے اخبارات میں یہ بات آئی تھی کہ ہندوستان کے صوبہ گجرات میں ایک خاتون نے رضا کارانہ طور پر اپنی بیٹی کے بچوں کی پرورش کے لئے اپنے رحم کی خدمت پیش کی، اس کی بیٹی کے اندر بچہ کی نشو ونما کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں تھی، چنانچہ اس کے بطن سے بچے پیدا ہوا، جس کا استقرار اس کے داماد کے مادۂ منویہ اور بیٹی کے بیضہ سے ہوا تھا، کیا اس طرح ٹسٹ ٹیوب کے ذریعہ تولید درست ہے؟ کیا کوئی عورت اس مقصد کے لئے اپنے رحم کرایہ پر دے سکتی ہے؟ یا بلاعوض یہ خدمت فراہم کرسکتی

ہے، اور اگر بیٹی کے بچے کی پرورش ماں کے رحم میں ہو تو کیا اس سے رشتۂ نکاح پر کوئی اثر پڑ سکتا ہے؟ (ڈاکٹر تہمینہ، بنجارہ ہلز)

جواب:- (۱) ٹسٹ ٹیوب کے ذریعہ تولید کی مختلف صورتیں ہیں، اس کی ایک صورت یہ ہے کہ عورت کے رحم میں استقرار حمل کے ابتدائی مرحلہ کی صلاحیت نہیں، لیکن بچہ کے لئے مطلوب بیضہ کی پیدائش ہوتی ہو اور شوہر کے مادۂ منویہ میں تولیدی جراثیم موجود ہوں، اگر ایسی کسی صورت میں شوہر کا مادۂ منویہ اور بیوی کا بیضہ لیا جائے اور کسی ٹیوب میں اسے بارآور کرکے اسی عورت کے رحم میں ڈال دیا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔

(۲) اگر شوہر کے علاوہ کسی اور کا جرثومۂ منی حاصل کیا جائے یا بیوی کے سوا کسی اور عورت کا بیضہ حاصل کیا جائے اور ٹیوب میں بارآور ہونے کے بعد اسے عورت کے رحم میں منتقل کیا جائے تو یہ صورت ناجائز اور حرام ہوگی، کیوں کہ اس میں نسب کا اختلاط ہے اور اختلاط نسب ہی کی وجہ سے زنا کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

(۳) جرثومۂ منی شوہر کا ہو، بیضہ بیوی کا ہو، لیکن اس کی پرورش کسی اور عورت کے رحم میں ہو، خواہ معاوضہ دے کر یا بلا معاوضہ، یہ قطعاً جائز نہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے نظام تولید کے بارے میں متعین فرمادیا ہے کہ ہر شخص کو اپنی ہی کھیتی، یعنی اپنی بیوی سے استفادہ کرنا ہے۔ ﴿فأتوا حرثكم أنى شئتم﴾ (۱) دوسرے رسول اللہ ﷺ نے دوسرے کی کھیتی سیراب کرنے سے منع فرمایا ہے، یہ کھیتی ہے، یعنی جس عورت کو خدا نے ایک مرد کی اولاد کی کاشت کا ذریعہ بنایا ہو دوسرے مرد کے لئے اس میں اپنی تخم ڈالنا جائز نہیں اور یہاں یہی صورت پائی جارہی ہے، تیسرے اس صورت میں ماں کی نسبت مشتبہ ہوجاتی ہے کہ ماں وہ عورت ہے جس نے اپنے رحم میں بچے کی پرورش کی ہے یا وہ عورت ہے جس کے بیضہ سے بچہ کی تولید عمل میں آئی ہے اور کوئی بھی ایسی صورت جس میں نسبت مشتبہ ہوجائے جائز نہیں۔

---

(۱) البقرہ: ۲۲۳

(۴) ماں کا اپنے رحم میں داماد کا جرثومۂ منی اور بیٹی کے بیضہ کی پرورش حرام تو ہے ہی، ساتھ ہی ساتھ مزید بے شرمی اور بے حیائی کی بات ہے، یہ گویا داماد کا خود اپنی خوش دامن سے ہم آغوش ہونا ہے، اور اگر کسی عورت نے ایسا کیا تو اس حقیر کی رائے میں حرمت مصاہرت پیدا ہو جائے گی، یعنی اس کی بیٹی اس کے داماد پر حرام قرار پائے گی۔

پیشاب کے ذریعہ علاج

سوال:- مولانا اشتیاق احمد صاحب (استاذ دار العلوم حیدرآباد) کا مضمون مورخہ ۳ نومبر ۲۰۰۶ بعنوان "وطن، پرولیس، تجزیہ اور احکام" جو روزنامہ منصف میں شائع ہوا، نظر سے گذرا، جس میں ذکر ہے کہ ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ قبیلۂ عرینہ کے چند لوگ مدینہ پہنچے، ان لوگوں کو وہاں کی آب وہوا اور غذا ناموافق ثابت ہوئی اور ان حضرات کی ناسازی مزاج کا علم جب آپ ﷺ کو ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اشربوا من ألبانها و أبوالها" یعنی تم لوگ اونٹ کا دودھ اور پیشاب پیو (ترمذی) آپ سے وضاحت مطلوب ہے کہ کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ اور کیا پیشاب کا استعمال بطور دوا جائز ہے؟

(محمد ظہور الدین، ٹولی چوکی)

جواب:- یہ معتبر حدیث ہے جو حضرت انس ﷺ سے منقول ہے، امام ترمذی نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: "هذا حديث حسن صحيح" (۱) —— اس سلسلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ حرام اشیاء سے علاج درست ہے یا نہیں؟ ایک رائے یہ ہے کہ علاج میں شریعت کی جانب سے خصوصی سہولت ہے، اس لیے حرام و ناپاک اشیاء سے بھی علاج کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے:

---

(۱) دیکھئے: سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۷۲

" وبالجملة يصح الاستدلال بجواز التداوي بالمحرم بحديث الباب عند من يرى أبوال مأكول اللحم نجسة ، و يصح حمله على التداوي عندهم " (۱)

لہٰذا مسلمان ماہر طبیب کہہ دے کہ اس بیماری کا علاج پیشاب ہی سے ہوسکتا ہو اور اس کا کوئی متبادل موجود نہ ہو تو پیشاب کو بہ طور علاج استعمال کیا جاسکتا ہے، لیکن بہ ظاہر فی زمانہ ایسی کوئی بیماری نہیں جس کا علاج پیشاب پر موقوف ہو۔ واللہ اعلم

تلاوت کی کیسیٹ بہ طور علاج

سوال:- یہ بات ظاہر ہے کہ آیات قرآنی کے ذریعہ جھاڑ پھونک کیا جاتا ہے، اگر قرآن کی آیات کیسیٹ میں محفوظ کردی جائیں اور مریض سے کہا جائے کہ وہ اسے اپنے قریب رکھ کر سنے، تو کیا ایسا کرنا درست ہوگا؟ (عامر بن محمد فداء، سعودی عرب)

جواب:- قرآن مجید اصل میں تو ہدایت اور شفائے روحانی کے لیے نازل ہوا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس میں شفائے جسمانی کا پہلو بھی رکھا ہے، اور خود حدیث سے بعض آیت کا باعث شفاء ہونا ثابت ہے، آیات قرآنی کے ذریعہ علاج میں دو پہلو ہیں، ایک پہلو خود ان آیات سے برکت حاصل کرنے کا ہے، اور دوسرا پہلو تلاوت کرنے والے شخص کی دینی کیفیت کا ہے، جیسے ایک مرد صالح کی دعاء کے زیادہ مقبول ہونے کا امکان رہتا ہے، اسی طرح ایک صالح اور دین دار شخص قرآن مجید کی تلاوت کرے، تو اس کے زیادہ نافع ہونے کی امید کی جاسکتی ہے، ٹیپ رکارڈ میں لگی ہوئے کیسیٹ میں یہ دونوں پہلو جمع ہو سکتے ہیں، آیات قرآنی کی عظمت تو ظاہر ہے، اور جس کی آواز محفوظ کی گئی ہے اگر وہ دین دار شخص ہو تو تلاوت کرنے والے کی برکت بھی شامل ہوگی اور اس کی مثال اس تعویذ یا دم کئے ہوئے پانی وغیرہ کی ہوگی جو خود تو بے جان ہیں، لیکن قرآن کی نسبت کی وجہ سے وہ نافع ہوتی ہے، اور فی الجملہ اس کا ثبوت

---

(۱) معارف السنن: ۱/۲۷۸

حدیث اور صحابہ کے عمل سے بھی ہے، اس لیے بطور علاج کے کیسٹ میں آیات کی تلاوت اور مریض کا اسے سننا درست ہوگا۔ واللہ اعلم

امام اور عملیات

سوال:- ہمارے محلہ کی ایک مسجد کے امام صاحب، جو کہ عالم ہیں، کچھ ایسے کام کرتے ہیں، جو عاملوں کا کام ہے اور اس پر پیسے بھی لیتے ہیں، ایسے امام کے پیچھے ہماری نماز درست ہے یا نہیں؟ اگر درست نہیں ہے تو ہم کو کیا کرنا چاہئے؟ (محمد رقیب، آمور)

جواب:- آسیب اور سحر وغیرہ کے علاج کے لئے قرآنی آیات اور ماثور دعاؤں سے عمل کرنا جائز ہے، مشرکانہ کلمات یا افعال سے علاج حرام ہے؛ بلکہ بعض صورتوں میں کفر کا اندیشہ ہے؛ اس لئے اگر امام صاحب آیات و ماثورہ دعاؤں کے ذریعہ علاج کرتے ہوں اور گناہ کی باتوں — جیسے غیر محرم کے ساتھ خلوت وغیرہ — سے بچتے ہوں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، بعض احادیث کی روشنی میں فقہاء نے عملیات پر اجرت لینے کی اجازت دی ہے؛ لیکن حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک اتفاقی واقعہ تھا اور صحابہ نے ان لوگوں سے اجرت کے طور پر بکریاں لی تھیں، جنھوں نے مہمان نوازی سے انکار کردیا تھا، (۱) حالاں کہ اس زمانہ میں ہر جگہ سامان خورد و نوش دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے مسافروں کی مہمان نوازی ایک سماجی حق متصور ہوتا تھا، آج کل اس کو باضابطہ ایک پیشہ اور ذریعہ معاش بنالیا گیا ہے، جو آیات قرآنی کو فروخت کرنے کے مترادف ہے؛ اس لئے اس کو پیشہ بنانا اور اس کی اجرت لینا کم سے کم کراہت سے خالی نہیں۔ واللہ اعلم۔

نہار پیٹ پانی پینا

سوال:- نہار پیٹ پانی پینا سنت ہے یا نہیں؟ اکثر لوگ

---

(۱) دیکھئے: بخاری، باب الرقی بفاتحۃ الکتاب، حدیث نمبر: ۵۷۳۶

صبح منھ ہاتھ دھوتے ہی فوراً پانی پیتے ہیں، سنت کیا ہے؟ جواب دیں تو میں اپنا عمل درست کرلوں گی اور دوسروں کو بھی انشاء اللہ اس کی تلقین کروں گی۔　　(انیس فاطمہ، بڑا بازار، گولکنڈہ)

جوابـ:- حدیث میں میرے علم کے مطابق نہار پیٹ پانی پینے کا ذکر نہیں آیا ہے، البتہ سیدنا حضرت علی ﷺ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وضو سے فارغ ہونے کے بعد کھڑے ہو کر وضو کا بچا ہوا پانی نوش فرماتے تھے،(۱) اسی لئے فقہاء نے بھی وضو کے بعد بچے ہوئے پانی کے پی جانے کو مستحب لکھا ہے: "وأن يشرب بعده من فضل وضوئه"۔(۲) چوں کہ دن کا آغاز نماز فجر سے ہوتا ہے اور اس وقت عام طور پر وضو کی حاجت بھی ہوتی ہے اور جب وضو کیا جاتا ہے تو کچھ پانی برتن میں بچ بھی جاتا ہے، اس سے صبح سویرے پانی پینے کی بات فی الجملہ ثابت ہوتی ہے؛ لیکن ظاہر ہے کہ اس کا مقصد وضو کے پانی سے تبرک ہے، نہ کہ خالی پیٹ پینا —— اس سلسلہ میں بنیادی اہمیت طبی مشورہ کی ہے، اگر معالج نے صبح سویرے پانی پینے کو کہا ہو، جیسا کہ قبض کے مریضوں کو بعض اطباء مشورہ دیتے ہیں تو ایسے لوگوں کو اس کا اہتمام کرنا چاہئے؛ کیوں کہ حفظانِ صحت کی تدبیر بھی بعض حالات میں واجب اور کم سے کم مستحب ہے؛ البتہ اس کو سنت کہنا درست نہیں معلوم ہوتا؛ کیوں کہ کسی بات کے مسنون ہونے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے قول یا فعل سے واضح ثبوت ہونا چاہئے۔

بلڈ بینک — کچھ ضروری مسائل

سوالـ:- بہت سی دفعہ مریض کو خون چڑھانے کی ضرورت پڑتی ہے، خاص کر اگر کوئی قدرتی حادثہ ہو جائے، تو اس وقت لوگوں کی جان بچانے کے لئے کافی خون مطلوب ہوتا ہے،

---

(۱) بخاری عن علی، باب الشرب قائماً، حدیث نمبر: ۵۶۱۲

(۲) الدر المختار: ۱/۲۴۸

خون کے الگ الگ گروپ ہوتے ہیں، ہر شخص کو ہر خون موافق نہیں آتا، چنانچہ اس مقصد کے لئے "بلڈ بینک" قائم کئے جاتے ہیں، جس میں بیک وقت مختلف گروپ کے خون رکھے جاتے ہیں، اس بات کی بھی وضاحت مناسب ہے کہ ہندوستان میں عام تأثر یہ پایا جاتا ہے کہ مسلمان بوقت ضرورت خون لیتے تو ہیں؛ لیکن عام طور پر خون دیتے نہیں ہیں۔ اس پس منظر میں چند سوالات پیش خدمت ہیں

۱- کیا بوقت ضرورت ایک انسان کو دوسرے انسان کا خون چڑھایا جاسکتا ہے؟

۲- کیا ایک مسلمان غیر معمولی حادثہ کے وقت اپنا خون دے سکتا ہے؛ حالاں کہ یہ خون مسلمان کو بھی چڑھایا جاسکتا ہے اور غیر مسلم کو بھی؟

۳- اگر فی الحال حادثہ پیش نہیں آیا ہو تو مستقبل کی متوقع ضرورت کے لئے کیا خون دیا جاسکتا ہے؟

۴- خون دینے والے کو یہ سہولت دی جاتی ہے کہ اگر اس کو کبھی خون کی ضرورت ہوئی تو بینک سے بھی خون دیتا ہے، نیز عام لوگوں کو تو بلڈ بینک خون نکالنے اور محفوظ کرنے پر جو اخراجات ہوتے ہیں، وہ بطور سروس چارج وصول کرتا ہے؛ لیکن ایسے شخص سے وصول نہیں کیا جاتا، کیا اس کے لئے اس سہولت سے فائدہ اٹھانا جائز ہوگا؟

۵- کیا کسی مسلمان ادارہ یا شخص کے لئے بلڈ بینک قائم کرنا درست ہے؟ (ڈاکٹر فخر الدین محمد، بیسکو، حیدرآباد)

جواب :– ۱– شریعت میں علاج کے سلسلہ میں انسان کی مجبوری کو پیش نظر رکھتے ہوئے ، خصوصی رعایت رکھی گئی ہے ، خود رسول اللہ ﷺ نے اونٹ کا پیشاب — ناپاک ہونے کے باوجود — پینے کی اجازت دی ہے۔(۱) —— اسی طرح فقہاء نے بطور علاج حلال متبادل نہ ہونے کی صورت میں خون کے استعمال کی اجازت دی ہے :

"الاستشفاء بالحرام جائز عند التيقن لحصول الشفاء فيه " (۲)

—— اسی طرح بطور علاج کان کی تکلیف کے لئے عورت کے دودھ کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے :

" ولا بأس بأن يستعط الرجل بلبن المرأة ويشربه للدواء ؛ لأنه موضع الحاجة والضرورة" (۳)

اس سے معلوم ہوا کہ بطور علاج ناپاک چیز کا استعمال اور انسان کو نقصان پہونچائے بغیر اس کے اجزاء جسم کا استعمال جائز ہے ؛ چنانچہ عصر حاضر کے فقہاء اس بات پر تقریباً متفق ہیں کہ مریض کو بطور علاج خون چڑھایا جا سکتا ہے ، بلاضرورت محض زیادہ طاقت حاصل کرنے وغیرہ کے لئے جائز نہیں۔

۲– قدرتی حادثہ کے وقت جب کہ بہت سے لوگوں کو خون کی ضرورت ہو ، خون دینا نہ صرف جائز ؛ بلکہ مستحب ہے اور ان شاء اللہ اس میں بڑا اجر وثواب ہے ؛ کیوں کہ یہ انتہائی مجبور مریض کی مدد کرنا ہے ، انسانی نقطۂ نظر سے حسن سلوک میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان کوئی امتیاز نہیں ، جس طرح مسلمانوں کی خدمت کرنا باعث اجر وثواب ہے ، اسی طرح غیر مسلم کی خدمت کرنا بھی اجر وثواب کا باعث ہے ؛ اس لئے مسلمانوں کو خون کا عطیہ دیا جائے یا غیر مسلموں کو ، دونوں صورتیں ان شاء اللہ باعث اجر وثواب ہیں۔

---

(۱) بدائع الصنائع ۱ : ۹۳ ، کتاب الطهارة ، أنواع النجاسة

(۲) بخاري ، كتاب الوضوء ، باب أبوال الإبل والدواب والغنم ومرابضها ، حديث نمبر : ۲۳۳

(۳) المبسوط ۴ : ۳۲۹ ، كتاب الإجارات ، باب إجارة الظئر

۳ خون کی ضرورت اکثر اچانک پیش آتی ہے اور بعض دفعہ بہت زیادہ مقدار کی ضرورت ہوتی ہے، نیز ہر شخص کو اس کے گروپ کا خون مطلوب ہوتا ہے، جس کا بر وقت حاصل ہونا دشوار ہوتا ہے؛ اس لئے متوقع ضرورت کے لئے بھی خون کا عطیہ دینا جائز ہے؛ اس لئے کہ یہ خون ضرورت ہی کے موقع پر استعمال ہوتا ہے اور ضرورت کی وجہ سے شریعت میں بعض ایسی باتوں کی اجازت ہو جاتی ہے، جن کی عام حالات میں اجازت نہیں ہوتی، اور فقہاء کا اصول یہ ہے - جب کوئی شی درست ہوتی ہے، تو اپنے تمام لوازم کے ساتھ درست قرار پاتی ہے " إذا ثبت الشيئ ثبت بلوازمه " پس جب خون چڑھانے کی اجازت ہے، تو متوقع ضرورت کے لئے پہلے سے خون محفوظ رکھنا بھی اس کے لوازم میں سے ہے؛ اس لئے اسے بھی جائز ہونا چاہئے۔

۴- بینک کا خون لینے والوں سے سروس چارج وصول کرنا جائز ہے؛ یہ خون کی قیمت نہیں ہے؛ بلکہ اس کے عمل کی اجرت ہے، اور اگر بینک خون کا عطیہ کرنے والے کو اپنی طرف سے سروس چارج معاف کر دیتا ہے، تو اس میں بھی مضائقہ نہیں؛ کیوں کہ کوئی بھی شخص یا ادارہ اگر اپنے کسی عمل کی اجرت نہیں لے، خواہ یہ اس کے حسن سلوک کی وجہ سے ہو، تو اس میں حرج نہیں ہے۔

۵- خون کا خریدنا تو یقیناً بعض حالات میں مجبوری ہو سکتی ہے؛ اس لئے اگر بغیر قیمت کے خون نہ مل پائے تو مجبوراً خرید کیا جا سکتا ہے؛ لیکن خون کا بیچنا مجبوری نہیں ہو سکتی؛ اس لئے خون کا فروخت کرنا کسی صورت جائز نہیں اور اگر اس کی قیمت لی گئی ہو، تو وہ حرام ہوگی؛ کیوں کہ انسانی اجزاء کی خرید و فروخت احترام انسانیت کے منافی ہونے کی وجہ سے قطعاً جائز نہیں۔

۶- جب خون چڑھانا جائز ہے اور وقت ضرورت کے لئے اس کو محفوظ رکھنا بھی مریضوں کے لئے ضرورت کے درجہ میں ہے، اور بلڈ بینک یہی کام کرتا ہے، تو ایسی صورت میں بلڈ بینک قائم کرنا جائز؛ بلکہ مستحب ہوگا؛ البتہ یہ ضروری ہے کہ اس میں خون کا عطیہ حاصل کیا جاتا ہو، خون خریدا نہیں جاتا ہو، اور خون قیمتاً فروخت نہیں کیا جاتا ہو؛ بلکہ صرف

سروس چارج لے کر بلاقیمت فراہم کیا جاتا ہو، نیز یہ بھی واجب ہے کہ بینک ایسے خون قبول نہ کرے، جو مریض کو مزید مصیبت میں مبتلا کردے، جیسے ایڈز زدہ شخص کا خون، شوگر کے مریض کا خون، یا خون کے ذریعہ متعدی ہونے والی بیماریوں میں مبتلا شخص کا خون، —— اگر ان حدود وشرائط کے ساتھ مسلمان بلڈ بینک قائم کریں تو ایک مستحسن عمل ہوگا اور اگر مسلمانوں کے بارے میں یہ تاثر حقیقت پر مبنی ہو کہ وہ خون حاصل کرنے میں فراخ دل اور خون دینے میں کوتاہ واقع ہوا ہے، تو اس تاثر کو نہیں غلط ثابت کرنا چاہئے۔ وباللہ التوفیق

مرد ڈاکٹر اور مریضہ کا معائنہ

سوال:- بہت سے امراض میں معالج کے لئے ضروری ہوجاتا ہے کہ وہ عورت کے قابل ستر حصوں کو دیکھے، ایسی صورت میں ایک مسلمان ڈاکٹر کے لئے کیا حکم ہے؟ (ڈاکٹر معین الحق بھیمنی)

جواب:- شریعت میں حالت اختیاری اور حالت مجبوری کے احکام الگ الگ ہیں، اور مجبوری کی حالت میں بعض ایسے امور کی اجازت دی گئی ہے، جن کی عام حالات میں اجازت نہیں، لہذا بہتر تو یہ ہے کہ خواتین کا علاج خواتین ہی کے ذریعہ ہو، اور بحمد اللہ ہر علاقہ میں خاتون ڈاکٹرز موجود ہیں، اس لئے ایسے امراض میں خاتون ڈاکٹرز سے استفادہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، لیکن اگر خاتون ڈاکٹر میسر نہ آئے یا اس مرض کے لئے کوئی خاتون معالج موجود نہ ہو تو انسانی جان کی اہمیت کے پیش نظر اس بات کی گنجائش ہے کہ جسم کا صرف ضروری حصہ اتنی دیر کے لئے کھولا جائے جتنی دیر معائنہ یا آپریشن کے لئے کھلا رکھنا ضروری ہے، اس سے زیادہ نہیں۔

"ینظر الطبیب إلی موضع مرضها بقدر الضرورة إذ الضرورات تتقدر بقدرها و ینبغي أن یعلم امرأة تداویها؛ لأن نظر الجنس إلی الجنس أخف" (۱)

---

(۱) در مختار: ۹/ ۵۳۲-۵۳۳

شوہر کا خون، بیوی کے جسم میں

سوال:- اگر بیوی کو خون کی ضرورت پڑے اور شوہر اسے اپنا خون دے دے تو کیا یہ جائز ہوگا اور کیا اس سے میاں بیوی کے درمیان حرمت پیدا نہیں ہو جائے گی، جب کہ شریعت نے دودھ کی وجہ سے حرمت کا حکم لگایا ہے؟ (احتشام حسین، ممبئی)

جواب: اگر کسی کو خون کی ضرورت ہو تو اسے خون دیا جا سکتا ہے، اس میں رشتہ دار، اجنبی اور شوہر وغیرہ کے حکم میں کوئی فرق نہیں، شوہر بھی اپنی بیوی کو خون دے سکتا ہے، کیا سے میاں بیوی کے درمیان حرمت پیدا نہیں ہوگی، حرمت صرف ان ہی صورتوں میں ہوگی، جن کو شریعت نے رشتہ کی حرمت کا سبب ٹھہرایا ہے، ظاہر ہے کہ خون ان میں سے نہیں ہے۔

حاملہ کی وفات اور جنین کی زندگی کی جانچ

سوال:- ایک خاتون جس کو سات ماہ کا حمل تھا، کا انتقال ہو گیا، اگر اس طرح کے واقعات پیش آئیں، تو جانچ کرنے کے بعد دفن کرنا چاہیے یا پہلے ہی؟

(محمد جہانگیر الدین طالب، باغ امجد الدولہ)

جواب:- عام طور پر جب حاملہ عورت کا انتقال ہوتا ہے تو ڈاکٹر جنین کے بارے میں بھی تحقیق کر لیتے ہیں، گو ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ عورت کی موت کے بعد بھی جنین زندہ رہے؛ لیکن جہاں کسی درجہ میں اس کا امکان ہو تو جنین کے بارے میں ضرور تحقیق کر لینی چاہیے، فقہاء کے یہاں بھی اس مسئلہ میں صراحت ملتی ہے کہ اگر حاملہ کی وفات ہو جائے اور بچہ میں حرکت ہو تو پیٹ چاک کرکے بچہ نکال لیا جائے۔

"حامل ماتت وولدها حي يضطرب شق بطنها الخ" (۱)

---

(۱) رد المحتار: ۲/ ۱۳۵

مسّوں کو آپریشن کے ذریعہ نکال دینا

سوال:- میرے ایک دوست کو کہنیوں پر مسّے ہوئے ہیں، جو بہت بدنما معلوم ہوتے ہیں، وہ اس کی وجہ سے کسی مجلس میں آستین اٹھاتے ہوئے شرمندگی محسوس کرتے ہیں، کیا وہ ان مسّوں کا آپریشن کراسکتے ہیں؟ (صدوق احمد، گلبرگہ)

جواب:- انسان میں تخلیقی طور پر کوئی ایسی زائد چیز ہو، جو دیکھنے میں اچھی نہیں لگتی ہو تو یہ عیب ہے اور عیب کو دور کرنے کے لئے آپریشن کرانا جائز ہے؛ بہ شرطیکہ اس سے جان جانے کا اندیشہ نہ ہو؛ چنانچہ اگر کسی کو پانچ کی بجائے چھ انگلیاں ہوں تو فقہاء نے چھٹی انگلی کو کٹانے کی اجازت دی ہے، اسی طرح جسم کی زائد کھال کو کاٹنے کی اجازت دی گئی ہے، بہ شرطیکہ اس کی وجہ سے ہلاکت کا خوف نہ ہو:

" من له سلخة زائدة يريد قطعها إن كان الغالب الهلاك فلا يفعل وإلا فلا بأس به " (۱)

چوں کہ موجودہ زمانہ میں ایسی چیزوں کا محفوظ آپریشن ممکن ہوگیا ہے؛ اس لئے آپ کے دوست کا آپریشن کے ذریعہ ان مسّوں کو کٹوالینا جائز ہے۔

ڈاکٹر کا کمیشن لینا

سوال:- ایک ڈاکٹر صاحب مریضوں کو چیک اپ (checkup) کے لئے قابل اعتماد لیب (Lab) کو بھیجتے ہیں، ان Lab کی فیس بھی مناسب ہوتی ہے، ان مریضوں سے ڈاکٹر صاحب کوئی فیس نہیں لیتے خود (Lab) والے کمیشن دیتے ہیں۔ کیا

---

(۱) الفتاوی الهندية : ۵/۳۶۰

یہ کمیشن ملتا ہے، ڈاکٹر اپنے مریضوں سے کوئی فیس بھی نہیں لی جاتی۔

(محمد سلیم، دہلی)

جواب:- شریعت میں کوئی اجرت اس وقت جائز ہوتی ہے، جب وہ اجرت دینے والے اور اجرت لینے والے کے درمیان متعین ہو، اور یہاں صورت حال یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب مریض سے کوئی فیس براہ راست نہیں لیتے اور مریض یہ سمجھ کر علاج کراتا ہے کہ وہ ڈاکٹر معاینہ کی فیس تو نہیں لیتے ہیں، لیکن صورت حال یہ ہے کہ وہ (Lab) کے واسطے سے مریض سے فیس وصول کر رہے ہیں، گویا مریض کو اندھیرے میں رکھ کر ان سے پیسے لیا جا رہا ہے، دوسرے کمیشن ادا کرنے کی وجہ سے (لیب) والے ٹسٹ کا چارج بڑھا کر لیتے ہیں، تیسرے ایسی صورت حال میں ڈاکٹر زیادہ سے زیادہ ٹسٹ لکھنا چاہتا ہے؛ کیوں کہ براہ راست اسے کوئی فیس نہیں مل رہی ہے؛ اس لئے یہ صورت حال جائز نہیں۔ اور اکثر اوقات اس میں رشوت کی صورت پائی جاتی ہے، یعنی لیب والے کمیشن اس لئے دیتے ہیں کہ ڈاکٹر زیادہ سے زیادہ مریضوں کو ان کے پاس بھیجا کریں؛ البتہ معالج کے لئے اس بات کی گنجائش ہے کہ وہ مریض سے اپنے مشورہ کی فیس طے کر کے لے لے یا خود دوا دے کر مریض کو دے، اور اس سے بازار کی قیمت سے بڑھ کر پیسے وصول کرے، کیونکہ مبیع کی قیمت متعین کرنا بائع کا حق ہے۔

گردہ کی پیوند کاری

سوال:- میرے داماد کے دونوں گردے خراب ہو گئے ہیں، ڈاکٹرس گردے بدلنے کو کہتے ہیں، گردے نہ ملنے کی صورت میں میری بیٹی یعنی مریض کی بیوی اپنا گردہ شوہر کو دینا چاہتی ہے، کیا یہ عمل شریعت کی رو سے درست ہے؟ کیا بیوی اپنے شوہر کو گردہ دے سکتی ہے؟

(محمد افضل حسین، لنگر حوض)

جواب:- شدید ضرورت کے بغیر اور اہانت آمیز انداز پر انسانی اجزاء کا استعمال جائز نہیں؛ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورتوں پر اللہ کی لعنت بھیجی ہے، جو اپنے بال کو جوڑا

اور خوبصورت ظاہر کرنے کے لئے کسی اور عورت کا بال اپنے بالوں کے ساتھ جوڑ لے ' البتہ انسانی زندگی کو شریعت میں بڑی اہمیت حاصل ہے ، اگر ایک انسان اپنے جسم کا کوئی حصہ دوسرے کو دے کر اس کی جان بچا سکتا ہو اور خود اس کو بھی اس سے کسی بڑے نقصان کا اندیشہ نہیں ہو تو اس کی گنجائش ہے ، جیسا کہ عصر حاضر کے علماء نے ایک انسان کا خون دوسرے کو چڑھانے کی اجازت دی ہے ، گردہ کا مسئلہ ایسا ہے کہ انسان ایک گردہ پر بھی زندہ رہ سکتا ہے ، دوسری طرف گردہ اعضاء رئیسہ میں سے ہے ، جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا ؛ اس لئے اگر کوئی عورت اپنی مرضی سے شوہر کو اپنا ایک گردہ دینا چاہے اور ، ہر معالجین کی رائے ہو کہ اس سے بیوی کو کوئی بڑا نقصان نہیں پہونچے گا اور شوہر کے صحت مند ہونے کا غالب گمان ہو تو بیوی اپنے شوہر کو اپنا ایک گردہ ہبہ کرسکتی ہے ، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا اور عالم اسلام کی مختلف اکیڈمیوں نے یہی فیصلہ کیا ہے ۔

نسبندی کرانا

سوال :- میں ایک خانگی ملازم ہوں ، میری تنخواہ =/4000 ہزار ہے ، مجھے ایک لڑکی ایک لڑکا ہے ، لڑکی ابھی ابھی اسکول جارہی ہے ، اتوار کو چھٹی ہوتی ہے ، اگر اس دن کام کریں تو سیٹھ صاحب =/50 روپے الگ دیتے ہیں ، میرے والدین ضعیف ہیں ، میری بیوی نیک ہے . ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتی ہے ، کرایہ کا مکان ہے ، جس کا کرایہ =/1200 روپے ہے ، مشکل سے اخراجات پورے ہوتے ہیں ، اللہ کا کرم ہے کبھی فاقہ کی نوبت نہیں آتی ، مرغن غذائیں ہمارے نصیب میں نہیں ہیں ، ایسی غذائیں امیر پڑوسی یا امیر رشتہ دار کی تقریب میں ہی ملتی ہے ، مہنگائی جس رفتار سے بڑھ رہی ہے ، تنخواہ میں اس رفتار سے اضافہ نہیں ہوتا ، میری بیوی مزید اولاد نہ ہو اس کے لئے آپریشن کروانا چاہتی

بچے رکھتی ہے ، مزید بچے ہوں گے تو انہیں نہ تو ٹھیک سے تعلیم دی جاسکیں گے اور نہ اچھی پرورش کر سکیں گے ، میرا کہنا ہے کہ بچے پیدا کرنے سے روکنا گناہ ہے ، اور بہت ساری باتیں ہوتی ہیں ، جس سے گھر کا ماحول کشیدہ ہو جاتا ہے ، اب آپ ہی بتائیے میں کیا کروں ، آپریشن کی اجازت دے دوں ، کیا کوئی دوسرا راستہ اختیار کروں ؟ (محمد ابرار حسین ، بشیر آباد)

جواب :- یہ بات ظاہر ہے کہ بچے صرف میاں بیوی کی خواہش سے پیدا نہیں ہوتے ، بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے دنیا میں آتے ہیں ، اللہ تعالیٰ خالق بھی ہیں اور رزاق بھی ، انسان جب کسی شخص کو مدعو کرتا ہے تو اس کے کھانے کا بھی نظم کرتا ہے ، تو کیا اللہ تعالیٰ اپنے آنے والے بندوں کی روزی اور ضروریات کا انتظام نہیں فرمائے گا ، میرے خیال میں ایسا سوچنا اللہ تعالیٰ کی صفات پر ایمان رکھنے کے مغائر ہے ، اسی لئے قرآن مجید نے افلاس کے خوف سے اولاد کشی سے منع کیا تھا " لا تقتلوا اولادكم من املاق نحن نرزقكم واياهم " (١) اگر صرف قتل اولاد سے منع کرنا مقصود ہوتا تو کہہ دیا جاتا کہ اپنی اولاد کو مت قتل کرو ، لیکن صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا ، بلکہ خاص طور پر افلاس کا ذکر کیا گیا ہے ، گویا مقصود یہ ہے کہ اولاد کی پرورش کے معاملہ میں افلاس کا خوف نہ کرو ، اس لئے آپ اپنی اہلیہ کو سمجھائیں کہ بندوں کی ضروریات جب اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ رکھی ہے ، تو وہ اس کا بوجھ اپنے ذہن پر نہیں لیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں ، جیسے اللہ تعالیٰ ماں باپ کی پرورش کر رہے ہیں ، اسی طرح پیدا ہونے والے بچوں کی بھی پرورش کا نظم فرمائیں گے ، اس خوف کی وجہ سے نسبندی کرالینا جائز نہیں ، اور یہ اللہ کی تخلیق میں تبدیلی لانا ہے ، جس کو قرآن مجید نے شیطانی فعل قرار دیا ہے :

﴿ولآمرنهم فليغيرن خلق الله ومن يتخذ الشيطان وليا من دون الله فقد خسر خسرانا مبينا﴾ (٢)

---

(١) الانعام : ١٥١ (٢) النساء : ١١٩

ہاں، اگر ڈاکٹر حفظان صحت کے نقطۂ نظر سے بچوں کے درمیان فاصلہ رکھنے کا مشورہ دے اور اس کے لئے عارضی موانع حمل کا استعمال کرلیا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔

تعبیرِ خواب

خواب میں سانپ کو ڈستے ہوئے دیکھنا

سوال:- کسی نوجوان کو خواب میں دو سانپ ڈستے یا پیروں میں لپٹے ہوئے اکثر دکھائی دیتے ہوں، تو اس کی تعبیر کیا ہوگی؟ (عامر علی، سعید آباد)

جواب: عام طور پر خواب کی تعبیر بیان کرنے والے لوگوں نے سانپ سے حاسد مراد لئے ہیں، گویا حاسدین کے درپے آزار ہونا مراد ہوگا، اس نوجوان کو چاہئے کہ سوتے وقت ''قل أعوذ برب الفلق'' اور ''قل أعوذ برب الناس'' کی سورتیں پڑھ کر اپنے ہاتھ پر دم کرے، پھر اسے پورے بدن پر پھیر دے، حدیث میں سوتے وقت اس عمل کا ذکر آیا ہے، اس بات پر بھی غور کرنا چاہئے کہ کہیں خواب دیکھنے والا مسلسل کسی گناہ میں تو مبتلا نہیں ہے؟ کیوں کہ یہ گناہ پر تنبیہ بھی ہوسکتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور عذاب کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے، اگر وہ ایسے گناہ میں مبتلا ہے تو اسے توبہ و استغفار کا اور آئندہ اس سے مجتنب رہنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

غصب وچوری

بچے ہوئے پیسے بلا اجازت لینا

سوال:- میں جس دکان میں ملازمت کرتا ہوں، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مالک کوئی چیز مثلاً چائے وغیرہ منگواتا ہے اور جو پیسے بچ جاتے ہیں، ہم لوگ رکھ لیتے ہیں، کیا اس طرح پیسے رکھ لینا جائز ہے؟

(عبد الماجد، موتی مسجد)

جواب:- کسی بھی چیز کا خواہ وہ کم ہو یا زیادہ، بلا اجازت لینا جائز نہیں اور یہ چوری میں داخل ہے؛ اس لئے آپ کا یہ عمل درست نہیں ہے، یہ حرام کھانے میں شامل ہے، ہاں، اگر مالک اجازت دے دے کہ بچے ہوئے پیسے تم لے لو تو پھر اس کا رکھ لینا جائز ہوگا۔

کمپیوٹر پروگرام کی چوری

سوال:- کمپیوٹر کی بعض C.D.S اس طرح تیار کی جاتی ہیں کہ ان میں لاکھوں روپے اس کے پروگرام پر خرچ ہوتے ہیں، اب اگر کوئی شخص اس پروگرام کی نقل کرکے غیر قانونی طور پر بلا اجازت اسے فروخت کرتا ہو تو کیا یہ صورت جائز ہوگی؟ اور اگر بیچ چکا ہو تو ان پیسوں کو کیا کرے؟

(عبد الہادی، حیدرگوڑہ)

جواب:- کمپیوٹر کے جو پروگرام بنائے جاتے ہیں ان میں کافی صرفہ ہوتا ہے،

اور صلاحیتیں بھی خرچ ہوتی ہیں، قانون کی نظر میں وہ اس کی ملکیت سمجھی جاتی ہے، اس لیے اس کی اجازت کے بغیر اس کی نقل کرنا اور فروخت کرنا جائز نہیں ہے، یہ چوری کے حکم میں ہے اور اس کی فروخت سے جو پیسے حاصل کر لئے گئے ہوں، اسے پروگرام تیار کرنے والی کمپنی تک پہونچا دینا واجب ہے، اگر کمپنی کو صورت حال سے مطلع کرنا دشوار ہو تو اس کو ڈونیشن کے نام پر رقم دی جاسکتی ہے اس کے کھاتہ میں منتقل کر کے اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔ و باللہ التوفیق

سائیکل اسٹینڈ سے گم ہونے والی سائیکل کا تاوان

سوال:- ایک صاحب نے سائیکلوں کی حفاظت کے لئے پارکنگ بنائی ہے، لوگ فی گھنٹہ کے لحاظ سے کرایہ ادا کر کے وہاں سائیکل رکھتے ہیں، ایک صاحب کی سائیکل غائب ہوگئی، پارکنگ والے صاحب کہتے ہیں کہ میرے پاس تو یہ سامان بطور امانت کے تھا، اگر گم ہوگئی تو مجھ پر ذمہ داری نہیں ہے، بتایا جائے کہ اس میں کس کا موقف درست ہے؟ اور کیا پارکنگ والوں پر اس کی ذمہ داری عائد نہیں ہوگی؟ (محمد احسن قادری گلبرگہ)

جواب:- یہ بات درست ہے کہ اصولی طور پر امانتیں قابل تاوان نہیں ہوتیں، یعنی اگر کسی شخص کے پاس امانت رکھی گئی اور اس نے اس امانت کی حفاظت میں کسی کوتاہی سے کام نہیں لیا تو وہ اس کا ضامن نہیں ہوگا؛ لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب کہ اس شخص نے امانت رکھی جانے والی چیزوں کی حفاظت کا کوئی معاوضہ نہیں لیا ہو، اگر حفاظت کرنے کی اجرت لی ہو تو چاہے اس کی کوتاہی کے بغیر وہ چیز ضائع ہوئی ہو پھر بھی وہ ضامن ہوگا اور اس کی قیمت ادا کرے گا۔ ”الودیعة بأجر مضمونة “(۱)—— سائیکل، گاڑی وغیرہ کی حفاظت کے

(۱) در مختار مع الرد: ۹/۴۳

سے جو لوگ پارکنگ قائم کرتے ہیں ان کی نوعیت یہی ہے ، اس لئے اس صورت میں اسے سائیکل والوں کو اس کی قیمت ادا کرنی چاہئے ۔

بلا اجازت کسی جگہ کو عبادت گاہ بنالینا

سوال:- جب سے شہر حیدرآباد میں زمینوں کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے، اللہ تعالیٰ بھی لوگوں کا امتحان لینے لگے ہیں، حال ہی میں بعض دین پسند اصحاب نے ایم سی ایچ کی عمارت پر مسجد تعمیر کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے، جہاں پر ایم سی ایچ کا بورڈ لگا ہوا ہے، کیا مسلمانوں کے لئے یہاں نماز پڑھنا جائز ہے؟ محلے کے بعض حضرات نماز پڑھتے ہیں اور بعض اس کو ناجائز سمجھ کر قریب کی جامع مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں، اس مسئلہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں رہنمائی فرمائیے ۔　　　　(اہلیان محلہ ، ملے پلی)

جواب:- نماز اہم ترین عبادت ہے اور عبادتوں کو ہر طرح کے حرام و ناجائز مال سے بچانا اور محفوظ رکھنا چاہئے ، اس لئے غصب کی ہوئی جگہ میں نماز پڑھنے کو مکروہ قرار دیا گیا ہے :

"کذا تکرہ في أماکن ... في أرض مغصوبة أو للغیر إلخ" (۱)

اس لئے اگر گورنمنٹ نے وہاں مسجد بنانے یا نماز ادا کرنے کی اجازت دے دی ہو، تب ہی وہاں نماز پڑھنی چاہئے ، اور اگر گورنمنٹ نے نماز ادا کرنے کی اجازت دی ؛ لیکن عارضی طور پر ، مستقل طور پر مسجد کے لئے جگہ نہیں دی ہو تو نماز تو درست ہوجائے گی ؛ لیکن یہ مسجد شرعی نہیں ہوگی ، مسلمانوں کو اپنے آپ کو دوسری قوموں پر قیاس نہیں کرنا چاہئے کہ جیسا وہ

---

(۱) الدر المختار مع الرد : ۲؍ ۳۵

بلا اجازت زمینوں پر قبضہ کر کے اپنی عبادت گاہیں تعمیر کر لیتے ہیں، مسلمان بھی ایسا ہی کرنے لگیں ؛ کیوں کہ ہم ایک داعی امت ہیں اور ہمیں ہر کام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات کے دائرہ میں رہ کر ہی کرنا ہے۔

ہدیہ کے نام سے رشوت

سوال:- اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور ماں باپ کی دعاؤں کے صدقے مجھے ایک اہم سرکاری عہدہ پر فائز کیا ہے، میرے عہدہ کی نسبت سے بہت سے سرکاری کام مجھ سے متعلق رہتے ہیں، میں رشوت سے اپنے آپ کو بچاتا ہوا آیا ہوں ؛ لیکن بہت سے لوگ ہدیہ کے نام پر کچھ لا کر دیتے ہیں، کبھی رقم کی صورت میں اور کبھی سامان کی صورت میں، اور ظاہر ہے کہ ان کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ ان کا کام بن جائے ؛ کیوں کہ پہلے کبھی تحفے نہیں دیا کرتے تھے، کیا میرے لئے ایسے تحفے قبول کرنا جائز ہوگا ؟

(نام غیر مذکور، نجارہ ہلز)

جواب:- کبھی کبھی ہدیہ و تحفہ کے نام سے رشوت بھی لی جاتی ہے، خود حدیث میں بھی اس کا ذکر موجود ہے کہ بعض عاملین زکوۃ کو جو تحائف دئے گئے، آپ ﷺ نے انہیں بیت المال میں داخل کرایا ؛ اس لئے جو لوگ کسی عہدہ پر ہوں اور ان کے دل میں اللہ کا خوف ہو، انہیں اس سلسلہ میں خوب احتیاط سے کام لینا چاہئے ؛ چنانچہ فقہاء نے لکھا ہے کہ کبھی کبھی تو ہدیہ دونوں فریق کے لئے جائز ہوتا ہے، دینے والے کے لئے بھی اور لینے والے کے لئے بھی، جبکہ اس کا مقصد محبت پیدا کرنا اور غمخواری کرنا ہو، کبھی دونوں ہی کے لئے حرام ہوتا ہے، جیسے کوئی شخص دوسرے کو اس کے حق سے محروم کرنے کے لئے ہدیہ دے، یہ دینے والے کے لئے بھی حرام ہے ؛ کیوں کہ وہ اس کو ایک گناہ کے کام کا ذریعہ بنا رہا ہے اور لینے والے کے لئے تو

میں کا رشوت ہونا ظاہر ہی ہے، اور بعض صورتوں میں لینے والے کے حق میں حرام ہے اور دینے والے کے حق میں حرام نہیں، جیسے اس صورت میں جب کہ دینے والے کا مقصود یہ ہے کہ آپ کو ظلم اور ناانصافی سے بچا رہو(۱) اس لئے آپ کو چاہئے کہ جو لوگ اپنا کام لے کر آپ کے پاس آئیں اور وہ ہدیہ دیں تو ان کا ہدیہ قبول نہیں کریں؛ کیوں کہ یہ ہدیہ کے نام سے رشوت ہے، ہاں، اگر آپ نے کسی کا کام بغیر کسی طمع اور توقع کے کر دیا، اس کا کام ہو گیا اور صراحتہً یا اشارۃً کسی مطالبہ کے بغیر اس نے کوئی تحفہ ارسال کر دیا تو اس کے قبول کرنے کی گنجائش ہے۔ (۲)

ریلوے سے ضائع شدہ سامان کا تاوان لینا

سوال:- ریلوے کی طرف سے اسٹیشنوں پر امانت گھر کی سہولت موجود ہے، اسی طرح ٹرین کے ذریعہ ایک جگہ سے دوسری جگہ مال بھیجا بھی جاتا ہے، ان صورتوں میں گورنمنٹ ذمہ دار ہوتی ہے کہ اگر مال ضائع ہو گیا اور محفوظ نہیں رہ سکا، تو وہ اس کا ہرجانہ ادا کرے گی، کیا اس ہرجانہ کا لینا درست ہوگا؟ جب کہ سنا ہے کہ امانت ضائع ہو جانے پر امانت دار سے اس کا تاوان وصول نہیں کیا جا سکتا، امید کہ اس سلسلہ میں وضاحت کریں گے۔

(شعیب احمد خان، اورنگ آباد)

جواب:- اگر کوئی چیز کسی کے پاس امانت رکھی جائے، جس کو فقہ کی اصطلاح میں ودیعت کہتے ہیں، اور امانت رکھنے والا یہ کام رضاکارانہ طور پر کرتا ہو، اس کی اجرت کا طلبگار نہیں ہو، اور اس کی کوتاہی کے بغیر امانت رکھی ہوئی چیز ضائع ہوئی ہو، تو اس پر اس کی ذمہ داری نہیں، لیکن اگر کوئی شخص امانتوں کی حفاظت کی اجرت لیتا ہو اور اس کے ہاتھوں وہ ضائع ہو گئی،

---

(۱) دیکھئے: رد المحتار: ۸/۳۵-۳۴، مطلب في الكلام على الرشوة والهدية

(۲) دیکھئے: حوالہ سابق

تو وہ اس کا ذمہ دار ہوگا اور اس کو اس شئی کی قیمت ادا کرنی پڑے گی، چاہے اس کے ضائع ہونے میں اس کی کوتاہی کا دخل ہو یا نہ ہو۔

" فلا تضمن بالهلاك إلا إذا كانت الوديعة بأجر ... سواء أمكن التحرز عنه أم لا ، هلك معها شيء أم لا " (۱)

اس لئے کہ جو شخص امانت کی حفاظت کے لئے اجرت لے، وہ اصل میں امین نہیں ہے، اجیر ہے، جسے حفاظت ہی کے کام پر اجیر رکھا گیا ہے، علامہ شامیؒ نے اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ (۲)

جھوٹ اور دھوکہ دہی - بڑے گناہ

سوال:- کیا جھوٹ اور دھوکہ دہی گناہ کبیرہ ہے، آج کل اس کو معمولی بات سمجھا جارہا ہے، دھوکہ دے کر اور جھوٹ بول کر جو معاہدے اور رشتے قائم کئے جاتے ہیں، وہ اکثر ٹوٹ جارہے ہیں، اس کا وبال اور گناہ کس پر ہوگا؟ (محمد سعید، حیدر گوڑہ)

جواب:- جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا — جیسا کہ آپ نے لکھا ہے — کبیرہ گناہوں میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جھوٹ انسان کو برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتا چلا جاتا ہے؛ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کو "کذاب" (بہت جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے: " حتى يكتب عند الله كذابا " (۳) جھوٹ میں معنوی بدبو بھی ہے، جس سے فرشتے ایک میل کے فاصلے تک دور ہو جاتے ہیں، (۴) دھوکہ کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دھوکہ دیا، وہ

---

(۱) در مختار مع الرد ۱۲: ۴۴۶ (۲) دیکھئے: رد المحتار: ۱۲: ۴۴۶

(۳) بخاری ، عن عبد اللہ بن مسعود ؓ، حدیث نمبر: ۶۰۹۴

(۴) ترمذی ، عن ابن عمر ؓ، حدیث نمبر: ۱۹۷۲

ہم میں سے نہیں ہے: "من غشنا فلیس منا" (۱) اس سے بڑھ کر کسی گناہ کی مذمت کیا ہوسکتی ہے؟ اگر جھوٹ اور دھوکہ کی بنا پر کوئی معاملہ طے ہو اور وہ باقی نہ رہ سکے، تو اس کے ٹوٹنے کا گناہ اسی جھوٹ بولنے اور دھوکہ دینے والے شخص پر ہوگا؛ اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے آپ کو اس بڑے گناہ سے بچائیں اور اپنے لئے اللہ کی رحمت سے محرومی کا سامان پیدا نہ کریں، اس سے وقتی طور پر ہوسکتا ہے کہ فائدہ اٹھالیا جائے، مگر اس کا انجام محرومی اور بے برکتی ہے۔ وباللہ التوفیق

جائز حق کے لئے رشوت

سوال:- اگر کسی آدمی کا جائز کام رشوت دئے بغیر پورا نہ ہو اور اس کام میں کسی کی حق تلفی بھی نہ ہو، تو کیا اس صورت میں رشوت دینا جائز ہے؟ ایک شخص نے سرکاری ملازمت حاصل کرنے کے لئے درخواست دی، اس شخص کی لیاقت وقابلیت کی بنیاد پر اور میرٹ لسٹ کی بنیاد پر اول پوزیشن تھی، لیکن محکمہ رشوت خور آفیسر نے اس سے رابطہ قائم کیا، جس میں اسے بتایا گیا کہ اگر وہ انہیں رشوت نہ دے گا تو اس کا نام کسی نہ کسی بنیاد پر خارج کردیا جائے گا، ایسی صورت میں مجبوراً اسے رشوت دینی پڑی، جبکہ اس کام میں اس نے کسی کا حق نہیں چھینا، کیا اس شخص کی ملازمت حلال رہے گی یا حرام؟ جبکہ وہ شخص رشوت دے کر اللہ تعالیٰ سے شرمندہ ہے، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟ (خادم علی خان، آکولہ، مہاراشٹرا)

جواب:- رشوت لینا تو بہر صورت حرام ہے، مجبوری کے بغیر رشوت دینا بھی حرام ہے، رسول اللہ ﷺ نے رشوت لینے والے اور دینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے؛ لیکن رشوت لینا تو بہر حال حرام ہے؛ کیوں کہ رشوت کا لینا اور نہ لینا اپنے اختیار کی چیز ہے، مگر

---

(۱) مسلم، عن ابی ھریرۃ ؓ، حدیث نمبر: ۲۸۳

رشوت دینے پر بعض دفعہ آدمی مجبور ہوجاتا ہے؛ اس لئے اپنا جائز حق حاصل کرنے اور اپنے آپ کو ظلم سے بچانے کے لئے فقہاء نے رشوت دینے کی اجازت دی ہے:

" ما حرم أخذه حرم إعطائه كالرشوة ... إلا في مسائل ... والرشوة لخوف على ماله أو نفسه أو ليسوي أمره عند سلطان أو أمير " (۱)

اس لئے جو صورت آپ نے لکھی ہے، اس میں ان شاء اللہ اس شخص پر گناہ نہیں ہے، اس کی ملازمت جائز اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حلال ہے۔

جعلی نوٹ

سوال:- میرے پاس ایک جعلی نوٹ آگئی ہے: کہاں سے آئی یہ مجھے اندازہ نہیں؛ لیکن بہر حال میں اس میں دھوکہ کھاچکا ہوں، اب کیا میں کسی گاہک کو یہی جعلی نوٹ دے کر اپنے نقصان کا تدارک کرسکتا ہوں؟ (عبدالقادر صدیقی، سکندرآباد)

جواب:- جعلی نوٹ چھاپنا یا جانتے بوجھتے کسی کو دینا انتہائی درجہ کی خیانت، کھلا ہوا دھوکہ اور اس وجہ سے سخت گناہ ہے، اگر آپ کو کسی نے جانتے بوجھتے دیا ہو تو وہ اس گناہ کا مرتکب ہوا ہے، آپ دینے والے شخص سے واقف نہیں ہیں، آپ جسے دیں گے اسے دھوکہ دینے کے مرتکب ہوں گے؛ اس لئے آپ کے لئے ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں، دنیا کا نقصان اٹھالینا آخرت کے نقصان کے مقابلہ ہلکا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں ہے: " من غشنا فليس منا " (۲)؛ اس لئے آپ پر واجب ہے کہ اس نوٹ کو ضائع کردیں؛ تاکہ وہ دانستہ یا نادانستہ کسی کے لئے دھوکہ کا باعث نہ بنے۔

---

(۱) الأشباه والنظائر : ۲۲۹/۱

(۲) سنن الترمذي ، كتاب البيوع ، باب كراهية الغش في البيوع ، حديث نمبر: ۱۳۱۵

بچوں کی اٹھائی ہوئی چیز

سوال:- بعض دفعہ چھوٹے بچے بازار سے کوئی گری پڑی چیز اٹھا کر لاتے ہیں، ایسی چیز کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا اس کو بھی مالک تک لوٹایا جائے گا؟ (مصباح اختر، قاضی پورہ)

جواب:- نابالغ بھی اگر کسی چیز کو اٹھا لے تو اس کا وہی حکم ہے، جو بالغ کے لئے ہے، اور اس کے ولی کی ذمہ داری ہوگی کہ اس کو اس کے مالک تک پہونچانے کی کوشش کرے اور اگر مالک کا پتہ نہیں چل سکے تو اسے صدقہ کردے، بشرطیکہ بچہ صاحب ثروت ہو، یہاں تک کہ اگر بچے سے وہ چیز ضائع ہو جائے اور بعد میں اصل مالک کا پتہ چلے تو ولی پر اس کا بدل ادا کرنے کی ذمہ داری ہوگی:

"وصح التقاط صبي ..." وقال ابن عابدين :
"ويكون التعريف إلى ولي الصبي" (۱)

جھوٹ بول کر راشن کارڈ بنوانا

سوال:- میری دو سہیلیاں ہیں، دونوں گورنمنٹ اسکول میں ٹیچرس ہیں اور دونوں کی ماہانہ تنخواہ بھی تقریبا یکساں ہے، دونوں بھی گورنمنٹ کے راشن سفید کارڈ کی مستحق نہیں ہیں، ایک سہیلی بیوہ ہے اور پانچ لڑکیاں زیر پرورش ہونے کے باوجود وہ اپنے لئے سفید کارڈ جائز نہیں سمجھتی ہے اور گلابی کارڈ حاصل کیا ہے، دوسری سہیلی حالاں کہ حاجی ہے اور نماز وتسبیح سے بندھی ہوئی ہیں، اپنے مختصر خاندان کے لئے دو سفید کارڈ حاصل کئے ہیں، اور وہ انہیں جائز سمجھتی ہے اور ان کارڈس سے منسلک ساری سہولتیں

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار ۲ : ۴۳۵

حاصل کر رہی ہیں، جن میں گورنمنٹ کی طرف سے کالج فیس کی ادائیگی اور دیگر طبی سہولتیں شامل ہیں، کیا یہ سہولتیں جائز کہلائیں گی؟ اور اگر ناجائز ہے تو کیا وہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس جوابدہ ہوں گی؟ (رحمت النساء، مہدی پٹنم)

جواب:- گورنمنٹ سفید کارڈ جن شرائط کے ساتھ دے رہی ہے اگر کسی شخص کے اندر وہ شرطیں مفقود ہوں تو اس کے لئے ایسا کارڈ حاصل کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا درست نہیں؛ کیوں کہ انہیں جو سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں، اس کا بوجھ عوامی خزانہ پر ڈالا جاتا ہے، تو گویا یہ نہ صرف گورنمنٹ کو دھوکہ دینا ہے؛ بلکہ عام لوگوں کی کمائی ہوئی گاڑھے پسینے کی رقم کو اپنے استعمال میں لینا ہے اور اس کے لئے جھوٹ اور دھوکہ کا سہارا لیا جا رہا ہے؛ اس لئے یہ صورت جائز نہیں ہوئی، آپ اپنی ان دوسری بہنوں کو اس سلسلہ میں توجہ دلائیں اور انہیں سمجھائیں کہ دین و شریعت کا تعلق صرف عبادت سے نہیں ہے؛ بلکہ زندگی کے تمام گوشوں سے ہے۔

جھوٹی انکم سرٹیفکٹ

سوال:- کیا جھوٹ بول کر انکم سرٹیفکٹ نکالنا درست ہے؟ میں نے ایسا کیا ہے، میں اس کی تلافی کے لئے ان شاء اللہ جب کمانے لگوں گا، تب جتنے پیسے کا فائدہ اُٹھایا ہے اتنے ہی پیسے اللہ کی راہ میں خرچ کردوں گا۔ (ایک طالب علم)

جواب:- جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے اور صرف اسی وقت اس کی اجازت ہے، جب کہ ظلم سے بچنا، یا کسی جائز حق کا حاصل کرنا مقصود ہو:

" إن كل مقصود محمود يمكن التوصل إليه بالكذب وحده ، فمباح إن أبيح تحصيل ذلك

المقصود ، وواجب إن وجب تحصيله" (۱)

اس لئے جو صورت آپ نے لکھی ہے، وہ بظاہر جائز عمل نہیں، اس لئے آپ کو اپنے عمل پر استغفار کرنا چاہئے اور جتنی رقم آپ نے اس جھوٹی سرٹیفکٹ کی بنیاد پر حاصل کی ہے، اس سے آئندہ کسی ایسے غریب طالب علم کی مدد کرنی چاہئے، جو تعلیمی آمدنی کے لحاظ سے واقعی اس کا مستحق ہو، اس طرح دوسروں کے ساتھ جو حق تلفی ہوئی ہوگی، شاید اس کی تلافی ہو جائے۔

واللہ اعلم

عامل کے بیان پر کسی کو چور قرار دینا

سوال:- ایک صاحب کی کچھ قیمتی چیزیں چوری ہو گئیں، گھر میں ایک عورت کام کرتی تھی، لوگ چوری کے بارے میں معلوم کرنے عامل صاحب کے پاس گئے، انہوں نے گھر میں رہنے والے تمام لوگوں کے نام اور ان کی والدہ کے نام معلوم کئے اور اس میں اس خادمہ کا نام بھی شامل کیا، نیز جس آنے جانے والے پر شبہ ہو سکتا تھا، ان کے نام بھی لئے اور اپنے مؤکل کے ذریعہ معلوم کر کے بتایا کہ اسی کام کرنے والی عورت نے سامان چوری کیا ہے، اس بنیاد پر اس عورت کی بہت مار پیٹ کی گئی، کیا اس طرح عامل کے ذریعہ چوری کے بارے میں معلوم کیا جا سکتا ہے اور اس کی بنیاد پر کسی کو سزا دی جا سکتی ہے؟ (محمد یونس، بنجارہ ہلز)

جواب:- عامل حضرات جن کو مؤکل کہتے ہیں، وہ ان کے بیان کے مطابق جنات اور شیاطین ہوتے ہیں، ان ہی کو قابو میں لا کر یہ حضرات ان سے کام لیتے ہیں، اب غور کیجئے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے، اس کے باوجود وہ جھوٹ بولنے سے نہیں چوکتا، تو شیاطین تو ہے ہی سراپا شر، اس سے سچ بولنے کی امید کیوں کر رکھی جا سکتی ہے؟ اور "جن"

---

(۱) رد المحتار: ۹/۱۱۲

انسان سے زیادہ سرکش واقع ہوئے ہیں؛ کیوں کہ شیطان کا تعلق بھی اصل میں اسی گروہ سے ہے، لہذا کیسے امید کی جاسکتی ہے کہ ان کی بات سچائی پر مبنی ہوگی؟ اس لئے اس پر بھروسہ کرلینا عقلاً بھی درست نظر نہیں آتا۔

شریعت میں اس بات کی پوری وضاحت موجود ہے کہ کون سا جرم کس طرح ثابت ہوسکتا ہے؟ مثلاً چوری کا جرم ہے تو یا تو خود اس شخص کو چوری کرنے کا اقرار ہو یا دو معتبر مرد گواہ شہادت دیں کہ انہوں نے اسے اپنی آنکھوں سے چوری کرتے ہوئے دیکھا ہے یا یہ کہ چوری کرنے والے شخص نے ان کے سامنے چوری کرنے کا اقرار کیا ہے، اگر مشتبہ شخص کو اقرار بھی نہ ہو اور گواہان بھی نہ ہوں تو اس سے قسم کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے اور اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرجائے تو یہ بھی اس کے مجرم ہونے کی دلیل ہوگی ؛ لیکن یہ اقرار یہ گواہی یا قسم کا کھلانا یا قسم کھانے سے انکار پر اس کو مجرم سمجھنا قاضی اور ہندوستان کے حالات میں حکم کے دائرۂ اختیار میں ہے، مدعی اپنے طور پر اس کے مجرم ہونے کا فیصلہ نہیں کرسکتا؛ اس لئے محض عامل کے کہنے کی وجہ سے اس عورت کو چور قرار دینا درست نہیں اور اس عورت کو معتوب کرنا بڑے ہی ظلم اور گناہ کی بات ہے اور دعویٰ کرنے والا شخص، عامل نیز مار پیٹ میں شریک ہونے والے لوگ سب کے سب گنہگار اور عند اللہ جواب دہ ہیں۔

ڈونیشن اور پگڑی

سوال:- اسکول میں داخلے کے لئے ڈونیشن یا دکان و مکان کے کرایہ پر پگڑی لینا دینا شرعاً کیسا ہے؟

(محمد رفیق، گلبرگہ)

جواب:- بچوں سے تعلیمی فیس یا اتنے اخراجات جو اس کے لئے تعلیمی وسائل میں مطلوب ہوں، جائز ہے؛ کیوں کہ یہ اسی خدمت کا عوض ہے، جو اس کو تعلیم کی شکل میں فراہم کی جارہی ہے؛ لیکن اس سے زیادہ رقم عطیہ کے نام پر لینا اور اس کے لئے مجبور کرنا جائز

نہیں؛ کیوں کہ عطیہ ایک اختیاری چیز ہے اور یہ اجرت کے علاوہ ہے، اس پر کسی کو مجبور نہیں کیا جاسکتا، یہ درحقیقت رشوت ہے، جس کا لینا اور مجبوری کے بغیر دینا حرام ہے۔

جو دکان و مکان کسی کی ذاتی ملکیت ہو اور وہ کسی کو کرایہ پر دیتے ہوئے پگڑی لے یا جو کرایہ دار ہو اور اس نے خود پگڑی دے کر دکان یا مکان حاصل کیا ہو، اس کے لئے اپنے کرایہ دار سے پگڑی لینے کی گنجائش ہے، اس صورت میں کرایہ حق ملکیت کا عوض ہے اور پگڑی حق قبضہ کا، فقہاء کے یہاں اس کی نظیریں موجود ہیں؛ لیکن جو شخص خود کرایہ دار ہو اور اس نے پگڑی دئے بغیر کرایہ پر مکان حاصل کیا ہو، اس کے لئے نہ پگڑی لینا جائز ہے اور نہ اصل مالک کی اجازت کے بغیر کسی اور کو کرایہ پر دینا، ایسی صورت میں پگڑی کے نام پر جو رقم حاصل کی جائے وہ حرام ہے۔

بجلی اور پانی کی چوری

سوال:- مکانات اور بعض منزلہ بلڈنگس میں برقی اور پانی کی چوری عام بات ہے، اگر مساجد اور عبادت خانوں میں بھی اسی طرح کا عمل ہو تو کیا ایسے پانی سے غسل، طہارت اور وضو کر کے نماز ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں، اور اس سے وضو ہو بھی جائے گا یا نہیں؟

(مرزا قمر علی بیگ، نیو ملے پلی)

جواب:- چوری جس چیز کی بھی ہو گناہ ہے، ایسی چیز چوری کی جائے جو کسی فرد کی ہو، تب بھی گناہ ہے، اور ایسی چیز چوری کی جائے جو اجتماعی ملکیت ہو تب بھی گناہ ہے؛ بلکہ اس میں زیادہ گناہ کا اندیشہ ہے؛ کیوں کہ وہ بیک وقت بہت سے افراد کی چیزیں چوری کر رہا ہے، چوری کا حرام ہونا جیسے مسجد کے کاموں کے لئے ہے، ویسے ہی ذاتی کاموں کے لئے بھی ہے، بہت سے لوگ خود تو اپنے گھروں میں بجلی اور پانی کی چوری کرتے ہیں؛ لیکن مسجدوں میں اسی عمل کے ارتکاب پر اعتراض کرتے ہیں، یہ درست نہیں؛ البتہ مسجدیں چوں کہ اللہ کی عبادت

کے لئے ہیں اور انہیں ہر طرح سے بچانا ان کے تقدس کے تحت زیادہ اہم ہے؛ اس لئے مسجد میں چوری کی لائٹ جلانا یا پانی حاصل کرنا اور بھی زیادہ بُری بات ہے، مسجد کی انتظامی کمیٹی کو اس سے بچنا چاہئے؛ ورنہ بحیثیت منتظم ونگراں وہ گنہگار ہوں گے اور مصلیان مسجد کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ مسجد کی ضروریات کے لئے ایسا انتظام کریں کہ منتظمین کو ایسے غیر شرعی راستے اختیار کرنے کی ضرورت نہیں پڑے، البتہ ایسے پانی سے کیا گیا وضو ہو جائے گا، اس غسل و وضو سے نماز ادا کرنی درست ہوگی۔

دھوکہ دے کر سفید راشن کارڈ حاصل کرنا

سوال:- میرے والد صاحب بخیلہ یوپی ہیں، شروع سے ہی ہمارے پاس سفید راشن کارڈ ہے، جس سے ہم تیل، چاول وغیرہ خریدتے ہیں، کیا یہ کھانا ہمارے لئے درست ہے؟

(نام ومقام غیر مذکور)

جواب:- سفید راشن کارڈ گورنمنٹ نے غربت کی ایک خاص سطح پر زندگی بسر کرنے والوں کے لئے جاری کیا ہے، انہیں سستا سامان فراہم کرنے کے لئے حکومت خود نقصان برداشت کرتی ہے، جو لوگ اس معیار پر نہیں ہیں، وہ غلط اندراج کر کے اور پھر اس کارڈ سے فائدہ اٹھا کر دو گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں، اول جھوٹ بولتے ہیں، حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بڑے گناہوں کو شمار کراتے ہوئے شرک، والدین کی نافرمانی اور قتل کے بعد جھوٹ کو ذکر فرمایا، (۱) اسی طرح دھوکہ کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں "من غش فلیس منا" (۲) —— لیکن اس کارڈ کی بنیاد پر جو اشیاء آپ نے حاصل کی ہیں وہ حرام نہیں ہیں، کیوں کہ [illegible]

---

(۱) سنن الترمذی، باب ما جاء فی التغلیظ فی الکذب، حدیث نمبر ۱۲۰۷

(۲) صحیح مسلم، حدیث نمبر ۲۸۳

تیل، شکر وغیرہ اپنی اصل کے اعتبار سے حلال ہیں اور انہیں قیمت دے کر حاصل کیا گیا ہے، زور زبردستی نہیں کی گئی ہے، نیز قیمت زیادہ بھی ہوسکتی ہے اور کم بھی، یہی حکم فقہاء نے بیع مکروہ کا بیان کیا ہے، جیسے مصنوعی بولی لگا کر کسی چیز کی قیمت بڑھادی جائے یا کم کردی جائے۔

اسکالرشپ میں خیانت

سوال:- ہم لوگ ...... اسکول کے طالب علم ہیں، جو علی باغ کالے پتھر میں واقع ہے، ہر سال پرنسپل صاحب ہم لوگوں سے فارم بھرواتے ہیں اور اسکالرشپ منظور ہونے کے بعد دینے سے صاف مکر جاتے ہیں، وہ ایک مسجد کے خازن بھی ہیں، بعض خاص مواقع پر مسجد میں وعظ بھی کہتے ہیں، اس سلسلے میں شرعی حکم کیا ہے؟ (طلبہ اسکول ہذا، علی باغ)

جواب:- پہلے تو آپ حضرات تحقیق کریں کہ کیا واقعی آپ حضرات کی اسکالر شپ منظور ہوئی ہے اور اسکول کے ذمہ داران تک پہنچ گئی ہے؟ کیوں کہ بعض اوقات اس طرح کی باتیں غلط فہمی اور بدگمانی پر بھی مبنی ہوتی ہیں، اگر تحقیق سے ثابت ہوجائے کہ اسکالرشپ منظور ہوچکی ہے اور پرنسپل صاحب نے دبا رکھا ہے، تو واقعی ان کا یہ عمل شرمناک بھی ہے اور گناہ بھی، اللہ تعالیٰ نے باطل طریقہ پر کسی کا مال کھانے سے منع فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ﴾ (۱)، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر کسی نے اپنے بھائی کی ایک لاٹھی بھی لی ہو تو اسے ضرور ہی واپس لوٹا دینا چاہئے: "من أخذ عصا أخيه فليرده إليه" (۲)، ایسی صورت میں آپ لوگوں کو اپنے سرپرستوں اور سماج کے ذریعہ اس پرنسپل پر دباؤ ڈالنا چاہئے اور حکومت میں بھی شکایت کرنی چاہئے؛ تا کہ ایسے بدقماش اور بے حیا لوگوں کو سبق حاصل ہو، نیز جو شخص ایسا خائن اور بددیانت ہو، وہ اس لائق نہیں ہے کہ اس کو

---

(۱) البقرہ: ۱۸۸ (۲) سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۱۶۰

مسجد کا خازن بنایا جائے یا اسے عزت دے کر اس سے وعظ کہلایا جائے ، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے ۔ وباللہ التوفیق

زبردستی چندہ وصول کرنا

سوال :- میں ایک عصری مدرسہ میں کام کرتا ہوں ، جبکہ وہ بھی عربی مدارس طرز پر چلتے ہیں ، بعض دفعہ اخراجات ضروریہ کے لئے مدرسہ اور اساتذہ کے کاموں کے لئے اساتذہ سے لے کر خرچ پورا کیا جاتا ہے ، واضح رہے کہ ادارہ کے ذمہ داران اپنا کوئی ذاتی مفاد نہیں رکھتے ؛ حتی کہ چائے وغیرہ تک نہیں پیتے ، اور نہ اساتذہ سے کوئی رقم ذاتی مفاد کے لئے لیتے ، فقط مدرسہ اور ضروری کاموں کے لئے اساتذہ سے ہی چندہ یا ہدیہ کی شکل میں لیتے ، کیا یہ صورت جائز ہے ؟ (ماسٹر عبدالحق ، فلک نما)

جواب :- تعلیم خواہ دینی ہو یا عصری ایک اچھا کام ہے ؛ اس لئے اس میں تعاون کرنا بہرحال باعث اجر وثواب ہے ؛ البتہ یہ ضروری ہے کہ تعاون لوگوں کی رضامندی سے حاصل کیا جائے ، اس میں جبر اور دباؤ نہ ہو ، نہ قانونی جبر ہو اور نہ اخلاقی ؛ کیوں کہ اساتذہ کی اجرت ادا کرنا شرعاً واجب ہے ، چندہ دینا ان پر واجب نہیں ، دباؤ ڈال کر چندہ حاصل کرنا باطل طریقے پر مال حاصل کرنے میں شامل ہے ۔

غیر مملوکہ زمین پر مسجد کی تعمیر

سوال :- (الف) ایک متنازعہ اراضی — جس کی ملکیت کا مقدمہ متعدد فریقین کے مابین عدالت میں زیر دوراں ہے — کے ایک قطعہ میں کیا مسجد تعمیر کی جاسکتی ہے ؟ ایسے قطعۂ اراضی میں تعمیر شدہ عارضی مسجد میں نماز کی ادائیگی کیا شرعاً درست ہے ؟

(ب) متنازعہ اراضی میں خریدے گئے پلاٹس کے مالکان اپنے پلاٹس کو تحفظ فراہم کرنے کے مقصد سے اگر متنازعہ اراضی کے ایک قطعہ میں مسجد تعمیر کرتے ہیں تو کیا اس کی اجازت ہے؟ جبکہ ۱۰۰ میٹر کے فاصلہ پر قدیم مسجد قائم ہے، جو ہمیشہ مصلیوں سے خالی رہتی ہے، اس مسجد کو آباد کرنے کے بجائے متنازعہ اراضی میں سرکاری قوانین وضوابط کی تکمیل کے بغیر ہی مسجد کی تعمیر کس حد تک درست ہے اور کیا اس میں نماز کی ادائیگی شرعاً درست ہے؟

(سید مظہر حسین ایڈوکیٹ، صدر گلبرگہ مسلم ویلفیر ایسوسی ایشن)

جواب:- مسجد شرعی کے لئے ضروری ہے کہ اس کے لئے ایسی زمین وقف کی جائے جو وقف کرنے والے کی ملکیت ہو:

" ذکر في البحر أن مفاد كلام الحلوي اشتراط أرض المسجد ملكا للباني " (۱)

جو زمین ابھی متنازعہ ہے اور اس کا مقدمہ چل رہا ہے اس پر ابھی فریقین میں سے کسی کی ملکیت ثابت نہیں؛ اس لئے ایسی متنازعہ زمین پر مسجد تعمیر کرنا درست نہیں، اگرچہ کہ اگر نماز ادا کی جائے تو ادا ہو جائے گی؛ کیوں کہ غصب کی ہوئی زمین میں نماز پڑھ لی جائے تو کراہت کے ساتھ نماز ہو جاتی ہے:

" بنى مسجدا في أرض غصب لا بأس بالصلاة فيه " (۲)

(ب) متنازعہ اراضی میں اپنے پلاٹس کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے مسجد تعمیر کرنا درست نہیں؛ کیوں کہ یہ دنیوی مقصد کے لئے اور ڈھال بنانے کے لئے مسجد کی تعمیر ہے

(۱) شامی: ۶/ ۵۴۵

(۲) رد المحتار: ۲/ ۴۲، الصلاة في الأرض المغصوبة

جو(ب:- جب زید اور بکر کے درمیان خرید وفروخت کا معاملہ طے ہوگیا، دونوں نے اپنی رضامندی ظاہر کردی؛ بلکہ خریدار نے پیسے بھی ادا کردئے اور بیچنے والے نے قیمت حاصل کرلی تو چاہے رجسٹری نہ ہوئی ہو پھر بھی خرید وفروخت کا معاملہ مکمل ہو چکا ہے، اب شرعاً زید اس زمین کا مالک ہے اور بکر پر واجب ہے کہ قانونی تقاضوں کی تکمیل کے لئے وہ زمین کی رجسٹری کردے، اگر اس نے رجسٹری نہیں کی تو وہ اس زمین کا غاصب سمجھا جائے گا اور سخت گناہ گار ہوگا؛ کیوں کہ ایجاب وقبول سے خرید وفروخت کا معاملہ منعقد ہوجاتا ہے: " البیع ینعقد بالإیجاب والقبول " (۱) اب اگر بکر رجسٹری کرنے کو تیار نہ ہو اور زید کو مجبوراً پیسے واپس لینا پڑے تو زید کے لئے وکیل کی اجرت اور جتنے زائد پیسے دینے کو بکر تیار ہو، اس سے لینا جائز ہوگا؛ کیوں کہ زمین کا مالک زید ہی ہے، اگر اس نے بکر سے زیادہ پیسے وصول کرلئے تو سمجھا جائے گا کہ اس نے دوبارہ وہ زمین بکر سے فروخت کردی ہے؛ لہٰذا یہ رقم اس کے لئے حلال ہوگی؛ البتہ بکر کو زمین پر غاصبانہ قبضہ رکھنے اور زید کو زمین فروخت کرنے پر مجبور کرنے کا گناہ ہوگا۔

مسجد سے جوتے چپل کی چوری

سوال:- افسوس کی بات ہے کہ آج کل مسجدوں سے جوتے چپل غائب ہونے کے واقعات بہ کثرت پیش آنے لگے ہیں، ایسے موقع پر جو لوگ پریشان ہوتے ہیں، وہ کسی اور کی چپل لے کر چلے جاتے ہیں، ان کا مقصد دوسرے کی چیز لینا نہیں ہوتا؛ لیکن مجبوراً انہیں ایسا کرنا پڑتا ہے، کیا ان کا یہ عمل شرعاً درست ہے؟

(عبدالقیوم محبوب نگر)

جو(ب:- چوری کرنا سخت گناہ ہے، یہاں تک کہ جن چند جرائم کی سزا شریعت نے

---

(۱) هداية ، كتاب البيوع

متعین کی ہے، ان میں ایک چوری بھی ہے، پھر جو جگہ نیک کاموں کے لئے مخصوص ہو وہاں چوری کی جائے تو اس کا گناہ اور زیادہ ہے، اس لئے مسجد سے جوتا، یا چپل چوری کر لینا گناہ بالائے گناہ ہے، نیز اگر کسی کی چپل مسجد میں چوری ہو جائے تو اس شخص کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ دوسرے کے جوتے چپل کے ساتھ اسی حرکت کا ارتکاب کرے اور وہ خود چوری کا مرتکب ہو جائے، اس لئے اس سے بھی اجتناب کرنا چاہئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "لا ضرر ولا ضرار" (۱) یعنی نہ ابتداءً کسی کو نقصان پہنچانا جائز ہے اور نہ ردعمل میں۔

اشتہارات کی اشاعت کا حکم

سوال:- ہمارا زمانہ تشہیر کا ہے، اشتہارات نے ذرائع ابلاغ کو پیوند بنا دیا ہے، بعض اشتہارات فحشاء اور بے حیائی کی دعوت دیتے ہیں، بعض اشتہارات میں نہایت مبالغہ کے ساتھ کسی سودے کی اہمیت کو ذکر کیا جاتا ہے، جس سے لوگ دھوکہ کھاتے ہیں، اخبارات والے اشتہارات کا چھاپنا یا الیکٹرانک میڈیا کا اس کو نشر کرنا کیا درست ہے؟ (محمد ابراہیم، نولی چوکی)

جواب:- اشتہار کا مقصد کسی شئی کا تعارف اور اس کی طرف ترغیب دینا ہوتا ہے، یہ کبھی سچائی کے مطابق بھی ہوتے ہیں اور کبھی اس کے برخلاف، اس کے ذریعہ برائی کی دعوت بھی دی جا سکتی ہے اور بھلائی کی بھی، بعض اشتہارات لوگوں کے لئے مفید بھی ہوتے ہیں اور اس سے ان کی ضرورت پوری ہوتی ہے، مناسب رشتے مل جاتے ہیں، ملازمتوں تک رسائی ہوتی ہے، اچھے پروگراموں میں شرکت کا موقع ملتا ہے، اس لئے تمام اشتہارات کے احکام یکساں نہیں ہیں، حکم شرعی کے اعتبار سے اشتہار کی درج ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں:

---

(۱) سنن ابن ماجة، كتاب الأحكام، باب من بنى في حقه ما يضر بجاره، حديث نمبر: ۲۳۴۰

الف۔ کسی اچھے کام اور دینی پروگرام کے لئے اشتہار دیا جائے — اس کا طبع کرنا مستحب ہے؛ کیوں کہ یہ خیر کی اشاعت اور نیکی کی دعوت ہے۔

ب۔ کسی دنیوی کام یا چیز سے متعلق اشتہار دیا جائے، یہ کام جائز اور وہ شئی حلال ہو، اور اس کے بارے میں تفصیلات سچائی پر مبنی ہوں، جھوٹ اور مبالغہ نہ ہو تو ایسے اشتہارات کا شائع کرنا اور کرانا جائز ہے؛ کیوں کہ جو حکم مقصود کا ہوتا ہے، اس مقصود تک پہنچنے والے کا بھی وہی حکم ہوتا ہے۔

ج۔ اشتہار میں بے حیائی اور برائی کے کام کی طرف یا حرام چیز کی طرف دعوت دی جائے، ایسا اشتہار طبع کرانا بھی ناجائز ہے اور اس کا طبع کرنا اور نشر کرنا بھی جائز نہیں۔

د۔ اشتہار جائز کام اور حلال شئی کا ہو؛ لیکن اس کی توصیف میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہو، ایسا اشتہار دھوکہ اور جھوٹ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے شائع کرنا اور کرانا دونوں ناجائز ہے؛ البتہ اگر شائع کرنے والے اس سے واقف نہ ہوں اور اشتہار خود ان کی جانب سے شائع نہ ہو تو اس کی گنجائش ہے؛ لیکن بہتر ہے کہ شائع اور نشر کرنے والوں کی طرف سے صراحت کردی جائے کہ ''اشتہار'' اشتہار دینے والوں کی طرف سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ پر اس کی ذمہ داری نہیں ہے اور متعلقین کو چاہئے کہ وہ خود تحقیق کرلیں۔ واللہ اعلم

ایک شخص کا بس پاس دوسرا شخص استعمال کرے؟

سوال:- میرے بھائی کا بس پاس ہے، کیا میں یا کوئی اور بھائی اس پاس کو استعمال کرسکتے ہیں؟ (محمد مجتبیٰ، سنتوش نگر)

جواب:- گورنمنٹ بس پاس یا ریلوے پاس خاص اس شخص کے نام سے دیتی ہے، جس کو سفر کی اجازت حاصل ہے اور قانوناً صرف وہی سفر کرنے کا مجاز ہوتا ہے، لہٰذا دوسرے شخص کے لئے اس کا بس پاس استعمال کرنے کی گنجائش نہیں ہے، یہ دھوکہ اور جھوٹ میں شامل ہے۔

متفرقات

انٹرنیٹ کے ذریعہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی مراسلت

سوال:- آج کل انٹرنیٹ کے ذریعہ خط وکتابت بھی کی جاتی ہے، چنانچہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں مراسلت کے ذریعہ گفتگو کرتے ہیں اور ایک دوسرے تک اپنی تصویر بھی پہنچا سکتے ہیں، یہ لڑکے اور لڑکیاں ہزاروں میل کے فاصلے پر ہوتے ہیں، اس لئے ان کے درمیان برائی کے آگے بڑھنے کا زیادہ امکان نہیں رہتا، کیا اس طرح انٹرنیٹ پر نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی باہم مراسلت اور خط وکتابت درست ہے؟ (محمد زاہد القاسمی، ممبئی)

جواب:- اجنبی نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو ایک دوسرے کو دیکھنے سے منع کیا گیا ہے، اسی طرح یہ بات بھی درست نہیں کہ اجنبی مرد و عورت تنہائی اختیار کریں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کو دیکھنے یا تنہائی کا ماحول فراہم کرنا انسان کو آخری درجہ کی برائی کی طرف لے جاتا ہے، اور چوں کہ حضور ﷺ نے ان باتوں سے منع فرمایا ہے، اس لئے یہ افعال بذات خود بھی گناہ ہیں، جس طرح اجنبی عورت سے خلوت میں یا دیکھنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے، انٹرنیٹ کے ذریعہ باہمی رابطہ میں بھی یہ فتنہ موجود ہے، بلکہ میری رائے میں لوگوں کی نگاہوں سے بچ کر ہر طرح کی گفتگو اور مراسلت کی گنجائش خلوت ہی کی ایک صورت ہے، انٹرنیٹ کی خط وکتابت

سے سخت اخلاقی بگاڑ اور لڑکیوں کے اپنے گھر سے بھاگ نکلنے کے واقعات سامنے آئے ہیں،
اس لئے خاص طور پر نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کا انٹرنیٹ کے ذریعہ ایک دوسرے سے خط و
کتابت کرنا درست نہیں۔

چھینک کے موقع پر ''الحمد للہ'' اور ''یرحمک اللہ'' کہنے کی حکمت

سوال:- چھینک کے وقت الحمد للہ کہنے کا حکم ہے اور اس
کے جواب میں یرحمک اللہ کہا جاتا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

(محمد کلیم، بابا نگر)

جواب:- زمانۂ جاہلیت میں چھینک کو نحس سمجھا جاتا تھا، یہاں تک کہ جب کوئی
شخص کسی کو چھینکتے ہوئے دیکھتا تو کہتا: ''بك لا بـــي'' یعنی اس کا نحس تمہیں پر ہو، مجھ پر نہ ہو،
یہاں تک کہ زمانۂ جاہلیت میں جو لوگ شکار کے لئے نکلتے وہ چاہتے کہ لوگوں کے بیدار ہونے
سے پہلے نکل جائیں، تاکہ نیند سے بیدار ہونے والوں کی چھینک سننے کی نوبت نہ آئے، اس
وہم کو دور کرنے کے لئے ایک ایسا کلمہ اس موقع سے رکھا گیا، جس میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا گیا
ہے، گویا چھینک کا آنا کوئی نامبارک واقعہ نہیں ہے، بلکہ ایک مبارک کیفیت ہے۔

اس کے علاوہ کہا جاتا ہے کہ چھینکنے کی وجہ سے سر کے حصہ کے فضلات باہر نکل آتے
ہیں، جو صحت کے لئے مفید ہے، اس لئے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا گیا اور الحمد للہ کہا گیا، دوسرا پہلو
یہ ہے کہ اس کی وجہ سے جسم کے عضلات ہل جاتے ہیں اور اسے واضح طور پر محسوس بھی کیا جاتا
ہے، اسی لئے سننے والا دعاء دیتا ہے کہ اللہ تم پر رحم کرے، یرحمک اللہ، یعنی اللہ تمہیں اس کے
فوائد پہنچائے اور اس کی مضرتوں سے حفاظت فرمائے۔ واللہ اعلم

پی، سی (چٹھی) چلانا

سوال:- کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے ذیل
میں کہ ایک شخص ایک لاکھ روپے کی پی سی (چٹھی) چلاتا ہے، جس

میں تقریباً بیس افراد ہوتے ہیں، ہر ایک فرد سے ماہانہ پانچ ہزار روپے جمع کرتا ہے، اس مجموعی رقم کی بیس افراد کے درمیان ہر ماہ قرعہ اندازی کی جاتی ہے، جس کا بھی نام قرعہ میں نکلتا ہے، اسے سب کی رضامندی سے ایک لاکھ کی رقم دے دی جاتی ہے، اس کے بعد یہ شخص قرعہ میں منتخب ہونے والے شخص کی رضامندی سے بطور فیس محنتانہ، گاڑی میں خرچ ہونے والے پٹرول اور رابطے کے لئے کئے گئے فون وغیرہ کے نام پر پانچ ہزار روپے وصول کرتا ہے، جس ماہ میں وہ شخص ہر منتخب ممبر سے ایسے ہی پانچ ہزار وصول کرتا ہے اور ہر ممبر کو ایک لاکھ کے بجائے پچانوے ہزار ہی ملتے ہیں، سوال یہ ہے کہ:

(۱) مذکورہ بالا صورت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(۲) کیا چٹھی کا اصل محرک شخص بطور فیس پانچ ہزار روپے لے سکتا ہے؟

(۳) کیا اس طریقہ سے بی سی چلانا شرعاً جائز ہے کہ چٹھی کا منتظم شرکاء کی رضامندی سے پہلی چٹھی خود اٹھالے؟

برائے کرم ان سوالات کے جوابات عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ (محمد یسین عبدالرحمن، ناندیڑ)

جواب:- (۱) چٹھی کی مذکورہ صورت جائز ہے، چٹھی کی ایسی صورت جائز نہیں جس میں بعض شرکاء نقصان کے ساتھ چٹھی اٹھالیں، اور انہوں نے جو نقصان اٹھایا ہے، وہ کمیشن کے طور پر شرکاء میں تقسیم ہو جائے، یہ صورت سودی ہے؛ لیکن ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعہ کسی ایک شخص کا نام نکلے اور وہ پوری رقم حاصل کر لے، یہ صورت جائز ہے۔

(۲) جو شخص اس نظم کو چلاتا ہے اگر وہ اپنی اجرت کے طور پر پانچ ہزار روپے

پہلے سے طئے شدہ معاہدہ کے مطابق اس میں لے لیتا ہے تو یہ صورت جائز ہے؛ کیوں کہ یہ ایک جائز خدمت کی اجرت ہے۔

(۳) اگر چٹھی میں پہلے سے تمام شرکاء کے درمیان یہ بات طئے پاجائے کہ چٹھی کی پہلی رقم منتظم کے حصہ میں آئے گی اور اس کے بعد قرعہ اندازی کے ذریعہ دیگر لوگوں کو رقم ملا کرے گی تو یہ بھی جائز ہے، یہ دوسرے شرکاء کی طرف سے باہمی رضامندی سے انتظام کار کو قرض حسنہ فراہم کرنا ہے اور قرض دینا اور لینا درست ہے۔

صابن میں خنزیر کی چربی

سوال:- آج کل یہ بات مشہور ہے اور بعض پیپر میں بھی آیا ہے کہ کچھ صابن - جو مغربی کمپنیاں بنارہی ہیں - میں خنزیر کی چربی ملائی جارہی ہے، یہ کس حد تک صحیح ہے اور کیا ایسے صابن کا استعمال جائز ہے؟ (احمد یوسف، بنگلور)

جواب:- جب تک کسی شئی کے بارے میں دو باتوں کی تحقیق نہ ہوجائے، محض شبہ کی بنا پر اس کو حرام یا ناپاک نہیں کہا جاسکتا، ایک یہ کہ اس میں حرام اجزاء کا استعمال ہوا ہے، دوسرے یہ کہ استعمال ہونے کے بعد اس کا وجود اپنی حقیقت کے ساتھ باقی ہے، دوسرے اجزاء کے ساتھ مل کر اس کی حقیقت ختم نہیں ہوئی ہے، کیوں کہ جب کسی شئی کی حقیقت بدل جائے تو اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے، اسی بناء پر مشہور فقہاء علامہ حصکفیؒ اور علامہ شامیؒ وغیرہ نے لکھا ہے کہ اگر ناپاک تیل کا صابن بنادیا جائے، تو صابن پاک سمجھا جائے گا؛ کیوں کہ اس کی حقیقت بدل جاتی ہے:

" ويطهر زيت تنجس بجعله صابونا به يفتي للبلوى . (در مختار) ... ثم هذه المسألة قد فرعوها على قول محمد بالطهارة بانقلاب العين

الذي عليه الفتوى " (۱)

اخبارات میں جو بعض مضامین اس طرح کے شائع ہوئے ہیں، ان میں ان چیزوں کے حرام اجزاء پر مشتمل ہونے پر کوئی سائنٹفک دلیل مستند حوالہ سے نہیں آئی ہے۔

گانے کے طرز پر نعت

سوال:- بعض حضرات نعتوں کو اچھی طرح پیش کرنے کے لئے گانوں کا طرز اختیار کرتے ہیں، یعنی اگر نعت سنی جائے تو فوراً اس سے گانے کی طرف ذہن منتقل ہوجاتا ہے، کیا اس طرح نعت پڑھنا درست ہے؟ (حامد محی الدین، کنگ کوٹھی)

جواب:- حدیث میں قرآن مجید کو گانے کے انداز پر پڑھنے کی ممانعت آئی ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

" ... و سيجيء قوم من بعدي يرجعون القرآن ترجيع الغناء والرهبانية والنوح لا يجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب الذين يعجبهم شأنهم " (۲)

حضور ﷺ کے اس ارشاد کا تعلق اگرچہ کہ قرآن مجید کی تلاوت سے ہے؛ لیکن فی الجملہ اس سے معلوم ہوا کہ مقدس اور پاکیزہ کلام کو ایسے کلام کے طرز پر پڑھنا جس میں لہو ولعب کا پہلو ہو مناسب نہیں ہے اور نعت نبوی ﷺ کا مقدس و متبرک ہونا ظاہر ہے؛ اس لئے اس حقیر کی رائے میں اس طرح نعت کا پڑھنا کراہت سے خالی نہیں۔

---

(۱) رد المحتار ۱: ۵۱۹

(۲) جامع الأحاديث، حديث نمبر: ۳۱۹۰، مشكوة المصابيح ۱۹۱، كتاب فضائل القرآن، الفصل الثاني

''ہیلو'' سے فون پر گفتگو

سوال:- موبائیل یا ٹیلیفون پر ہیلو (Hello) سے گفتگو کا آغاز کرنا شرعی طور پر مناسب ہے یا نہیں؟ کیوں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کے معنی ''جہنمی'' کے ہیں۔

(قاری ایم، ایس، خاں، ماکبر باغ)

جواب:- ''ہیلو'' کا لفظ آکسفورڈ (Oxford) ڈکشنری کے مطابق تین طریقہ پر لکھا جاتا ہے، Hallo، Hullo، Hello — اس کے دو تین معنی ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ مخاطب کو اپنی طرف متوجہ کیا جائے، بنیادی طور پر یہ فرنچ زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی دوزخی کے نہیں ہے، یہ درست ہے کہ Hell کے معنی دوزخ کے بھی آتے ہیں، جو قدیم انگریزی کا لفظ ہے؛ لیکن مخاطب کرنے کے لئے جو لفظ بولا جاتا ہے، اس کے معنی دوزخی کے نہیں، اسی طرح یہ کفار سے مشابہت کے دائرہ میں بھی نہیں آتا ہے؛ کیوں کہ اس کا تعلق مذہب سے نہیں ہے اور نہ تہذیب سے ہے، اس کا تعلق صرف زبان سے ہے، یہ فطری بات ہے کہ آپ جس زبان میں گفتگو کریں گے، اگر کسی شخص کو متوجہ کرنا ہو تو اس کے لئے اسی کی مروجہ تعبیر استعمال کریں گے؛ اس لئے فون وغیرہ پر لوگوں کو متوجہ کرنے کے لئے ''ہیلو'' کہنے کی گنجائش ہے؛ البتہ اگر مخاطب کا مسلمان ہونا معلوم ہو تو بہتر ہے کہ ہیلو کہنے کے بعد سلام کرنے کے بجائے سلام ہی کے الفاظ سے اپنی گفتگو کا آغاز کرے۔ واللہ اعلم

غیبت اور بعض اشکالات

سوال:- کہا جاتا ہے کہ کسی شخص میں کوئی برائی ہو، اور اسے دوسرے شخص کے سامنے بیان کیا جائے تو غیبت ہے، اور برائی نہیں ہو اور اس کی طرف منسوب کر دیا جائے تو بہتان ہے، اس پس منظر میں دو باتیں کھٹکتی ہیں، ایک یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا

کہ حق بات کہو چاہے کسی کو کڑوی ہی کیوں نہ لگے، دوسرے ایک
واقعہ نقل کیا جاتا ہے کہ غزوہ تبوک میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ شریک
نہیں ہو سکے، حضور ﷺ نے جب انہیں نہیں پایا تو فرمایا: کیا بات
ہے کہ کعب نظر نہیں آئے؟ ایک صاحب کہنے لگے: ان کو مال و
جمال کی کثرت نے روک دیا ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ غلط
ہے، میرے علم کے مطابق وہ اچھے آدمی ہیں، کیا یہ بات غیبت کے
درجہ میں نہیں آتی؟ (آفتاب عالم، بستی)

جواب:- غیبت واقعی بڑے گناہوں میں سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ غیبت کا گناہ زنا سے بھی بڑھ کر ہے، صحابہ کو اس پر حیرت ہوئی، انہوں نے دریافت کیا کہ غیبت زنا سے کیوں کر بڑھ جائے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی زنا کرتا ہے تو توبہ کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں، لیکن جب کوئی شخص غیبت کرتا ہے تو جب تک وہ شخص معاف نہیں کر دے، جس کی غیبت کی گئی ہے، اس وقت تک وہ معاف نہیں کیا جائے گا۔(۱) اس لیے اس گناہ سے شدت سے خوب بچنا چاہیے۔

جہاں تک آپ کے اشکالات کی بات ہے ''حق بات کہو چاہے کڑوی کیوں نہ ہو'' حدیث ہے، اس کو مسند احمد اور صحیح ابن حبان میں حضرت ابوذر غفاری سے نقل کیا گیا ہے،(۲) اور حق بات کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کسی صاحب رسوخ کی خوشامد میں غلط بات نہیں کہی جائے، بلکہ ہمیشہ صحیح بات کہی جائے، چاہے اسے بری کیوں نہ لگے، جہاں تک حضرت کعب والا واقعہ ہے، تو جن صاحب نے ان کی شکایت کی ان کا مقصد اصلاحِ حال تھا، توہین مقصود نہیں تھی، اور اہل علم نے ایسے مواقع پر غیبت کی اجازت دی ہے، عام طور پر چھ مواقع کا ذکر کیا گیا ہے، جن میں غیبت کرنے کی گنجائش ہے، ان میں ایک مظلوم کی مدد کرنا اور ظالم کو ظلم سے روکنا ہے،

---

(۱) مشکوۃ شریف عن ابی سعید و جابر، باب حفظ اللسان الی آخرہ

(۲) دیکھئے: مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۱۵۵۹، صحیح ابن حبان: ۳۶۱

حق بات کہنا چاہئے بری لگے اس دائرہ میں آتی ہے، دوسرا موقع کسی شخص کی برائی کو ایسے شخص کے سامنے ذکر کرنا ہے جو اسے برائی سے روک سکے؛ تاکہ اس شخص کی اصلاح ہو سکے، دوسرا واقعہ اسی نوعیت کا ہے۔( ) —— اصل میں اصول یہ ہے کہ جب دو برائیاں سامنے ہوں اور ان میں سے کم سے کم ایک سے دوچار ہونا ناگزیر ہو تو اس وقت ترجیح سے کام لیا جائے گا اور کم تر برائی کو اختیار کیا جائے گا؛ لہٰذا اگر غیبت اور کوئی دوسری برائی پیش نظر ہو اور ان دونوں میں سے غیبت اپنے نتائج کے اعتبار سے کم درجہ کی برائی ہو تو بہتر نیت کے ساتھ غیبت جائز ہوگی۔

دانتوں کی درستگی کے لئے تار وغیرہ کا استعمال

سوال:- آج کل دانتوں کی درستگی کے لئے جو کلپ / تار مستقل ایک سال کے لئے دانتوں کو برابر کرنے کی غرض سے لگایا جاتا ہے، کیا یہ لگانا جائز ہے اور کیا اس کے ساتھ نماز ہو جاتی ہے؟

(عطوفہ فاطمہ، پوسفین نالوتی)

جواب:- اگر دانت کی وضع مناسب نہ ہو، جس سے آدمی بدنما نظر آتا ہو، یا دانت کے مناسب نہ ہونے کی وجہ سے کھانے پینے میں تکلیف ہوتی ہو تو اس کو درست کرانا علاج ہے اور شریعت نے علاج کرانے کی نہ صرف اجازت دی ہے؛ بلکہ اس کی ترغیب بھی دی ہے، ایسے کلپ کے ساتھ وضو اور غسل میں کلی کرنا کافی ہے؛ کیوں کہ ایک تو یہ عام طور پر پانی کے پہونچنے میں رکاوٹ نہیں بنتا، دوسرے اگر رکاوٹ بنتا بھی ہو تو اعضاء وضوء و غسل میں سے جس کا دھلنا دشوار ہو اور وہ جسم کے ساتھ پیوست ہو اس کا نکالنا واجب نہیں، نیز اگر انسان کے جسم سے کوئی زائد چیز لگی ہو اور وہ ناپاک نہ ہو تو اس زائد چیز کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسے انگوٹھی یا گھڑی اور عینک وغیرہ پہن کر نماز ادا کی جا سکتی ہے، یہی حکم دانت کو درست کرنے والے اس کلپ / تار کا بھی ہے۔

(١) دیکھئے: روح المعانی: ۲۳۲/۱۳

اصلاح معاشرہ

وعظ کہہ کر اپنے لیے تعاون وصول کرنا

سوال:- ہمارے یہاں ہر سال ایک واعظ صاحب آتے ہیں، مسجدوں میں وعظ کہتے ہیں اور وعظ کہنے کے بعد اپنے لیے تعاون کی اپیل کرتے ہیں، کیا ایسا کرنا درست ہے؟

(صفدر علی، اورنگ آباد)

جواب:- وعظ کو لوگوں سے مانگنے کا ذریعہ بنانا درست نہیں، یہ دین اور علم دین کی بے احترامی ہے، فقہاء نے بھی اس سے منع کیا ہے، فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

" الواعظ إذا سأل الناس شيئا في المسجد لنفسه لا يحل له ذالك ، لأنه اكتساب الدنيا بالعلم " (۱)

" واعظ لوگوں سے مجلس وعظ میں اپنے لیے کچھ مانگے، یہ اس کے لیے حلال نہیں، اس لئے کہ یہ علم (دین) کے ذریعہ دنیا کمانا ہے"

ایسے شخص کو چاہیے کہ وعظ کہنے اور اس کو اپنے لیے مدد کے حصول کا ذریعہ بنانے کے بجائے وعظ کہے بغیر لوگوں سے تعاون کی اپیل کرے، اگر واقعی وہ ایسی حالت میں ہو کہ اس کے لئے دست سوال پھیلانا جائز ہو، اس کا ایک نفسیاتی اثر یہ ہے کہ ایسی اپیل سے وعظ بے اثر

---

(۱) ہندیہ: ۵/ ۳۱۹

ہو جاتا ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ شخص اپنے لیے اعانت جمع کرنے کا ایک بہانہ ہے، البتہ یہ علم ذاتی تعاون کی اپیل کا ہے، اگر کسی دینی کام جیسے مسجد، مدرسہ یا کسی نادار مصیبت زدہ شخص یا گروہ کے لئے تعاون کا اعلان کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن ایسے اعلانات میں بھی الحاح نہیں ہونا چاہیے۔ واللہ اعلم

والد کو برائی سے روکنا

سوال:- میرے والد تاش کھیلنے کی بری عادت میں گرفتار ہیں، نہ صرف وقت ضائع کرتے ہیں، بلکہ بری صحبتوں میں بھی مبتلا ہیں اور کھیل میں جوا بھی لگاتے ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے دینی محنت میں لگنے کی وجہ سے ہدایت عطا فرمائی۔ اگر میں انہیں روکوں تو ناراض ہونے کا اندیشہ ہے، ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟ کیا میں خاموش ہو جاؤں یا انہیں اس سے روکنے کی کوشش کروں؟ (عبداللہ، ملے پلی)

جواب:- والدین کے ساتھ خیر خواہی اولاد کا فریضہ ہے، اور سب سے بڑی خیر خواہی یہ ہے کہ ان کو آخرت کی پکڑ سے بچایا جائے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب انہیں نیکی کی دعوت دی جائے اور برائی سے روکا جائے، اس سلسلہ میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ کار اسوہ ہے، انہوں نے اپنے والد کو بار بار کفر و شرک سے تائب ہونے اور توحید کی طرف آنے کی دعوت دی، سورۂ مریم کی متعدد آیتوں میں اس کا ذکر موجود ہے، پھر اس دعوت میں انہوں نے اپنے والد کے احترام و اکرام، ان کے سامنے لجاجت و خوشامد اور لب و لہجہ میں سوز و گداز اور درد مندی کا جس طرح لحاظ رکھا ہے وہ اپنے بڑوں سے تخاطب اور ان کی کمزوریوں پر نکیر کے لئے بہترین مثال ہے، اس لئے آپ اپنے والد کو محبت و توقیر اور کمال تواضع و لجاجت کے ساتھ اس برائی سے روکنے کی دعوت دیں، اور اگر وہ خفگی و ناراضگی کا اظہار کریں تب بھی

اپنی پیشانی پر شکن نہ آنے دیں اور ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کا بھی اہتمام کریں، کیوں کہ دلوں کی دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وباللہ التوفیق

بدزبانی کا جواب

سوال:- میرا ایک دوست بڑا بدزبان ہے، وہ بار بار مجھے کمینہ کہتا رہتا ہے، کیا میں بھی اس کو پلٹا کر جواب دے سکتا ہوں، وہ گالی بھی بہت بکتا ہے، دوستوں کو ماں بہن کی گالی دیتا رہتا ہے، آخر ایسے شخص کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے؟ (محمد عمران، بابانگر)

جواب:- اولاً تو ایسے لوگوں سے صحبت ہی نہیں رکھنی چاہئے جو بدنام اور دشنام طراز ہوں، کیوں کہ ان کے ساتھ رہنا اپنی آبرو کھونا ہے اور اگر انہی کے الفاظ میں ان کو جواب دیا جائے تو اپنی زبان خراب کرنا ہے، دوسرے اگر کسی ضرورت کی وجہ سے اس کے ساتھ رہنا ہی پڑے تو سب لوگ اس کو سمجھائیں اور اس کی اصلاح کرنے کی کوشش کریں، دوستی کا ایک حق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی ہے، اگر آپ نے اپنے دوست کو گناہ سے بچنے کی کوشش نہیں کی تو یہ بڑی ناانصافی اور حق تلفی کی بات ہوئی۔

جہاں تک پلٹا کر اسی کی کہی ہوئی بات دوہرانے کا مسئلہ ہے تو اگر اس کی دشنام طرازی ایسی ہو جس کی وجہ سے شرعاً تہمت کی سزا (حد قذف) واجب ہو جاتی ہے، جیسے ماں بہن کی گالی، تو جواباً اس کو دہرانا جائز نہیں، وہ تو گالی بول کر گنہگار ہو چکا، اگر آپ نے جواب دیا تو آپ بھی گنہگار قرار پائیں گے اور اگر اس طرح کی بات نہ ہو جیسے کمینہ، بے ہودہ، بدتمیز اور بدمعاش وغیرہ جیسے الفاظ کہے تو اسے پلٹا کر کہہ سکتے ہیں لیکن اپنی زبان خراب کرنے سے خاموشی اختیار کرنا بہتر ہے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی یہی صفت بیان کی ہے: ﴿وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا﴾(۱) علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں:

---

(۱) الفرقان: ۶۳

قیل له : یا خبیث و نحوه ، جاز له الرد فی کل شتیمة لا توجب الحد ، و ترکه أفضل " (۱)

ہسپتال کی تعمیر بھی باعثِ ثواب ہے

سوال:- شہر اودنی میں ایک ادارہ بنام حضرت سید گل حسینی ملٹی پرپز ویلفیئر سوسائٹی چل رہا ہے، اس سوسائٹی کے تحت مسلمان لڑکیوں کو درزی، زردوزی، الیکٹرک، امبرائیڈری وغیرہ سکھایا جا رہا ہے، ادارہ نے طے کیا ہے کہ اس کے تحت زچگی خانہ بھی شروع کیا جائے، جو بالکل وقتی فیس 'نہ نفع نہ نقصان' کے اصول پر چلایا جائے۔ ایک خیر خواہ و نیک شخص نے اپنے والد مرحوم کے ایصال ثواب میں اس جگہ پر عمارت تعمیر کرنے کا وعدہ کیا اور کمیٹی والوں نے اس پر اپنا منصوبہ بھی واضح کردیا، اب کسی شخص کا خیال ہے کہ اس طرح ہسپتال چلانے میں کوئی ثواب نہیں، یہ تو تجارت ہے، لہذا دریافت طلب بات یہ ہے کہ کیا ایسی صورت میں ہسپتال کی تعمیر باعث اجر و ثواب نہیں ہے؟ اور کیا ان حالات میں ہسپتال کی تعمیر اور دیگر اخراجات میں زکوٰۃ کی رقم استعمال کی جاسکتی ہے؟

(سید یحییٰ پیر حسینی چشتی نظامی، صدر کمیٹی ہذا)

جواب:- موجودہ حالات میں جب کہ علاج نہایت ہی منفعت بخش بزنس بن چکا ہے، اور لوگ اس کو خالصتاً تجارت کی نیت سے کرتے ہیں، 'نہ نفع نہ نقصان' کی اساس پر ہسپتال چلانا مخلوق کی اہم ترین خدمت اور بہترین کار ثواب ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان سے دنیا کی کوئی مصیبت دور کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے آخرت کی مصیبت کو دور فرمائیں گے :

---

(۱) در مختار مع الرد ۹-۱۰۸

"من نفس عن مسلم كربة من كرب الدنيا نفس

الله عنه كربة من كرب يوم القيامة" (۱)

کسی مریض کے کام آنے سے بڑھ کر مسلمانوں کی مصیبت میں کام آنے کی اور کیا صورت ہوسکتی ہے، اس لیے ان صاحب کو سمجھائیں، ان شاء اللہ ان کی طرف سے ہسپتال بلڈنگ کی تعمیر ان کے والد کے لیے زبردست صدقۂ جاریہ ہوگی، اور آپ حضرات بھی اس بات کو طے کریں کہ ہمیشہ اس ہسپتال کو اسی اسلوب پر چلائیں گے، ایسا نہ ہو کہ ابھی تو خدمت خلق کے نام پر لوگوں سے تعاون لیا جائے، اور بعد میں ادارہ کو مادی نفع پہنچانے کے لیے تجارت کی شکل دے دی جائے۔

جہاں تک اس میں زکاۃ کی رقم خرچ کرنے کی بات ہے تو ہسپتال کی تعمیر میں زکاۃ کی رقم صرف نہیں کی جاسکتی، البتہ ایسے مریض کو جو زکاۃ کا مستحق ہو، زکاۃ کی رقم سے دوا خرید کر دی جاسکتی ہے؛ کیوں کہ زکاۃ کے ادا ہونے کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ مستحق شخص کو اس کا مالک بنا دیا جائے، اور ہسپتال کی تعمیر میں جو رقم خرچ ہوگی، ظاہر ہے کہ مستحقین زکاۃ اس کے مالک نہیں ہوں گے:

"و لا يجوز أن يبني بالزكاة المسجد، و كذا القناطير و السقايات و إصلاح الطرقات و كري الأنهار و الحج و الجهاد و كل مالا تمليك فيه الخ" (۲)

غیبت اور اظہار حق

سوال:- میں نے سنا ہے اور کتابوں میں نیز اخبارات کے مضامین میں بھی یہ پڑھا ہے کہ غیبت ایک برائی ہے جو نیکیوں کو

(۱) ترمذی عن ابی ہریرہ، حدیث نمبر: ۱۹۳۰

(۲) الفتاوی الهندية: ۱۸۸/۱

کھا جاتی ہے، اگر کوئی انسان بُرا ہے، بطور نصیحت ہی اس کے سامنے کہہ دیں جس سے وہ بُرا مان جائے وہ غیبت ہے، اسلام میں نصیحت، شکایت، گواہی، سچائی اور حق بات کا کیا تصور ہے؟

اگر کسی شخص میں بُرائی ہے، یہ حقیقت ہے سب جانتے ہیں اگر کہہ دیں تو گناہ ہے، اس حدیث کا کیا مفہوم ہے کہ حق بات کہو چاہے کسی کو کڑوی ہی کیوں نہ لگے، تاریخ اسلام میں ایک دوسرے کی شکایت کے کئی ایک واقعات گذرے ہیں، کیا یہ بُرائی نہیں ہوئی، کیا یہ غیبت کے دائرے سے باہر ہے؟

(مرزا احمد بیگ ٹیلر، مشیر آباد)

جواب:- یہ صحیح ہے کہ اسلام میں غیبت نہایت ہی ناپسندیدہ عمل ہے، حدیثیں تو اس سلسلہ میں بکثرت آئی ہیں، خود قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے: ﴿ وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضاً ﴾ (۱) اور یہ بھی صحیح ہے کہ غیبت اسی برائی کے ذکر کو کہتے ہیں جو انسان کے اندر موجود ہو، رسول اللہ ﷺ نے ایک موقعہ پر صحابہ کرام ؓ سے فرمایا: "کیا تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کی ایسی بات کا ذکر کرو جس کے تذکرہ کو وہ ناپسند کرتا ہے، عرض کیا گیا کہ اگر اس شخص میں واقعی وہ بات موجود ہو، جو میں کہہ رہا ہوں تو کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اس میں وہ بات موجود ہو تبھی تو تم نے غیبت کی، اگر تم اس کے بارے میں ایسی بات کہو جو اس میں ہے ہی نہیں، تب تو تم نے بہتان لگایا" (۲) —— لیکن بعض وقعہ کسی اہم دینی یا شخصی مصلحت کی بنیاد پر کسی کی برائی کو بیان کرنا پڑتا ہے، یہ صورتیں غیبت کی ممانعت سے مستثنیٰ ہیں، چنانچہ اہل علم نے چھ صورتوں کو اس سے مستثنیٰ کیا ہے، اُن میں ایک صورت ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کی ہے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

(۱) الحجرات: ۱۲ (۲) مسلم، باب تحریم الغیبة، حدیث نمبر: ۲۵۸۹

"اللہ بری بات کو زور سے کہنے کو پسند نہیں فرماتے سوائے اس
شخص کے جو مظلوم ہو"(۱)

اسی طرح اگر کسی کی برائی کے ذکر کرنے کا مقصد اس برائی کو روکنا ہو تو یہ بھی جائز ہے، اور حدیث میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں،(۲) اسی طرح اگر مسلمانوں کو شر سے بچانا مقصود ہو تب بھی اس کی اجازت دی گئی ہے،(۳) لہذا غیبت کے ممنوع ہونے اور اظہار حق کی نصیحت کے درمیان کوئی تضاد نہیں، جب اصلاح اور ظالم کو ظلم سے روکنا مقصود ہو تو اس کی برائی بیان کی جاسکتی ہے؛ لیکن صرف اپنے جذبہ غیظ و غضب کی تسکین کے لئے کسی کی برائی بیان کرنا جائز نہیں، ویسے آپ نے جس روایت کا ذکر کیا ہے، وہ اس طرح ہے اور ابن حبان نے اس کو صحیح قرار دیا ہے:

"عن أبي ذر قال: قال لي النبي صلى الله عليه
وسلم: قل الحق ولو كان مرا" (۴)
"سچ بات کہو اگرچہ کڑوی ہو"

اصلاحی کہانیاں اور اشعار

سوال:- کیا افسانے یا کہانیاں لکھنا شریعت میں جائز ہے، بشرطیکہ عشقیہ کہانیاں نہ ہوں؛ بلکہ معاشرہ کی اصلاح کے لئے لکھی جائیں، مزید یہ بتائیں کہ شاعری کرنا درست ہے یا نہیں؟ اگر فحش گوئی نہ کی جائے؛ بلکہ ادب کے دائرہ میں شاعری کی جائے؟

(عائشہ صدیقہ، ناندیڑ)

---

(۱) النساء: ۱۴۸ (۲) دیکھئے: صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۰۹۱، ۶۰۵۴
(۳) تفصیل کے لئے دیکھئے: حجة الله البالغة: ۲/۵۰۹، الغيبة و الكذب
(۴) صححه ابن حبان من حديث طويل (جامع الأحاديث: ۲۸/ ۴۳۵، سبل السلام، حدیث نمبر: ۱۳۸۹)

جواب:- افسانے اور کہانیاں اکثر فرضی ہوتی ہیں، اور اس کے کردار بھی فرضی ہوتے ہیں، اگر یہ اصلاحی ہوں یا تاریخی ہوں اور مضمون نگار نے اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی نہ کی ہو تو ایسی کہانیاں لکھی جاسکتی ہیں، یہ ہمیشہ اسلامی ادب کا حصہ رہی ہیں، شیخ سعدی شیرازی کی گلستاں اور بوستان، اور مولانا رومی کی ''مثنوی'' میں ایسی ہی حکایتیں لکھی گئی ہیں، جو بڑی ہی سبق آموز اور عبرت خیز ہیں —— شاعری بھی اسی نوعیت کا ادب ہے، اگر اشعار میں حسن وعشق کی گرم بازاری اور محبوب کے لب وعارض کو عریاں کرنے کا مضمون نہ باندھا گیا ہو، دین کے خلاف کوئی بات نہ کی گئی ہو، اصلاحی اشعار ہوں اور سچائی پر مبنی ہوں تو ایسے اشعار کہنے میں کوئی حرج نہیں، خاص کر حمد ونعت کہی جائے اور شاعری کو دعوتِ حق کا وسیلہ بنایا جائے تو ان شاء اللہ باعثِ اجر بھی ہے، جیسے کہ صحابہ میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ کے اشعار تھے، آپ ﷺ نے بنفسِ نفیس بعض صحابہ سے اسلام کی حمایت اور کفر وشرک کے رد میں اشعار سنے ہیں، اردو زبان میں علامہ اقبال، اکبر الہ آبادی، مولانا حالی، علامہ شبلی اور خواجہ حسن مجذوب وغیرہ کے اشعار اسی نوعیت کے ہیں، ہاں! ایسے اشعار جو انسان کے شہوانی جذبات کو ابھارنے والے ہوں یا ان میں دین کے ساتھ تمسخر اور انکار کا رویہ اختیار کیا گیا ہو، درست نہیں:

" ولو كان في الشعر حكم أو عبر أو فقه لا يكره ،
وإنشاء ما هو مباح من الأشعار ، لا بأس به " (۱)

اصلاح کی غرض سے شکایت کرنا

سوال:- مدارس اور اسکولوں میں بعض طلبہ وطالبات دوسروں کو ستاتے ہیں، غیر اخلاقی گفتگو کرتے ہیں، یا ایسا لٹریچر

---

(۱) الفتاوى الهندية ۵:۳۵۱، كتاب الكراهية ، نیز دیکھئے: المحيط البرهاني :۸/۷۶، كتاب الكراهية

لاتے ہیں، جو اخلاق کو برباد کرنے والا ہو، اگر طلبہ اساتذہ یا انتظامیہ سے ان کی شکایت کرے تو ان کا یہ عمل جائز ہوگا، یا غیبت میں شامل ہوگا؟

جواب:- غیبت کے معنی کسی کی عدم موجودگی میں اس میں پائی جانے والی برائی کو ذکر کرنا ہے، غیبت کی ممانعت اس لئے ہے کہ عام طور پر اس کا مقصد اس شخص کو بے آبرو کرنا اور اس کو رسوا کرنا ہوتا ہے، اگر یہ مقصد نہ ہو؛ بلکہ دوسرے لوگوں کو اس کے شر سے بچانا اور ماحول کی اصلاح کرنا مقصود ہو تو ایسے موقع پر اس شخص کی کمزوریوں کا تذکرہ جائز ہے؛ البتہ نیت کو ہمیشہ صاف رکھنا چاہئے:

"الرجل إذا كان يصوم ويصلي ويضر الناس باليد واللسان ، فذكره بما فيه لا يكون غيبة وإن أخبر السلطان بذلك ليزجره فلا إثم عليه كذا في فتاوى قاضي خان" (۱)

غیر مسلموں کے مصیبت وغم میں شرکت کا حکم

سوال:- میرے بہت سے احباب غیر مسلم ہیں، میرے یہاں اگر کسی کا انتقال ہو جائے، یا کوئی مصیبت پیش آجائے تو وہ ہمارے یہاں پرسہ کے لئے آتے ہیں، تو کیا اگر غیر مسلموں میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو اس کو پرسہ دینے کا کیا حکم ہے؟ اگر پرسہ دینا جائز ہو تو اس کا کیا طریقہ ہے؟ (مجیب الرحمن، نولی چوکی)

جواب:- غیر مسلموں کی خوشی اور غم میں انسانی، سماجی رشتہ سے شریک ہونا درست ہے؛ بلکہ بہتر ہے؛ تاکہ ان پر اسلام کی فراخ دلی اور مسلمانوں کی خوش اخلاقی کا نقش قائم

---

(۱) فتاوی هندیه : ۵/ ۳۶۲

ہو سکے؛ اس لئے غیر مسلموں کی تعزیت بھی کی جاسکتی ہے، فرق یہ ہے کہ مسلمانوں کی تعزیت کرتے ہوئے متوفی کے لئے دعائے مغفرت کرنی چاہئے، غیر مسلم متوفی کے لئے صرف پسماندگان سے محبت اور تعلق کا اظہار کیا جائے، اہل علم نے غیر مسلم کی تعزیت کے لئے یہ کلمات لکھے ہیں: "اعظم الله أجرك و أحسن عزائك" (۱)

ایک شرمناک حرکت اور اس کا علاج

سوال:- میرے ایک رشتہ کے بھائی جو سعودی عرب میں روزگار کے لئے مقیم ہیں، گذشتہ تین ماہ سے ان کی بیوی دو بچوں کو سسرال میں چھوڑ کر دوسرے مرد کے ساتھ رہ رہی ہے، شوہر کو اطلاع کئے بغیر بیوی نے یہ اقدام کیا ہے تو بیوی کا اس طرح غیر مرد کے ساتھ رہنا قانونی اور شرعی اعتبار سے کیا ہے؟

(عبدالرحیم، کریم نگر)

جواب:- جو بات آپ نے لکھی ہے وہ انتہائی شرمناک ہے اور ہرگز کسی مسلمان کے شایانِ شان نہیں، سماج کی ذمہ داری ہے کہ عورت کو اس حرکت سے باز رکھے، خواہ اس کے لئے قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے جبر و دباؤ کا راستہ اختیار کرنا پڑے، خاص کر خاتون کے والدین کو اس پر توجہ دینی چاہئے، ان کی ذمہ داری اس سلسلہ میں زیادہ ہے، ایسے حالات میں شوہر کے لئے بیوی کو طلاق دینے کی بھی گنجائش ہے؛ لیکن مسئلہ کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے، اور وہ یہ کہ بہت سی دفعہ زیادہ سے زیادہ کمانے کے لئے شوہر طویل مدت تک بیرونِ ملک، یا اندرونِ ملک کسی بڑے شہر میں اقامت اختیار کر لیتا ہے اور بیوی تجرد کی زندگی گذارتی رہتی ہے، ان حالات میں شیطان نفس کو بہکانے میں کامیاب ہو جاتا ہے؛ اس لئے شوہر بھی اس میں ایک حد تک قصوروار ہے؛ چنانچہ بعض فقہاء کی رائے ہے کہ شوہر کو چار ماہ سے زیادہ بیوی سے دوری

(۱) ہدایہ: ۴/۲۷۶

اختیار نہیں کرنی چاہئے ، یا تو بیوی کو ساتھ رکھے یا چار ماہ کے اندر اپنے گھر آجایا کرے ، افسوس کہ محض معیارِ زندگی کو اونچا کرنے اور زیادہ سے زیادہ کمانے کی دھن میں لوگ شریعت کی اس ہدایت کو نظر انداز کر جاتے ہیں ۔ و باللہ التوفیق ۔

کتاب الفتاوی

دسواں حصہ

کتاب الهبة

ہبہ سے متعلق مسائل

ہبہ سے متعلق مسائل

بچوں کو دیے جانے والے تحائف

سوال:- بچے کے عقیقہ وغیرہ کے موقع سے لوگ تحائف دیا کرتے ہیں، یہ تحائف کن کی ملکیت سمجھے جائیں گے؟ ایسے ہی عیدی وغیرہ کے پیسے دیئے جاتے ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

(قمر الزماں، گلبرگہ)

جواب:- اس سلسلہ میں فقہاء نے لکھا ہے کہ جو چیزیں بچوں کے استعمال ہی کی ہوں، جیسے بچوں کے کپڑے یا ان کا زیور، یا کھلونا وغیرہ تو ان ہی بچوں کی ملکیت ہوں گی، جو اشیاء والدین میں سے کسی کے استعمال کے لئے مخصوص ہوں، تو وہ ان کی ملکیت سمجھی جائیں گی، جیسے کرتا پائجامہ باپ کی، ساڑی وغیرہ ماں کی اور اگر روپے پیسے ہوں اور اس نے متعین کر کے نہ دیا ہو کہ میں نام اسی بچہ ہی کے لئے دے رہا ہوں، تو وہ بھی عرف کی بنا پر والدین ہی کی سمجھی جائیں گی، اگر والد کے اعزہ اور اس کے اہل تعلق نے دیا ہو تو ماں کی ملکیت سمجھی جائے گی، غرض کہ اگر دینے والے نے صراحت نہیں کی ہو تو عرف و رواج کی بنیاد پر اس کا فیصلہ ہوگا:

"اتخذ وليمة الختان، وأهدى الناس، ووضعوا بين يدي الصبي كثياب أو ما يستعمله الصبيان، فالهدية للصبي، وإن دراهم أو دنانير أو متاع

ينظر إلى المهدي ، إن من أقارب الأب فللأب ، وإن من أقارب الأم فلها ، سواء قال المهدي هذا للصبي أو لا "(۱)

نابالغ بچوں کے تحائف والدین استعمال کرسکتے ہیں؟

سوال :- بہت سے لوگ بچوں کو بھی تحفہ دیا کرتے ہیں، ان کی سالگرہ کے موقع پر یا خوشی کی کسی اور مناسبت سے ان تحفوں میں بچوں کا کپڑا بھی ہوتا ہے، سلا ہوا یا بن سلا اور کھانے پینے کی چیزیں بھی ہوتی ہیں، کیا والدین ان اشیاء میں تصرف کرسکتے ہیں؟ مٹھائی اور پھل وغیرہ میں سے خود کھا سکتے ہیں، اور دوسروں کو کھلا سکتے ہیں؟ (فرحت جہاں، گلبرگہ)

جواب :- جو چیز نابالغ بچوں کو تحفتاً دی جاتی ہے، وہ ان بچوں ہی کے لئے ہوتی ہے، اس لئے جس بچے کو جو کپڑا تحفتاً آیا ہو وہ کپڑا اسی کو دینا چاہئے، یہی حکم زیور وغیرہ کا ہوگا؛ البتہ کھانے پینے کی چیزیں عرف میں دی تو جاتی ہیں بچوں کے نام سے؛ لیکن مقصود بچوں کے والدین کو دینا ہوتا ہے؛ اس لیے فقہاء نے کھانے پینے کی اشیاء کے بارے میں لکھا ہے کہ والدین کے لیے اس میں سے کھانا درست ہے، کیوں کہ اصل میں یہ والدین ہی کے لیے ہدیہ ہوتا ہے:

" أهدى للصغير مأكولاً نص محمد أنه يباح لوالديه ... إذا أهدى الفواكه إلى الصغير يحل له أكلها لا الإهداء إليهما و ذكر الصغير لاستصغار الهدية " (۲)

---

(۱) الفتاوى البزازيه ۲/۲۳۷، الجنس الثالث في هدية الصغير

(۲) فتاوى غياثيه ص ۱۳۸

اولاد کو ہبہ

سوال:- لڑکے کی والدہ نے زندگی میں اپنی جائیداد میں سے ایک مکان لڑکے کے نام گفٹ کے طور پر لکھ دیا، اس کے چند دنوں بعد ہی اس کا انتقال ہوگیا، اب یہ جائیداد ترکہ شمار کی جائے گی یا یہ ہبہ متصور ہوگا؟

(محمد ثوبان، حسینی علم)

جواب:- اگر والدہ نے مرضِ وفات میں مبتلا ہونے سے پہلے اپنے لڑکے کے نام یہ جائیداد لکھ دی اور اسے قبضہ دلا دیا، یا وہ پہلے سے قبضہ میں تھی اور اس میں ہبہ نامہ بنا دیا، تو اب یہ تنہا اس لڑکے کی جائیداد شمار کی جائے گی، دوسرے ورثہ کا حق اس سے متعلق نہیں ہوگا، جس بیماری میں اس کی موت واقع ہوئی ہے، اگر اس میں مبتلا ہونے کے بعد ہبہ نامہ بنایا، یا ہبہ تو پہلے کر دیا تھا مگر قبضہ نہیں دلایا تھا، تو یہ ہبہ نافذ نہیں ہوگا، اور اس کا شمار ترکہ میں ہوگا؛ البتہ اگر دوسرے ورثہ اس کے حق میں ہبہ کئے جانے پر راضی ہوں تو پھر وہی اس کا مالک ہوگا۔

زندگی میں جائداد کی تقسیم اور کارِ خیر میں وقف

سوال:- میرا ایک مکان ہے، جس میں میں اور میرے دونوں لڑکے رہائش پذیر ہیں، جسے دونوں لڑکوں میں برابر برابر تقسیم کر دینا چاہتا ہوں، اس کے علاوہ کم قیمت کا ایک اور مکان بھی ہے، جسے بیچ کر ثواب جاریہ کے لئے مسجد بنانا چاہتا ہوں، نیز میری اہلیہ کے انتقال کو دو سال ہو چکے ہیں، میں عقد ثانی کرنا چاہتا ہوں، تاکہ مجھے سہولت ہو اور اس کو میرے وظیفہ سے سہارا مل جائے، لیکن میرے لڑکے نہیں چاہتے ہیں کہ میں عقد ثانی کروں اور نہ یہ کہ میں کوئی جائداد کار خیر میں لگاؤں، اس سلسلہ میں شرعی حکم کیا ہے؟

(محمد اقبال احمد، حیدرآباد)

جواب:- (الف) جہاں تک مکان لڑکوں میں تقسیم کردینے کی بات ہے، تو یہ جائز ہے؛ لیکن بہتر ہے کہ آدمی جیتے جی اپنے آپ کو پوری جائداد سے محروم نہ کرے؛ کہ نہ معلوم مستقبل میں کیا حالات پیش آئیں؛ اسی لئے شریعت نے میراث کو "ترکہ" یعنی مرنے والے کی چھوڑی ہوئی جائیداد سے متعلق رکھا ہے؛ لہٰذا بہتر ہوگا کہ آپ ابھی مکان اپنی ملکیت میں باقی رکھیں، آپ کے بعد خود بخود ورثاء اس کے مالک ہو جائیں گے۔

(ب) جس جائیداد کو بیچ کر آپ مسجد بنانا چاہتے ہیں، اس کو بیچنا اور کار خیر میں لگانا آپ کے لئے نہ صرف جائز؛ بلکہ مستحب ہے؛ کیوں کہ یہ صدقہ جاریہ ہے، اولاد کا اس میں رکاوٹ بننا سخت گناہ ہے، اور آپ کے لئے اس سلسلہ میں ان سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔

(ج) آپ کا دوسرے نکاح کا قصد کرنا بھی درست ہے، اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں؛ بلکہ بہتر ہے؛ کیوں کہ بوڑھاپے میں بھی مرد کو بعض ایسی خدمت مطلوب ہوتی ہے جو بیوی ہی کر سکتی ہے؛ اس لئے اولاد کا اس میں رکاوٹ بننا قطعاً جائز نہیں، بلکہ انہیں خود آگے بڑھ کر اسے انجام دینا چاہئے؛ کیوں کہ یہ بھی والد ہی کی خدمت کی ایک صورت ہے، فقہاء نے تو ایسے موقع پر والد کے ساتھ ساتھ اس کی بیوی کا نفقہ بھی اولاد پر واجب قرار دیا ہے۔

ماں کو تحفہ دے کر واپس لے لینا

سوال:- ایک ماں کو اس کے بیٹے نے پندرہ بیس سال پہلے سونے کے کڑے تحفہ میں دیئے تھے، اب اس نے ماں سے زبردستی اسے واپس لے لیا، وہ اپنے بوڑھے ماں باپ کو خرچ بھی نہیں دیتا، اس کا یہ عمل شرعی اعتبار سے کیسا ہے؟

(محمد اسماعیل شاہین، حشمت پیٹھ)

جواب:- شریعت میں ماں باپ کا درجہ بہت ہی بلند ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دیتے ہوئے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کی ہے، یہاں تک کہ ان کو اف بھی

کہنے سے منع کیا گیا ہے،(۱) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا حق والدین ہی کا ہے، اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بڑے گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کا تذکرہ فرمایا اور اس کے بعد والدین کی نافرمانی کا (۲) —— اس سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے بعد سب سے بڑا گناہ اور عنداللہ قابلِ مواخذہ عمل والدین کی نافرمانی اور ان کے ساتھ بدسلوکی ہے، اس لئے ماں باپ کے اخراجات کی ذمہ داری نہیں اٹھانا اور ان کو دیا ہوا زیور ان سے واپس لے لینا سخت گناہ اور نہایت بدترین عمل ہے۔

اس کے علاوہ جب والدین یا محرم رشتہ دار کو کوئی چیز دے دی جائے تو پھر وہ چیز اس سے واپس نہیں لی جا سکتی۔

" ... وبعد التسليم ليس له حق الرجوع في ذي الرحم المحرم إلخ " (۳)

اس لئے بیٹے نے جو زیور ماں سے واپس لیا ہے، یہ اس کے حق میں مالِ حرام ہے اور اس بدنصیب کو آخرت میں ماں کے ساتھ بدسلوکی کا بھی گناہ ہوگا، اور ناجائز طریقہ پر مال غصب کرنے کا بھی، اسے چاہئے کہ اپنے والدین سے معافی مانگے، انہیں راضی کرے اور ماں کو اس کی چیز واپس کرے، نیز اللہ تعالیٰ سے بھی استغفار کرے۔

بیوی کے مکان کا ہبہ

سوال: زید اپنی والدہ، بیٹی اور زوجہ کے ساتھ ممبئی میں ذاتی مکان لے کر مقیم تھا، کچھ جائیداد دوسرے مقامات پر بھی تھی، بھائی وغیرہ دیگر رشتہ دار الگ رہتے تھے، مکان میں زید اور اس کی زوجہ کے استعمال کا سامان تھا، صحت کے زمانے میں ایک وثیقہ سے چند

(۱) بنی اسرائیل: ۲۳

(۲) بخاری، باب عقوق الوالدین من الکبائر، حدیث نمبر ۵۹۷۶

(۳) تکملہ رد المحتار ۲: ۳۱۲

رشتہ دار گواہوں کے روبرو گھر سے نکل کر مکان کی چابی اپنی زوجہ کو یہ کہتے ہوئے سونپ دی کہ آج سے یہ تیرا ہی مکان ہے، میں نے تجھے بخش دیا، اس کے ایک مدت بعد تک زوجین اس مکان میں مقیم رہے پھر زید کا انتقال ہو گیا، اس سلسلہ میں دریافت طلب دو امور ہیں:

(الف) اس بخشش کے وقت مکان کے استعمالی سامان کی بابت کوئی تذکرہ نہیں ہوا تھا، گو وہ سامان زید نے گھر کے استعمال کے لئے خریدا تھا، کچھ بیوی کے مطالبہ پر، کچھ بیوی کی خوشی کے لئے، کچھ مطلق استعمال کے لئے تو کیا مکان کے ساتھ اس سامان کا ہبہ بھی زوجہ کے حق میں ہو جائے گا یا سامان ہبہ میں شامل نہیں ہوگا؟

(ب) سامان اگر ہبہ میں شامل نہیں ہے تو زید کا مملوکہ سامان مکان میں موجود رہتے ہوئے مکان کا ہبہ معتبر ہوا یا نہیں، جب کہ زید ہبہ کرنے کے بعد مکان کو بیوی کا ہی کہتا اور سمجھتا رہا؟

(محمد جنید فلاحی، اندور)

جواب:- فقہاء نے ہبہ کے درست ہونے کے لئے ایک شرط یہ رکھی ہے، کہ ہبہ کی ہوئی شئی ایسی چیز سے مشغول نہ ہو جو ہبہ کی ہوئی نہ ہو، کیونکہ قبضہ کے لئے قبضہ کردہ شئی میں تصرف پر قادر ہونا ضروری ہے اور جب وہ شئی مشغول ہے تو اس میں بحالت موجودہ تصرف نہیں کیا جا سکتا:

"ومنها أن لا يكون الموهوب مشغولا بما ليس بموهوب لأن معنى القبض وهو التمكن من التصرف في المقبوض لا يتحقق مع الشغل" (۱)

---

(۱) بدائع الصنائع : ۱۴۸/۵

اسی بنیاد پر فقہاء کے یہاں صراحت ملتی ہے کہ اگر کوئی شخص مکان ہبہ کرے اور مکان میں اس کا سامان ہو تو یہ ہبہ کافی نہیں ہوگا؛ کیونکہ قبضہ کا تحقق نہیں ہوا:

"وعلى هذا يخرج ما إذا وهب دارا فيها متاع الواهب وسلم الدار إليه أو سلم الدار مع ما فيها من المتاع فإنه لا يجوز" (۱)

لیکن اگر ہبہ کرنے والے شخص نے مکان کا سامان بطور امانت اس شخص کے سپرد کر دیا جس کو مکان ہبہ کرنا چاہتا ہے، پھر مکان ہبہ کیا تو ہبہ درست ہو جائے گا:

"والحيلة فيه أن يودع المتاع أولا عند الموهوب له ويخلي بينه وبينه، ثم يسلم الدار إليه فتصح الهبة فيها" (۲)

اور عرف میں شوہر اپنے گھر میں جو سامان لاتا ہے، یا تو بیوی کو اس کا مالک بناتا ہے یا امین تو گویا اپنا ذاتی سامان اس نے پہلے سے بیوی کو بطور امانت حوالہ کر رکھا تھا؛ لہذا اب اس کا سامان ہٹائے بغیر مکان ہبہ کر دینا بھی کافی ہو جائے گا؛ اس لئے میرے خیال میں زید کی بیوی مکان کی مالک سمجھی جائے گی، تاہم بہتر ہے کہ دوسرے اہل علم سے بھی اس سلسلہ میں دریافت کر لیا جائے۔

بیٹے کو مکان کا ہبہ

سوال:- مرحوم زید کے پانچ بیٹے ہیں، زید کا تعلق جس برادری سے ہے، اس میں بچے کی پیدائش سے ہی اس کے رہائش کے لئے علاحدہ مکان کی تیاری والد شروع کر دیتا ہے، زید نے بھی پانچ مکانات خریدے، اور اپنے ہر ایک بچے کو دے دیے، آخری بچہ چوں کہ سب سے چھوٹا تھا اس سے انسیت کی وجہ سے زید اس

---

(۱) حوالہ سابق، نیز دیکھئے: ھندیہ: ۳۸۰/۴۔ (۲) ھندیہ: ۳۸۰/۴

کے ساتھ رہنے لگا، اگرچہ ایک کمرہ اس مکان میں زید نے اپنے لئے مخصوص کرلیا تھا، اب زید کا انتقال ہوگیا تو چھوٹے بچے کا وہ مکان جس میں وہ زید زندگی میں مقیم تھا اس کی ملکیت ہوگا؟ یا چونکہ زید اس میں رہتا تھا، اس لئے وہ پانچوں بیٹوں کی میراث بنے گا؟ زید نے تو پانچوں کے لئے پانچ مکان خرید کرانہیں اپنی زندگی میں ہی بسا دیا تھا، کیا مرتے وقت مزید بیان دینا ضروری تھا یا ہبہ کے لئے چھوٹے بیٹے کے ایک کمرہ سے بھی زید کا سامان نکالنا ہبہ کی شرط تھی، وہ مکان اب قانون شرعی کی رو سے دوسرے بیٹوں کی طرح صرف زید کے چھوٹے بیٹے کا ہے؟　　(جنید احمد فلاحی)

جواب:- جب زید نے اس مکان کو بناتے وقت ہی چھوٹے لڑکے کے نام پر کر دیا تھا تو چھوٹا بیٹا اس مکان کا مالک ہوگیا، اب اگر زید نے اپنے اس بیٹے کے ساتھ اقامت اختیار کی، تو یہ اس کے لڑکے کے قابض ہونے کے منافی نہیں ہے؛ بلکہ اس حیثیت سے کہ باپ کی رہائش کا انتظام کرنا واجب ہے یا بعض حالات میں مستحسن ہے، اس نے اپنے بیٹے کے مکان میں قیام کیا ہے۔ واللہ اعلم

بھائی کو کوئی چیز دے کر واپس لینا

سوال:- ایک شخص نے کوئی چیز اپنے بھائی کو دے دی، اب وہ اس سے واپس لینا چاہتا ہے تو کیا وہ اس سے واپس لے سکتا ہے؟　　(شمشیر علی، مؤمن پورہ)

جواب:- کوئی چیز اپنے بھائی کو دینے میں دوگنا ثواب ہے، یہ صدقہ نافلہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی، (۱) اس سے انفاق کا بھی ثواب ملتا ہے اور قرابت داروں کے ساتھ حسن

---

(۱) سنن الترمذي، كتاب الزكاة، باب ما جاء في الصدقة على ذي القرابة، حديث نمبر: ۶۶۰

سلوک کا بھی، اس لئے جو چیز بھائی کو دے دی جائے اس کا واپس لینا جائز نہیں:

" لا رجوع فيها للواهب كالهبة من أحد الزوجين ... أو لأخيه أو لأخته ... " (۱)

چنانچہ فقہاء نے صراحت کی ہے کہ جو چیز اپنے محرم رشتہ دار یا شوہر و بیوی میں سے کسی کو دے دی گئی ہو اسے واپس نہیں لیا جا سکتا، محرم رشتہ دار سے مراد وہ ہیں جن سے نکاح جائز نہیں ہوتا۔

جیسا کہ ذکر کیا گیا، اس صورت میں تو واپس لینا ہی جائز نہیں ہے، اگر کسی اور شخص کو کوئی چیز ہبہ کی جائے اور وہ ہبہ کی ہوئی چیز میں تصرف کر دے، جیسے زمین ہبہ کی گئی، وہ اس میں مکان بنالے، کپڑا ہبہ کیا گیا، اس نے سلا لیا تب بھی اس کا واپس لینا جائز نہیں، اور اگر اس نے ابھی اس میں کوئی تصرف نہیں کیا ہے تو اس کو واپس لینا بہتر نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دے کر واپس لے لینے والے کی مثال ایسے کتے کی ہے جو قئے کر کے اسے چاٹ لے:

" ... فإن العائد في صدقته كالكلب يعود في قيئه " (۲)

بچوں کو دی گئی چیزوں کا گھر کے دوسرے لوگوں کے لئے استعمال کا حکم

سوال:- گھر میں چھوٹے بچوں کو بعض دفعہ لوگ بڑی مقدار میں کھانے پینے کی چیز دیتے ہیں، بظاہر یہ چیز بچہ کے لئے ہوتی ہے، لیکن مقصود پورے گھر والے ہوتے ہیں، کیا ایسی چیزیں گھر کے دوسرے افراد کھا سکتے ہیں؟ (احمد جمیل، ملک پیٹ)

---

(۱) الفتاوی الهندیة: ۳۸۶/۴

(۲) مسلم حدیث نمبر: ۴۱۹۳

جواب:- اصل میں اس کا تعلق عرف سے ہے۔ عرف یہ ہے کہ اس طرح کھانے پینے کی چیزیں منسوب تو بچوں سے کی جاتی ہیں؛ لیکن اصل میں والدین کو دی جاتی ہیں؛ اس لئے ان کی مقدار بھی زیادہ ہوتی ہے؛ لہذا اگر دینے والوں کی طرف سے یہ تحدید نہ ہو کہ صرف فلاں بچہ ہی کے لئے ہے تو بچہ کے والدین اور ان کی رضامندی سے دوسروں کا استفادہ کرنا بھی جائز ہے، فقہاء کے یہاں بھی اس کی صراحت ملتی ہے:

" وهب للصغير من الماكول شيئا يباح للوالدين أن يأكلاه " (۱)

خوشی کے موقع اور تقریبات میں تحائف

سوال:- مختلف مواقع پر مثلاً بیماری کے بعد صحت یابی، کسی کامیابی، نوکری یا کاروبار میں ترقی، کسی مقام پر جا کر واپس آنے، یا بیرون ملک سفر سے واپسی وغیرہ کے علاوہ مختلف تقریبات مثلاً بچے کی پیدائش، نیا گھر، جائداد وغیرہ کی خریدی، نیز عموماً شادی بیاہ، ولیمہ وغیرہ پر "نیوتہ" تحفے تحائف دئے اور لئے جاتے ہیں:

☆ یہ تحفے تحائف یا نیوتہ وغیرہ خلوص و محبت کا عمل سمجھ کر دیئے اور لئے جاتے ہیں۔

☆ بعد میں موقع کی مناسبت سے اس دینے والے کو اسی قیمت یا اس سے کم یا زیادہ یا مماثل کوئی چیز حسب ضرورت وحیثیت یا کبھی نقد رقم دے دی جاتی ہے، یکمشت یا ایک سے زائد مرتبہ۔

☆ یہ تحفے تحائف یا نیوتہ وغیرہ Gift Itam

---

(۱) فتاوی بزازیہ علی هامش الهندیہ : ۲/ ۲۳۷

معمولی بھی ہوتا ہے اور قیمتی بھی، اور کبھی سونا چاندی (زیورات) کپڑوں یا نقد رقم کی صورت میں ہوتے ہیں۔

☆ اکثر اوقات دینے والے کی اس وقت نیت یہ نہیں ہوتی ہے کہ یہ پھر صورت بدل کر واپس آئے گی اور نہ ہی لینے والا ایسا سمجھتا ہے کہ اسے پھر سے دینا پڑے گا؛ لیکن تعلقات میل جول، خلوص و محبت میں یا اس کی برقراری، بہتری کے لئے عموماً مماثل یا بہتر تحفہ / نیوتہ (واپس) دیا جاتا ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے تحفے، نیوتے، نقد رقم دینا اور لینا کیسا ہے؟ اور ماضی کے اس طرح کے عمل پر ہر دو کے لئے تلافی کی صورت کیا ہے؟ (محمد مسعود مجاہد، منڈامری)

جواب:- تحفہ دینا نہ صرف جائز ہے؛ بلکہ مستحب ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایک دوسرے کو تحفہ دینے کی تلقین کی ہے، اور فرمایا ہے کہ اس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے: "تهادوا تحابوا" (۱) یہ بھی مستحب ہے کہ اگر کوئی آدمی تحفہ دے تو کوشش کی جائے کہ اس وقت یا کسی اور موقع پر اسے بھی کوئی تحفہ پیش کیا جائے، آپ ﷺ کا معمول مبارک یہی تھا:

"كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبل الهدية ويثيب عليها" (۲)

حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ اگر کوئی مالی مکافات نہ کر سکے تو دعاء کے کلمات کہہ دے کہ یہ بھی ہدیہ کا جواب ہے؛ لیکن اس نیت سے ہدیہ دینا کہ پھر اس طرح کا ہدیہ اسے دیا جائے، درست نہیں، اس لئے کہ ہدیہ دینا تبرع اور احسان کا عمل ہے نہ کہ تجارت، نیز یہ ایک طرح سے اپنے تحفہ کو لوٹا لینا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی چیز دے کر لوٹا لینا ایسا ہے کہ جیسے کتے

---

(۱) مسند أبو يعلى عن أبي هريرة، حدیث نمبر: ۶۱۴۸، ۱۱/۸

(۲) بخاری، حدیث نمبر: ۲۵۸۵

کر کے اس کو واپس نے لینا: "العائد في هبته كالعائد في قيئه" (۱) —— اس لیے خوشی کے موقع پر بطور تحفہ کوئی چیز دینے کی گنجائش ہے؛ لیکن تحفہ دینے والے یا لینے والے کی طرف سے ان تحفوں کی نمائش درست نہیں؛ کیوں کہ اس کی وجہ سے جو لوگ تحفہ دینے کی استطاعت نہیں رکھتے، وہ شرمندگی سے دوچار ہوتے ہیں اور بعض دفعہ استطاعت نہ ہونے کے باوجود تحفہ دینے پر مجبور ہوتے ہیں، اسی طرح اگر تحفہ رسم بن جائے کہ جوابی طور پر تحفہ نہ دینے والے سے شکایت پیدا ہو جائے، تب بھی تحائف کا لین دین درست نہیں؛ کیوں کہ اس میں ایک طرح کا جبر پایا جاتا ہے، جیسا کہ آج کل عموماً شادی کے موقع پر دیے جانے والے تحائف میں ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

---

(۱) سنن ابن ماجة، حدیث نمبر: ۲۳۸۵

کتاب الفتاویٰ

دسواں حصہ

کتاب الوصیة

وصیت سے متعلق مسائل

وصیت سے متعلق مسائل

میت پر نہ آنے کی وصیت

سوال :- ایک شخص نے انتقال سے قبل وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میری میت پر نہیں آنا، کیا اس کی میت میں جانا چاہئے؟ (محمد جاوید اکبر، مہ)

جواب :- یہ میت پر نہ آنے کی ہدایت غصہ وغضب کے قبیل سے ہے، اس کا کوئی اعتبار نہیں، اور اس کے جنازہ میں شریک ہونا چاہئے، بلکہ خاص طور پر اس کے لئے دعا کرنی چاہئے، کہ اس کی زندگی میں اس شخص سے کوئی تکلیف پہونچی ہو تو ممکن ہے اس کی وفات کے بعد یہ عمل اس کی کچھ تلافی کردے۔ (۱)

نابالغ اولاد کے ہوتے ہوئے دوسروں کے لئے وصیت

سوال :- میرے ایک رشتہ دار کے ان کی بیوی سے تعلقات خراب ہیں، انہیں بیوی سے کئی بچے ہیں اور یہ بچے ابھی نابالغ ہیں، کم عمر ہیں، وہ ماں کے پاس ہی رہتے ہیں، وہ اپنے والد سے ڈرتے ہیں اور ان سے ملاقات نہ کبھی نہیں چاہتے، اس لئے ان کی خواہش ہے کہ وہ اپنے ترکہ کی اپنے بھتیجوں اور بھانجوں کے

---

(۱) فیض القدیر ۱/۲۵۹، ط: المکتبۃ التجاریۃ مصر

لئے وصیت کردیں، کیا بیوی اور بچوں کی نااتفاقی کی وجہ سے ان کا
اس طرح وصیت کرنا درست ہوگا؟ (احمد عبدالحی، قاضی پورہ)

جواب:- شریعت کی اصطلاح میں "وصیت" موت کے بعد اپنی املاک کے مالک بنانے کو کہتے ہیں، وصیت کے سلسلہ میں ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت نہیں کی جاسکتی اور اگر کی جائے تو اس کا اعتبار نہیں؛ اس لئے اگر وہ اپنے بھتیجوں اور بھانجوں کے حق میں ایک تہائی کی حد تک وصیت کرجائیں تو یہ وصیت معتبر اور نافذ ہوگی؛ لیکن جس شخص کے نابالغ بچے موجود ہوں یا ایسے بالغ لڑکے لڑکیاں ہوں جو خود محتاج ہوں اور دو تہائی ترکہ سے ان کی ضروریات پوری نہ ہوسکتی ہو، تو اس کا وصیت کرنا بہتر نہیں ہے، اور امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ محتاج نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وصیت پوری کرنے کے بعد بھی کم سے کم چار ہزار درہم ہر ایک کے حصہ میں پڑتا ہو، چار ہزار درہم کی قدر کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ دو سو درہم تقریباً ۶۱۲ گرام چاندی کے برابر ہوتا ہے؛ اس لئے ان صاحب کا اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو ترکہ میں نقصان پہونچانا ہرگز مناسب عمل نہیں ہے، اور ان کم سن بچوں کے عمل کو بے تعلقی اور زیادتی پر محمول کرنا بھی درست نہیں؛ کیوں کہ وہ ناسمجھ ہوتے ہیں؛ اسی لئے شریعت میں بھی ان کی غلطیاں قابل توجہ نہیں سمجھی گئی ہیں، درمختار میں ہے: "من له أطفال و مال قليل لا يوصي بنفل" (۱) اور علامہ شامیؒ اس کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وكذا لو كانوا بالغين فقراء ولا يستغنون
بالثلثين ، وإن كانوا أغنياء أو يستغنون
بالثلثين فالوصية أولى ، وقدر الاستغناء عن
أبي حنيفةؒ إذا ترك لكل واحد أربعة آلاف درهم
دون الوصية" (۲)

---

(۱) الدر مع الرد: ۲۰۹/۹ (۲) شامی: ۲۰۹/۹

کتاب الفتاوی

دسواں حصہ

کتاب الفرائض

وراثت سے متعلق مسائل

وراثت سے متعلق مسائل

میراث کا ایک مسئلہ

سوال:- میرے والد صاحب مرحوم کا ۱۲۵ گز پر مشتمل مکان ایک لاکھ چھتیس ہزار روپے میں فروخت ہوا، ورثہ میں ہم دو بھائی اور دو بہن ہیں، البتہ ایک بہن کا انتقال ہو گیا، مرحومہ بہن کی اولاد میں دو لڑکے اور چھ لڑکیاں ہیں اور ان کے شوہر بھی باحیات ہیں، آپ بتائیں کہ میرے والد صاحب کا ترکہ وارثین کے درمیان کس طرح تقسیم ہوگا؟ (رفیق، از مشیر آباد)

جواب:- آپ کے والد صاحب کے ترکہ کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ ایک لاکھ چھتیس ہزار کو چھ حصوں میں کر کے آپ دونوں بھائی فی کس دو دو حصوں کے اور آپ کی دونوں بہنیں فی کس ایک ایک حصہ کے حق دار ہوں گے؛ چوں کہ ایک بہن کا انتقال ہو گیا ہے؛ اس لئے اس کے ورثہ میں ان کا ترکہ تقسیم ہوگا، ان کے شوہر کو کل ترکہ کا چوتھائی ملے گا اور باقی تین چوتھائی کو دس حصوں میں تقسیم کر کے لڑکیوں کو فی کس ایک حصہ اور لڑکوں کو فی کس دو حصہ دیا جائے گا۔

مرحومہ بیوی کے مہر کی تقسیم

سوال:- میری اہلیہ مسماۃ حلیم النساء کا انتقال ہو گیا، میں

ان کی زندگی میں ان کا مہر ادا نہیں کر پایا، اب ان کے فرزند والدہ کے مہر کا مطالبہ کر رہے ہیں، تو مجھے یہ مہر ان کے لڑکے کو دے دینا چاہئے یا ثواب جاریہ کے کام میں لگا دینا چاہئے؟

(شیخ علی، محبوب نگر)

جواب:- مہر بھی دوسرے قرضوں کی طرح ایک قرض ہے، اسے جلد سے جلد ادا کر دینا چاہئے، اتنی تاخیر کرنے میں کہ بیوی کی وفات ہو جائے، عند اللہ پکڑ کا اندیشہ ہے؛ کیوں کہ یہ قرض دار کی حق تلفی اور اس کے ساتھ زیادتی ہے، تاہم اگر زندگی میں مہر ادا نہیں کر سکے تو اب اس کا شمار مرحومہ کے ترکہ میں ہوگا اور تمام ورثہ کے درمیان اس کی تقسیم عمل میں آئے گی، ایک چوتھائی آپ کا حصہ ہوگا، باقی میں لڑکے، لڑکیاں اور والدین زندہ ہوں تو ان کو حصہ ملے گا، کسی مقامی مفتی سے ورثہ کی تفصیل بتا کر حصص کی مقدار معلوم کر لیں اور اس کے مطابق تقسیم کر دیں، دوسرے ورثہ کی اجازت کے بغیر اسے ایصال ثواب میں خرچ کرنا درست نہیں، ہاں، آپ اپنے حصہ کی رقم اپنی مرضی سے اس کام میں خرچ کر سکتے ہیں۔

مہر یا میراث؟

سوال:- ایک صاحب کی پہلی بیوی کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں، پہلی بیوی کے انتقال کے بعد صاحب موصوف نے دوسری شادی کی، دوسری بیوی سے تین لڑکے اور چھ لڑکیاں ہوئے، دوسری بیوی کے مہر کے عوض ایک مکان ہبہ کر دیا گیا تھا، دوسری بیوی کے بچے مکان پر قابض ہو گئے، اور انہوں نے اپنی سگی بہنوں اور پہلی بیوی کے بھائی بہنوں کو بھی محروم کر دیا ہے، کیا پہلی بیوی کی اولاد کو جائیداد (مکان) سے محروم کیا جا سکتا ہے؟ اس کے تعلق سے قرآن وحدیث کی روشنی میں شرعی مشورہ دیں؟

(ایکس، وائی، زیڈ، گنگی باولی)

جواب:- اگر واقعی مرحوم نے اپنی مملوکہ جائیداد دوسری بیوی کو بطور مہر کے دے دیا ہو تو دوسری بیوی اس مہر کی مالک ہے، اگر وہ زندہ ہے تو اس میں اس کو تصرف کا پورا اختیار ہے اور اگر اس کی وفات ہو چکی تو جو بچے اس کے بطن سے ہیں صرف ان کا ہی اس میں حصہ ہوگا، دوسروں کا نہیں، البتہ جو صاحب مکان پر قابض ہیں، ان سے اس بات کا ثبوت طلب کرنا چاہئے کہ واقعی مرحوم نے جائیداد بطور مہر کے اس کی ماں کو دیا تھا، اگر اس کے پاس کوئی شرعی ثبوت موجود نہیں ہے تو پھر مہر مقررہ کے بقدر مہر نکال کر بقیہ مکان یا اس کی قیمت تمام ورثاء میں تقسیم کی جائے گی اور دونوں بیویوں کی اولاد وارث ہوگی۔

اگر والد کی زمین میں مکان بنائے

سوال:- اگر بیٹا اپنے والد کی زندگی میں والد کی خریدی ہوئی زمین پر والد کے کہنے سے اپنے پیسے سے مکان بنا لے تو کیا والد کے انتقال کے بعد ترکہ کی تقسیم کے وقت دوسری جائداد کے ساتھ اس زمین کو چھوڑ دیں یا اس کو لیں، یا مکان اور زمین دونوں کی مالیت حساب میں شامل کر لی جائے، واضح رہے کہ والد نے زمین بیٹے کے نام ہبہ کیا یا نہیں؟ واضح نہیں ہے۔

(سید یوسف، ہنمکنڈہ)

جواب:- اصل میں اس کا حکم شرعی اس بات پر موقوف ہے کہ والد نے مکان بنانے کی اجازت بطور ہبہ کے دی تھی یا بطور عاریت کے، اس کا اندازہ ان کلمات سے ہوگا جو والد نے اجازت دیتے ہوئے کہے ہوں، اگر اس کی وضاحت ممکن نہ ہو اور دوسرے ورثاء اس کو ہبہ ماننے کو تیار ہوں اور خود مکان بنانے والا اس کا مدعی ہو تب تو وہ مکان خاص اس کی ملکیت سمجھی جائے گی، اور اگر ہبہ نہ ہو تو زمین متروکہ سمجھی جائے گی، اور مکان مکان بنانے والے لڑکے کی ملکیت ہوگی، اور میراث کی تقسیم میں اس کو ملحوظ رکھا جائے گا، واللہ اعلم بالصواب۔

حلال وحرام مخلوط مال کا حکم

سوال:- ایک شخص مثلاً زید کی عمر ۵۶ سال ہے، بیوی کا انتقال ہو چکا ہے، چند مکانات اور بینک میں روپیہ ہے، ۳ لڑکے اور ۲ لڑکیاں شادی شدہ ہیں، زید نے اپنی زندگی میں ایک بار بھی زکوٰۃ نہیں دیا ہے اور بینک والی رقم میں سود کی رقم بھی شامل ہے، تو زید کیا بغیر زکوٰۃ دیئے ہوئے مال کو وہ اپنی اولاد کے درمیان تقسیم کر سکتا ہے یا نہیں یا پوری رقم کو صدقہ کردے؟ (قریشی، حیدرآباد)

جواب:- زید کو چاہئے کہ اندازہ سے گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کردے اور اگر بینک اکاؤنٹ سے واضح ہو سکے کہ اس کی موجودہ رقم میں کتنا حصہ سود کا ہے یا پہلے اس میں سود کی کتنی رقم ہو سکتی ہے تو بلا نیت ثواب ان کو غرباء پر خرچ کردے اور بقیہ غیر سودی رقم میں زکوٰۃ ادا کرے، اور اگر سودی رقم اور جائز رقم اس طرح مل گئی ہو کہ ان میں تمیز ممکن نہ ہو اور حسابی طور پر ان کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا ہو تو پھر پوری رقم کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ فقہاء نے اس کی صراحت کی ہے، اس کے بعد جو رقم بچ جاتی ہے، اگر چاہے تو اپنی اولاد کے درمیان تقسیم کر سکتا ہے، البتہ بہتر ہے کہ زندگی میں اپنی ملکیت باقی رکھے، اس کے دنیا سے گذرنے کے بعد تو بہرحال ورثہ حقدار ہوں گے ہی، کیونکہ تقسیم کردے تو نہ معلوم آئندہ اس کو کیا ضرورت پیش آئے اور اس ضرورت کے وقت ورثہ اس کے ساتھ کیا سلوک کریں؟

لے پالک اور میراث

سوال:- ہمارے ایک دوست ہیں، ان کا کہنا ہے کہ منہ بولے بچے کو بھی گود لینے والے کے ترکہ میں میراث کا حق ملتا ہے! کیوں کہ اس نے اس کو اپنا بیٹا بنالیا ہے، نیز قرآن مجید میں کہیں بھی

یہ بات نہیں کہی گئی ہے کہ منہ بولا بیٹا ترکہ میں وارث نہیں ہو سکتا۔

(سمیع زاہدین، نظام آباد)

جواب:- آپ کے دوست کا سمجھنا غلط ہے، اسلام میں گود لینے کا کوئی تصور نہیں، یہ تو جائز ہے کہ انسان کسی کی کفالت کر دے، اس کی ضروریات پوری کر دے، بلکہ یہ تو اجر وثواب کا باعث ہے، لیکن ایسا نہیں ہے کہ محض زبان سے بیٹا اور باپ کہہ دینے سے واقعی باپ بیٹے کا رشتہ قائم ہو جاتا ہو۔

﴿وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ذَٰلِكُمْ قَوْلُكُم بِأَفْوَاهِكُمْ﴾(۱)

اور اللہ تعالیٰ نے میراث میں حق بیٹے کو رکھا ہے قرآن مجید میں اس کی صراحت موجود ہے۔(۲)— اس سے صاف معلوم ہوا کہ منہ بولے شخص کو میراث میں حصہ نہیں ملے گا کہ اگر میراث میں حصہ ملتا تو بیٹا ہونے کی حیثیت سے ملتا اور شریعت اس کو بیٹا تسلیم نہیں کرتی۔

یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ چند رشتہ داروں کے علاوہ کوئی بھی ترکہ میں حق دار نہیں ہوتا ہے، اس لئے قرآن مجید نے مستحقین کا ذکر کیا ہے، جو لوگ میراث کے مستحق نہیں ہیں، ان کا ذکر نہیں کیا گیا ہے؛ کیوں کہ یہ فہرست بے حد لمبی ہو جاتی، اس لئے یہ کہنا کہ قرآن مجید میں لکھا جائے کہ فلاں شخص وارث نہیں ہو سکتا، ایک نامعقول بات ہے — البتہ اس بات کی گنجائش ہے کہ آدمی اپنی زندگی میں کسی کو اپنی جائداد کا کوئی حصہ ہبہ کر دے یا ایک تہائی تک وصیت کر جائے، اگر کوئی شخص محبت، تعلق خاطر، خدمت یا کسی اور وجہ سے کسی کو کوئی چیز ہبہ کرتا ہو یا اس کے حق میں وصیت کر جاتا ہو تو یہ جائز ہے، اور ایسے لوگوں کے لئے ہبہ اور وصیت کی اجازت سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

عدت طلاق میں شوہر کی وفات اور عورت کا حق میراث

سوال:- میرے بھائی صاحب نے کچھ عرصہ پہلے میری بھاوج کو طلاق دے دیا، اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس کے بعد ایک مہینہ

---

(۱) الأحزاب ۴ (۲) النساء ۱۱

کی مدت نہیں گزری تھی کہ ایک حادثہ میں بھائی صاحب کا انتقال ہو گیا، اب میری بھاوج اور ان کے لوگوں کا دعویٰ ہے کہ میراث میں ان کا بھی حق ہوگا، اور ہم لوگ اس سے انکار کر رہے ہیں؛ کیوں کہ مرحوم نے زندگی ہی میں ان کو طلاق دے دیا تھا، اس سلسلہ میں وضاحت فرمائیں؛ تاکہ لوگوں کو اطمینان ہو۔

(سمیع الدین، کالا پتھر)

جواب:- اگر آپ کے بھائی صاحب نے بھاوج کو طلاق رجعی دیا تھا یعنی لفظ طلاق کے ذریعہ ایک یا دو طلاق دی تھی تو واقعی میراث میں آپ کی بھاوج کو وہ حق ملے گا جو شوہر کے ترکہ میں بیوی کو ملا کرتا ہے؛ کیوں کہ طلاق رجعی میں عدت کے ختم ہونے تک ایک درجہ میں رشتۂ نکاح باقی رہتا ہے، اور انہیں عدت بھی چار ماہ دس دن گزارنی ہوگی، جو شوہر کی موت پر واجب ہوتی ہے:

" أما إذا طلقها رجعيا نعدتها عدة الوفاة سواء طلقها في مرضه أو صحته ... فإنها تنتقل عدتها إلى عدة الوفاة وترث " (۱)

اور اگر طلاق بائن یا تین طلاق دی تھی اور اس وقت وہ بیمار نہیں تھا، تندرست تھا؛ لیکن سوئے اتفاق کہ حادثہ میں اس کی موت ہوگئی، جیسا کہ آپ نے ذکر کیا ہے تو اب آپ کے بھائی کے ترکہ میں ان کا حق میراث نہیں ہوگا، اس لئے کہ رشتۂ نکاح منقطع ہو چکا ہے، اور جس وقت اس کی موت ہوئی عورت اس کے نکاح میں نہیں تھی

" بخلاف ما إذا طلقها بائنا في صحته ثم مات لا ينتقل ولا ترث بالاتفاق " (۲)

البتہ اس سے ایک استثنائی صورت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص سخت بیمار تھا، اس بیماری سے

(۱) فتح القدير: ۳۱۴/۴ (۲) حوالہ سابق

اس کے جانبر ہونے کی امید نہیں تھی ، اسی حال میں اس نے طلاق دیدی اور پھر اس کا انتقال ہوگیا ، حالاں کہ ابھی عورت کی عدت بھی پوری نہیں ہوئی تھی ، تو اس صورت میں اس کی بیوی ترکہ کی حقدار ہوگی ؛ کیوں کہ اس شخص کا یہ عمل اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اس نے محض اپنی بیوی کو میراث سے محروم کرنے کے لئے طلاق دینے کا ارتکاب کیا ہے ، جو کھلی ہوئی ناانصافی ہے ؛ لہٰذا اس ناانصافی کے سدِ باب کے لئے اگر عدت کے اندر اس کا انتقال ہوگیا تو عورت کو اس سے میراث دلائی جاتی ہے ، ایسے شخص کو فقہ کی اصطلاح میں '' فار بالطلاق '' کہتے ہیں ۔

لاولد کی جائیداد کی تقسیم

سوال:- کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ میں کہ خالد صاحب جائیداد تھا ، یہ جائیداد اس کی زرخریدی تھی اور وہ لاولد تھا ، تو اس کی جائیداد کے وارث علاتی بھائی کا لڑکا ہوگا یا حقیقی خالہ زاد بھائی کا لڑکا ؟ برائے مہربانی شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں ۔ (عبداللہ ، دودھ باؤلی ، حیدرآباد)

جواب:- شریعت میں میراث نزدیکی رشتہ دار کو ملتی ہے ، دور کے رشتہ دار کو نہیں ملتی ، مثلاً میت کے بیٹے اور پوتے موجود ہوں تو بیٹے کو ملے گی ، پوتے کو نہیں ملے گی ، محیط برہانی میں ہے : " إذا اجتمع نسبان فالأقرب أولی " (۱) آپ نے جو صورت پوچھی ہے ، اس میں علاتی بھائی کا لڑکا (علاتی بھتیجہ) میت سے رشتہ کے اعتبار سے زیادہ قریب ہے ؛ اس لئے اس صورت میں میراث میت کے علاتی بھتیجے کو ملے گی :

" أولی العصبات بالمیراث الابن ثم ابن الابن وإن سفل ثم الأب ، ثم الأخ لأب وأم ، ثم لأب وابن الأخ لأب وأم ثم ابن الأخ لأب ثم بنوهما " (۲)

---

(۱) المحیط البرهاني : ۲۳/ ۳۰۷

(۲) البحر : ۹/ ۳۸۱ ، نیز دیکھئے : کنز الدقائق : ۵۰۰ مجمع الأنهر : ۴/ ۵۲۳

والدہ کی زمین اور والد کا اس میں تصرف

سوال:- میری والدہ کے نام پر ایک تین سو گز کا پلاٹ ہے، والدہ کو گذرے ہوئے تین سال کا عرصہ ہوا، ہم جملہ پانچ بھائی اور دو بہن ہیں، دو بھائی اور ایک بہن کی شادی ہونی باقی ہے، زمین پر سب سے چھوٹے بھائی کا قبضہ ہے اور رجسٹری کے کاغذات بھی ان ہی کے پاس ہیں، جس بھائی کا قبضہ زمین پر ہے، وہ کہہ رہے ہیں کہ زمین میں کسی بھائی بہن کا حصہ نہیں ہے؛ کیوں کہ والدہ کے انتقال کے بعد والد صاحب نے میرے نام پر لکھ دیا ہے، براہِ مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت فرمائیں۔ (محمد اقبال، نیلچین باغ)

جواب:- اگر وہ پلاٹ آپ کی والدہ کی ملکیت تھی، خواہ اس لئے کہ آپ کی والدہ نے اپنی رقم سے خریدا ہو یا اس لئے کہ والد نے آپ کی والدہ کو ہبہ کر دیا ہو، یا بطور مہر دیا ہو، تو اس میں آپ کے والد کا تصرف کرنا درست نہیں ہوا، اور اگر انہوں نے اپنے کسی لڑکے کو ہبہ کیا ہو، تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا، وہ زمین آپ کے والد کے بشمول تمام ورثہ یعنی پانچوں بھائی اور دونوں بہنوں میں تقسیم ہوگی، اور اگر آپ کے والد اس کے مالک تھے، کسی مصلحت سے اسے آپ کی والدہ کے نام کیا گیا تھا، تو پھر آپ کے والد کا اس میں تصرف درست ہے اور انہوں نے جس لڑکے کو وہ پلاٹ ہبہ کیا ہو وہی شرعاً اس کا مالک ہوگا، دوسرے بھائیوں اور بہنوں کا اس میں حصہ نہیں ہوگا؛ البتہ ماں باپ کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ کسی معقول سبب کے بغیر وہ اپنی پوری جائیداد ایک شخص کو دے دے، اور دوسرے بچوں کو محروم کر دے، رسول اللہ ﷺ نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔

شراب کی آمدنی والے شخص کی میراث

سوال:- میرے سسر کا کاروبار شراب کا تھا، ان کی

روپیوں سے اپنا مکان تعمیر کرایا، اب ان کے انتقال کو ۲۴ سال ہو گئے ہیں، ان کا مکان فروخت کیا جا رہا ہے اور ورثہ میں میری اہلیہ بھی ہیں، ان کے لئے یہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ ہمارے نسبتی بھائی نے مفتی صاحب سے مسئلہ پوچھا، تو مفتی صاحب نے بتایا کہ یہ مکان پہلے جس قیمت میں بنا ہے، وہ قیمت صدقہ کر دیں، باقی رقم تمہارے لئے حلال ہے، کیا یہ بات درست ہے یا نہیں؟

(محمد عبدالغفور، ناندیڑ)

جواب:- شراب کے ذریعہ حاصل ہونے والی آمدنی حرام ہے، اور صحیح قول یہ ہے کہ میت کا مال اگر حرام ہو تو وہ وارث کے حق میں بھی حرام باقی رہتا ہے: اس لئے افضل طریقہ تو یہ ہے کہ اس مکان کی پوری قیمت غرباء پر صدقہ کر دی جائے، لیکن جب روپیہ کسی اور سامان کی شکل میں تبدیل ہو جائے تو وہ بعینہٖ پہلے والا مال باقی نہیں رہتا ہے؛ اس لئے جیسا کہ مفتی صاحب نے آپ کو بتایا ہے، اس کی گنجائش ہے کہ ورثاء اتنے پیسے صدقہ کر دیں، جو مکان کی تعمیر میں لگا ہو اور باقی کو تقسیم کر لیں۔ واللہ اعلم

متبنیٰ کی حیثیت

سوال:- اگر کسی شخص کا انتقال ہو جائے، اس کو کوئی اولاد نہ ہو، اس کی بیوی نے ایک لڑکی کو متبنیٰ بنا لیا ہو، تو کیا وہ گھر بیچ کر لڑکی کی شادی کر سکتی ہے؟ جبکہ شوہر کا انتقال ہو چکا ہے اور شوہر کا بھائی اور ان کی اولاد موجود ہے؟　　　(سید حمید اللہ، امیر پیٹ)

جواب:- اسلام میں متبنیٰ کی کوئی اصل نہیں، یعنی اگر کوئی شخص کسی کو منہ بولا بیٹا یا بیٹی بنا لے تو اس کی وجہ سے وہ اولاد کے حکم میں نہیں ہوتے؛ البتہ اگر کوئی شخص حسن سلوک کی نیت یا اپنی آسانی کے لئے کسی بچہ یا بچی کی پرورش کر لے تو یہ جائز ہے، جہاں تک اس صورت

کا تعلق ہے تو اگر وہ گھر مرحوم کی زوجہ کا ہو یا مرحوم نے اپنی زندگی میں اسے ہبہ کر دیا ہو، تو اس کے لئے اس کو فروخت کر کے حسب منشا خرچ کرنا جائز ہے اور اگر مکان اس کے شوہر مرحوم کا ہے، تو پھر تمام ورثہ کے حقوق اس سے متعلق ہوں گے؛ البتہ یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ بعض دفعہ لوگ متروکہ میں حصہ لینے کے لئے تو تیار رہتے ہیں، لیکن کسی شخص کے گذر جانے کے بعد اس کے پسماندگان سے متعلق جو حقوق خود اس پر عائد ہوتے ہیں، اس پر کوئی توجہ نہیں کرتے، یہ قانون شریعت کا استحصال اور خود غرضی کے لئے اس کا استعمال ہے۔

زندگی میں جائیداد کی تقسیم

سوال:- مجھے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے، شریعت کے حکم کے مطابق میں نے اپنی جائیداد دونوں میں تقسیم کر دی ہے اور قبضہ وتصرف میں بھی دے دیا ہے، اس کے علاوہ اس وقت میں کافی عرصہ سے ایک ملگی میں کاروبار کر رہا ہوں، اور اس وقت میرا لڑکا بھی میرے ساتھ مشترکہ طور پر کاروبار کر رہا ہے۔ اگر کسی وقت دکان کے تخلیے کی نوبت آئے تو مجھے اذ ہ کی جو رقم ملے گی کیا اس میں میری لڑکی بھی شرعی حصہ پانے کی مستحق ہوگی؟

(محمد علی، مقام غیر مذکور)

جواب:- والدین کی جائیداد میں شرعی حصہ ان کی وفات کے بعد ملتا ہے، میراث کا تعلق موت کے بعد بچی ہوئی چیزوں سے ہے، اس لئے آپ کی حیات میں تو جو بھی رقم ملے وہ آپ کی ملکیت ہے؛ لیکن آپ کی وفات کے بعد آپ کے تمام ورثہ کا حق اس سے متعلق ہو گا، بہتر ہوگا کہ آپ اپنے Good Will کا کچھ حصہ زندگی ہی میں اپنے لڑکے کو ہبہ کر دیں، اور اس کے نام رجسٹری کر دیں، یہ قبضہ دینے کے حکم میں ہوگا، جتنے حصہ کا آپ مالک بنا دیں گے وہ آپ کے لڑکے کی ملکیت ہوگی اور باقی حصہ میں تمام ورثاء شریک ہوں گے اور بحیثیت

وارث آپ کے لڑکے کا بھی حق ہوگا؛ البتہ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ Good will لینا اس وقت جائز ہے جب وہ ملگی آپ کی ملکیت ہو یا آپ نے اسے Good will دے کر حاصل کیا ہو، اگر آپ کرایہ دار ہوں اور بغیر Good Will کے یہ ملگی آپ کو حاصل ہوئی ہو تو آپ کے لئے یہ جائز نہیں کہ اصل مالک یا دوسرے کرایہ دار کو Good Will لے کر مالکی حوالہ کریں۔ واللہ اعلم

میراث کا ایک مسئلہ

سوال :- ۳۰ / اگست ۲۰۰۳ء کو ایک صاحب کا انتقال ہو گیا، انہوں نے شادی نہیں کی تھی، ان کی والدہ کا بھی کئی سال پہلے انتقال ہو چکا تھا، اب ان کے ایک مرحوم بھائی اور ایک مرحومہ بہن کی اولاد باقی ہیں، ایسی صورت میں کس کا کیا حصہ ہوگا؟

(عبدالمجید، نولی پوئی)

جواب :- اگر انتقال کے وقت اس کے بھائی بہن زندہ نہ رہے ہوں تو اس صورت میں بہن کی اولاد، نیز بھائی کی لڑکیوں کا کوئی حصہ نہیں ہوگا، صرف بھائی کی اولاد نرینہ کو حق پہنچے گا اور ترکہ تمام بھائیوں کے درمیان برابر تقسیم ہو جائے گا۔

ہوٹل کے نام میں میراث

سوال :- زید نے ایک دوکان کرایہ پر لے کر ''خوراکی ہوٹل'' قائم کیا، زندگی بھر کرایہ پر ہی رکھ کر ہوٹل چلاتا رہا، اس میں کچھ زیادہ پونجی بھی نہیں ہے، صرف شہرت ہے جو زید نے حاصل کی ہے، لوگ اس کی وجہ سے دوکان پر آیا کرتے ہیں، کوئی پگڑی اور ڈپازٹ بھی نہیں ہے، مالک اگر دوکان خالی کراتا ہے تو کچھ بھی نہیں ملے گا، نہ زید کے ورثاء اسے بیچ سکتے ہیں صرف ہوٹل کا نام ہے، جس کی وجہ

سے اس میں آمدنی ہے۔ (جنید احمد فلاحی، اندور)

جواب:- میراث پورے متروکہ میں جاری ہوتی ہے؛ لہٰذا زید نے تھوڑی بہت جو بھی پونجی چھوڑی ہو، اس میں تو میراث جاری ہوگی ہی لیکن اس کے علاوہ اگر ہوٹل کے نام "خورا کی ہوٹل" سے مالی منفعت متعلق ہوگئی ہو، تو یہ بھی مال کے درجہ میں آجائے گا، حضرت تھانویؒ نے اسی بنیاد پر دوکان کے نام "گلشن ادب" کو قابل معاوضہ قرار دیا ہے؛ لہٰذا اگر عرف میں اس نام کے استعمال کی کوئی قیمت مل سکتی ہو اور اس نام کو دوکان کے لئے رجسٹرڈ کرالیا گیا ہو تو یہ بھی ترکہ کے حکم میں ہوگا، اگر ورثہ میں سے کوئی ایک اس دوکان کو استعمال کرے تو عرف کے اعتبار سے اس نام کی قیمت متعین کرکے ورثاء کے حصے مقرر کیے جائیں گے اور وہ دوسرے ورثہ کو ادا کرے گا، اور اگر کسی اور شخص سے یہ نام بیچا جائے تو جو عوض حاصل ہوگا، وہ تمام ورثاء کے درمیان تقسیم ہوگا۔ واللہ اعلم

کلالہ سے مراد

سوال:- کلالہ کسے کہتے ہیں؟ اور اس کے کیا معنی ہیں؟

(سید یوسف، بی بی کا چشمہ)

جواب:- عربی زبان کے قواعد کے اعتبار سے کلالہ مصدر ہے، اس کے اصل معنی احاطہ کر لینے کے ہیں، میراث کے سلسلہ میں حکم یہ ہے کہ جس شخص کی موت ہو اور نہ اس کے والدین ہوں نہ اولاد، تو جو اقارب ہیں وہی اس کی پوری میراث کے مالک ہوں گے، گویہ بقیہ اقرباء ترکہ کا احاطہ کر لیتے ہیں، اسی لئے قرآن مجید نے اس کیفیت کے ساتھ مورث کے گذرنے اور حق میراث کے استحقاق کے ثابت ہونے کو کلالہ سے تعبیر کیا ہے۔ (۱)

غیر شادی شدہ شخص کے ترکہ کی تقسیم

سوال:- میر افتخار علی ولد میر طاہر علی مرحوم کا انتقال ہو

---

(۱) الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ۵/۷۶

گیا، انہوں نے شادی نہیں کی تھی، ان کی والدہ کا بھی کئی سال قبل انتقال ہو گیا تھا، بھائی اور بہن کا بھی پہلے ہی انتقال ہو چکا تھا؛ البتہ ایک مرحوم بھائی اور مرحوم بہن کی اولاد ہے اور کوئی نہیں ہے، ایسی صورت میں میر افتخار علی کی جائیداد، رقم اور سامان میں کس کو کیا حق ملے گا؟　　　(نام ومقام غیر مذکور)

جواب:- اس صورت میں بہن کی اولاد کا کوئی حصہ نہیں ہوگا، اسی طرح بھائی کی لڑکیوں کو بھی حصہ نہیں ملے گا، افتخار علی مرحوم کی جملہ جائداد واملاک کے حقدار صرف بھتیجے ہوں گے، اور یہ سب آپس میں مساوی طور پر تقسیم کریں گے۔

ڈیلرشپ میں میراث

سوال:- زید بھارت پٹرولیم آئل کمپنی کا ڈیلر ہے، اسی وجہ سے بھارت پٹرولیم نے اس کو ایک پٹرول پمپ کی زمین دی ہے، زید نے ایک کمپنی بنام محمد وجیہ آٹو سروس قائم کر لی اور اس کا تنہا ذمہ دار اور حق دار ہے، خاندان میں ڈیلرشپ باقی رہنے کے لیے اپنی جملہ دو لڑکیوں اور چار لڑکوں میں سے قانونی مجبوری سے بچنے کے لیے تین لڑکوں کو اپنی کمپنی میں شریک کر دیا، یہ تینوں لڑکے کمپنی میں کام کرنے لگے، کمپنی انہیں محنت کی مزدوری دینے لگی، اب زید کا انتقال ہو گیا؛ لیکن زید نے انتقال سے پہلے طے کر دیا کہ گو ڈیلرشپ میں نام تین بیٹوں کا ہے؛ لیکن یہ صرف قانونی مجبوری سے بچنے کے لیے ہے، ورنہ ڈیلرشپ میں تمام اولاد شریک رہیں گے اور بیوی بھی؛ چنانچہ زید کی اخیر زندگی ہی سے لڑکوں کو فی کس ساڑھے سترہ فیصد، لڑکیوں کو فی کس پونے نو فیصد اور بیوی کو

ساڑھے بارہ فیصد ڈیلر شپ کے منافع تقسیم کیے جانے لگے۔
حکومت کے قانون کے اعتبار سے زید کے انتقال کے بعد ڈیلر شپ
کی تجدید ضروری ہے اور تمام ورثہ کا اس معاہدہ پر دستخط ہونا بھی؟
لیکن زید کا چھوٹا لڑکا دستخط سے انکار کر رہا ہے، اس کا کہنا ہے کہ والد
صاحب نے ہم تینوں بھائیوں ہی کو ڈیلر شپ میں شریک کیا تھا،
باقی کو نہیں؛ اس لیے باقی وارثین کو منافع میں حصہ ملنا نہیں چاہیے،
جب کہ دوسرے ورثہ مورث کی تقسیم اور وصیت کے مطابق منافع
دینے پر راضی ہیں، واضح ہو کہ اگر زید کا چھوٹا لڑکا دستخط نہ کرے تو
تمام وارثین کو ڈیلر شپ سے محروم ہونا پڑ سکتا ہے، تو کیا زید کا دستخط
سے انکار کرنا درست ہے؟ اور کیا زید کی ڈیلر شپ میں اس کے تمام
ورثہ شرعاً حق دار ہوں گے؟

جواب:- زید نے ڈیلر شپ کے لیے جو کمپنی قائم کی ہے، اور اس نام پر تجارتی لائسنس حاصل کیا ہے؛ چونکہ اس سے مالی منفعت متعلق ہوگئی ہے؛ اس لیے اس کی حیثیت مال کی ہے، اسی بنیاد پر اس دور کے فقہاء نے عام طور پر حق تالیف، حق ایجاد اور حق طباعت کو قابل معاوضہ قرار دیا ہے، اور ماضی قریب کے معروف فقیہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے کاروبار کے نام جیسے عطرستان یا گلشن ادب کا معاوضہ لینے کو درست کہا ہے(۱) تجارتی لائسنس کی بھی یہی حیثیت ہے، اور جو چیز قابل معاوضہ ہوتی ہے اس میں ہبہ اور میراث جاری ہوتی ہے، پس اول تو جب زید نے ۱۹۹۶ء میں قانونی طور پر کاروبار میں شریک تین بھائیوں کے علاوہ بیوی اور بقیہ اولاد کا بھی حصہ طے کر دیا اور اس کے مطابق ان کو نفع بھی ملنے لگا تو یہ ہبہ ہے اور نفع ملنا اس بات کی علامت ہے کہ زید نے ان تمام حضرات کو قبضہ بھی دیا، اس طرح ہبہ تام

---

(۱) امداد الفتاویٰ: ۱۲۰/۳

ہوگیا؛ لہٰذا زید نے جن کے لیے جو حصہ مقرر کیا ہے وہ اس کے مطابق حصہ کے مالک ہوں گے، اگر زید نے زندگی میں یہ تقسیم نہ کی ہوتی تب بھی تمام ورثاء کا حق اپنے اپنے حصے میراث کی نسبت سے شرعی اعتبار سے اس کمپنی سے متعلق ہوتا اور شرعی اعتبار سے یہ سب پارٹنر ہوتے؛ اس لیے اگر سوال درست ہے تو زید کے چھوٹے لڑکے کا دستخط کرنے سے انکار کرنا درست نہیں؛ کیونکہ اس کا انکار صرف اس کے لیے نہیں؛ بلکہ دوسرے شرکاء کے لیے بھی ضرر کا باعث ہے۔

واللہ اعلم۔

لڑکوں اور لڑکیوں میں میراث کی تقسیم

سوال:- ہمارے دادا صاحب مرحوم کی مشیرآباد میں تین سو گز زمین تھی، ہمارے والد صاحب ہمشیرہ کو ایک سو تیس گز دیے، باقی ایک سو ستر گز ہمارے والد صاحب کے قبضے میں ہے ہم دو بھائی اور چھ بہن ہیں، ہمیں والد صاحب کی جائیداد میں سے کس کو کتنا حصہ ملے گا؟ (محمد رحیم الدین، باکارم، مشیرآباد)

جواب:- اگر آپ کی والدہ موجود نہ ہوں اور صرف آپ ہی آٹھ بھائی بہن وارث ہیں تو اصول یہ ہے کہ بھائیوں کا حصہ بمقابلہ بہن کے دوہرا ہوگا؛ لہٰذا دونوں بھائی کا حصہ ۳۴،۳۴ گز ہوگا اور بہنوں کا فی کس ۱۷ گز، بشرطیکہ پوری زمین قیمت کے اعتبار سے یکساں اہمیت کی حامل ہو۔

خلع کے بعد حق میراث

سوال:- شوہر سے بیوی نے ۲/ مارچ ۲۰۰۳ء کو معافی مہر ونفقہ عدت تحریراً خلع کا مطالبہ کیا؛ لیکن شوہر نے اس خلع کی تحریر کو منظور کرتے ہوئے دستخط ثبت نہیں کیے؛ البتہ زبانی طور پر یہ کہہ دیا کہ اگر وہ خلع چاہتی ہوں تو ان کی مرضی، اس کے بعد اس نے شوہر

کو آنے نہیں دیا، جب کہ وہ خلع کے تین سال پہلے سے اپنی اولاد نرینہ کو ساتھ لے کر اپنے والدین کے ساتھ رہ رہی تھی، ۱۰/دسمبر ۲۰۰۳ء کو شوہر کا انتقال ہو چکا، ایسی صورت میں سوال یہ ہے کہ:

(۱) آیا یہ خلع منظور ہوا یا نہیں؟

(۲) عورت کو اس مرد کے ترکہ سے میراث ملے گی یا نہیں؟

(۳) مرحوم کے انتقال کے وقت مرحوم کے والدین، بھائی، بہن، زوجہ (بیوی) وارث ہیں، تو وارثت کی تقسیم کس طرح ہوگی؟

(۴) اگر زوجہ وارث نہ ہوتی ہو تو وراثت کی تقسیم کس طرح ہوگی؟

(۵) مرحوم کے والدین بھی بقید حیات ہیں، اور وہ بھی اپنی جائیداد رکھتے ہیں، کیا مرحوم اس کی زوجہ کی تین نرینہ اولاد یعنی پوتوں کو حصے ملے گا یا نہیں؟ (محمد عبدالکریم، کریم نگر)

جواب:- (۱) اس شخص کے الفاظ اور پھر اس کے بعد بیوی کا اس کو اپنے میکہ نہ آنے دینا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ خلع پایہ تکمیل کو پہنچ چکا تھا۔

(۲) لہٰذا عورت اس شخص کے ترکہ میں وارث نہیں ہوگی۔

(۳،۴) مرحوم کے والدین اور اولاد کا ترکہ میں حق ہوگا، ترکہ کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ ترکہ کے ۶/ حصے کیے جائیں گے، ایک ایک حصہ ماں اور باپ کو اور چار حصہ اولاد کو، بھائی اور بہن کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

(۵) چونکہ والدین کی زندگی میں مرحوم کا انتقال ہو گیا، اس لیے اب مرحوم کی اولاد نرینہ کو اپنے دادا اور دادی کے ترکہ میں سے بحیثیت وارث کچھ نہیں ملے گا؛ اس لیے بہتر ہے کہ مرحوم کے والدین اپنے پوتوں کو یا تو اپنی زندگی میں کچھ ہبہ کر دیں، یا ان کے لیے وصیت کر

جائیں، یہ صلہ رحمی کا تقاضہ ہے اور ان شاء اللہ یہ ان کے لیے باعث اجر وثواب ہوگا۔

سوتیلے بھائی کا حصہ میراث

سوال:- ہم تین بھائی ہیں، بڑے بھائی کافی دولت و جائداد رکھ کر انتقال کر گئے، اولاد نہیں ہے، بیوی اور ہم دونوں بھائیوں نے وراثت کی تقسیم کر لی، لیکن ایک سوتیلی بہن بھی ہے، کیا اس کا بھی حق پہونچتا ہے؟ (سعید احمد، کانے پچر)

جواب:- آپ نے جو صورت لکھی ہے، اس میں بیوی کو ایک چوتھائی حصہ ملے گا، اور بقیہ آپ دونوں بھائیوں میں برابر تقسیم ہو جائے گا، سوتیلی بہن کا کوئی حصہ نہیں، اس لئے کہ بھائیوں کی موجودگی میں سوتیلی بہن کا کوئی حصہ نہیں ہوتا: " ویسقط بنو العلاۃ أیضا بالأخ لأب و أم " (۱)

بیٹیوں کا حق میراث

سوال:- دادا اور دادی کا انتقال ہو چکا ہے، دادا کی جائیداد ہمارے والد صاحب کے نام منتقل ہو چکی، والد صاحب کا بھی انتقال ہو چکا ہے، والد صاحب کی زندگی میں ان کی بہنوں کو ان کا ترکہ نہیں دیا گیا، بہنوں کا بھی انتقال ہو چکا ہے، والد صاحب کی جائیداد اب ہم بھائی بہنوں میں شرعی احکام کے تحت تقسیم ہونا ہے، کیا اس وقت والد صاحب کی بہنوں کا ترکہ بھی نکال کر ان کے وارثوں کو دینا پڑے گا؟ (محمد انور، بنگلور)

جواب:- اگر آپ کی پھوپھیاں اپنے حق میراث سے آپ کے والد مرحوم کے حق میں دستبردار ہو گئی تھیں، یا دادا، دادی نے آپ کے والد کو ہبہ کر دیا تھا تو پھر آپ کے والد

(۱) سراجی ص: ۱۷

صاحب ان کے حصوں کے مالک ہوگئے اور اب یہ پوری جائداد آپ کے والد کا ترکہ ہے، جو آپ اور آپ کے بھائی بہنوں میں تقسیم ہوگا، اور اگر دادا دادی نے ہبہ نہیں کیا تھا اور آپ کی پھوپھیاں اپنے حق سے دستبردار بھی نہیں ہوئیں، وہ اپنے حق کی طلبگار تھیں، یا انہوں نے خاموشی اختیار کر رکھی تھی تو پھر ضروری ہے کہ دادا کے ترکہ میں سے آپ اپنی پھوپھیوں کا حصہ نکال کر ان کے ورثہ کے حوالہ کریں اور والد صاحب کے حصہ میں آپ بھائی بہن شریعت کے مقرر کئے ہوئے اصولوں کے مطابق حصص کی تقسیم کرلیں، میراث کا مسئلہ بڑا اہم ہے، اللہ تعالیٰ نے میراث کے احکام کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ ہے: ﴿فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ﴾ (۱) اور یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قائم کی ہوئی حدود ہیں، ان سے تجاوز نہ کیا جائے (۲): اس لئے آپ پھوپھیوں کو ان کا حق دے کر ہی عنداللہ جواب دہی سے بچ سکیں گے اور والد مرحوم کو بھی سبک بار کرسکیں گے۔

کارِ خیر کی نیت

سوال:- ایک شخص اپنی زندگی میں کسی ''کارِ خیر'' کے کرنے کی نیت کرتا ہے، اور اس کی نیت کرنے کے وقت دو مرد آدمی گواہ کے طور پر موجود ہوتے ہیں، پھر وہ شخص اپنی اس نیت کو تکمیل پہونچائے بغیر انتقال کرجاتا ہے، اس صورت میں کیا اس شخص کے ورثہ کے لئے لازم ہے کہ وہ اس کی ''کارِ خیر'' والی نیت کی تکمیل کریں، جبکہ اس کی چھوڑ جانے والی تمام رقم اس میں صرف کرنا پڑے؟ یا وصیت لازمہ کے تحت صرف ایک تہائی رقم میت کی طرف سے کارِ خیر میں لگائیں اور باقی رقم آپس میں شرعی طور پر تقسیم کرلیں؟

(احمد مختار بیگ، بی بی بازار)

---

(۱) النساء: ۱۱ (۲) النساء: ۱۴

جواب:- اگر کوئی شخص کسی "کار خیر" کا صرف ارادہ کرے، یا اس ارادہ کا اپنی زبان سے اظہار کرے کہ میں ایسا کرنا چاہتا ہوں تو انشاء اللہ باعث اجر وثواب ہے؛ لیکن یہ وقف یا وصیت نہیں، ہاں ورثہ کے لئے اس کے اس ارادۂ خیر کو پایۂ تکمیل تک پہونچانا خود ان کے لئے باعث اجر وثواب ہے؛ البتہ اگر کوئی شخص اپنی جائیداد کا کچھ حصہ متعین کر کے کہہ دے کہ میں نے اس کو فلاں کام کے لئے وقف کر دیا تو اب یہ وقف ہو جائے گا، اور اس کا شمار ترکہ میں نہیں ہوگا، اور اگر انہوں نے واضح طور پر وصیت کی ہو کہ میرے ترکہ میں سے فلاں چیز یا اتنی چیز فلاں کار خیر میں خرچ کی جائے تو یہ وصیت ہوگی، اگر یہ وصیت ترکہ کا ایک تہائی یا اس سے کم ہو تو ورثہ پر اسے پورا کرنا لازم ہے، اور اگر اس سے زیادہ ہو تو اگر ورثہ پوری وصیت کو نافذ کرنے پر رضامند ہوں تو بہت بہتر ہے اور ورثہ بھی اس کے اجر میں شامل ہوں گے، اور اگر ورثہ ایک تہائی سے زیادہ پر رضامند نہ ہوں تو ایک تہائی میں وصیت نافذ ہوگی اور ورثہ پر اسے پورا کرنا لازم ہوگا، ایک تہائی سے زیادہ حصہ کی وصیت کو پورا کرنا ان پر ضروری نہیں ہوگا۔

ناجائز اولاد اور حق میراث

سوال:- زید نے دو سگی بہنوں کے ساتھ جنسی تعلق قائم کیا تھا اور دونوں کو زید سے اولاد بھی ہوئی ہے؛ لیکن ایک بہن سے اس نے نکاح کیا تھا، زید اب فوت ہو چکا ہے، زید کی موروثی جائداد میں کیا اولادِ زنا کو بھی حصہ مل سکتا ہے؟ (ناصر الدین غالب، شاد علی بندہ)

جواب:- زید نے جو حرکت کی ہے، وہ سخت گناہ اور نہایت ناشائستہ فعل ہے؛ کیوں کہ اس نے صرف برائی ہی نہیں کی؛ بلکہ ایک ایسی عورت کے ساتھ برائی کی جس سے نکاح بھی اس کے لئے حرام تھا، ترکہ کے سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ جائز اولاد ہی اپنے باپ کی طرف منسوب ہوگی اور وہی ترکہ کی حقدار ہے، ناجائز اولاد نہ باپ کی طرف منسوب ہوگی اور نہ اس کو حق میراث حاصل ہوگا، اللہ تعالیٰ زید کی مغفرت فرمائے اور مسلم معاشرہ کی ایسے گناہ سے خاص طور پر حفاظت فرمائے۔

اپنی مملوکہ جائیداد میں تصرف

سوال:- ایک شخص کی پہلی بیوی کا انتقال ہوگیا، جس سے ایک لڑکی ہے، اس کی شادی بھی کردی، بعد میں دوسری شادی کرنا چاہ رہے تھے، ان کی بارہ ایکڑ اراضی تھی، اس شرط پر شادی ہوگئی کہ وہ یہ زمین اس دوسری بیوی کو مہر میں لکھ دیں، چنانچہ ان کے نام لکھ دی، ان سے بھی دو لڑکیاں ہیں، شوہر کا انتقال ہوگیا، اب ماں نے پوری جائیداد صرف اپنی ہی دو لڑکیوں کو دے دیا، پہلی بیوی کی بیٹی کو کچھ بھی نہیں دیا؛ اس کے لئے قانونی اور شرعی اعتبار سے کیا راستہ ہے کہ پہلی بیوی کی بیٹی کو بھی حق ملے؟ (محمودہ بیگم، مقام غیر مذکور)

جواب:- جب اس شخص نے اپنی بارہ ایکڑ زمین دوسری بیوی کو بہ طور مہر کے دے دیا تو اب وہ مرحوم کی دوسری بیوی کی ملکیت ہے، اس سے مرحوم کے کسی اور وارث کا تعلق نہیں، اگر مذکورہ خاتون وہ زمین اپنی بیٹیوں کو دے دیں اور مرحوم کی پہلی بیوی کی بیٹی کو نہ دے تو انہیں اس کا حق حاصل ہے؛ البتہ بہتر ہے کہ کچھ اس بیٹی کو بھی دے دے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر ترکہ کی تقسیم کے موقع پر دوسرے رشتہ دار آجائیں تو کچھ انہیں بھی دے دینا چاہئے:

﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا﴾ (۱)

اس لئے پہلی بیوی کی بیٹی کا مطالبہ کرنا یا مقدمہ کرنا جائز نہیں؛ کیوں کہ وہ اس کا حق نہیں ہے۔

---

(۱) النساء: ۸

کتاب الفتاوی

دسواں حصہ

المتفرقات

متفرق مسائل

متفرق مسائل

کہانیاں اور افسانے

سوال:- کہانیاں لکھنا صحیح ہے؟ کیا جانوروں سے متعلق بچوں کی کہانیاں لکھنا اور افسانے لکھنا درست ہے؟

(ام ہانی، ناندیڑ)

جواب:- کسی بھی شخص سے متعلق خلاف واقعہ بات لکھنا جھوٹ ہے اور بطور عبرت کوئی فرضی واقعہ لکھنا — جس کے بارے میں قارئین بھی جانتے ہوں کہ یہ کسی حقیقی واقعہ کا بیان نہیں ہے — تمثیل کے قبیل سے ہے اور جھوٹ نہیں، جیسا کہ مولانا رومؒ نے مثنوی میں اور شیخ سعدیؒ نے گلستاں اور بوستاں میں اصلاح کے طور پر فرضی کہانیاں لکھی ہیں، ایسی کہانیاں اگر صالح اخلاقی مضامین پر مشتمل ہوں تو لکھی جاسکتی ہیں، مخرب اخلاق اور ناشائستہ قسم کی کہانیاں اور افسانے لکھنا جائز نہیں، گناہ ہے۔

چھت ڈھالنے سے پہلے گوبر کی لپائی

سوال:- ہمارے گھر کے سامنے ایک مسجد پر آر سی سی چھت ڈالی گئی، چھت ڈالنے کے وقت سرنگ کی لکڑی پر گوبر لیپا گیا، کیا اس موقع پر گوبر کا استعمال کرنا جائز ہے؟

(محمد شاکر حسین، بیدر)

جواب:- اگر چھت کو ٹپکنے سے بچانے کے لئے تعمیر کے ماہرین کے نزدیک گوبر سے لیپنا مفید ہو اور اس کا کوئی متبادل نہیں ہو، یا دستیاب نہ ہو، تو گوبر سے بھی لپائی کی جا سکتی ہے؛ کیوں کہ اگر گوبر کے ساتھ مٹی ملا کر لیپی گئی ہو اور مٹی غالب ہو تو وہ مٹی ہی کے حکم میں ہوگا:

"اختلط الروث بالطين يعتبر فيه الغالب لتطيق المسجد" (۱)

اور اگر خالص گوبر ہو یا گوبر کی مقدار غالب ہو، تب بھی استعمال کی گنجائش ہے؛ کیوں کہ ائمہ اربعہ سے امام مالکؒ اور حنفیہ میں سے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ گوبر کو پاک قرار دیتے ہیں۔ (۲) علامہ ابن نجیم مصریؒ نے صراحتاً مسجد میں گوبر آمیز مٹی کو استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ (۳)

گداگروں کی مدد

سوال:- صدقہ اور خیرات کیا ان مردوں اور عورتوں کو دیا جا سکتا ہے جو مسجدوں کے باہر تقریباً ہر نماز کے وقت نظر آتے ہیں اور خود نماز نہیں پڑھتے یا پیشہ ور بھکاری ہیں، جو ہمیشہ چوراہوں پر نظر آتے ہیں۔ (صبیح الدین، نظام آباد)

جواب:- یوں تو کسی بھی سوال کرنے والے کو دیا جائے تو ان شاء اللہ باعث ثواب ہی ہوگا، لیکن اس مسئلہ کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اسلام میں گداگری کو پیشہ بنا لینا نہایت ہی مذموم ہے اور اس کی حوصلہ شکنی کرنا امت کو اس ذلت سے بچانے کی کوشش کرنا ہے، رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک صاحب مانگنے کے لئے آئے، آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کوئی سامان ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ایک پیالہ اور ٹاٹ ہے، آپ ﷺ نے دونوں

---

(۱) فتاوی تاتارخانیہ: ۱/۲۹۲ (۲) دیکھئے مجمع الأنهر: ۱/۴۳

(۳) البحر الرائق: ۱/۱۴۳

چیزیں منگوائیں اور ان کی ڈاک لگائی، ایک صحابیؓ نے دو درہم میں خرید لیا، آپ ﷺ نے ایک درہم میں کلہاڑی کا پھل خرید کر اور کلہاڑی بنا کر انہیں عنایت فرمایا اور ایک درہم انہیں ان کی ضروریات کے لئے مرحمت فرمایا، پھر ارشاد فرمایا: یہ ایک درہم اپنی ضروریات پر خرچ کرو اور کلہاڑی کے ذریعہ لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور انہیں فروخت کرو اور کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤ، چند دنوں کے بعد جب وہ آپ ﷺ سے ملے تو اس ہدایت پر عمل کرنے کی برکت سے کئی درہم ان کے پاس جمع ہو گئے تھے اور گداگری سے انہیں نجات مل چکی تھی۔

آپ ﷺ کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ پیشہ ور گداگروں کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے اور انہیں بھیک مانگنے سے منع کرنا چاہئے، آج کل مسجدوں اور چوراہوں پر روپیہ دو روپیہ ہر ایک کو دیئے چلے جانے کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ ان کی گداگری کی خو پختہ ہوتی چلی جاتی ہے، جو یقیناً امت کے لئے شرمندگی اور ندامت کا باعث ہے۔

❀

❀❀❀

❀❀❀❀❀

❀❀❀❀❀❀❀

کتاب الفتاوی

دسواں حصہ

المحتويات العامة

مکمل فہرست: ۹،۸،۷

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ

فہرست مسائل

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
✿	ابتدائیہ	۷	۲۷
✿	عرض مرتب	۷	۳۵

ایمانیات سے متعلق مسائل

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۳۲۵	پوجا کی مجلس استقبالیہ میں مسلمان	۷	۴۱
۲۳۲۶	بتوں پر چڑھائے ہوئے ناریل کو خرید کرنا	۷	۴۲
۲۳۲۷	بزرگوں کی تصویر پر پھول مالا چڑھانا	۷	۴۳
۲۳۲۸	"سولہ سیدوں" کے نام سے روزہ	۷	۴۴
۲۳۲۹	سولہ سیدوں کے نام پر ہر ماہ کی سولہ کو روزے	۷	۴۵
۲۳۳۰	کیا بے نمازی مرتد ہے؟	۷	۴۶
۲۳۳۱	بتوں پر چڑھائے ہوئے ناریل	۷	۴۷
۲۳۳۲	ابھی بھی بہت ہیں جماعت کی آستینوں میں!	۷	۴۸
۲۳۳۳	گنیش مورتی پر پھول چڑھانا اور نعرہ لگانا	۷	۴۹
۲۳۳۴	مورتی کے سامنے جانور ذبح کرنا	۷	۴۹
۲۳۳۵	جھنڈا لہرانا اور اس موقع پر کھڑا ہونا	۷	۵۰
۲۳۳۶	استاذ یا شیخ کے ہاتھ کو بوسہ دینا	۷	۵۱

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۳۳۷	علماء و مشائخ کی دست بوسی	۷	۵۲
۲۳۳۸	ناظم مدرسہ کے لئے طلباء کا کھڑا ہونا	۷	۵۲
۲۳۳۹	عہد نبوی ﷺ میں جھنڈے	۷	۵۳
۲۳۴۰	کرسمس کی مٹھائی اور مبارکباد	۷	۵۵
۲۳۴۱	ہندو تیوہاروں میں شرکت	۷	۵۶
۲۳۴۲	مسلمان کا گنیش چندہ وصول کرنا وغیرہ	۷	۵۷
۲۳۴۳	دسہرہ کی دعوت میں شرکت	۷	۵۷
۲۳۴۴	راکھی باندھنا	۷	۵۸
۲۳۴۵	تبلیغ اسلام کے لئے دوسرے مذاہب کی کتابوں سے استدلال	۷	۵۹
۲۳۴۶	اخبارات اور ٹی وی	۷	۶۰
۲۳۴۷	گھر میں ٹی وی بھی اور مذہبی تصویر بھی	۷	۶۱
۲۳۴۸	مسجد کے سامنے غیر مسلموں کی طرف سے جانور ذبح کرنا	۷	۶۱
۲۳۴۹	بزرگوں کے نام پر شہروں اور کالونیوں کے نام	۷	۶۲
۲۳۵۰	شیاطین کی مدد سے چیزیں منگوانا	۷	۶۲
۲۳۵۱	اپنے آپ کو سیاہ کار کہنا	۷	۶۳
۲۳۵۲	عزت بچانے کے لئے خودکشی اور خودکش دھماکہ	۷	۶۳
۲۳۵۳	مکروہ تحریمی و تنزیہی سے مراد؟	۷	۶۵
۲۳۵۴	مکروہ تحریمی کا ارتکاب کبیرہ ہے یا صغیرہ؟	۷	۶۶
۲۳۵۵	مستحب سے مراد اور اس کے ترک کرنے کا حکم	۷	۶۶
۲۳۵۶	صرف اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر	۷	۶۷
۲۳۵۷	اللہ کے نام کے ساتھ تعظیمی کلمات کہنا	۷	۶۷

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۳۵۸	حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ	۷	۶۸
۲۳۵۹	مٹھائی یا سکوں میں قرآن	۷	۶۹
۲۳۶۰	علماء کا استقبال اور نعرے	۷	۷۰
۲۳۶۱	جلسہ میں تالی بجانا	۷	۷۱
۲۳۶۲	جادو کی حقیقت	۷	۷۲
۲۳۶۳	گستاخان رسول کی سزا	۷	۷۳
۲۳۶۴	شاتم رسول ﷺ کی سزا کا ثبوت	۷	۷۴
۲۳۶۵	کلائی پر دھاگہ یا زنجیر باندھنا	۷	۷۵
	عقائد کا بیان	۷	۷۶
۲۳۶۶	کراماً کاتبین اور اعمال انسانی کی کتابت	۷	۷۸
۲۳۶۷	فرشتوں سے نامۂ اعمال لکھوانے کی کیا ضرورت ہے؟	۷	۷۹
۲۳۶۸	غیر مسلموں کے لئے استغفار	۷	۸۰
۲۳۶۹	قبر کے اندر سوالات	۷	۸۱
۲۳۷۰	قبر میں سوال وجواب	۷	۸۲
۲۳۷	قبر کا سوال وجواب کس زبان میں ہوگا؟	۷	۸۳
۲۳۷۲	عذاب قبر کا ثبوت	۷	۸۵
۲۳۷۳	عذاب قبر کا ثبوت اور اس کا محل	۷	۸۷
۲۳۷۴	جمعہ کے دن موت	۷	۸۸
۲۳۷۵	قرب قیامت میں امام مہدی کی پیدائش	۷	۸۹
۲۳۷۶	نزول مسیح سے متعلق پیشین گوئی	۷	۹۰

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۳۷۷	امام مہدی	۷	۹۱
۲۳۷۸	امام مہدی اور اہل بیت کے لئے صلاۃ وسلام	۷	۹۲
۲۳۷۹	قیامت میں حق شفاعت	۷	۹۳
۲۳۸۰	کیا عالم کو بھی شفاعت کا حق ہوگا؟	۷	۹۶
۲۳۸۱	معراج: جسمانی تھی یا اس کا تعلق خواب سے ہے؟	۷	۹۷
۲۳۸۲	صور اسرافیل کے بعد کون لوگ بے ہوش نہیں ہوں گے؟	۷	۹۸
۲۳۸۳	قیامت میں حقوق العباد کا بدلہ	۷	۹۸
۲۳۸۴	بچوں کے نیک اعمال کا ثواب	۷	۹۹
۲۳۸۵	کیا غیر مسلم نابالغ بچے جنتی ہیں؟	۷	۱۰۰
۲۳۸۶	جنت میں صرف مومن داخل ہوگا	۷	۱۰۲
۲۳۸۷	قیامت میں نیا جسم ہوگا یا پرانا؟	۷	۱۰۲
۲۳۸۸	اللہ تعالیٰ کا دیدار	۷	۱۰۳
۲۳۸۹	انسان افضل ہے یا فرشتے؟	۷	۱۰۵
۲۳۹۰	غیر مسلم محلہ میں سکونت	۷	۱۰۶
۲۳۹۱	خودکشی کرنے والے کی روح	۷	۱۰۷
	مختلف گروہوں کا بیان	۷	۱۰۹
۲۳۹۲	اہل سنت والجماعت کی علامتیں	۷	۱۰۹
۲۳۹۳	قادیانیوں کی عبادت گاہ	۷	۱۱۰
۲۳۹۴	قادیانی اور ایصال ثواب	۷	۱۱۱
۲۳۹۵	شوہر وبیوی میں سے ایک قادیانی ہو تو اولاد کا حکم	۷	۱۱۲

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
	بدعات ورسوم کا بیان	۷	۱۱۳
۲۳۹۶	ہائے یہ توہمات!	۷	۱۱۳
۲۳۹۷	نحوس مکان	۷	۱۱۵
۲۳۹۸	مکان کی تعمیر اور واستو کا تصور	۷	۱۱۵
۲۳۹۹	دودھ بخشوانے کی رسم	۷	۱۱۶
۲۴۰۰	۱۰/محرم کوشربت پلانا اور افطار تقسیم کرنا	۷	۱۱۷
۲۴۰۱	نماز کے بعد اجتماعی طور پر قرآن مجید کی تلاوت	۷	۱۱۸
	علم سے متعلق مسائل		
۲۴۰۲	علم تجوید حاصل کرنے کا حکم	۷	۱۲۳
۲۴۰۳	بینک اور انشورنس کے بارے میں اجتہاد	۷	۱۲۳
۲۴۰۴	سب سے پہلے کس چیز کی تخلیق ہوئی؟	۷	۱۲۵
۲۴۰۵	تاریخ اور دن کا آغاز	۷	۱۲۶
۲۴۰۶	''فرعون'' کا معنی	۷	۱۲۷
۲۴۰۷	مسجدوں میں صباحی ومسائی تعلیم کا نظم	۷	۱۲۷
۲۴۰۸	مسجد کی تعلیم میں بالغ لڑکیوں کی شرکت	۷	۱۲۹
۲۴۰۹	''بہشتی زیور'' نامی کتاب	۷	۱۲۹
۲۴۱۰	انگریزی سیکھنا	۷	۱۳۰
۲۴۱۱	ہندی اور سنسکرت زبان کی تعلیم	۷	۱۳۰
۲۴۱۲	مرد اساتذہ لڑکیوں میں اور معلمات لڑکوں میں	۷	۱۳۱
۲۴۱۳	کیا عصری تعلیم بے کار ہے؟	۷	۱۳۳

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۲۱۴	لائبریری سے حاصل کردہ کتابوں پر لکھنا جائز نہیں	۷	۱۳۵
۲۲۱۵	نابالغ کا سامان عاریت پر حاصل کرنا	۷	۱۳۶
۲۲۱۶	امتحان میں چوری	۷	۱۳۷
۲۲۱۷	اسکولوں میں دوستی کی فیس	۷	۱۳۸
۲۲۱۸	دینی کتابوں کی طرف پاؤں پھیلانا		
	یا بے ستری کی حالت میں چہرہ یا پشت کرنا	۷	۱۳۹
۲۲۱۹	بستہ میں دینی کتابیں	۷	۱۴۰
۲۲۲۰	دینی کتابوں کے بوسیدہ اوراق کا حکم	۷	۱۴۰
۲۲۲۱	ایجوکیشن لون	۷	۱۴۱
۲۲۲۲	تعلیمی قرضوں کا حصول	۷	۱۴۲
۲۲۲۳	اردو اخبارات کی ردی کا استعمال	۷	۱۴۳
	قرآن مجید سے متعلق سوالات	۷	۱۴۵
۲۲۲۴	قرآن کی جمع و ترتیب	۷	۱۴۵
۲۲۲۵	بے وضو اور بے غسل قرآن مجید کی کمپوزنگ	۷	۱۴۶
۲۲۲۶	نابالغ بچوں کا بلا وضو قرآن مجید پڑھنا	۷	۱۴۷
۲۲۲۷	تعوذ کے الفاظ	۷	۱۴۸
۲۲۲۸	سورۂ توبہ کے شروع میں بسم اللہ	۷	۱۴۸
۲۲۲۹	"واحد" اور "احد" کے معنی	۷	۱۵۰
۲۲۳۰	مختلف قراءتوں میں تفاوت	۷	۱۵۰
۲۲۳۱	نماز سے باہر تلاوت قرآن مجید بآواز بلند یا آہستہ؟	۷	۱۵۱

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۲۳۲	اگر تلاوت کے درمیان اذان ہو؟	۷	۱۵۲
۲۲۳۳	گائے کا گوشت کھانے کے بعد تلاوت	۷	۱۵۳
۲۲۳۴	تلاوت کے درمیان حضور ﷺ یا انبیاء کرام کا نام آجائے؟	۷	۱۵۳
۲۲۳۵	قرآن مجید کو بوسہ دینا	۷	۱۵۴
۲۲۳۶	قرآنی آیات کے بالمقابل پشت ہونا	۷	۱۵۵
۲۲۳۷	قرآن میں بعض جانوروں کا ذکر کیوں کیا گیا؟	۷	۱۵۶
۲۲۳۸	مضامین قرآن سے متعلق چند سوالات	۷	۱۵۷
۲۲۳۹	قرآن مجید گر جائے تو غلہ سے تولنا	۷	۱۵۷
۲۲۴۰	دو آیتوں میں بظاہر تعارض	۷	۱۵۸
۲۲۴۱	جو کچھ ہوتا ہے اللہ کے حکم سے ہوتا ہے	۷	۱۵۹
۲۲۴۲	"صلاۃ" کے معنی	۷	۱۶۰
۲۲۴۳	مال اور اولاد کے "فتنہ" ہونے سے مراد	۷	۱۶۱
۲۲۴۴	جھگڑنے والوں کے درمیان صلح کرانا	۷	۱۶۲
۲۲۴۵	جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت	۷	۱۶۳
۲۲۴۶	تلاوت کے درمیان سلام اور اس کا جواب	۷	۱۶۳
۲۲۴۷	قرآنی دعاؤں اور اذکار میں لفظی تبدیلی	۷	۱۶۴
۲۲۴۸	مختلف الفاظ میں قرآن مجید کا معنی	۷	۱۶۵
۲۲۴۹	قرآن مجید کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنا	۷	۱۶۶
۲۲۵۰	قرآن مجید میں بیوی کے لیے زوج اور امرأۃ کی تعبیر	۷	۱۶۷
۲۲۵۱	کتاب سے مراد تورات؟	۷	۱۶۸

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۳۵۲	تلاوت قرآن کے ختم پر "صدق اللہ العظیم" پڑھنا	۷	۱۶۹
۲۳۵۳	قرآن کے اوراق پلٹنے کے لئے تھوک کا استعمال	۷	۱۷۰
۲۳۵۴	قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کو کیمیکل سے دھونا	۷	۱۷۱
۲۳۵۵	بوسیدہ قرآنی اوراق کا مسئلہ	۷	۱۷۲
۲۳۵۶	قرآن مجید سے فال نکالنا	۷	۱۷۳
۲۳۵۷	فون میں انتظار کی گھنٹی کی جگہ آیات قرآنی	۷	۱۷۴
۲۳۵۸	"اللہ اکبر" یا اذان کی ٹیل اور فون کے وقفۂ انتظار میں قرآن مجید کی تلاوت	۷	۱۷۵
۲۳۵۹	موبائل میں گھنٹی کی جگہ آیات قرآنی	۷	۱۷۶
۲۳۶۰	اسکرین پر نمودار ہونے والی آیات قرآنی کو بے وضو چھونا	۷	۱۷۶
۲۳۶۱	ڈیجیٹل قرآن کو بے وضو چھونا	۷	۱۷۷
۲۳۶۲	بیت الخلاء میں قرآن مجید کا کیسٹ بجانا	۷	۱۷۸
۲۳۶۳	قرآن مجید کی کیسٹ، ترجمہ اور بریکٹ تحریر کو بلاوضوء چھونا	۷	۱۷۸
۲۳۶۴	بیت الخلاء میں قرآن مجید کی کیسٹ لے جانا	۷	۱۸۱
۲۳۶۵	قرآنی آیات کے طغرے لکھنا اور فروخت کرنا	۷	۱۸۲
۲۳۶۶	آیات وغیرہ پر مشتمل کپڑے	۷	۱۸۵
۲۳۶۷	آیت کریمہ اور دفع مصیبت	۷	۱۸۶
۲۳۶۸	آیات قرآنی پڑھ کر پانی پر دم کرنا	۷	۱۸۷
۲۳۶۹	اجرت دے کر قرآن مجید ختم کرانا	۷	۱۸۸
	احادیث سے متعلق سوالات	۷	۱۹۰
۲۳۷۰	ابدال سے متعلق حدیث	۷	۱۹۰
۲۳۷۱	چین جا کر علم حاصل کرو	۷	۱۹۱

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۳۷۲	”صبح کو جلد اٹھنے میں برکت ہے“ حدیث کی تحقیق	۷	۱۹۲
۲۳۷۳	چند روایات (لولاك ... أنا من نور الله ... كنت نبيا...) کی تحقیق	۷	۱۹۳
۲۳۷۴	ماں کے قدموں کے نیچے جنت	۷	۱۹۵
۲۳۷۵	”ایک کا بدلہ سو سے“ کی تحقیق	۷	۱۹۶
۲۳۷۶	شب براءت کا حدیث سے ثبوت	۷	۱۹۷
۲۳۷۷	پندرہویں شعبان کا روزہ	۷	۱۹۹
۲۳۷۸	”إختلاف أمتي رحمة“ کیا یہ حدیث ہے؟	۷	۲۰۰
۲۳۷۹	”خير الأمور أوسطها“ کی تحقیق	۷	۲۰۲
۲۳۸۰	تعمیر میں اسراف اور حدیث نبوی ﷺ	۷	۲۰۳
۲۳۸۱	عورت کی پسلی سے پیدائش اور حدیث	۷	۲۰۴
۲۳۸۲	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے سورج کی واپسی	۷	۲۰۵
۲۳۸۳	دھوپ میں گرم ہونے والے پانی سے متعلق حدیث	۷	۲۰۶
۲۳۸۴	ٹخنوں کے نیچے پاجامہ کی حدیث	۷	۲۰۷
۲۳۸۵	سانپ کو مارنا اور حدیث	۷	۲۰۷
۲۳۸۶	حدیث ”تہادوا تحابوا“ اور ہدیہ وصدقہ میں فرق	۷	۲۰۸
۲۳۸۷	قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا	۷	۲۰۹
۲۳۸۸	حضرت جبرئیل علیہ السلام سے متعلق ایک حدیث کی تحقیق	۷	۲۱۰
۲۳۸۹	رزق کی تلاش میں صبح سویرے جستجو	۷	۲۱۱
۲۳۹۰	سوتے وقت روشنی رکھیں یا بند کر دیں؟	۷	۲۱۲
۲۳۹۱	سفر سے واپسی پر گھر والوں کے لئے تحائف	۷	۲۱۳

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۴۹۲	چھینک کے جواب سے متعلق ایک حدیث کی تحقیق	۷	۲۱۴
۲۴۹۳	''دل میں سما سکتا ہے'' کی تحقیق	۷	۲۱۵
۲۴۹۴	سردار قوم کا احترام اور حدیث نبوی ﷺ	۷	۲۱۶
۲۴۹۵	بچے کے کان میں اذان واقامت کا حدیث سے ثبوت	۷	۲۱۷
۲۴۹۶	جس نے اپنے آپ کو پہچانا، اس نے اپنے رب کو پہچانا	۷	۲۱۸
۲۴۹۷	کھانے سے پہلے کی دعا اور حدیث	۷	۲۱۸
۲۴۹۸	روایت ''ایک ساعت کا تفکر ساٹھ سال کی عبادت سے بڑھ کر'' کی تحقیق	۷	۲۱۹
۲۴۹۹	میں ایک مخفی خزانہ تھا - روایت کا درجہ	۷	۲۲۰
۲۵۰۰	دو چیزیں ایک ساتھ کھانے کی ممانعت	۷	۲۲۱
۲۵۰۱	عورت کے پردہ سے متعلق ایک حدیث کی تحقیق	۷	۲۲۲
۲۵۰۲	چالیس حدیثیں	۷	۲۲۳
۲۵۰۳	پچاس نمازوں کی فرضیت کا حدیث سے ثبوت	۷	۲۲۴
۲۵۰۴	مسجد نبوی میں چالیس نمازیں	۷	۲۲۵
۲۵۰۵	ایک نماز میں ایک لاکھ اجر کی روایت اور مسجد حرام سے مراد؟	۷	۲۲۵
۲۵۰۶	شوہر کے حقوق سے متعلق ایک حدیث	۷	۲۲۷
۲۵۰۷	ایک بے اصل روایت	۷	۲۲۸
۲۵۰۸	مکھی سے متعلق حدیث کی تحقیق	۷	۲۲۹
	انبیاء علیہم السلام سے متعلق سوالات	۷	۲۳۱
۲۵۰۹	آپ ﷺ کے شرح صدر کا واقعہ کتنی بار پیش آیا؟	۷	۲۳۱
۲۵۱۰	رسول اللہ ﷺ کے لئے کھجور کے تنے کا رونا	۷	۲۳۲

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۵۱۱	حضور ﷺ اور ٹوپی کا استعمال	۷	۲۳۳
۲۵۱۲	حضور ﷺ کے آباء واجداد کے اسمائے گرامی	۷	۲۳۳
۲۵۱۳	رسول اللہ ﷺ کے فضلات پاک تھے	۷	۲۳۴
۲۵۱۴	آپ ﷺ انسان اور جنات دونوں کے نبی ہیں	۷	۲۳۵
۲۵۱۵	رسول اللہ ﷺ کی نیند ناقض وضو نہیں تھی	۷	۲۳۵
۲۵۱۶	حضرت آدم علیہ السلام کا نکاح اور مہر	۷	۲۳۶
۲۵۱۷	نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت آپ علیہ السلام کا حلیہ مبارک	۷	۲۳۷
۲۵۱۸	انبیاء کی تخلیق کس مٹی سے ہوئی؟	۷	۲۳۸
۲۵۱۹	حضرت خضر نبی تھے یا ولی اور زندہ ہیں یا گذر گئے؟	۷	۲۳۹
۲۵۲۰	کیا ذوالقرنین سے مراد سکندر یونانی ہیں؟	۷	۲۴۰
	صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعلق سوالات	۷	۲۴۱
۲۵۲۱	عشرہ مبشرہ کے اسمائے گرامی	۷	۲۴۱
۲۵۲۲	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح	۷	۲۴۲
۲۵۲۳	اہل بیت اور موجودہ دور	۷	۲۴۳
۲۵۲۴	صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد اور مدنی صحابہ	۷	۲۴۴
۲۵۲۵	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دینا	۷	۲۴۵
۲۵۲۶	سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید	۷	۲۴۷
۲۵۲۷	چند صحابیات کے نام	۷	۲۵۰
	شخصیات سے متعلق سوالات	۷	۲۵۱
۲۵۲۸	حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت حسن بصری کا استفادہ کرنا	۷	۲۵۱
۲۵۲۹	امام ابوحنیفہ اور زہد و تقویٰ	۷	۲۵۲

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۵۳۰	امام قاسم بن محمد	۷	۲۵۴
۲۵۳۱	اولیاء کے نام کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" کا استعمال	۷	۲۵۴
	جنت اور جہنم سے متعلق سوالات	۷	۲۵۶
۲۵۳۲	کیا جنت میں بھی نسل و اولاد ہوتا ہے؟	۷	۲۵۶
۲۵۳۳	اعراف سے کیا مراد ہے؟	۷	۲۵۷
۲۵۳۴	دوزخیوں کا نہ جینا نہ مرنا	۷	۲۵۷
	طہارت سے متعلق مسائل		
	وضوء کا بیان	۷	۲۶
۲۵۳۵	بڑے برتن سے کس طرح وضو کیا جائے؟	۷	۲۶۱
۲۵۳۶	مسواک کی فضیلت سے متعلق ایک حدیث	۷	۲۶۲
۲۵۳۷	مسواک کی بجائے انگلی اور منجن	۷	۲۶۳
۲۵۳۸	واش بیسن کا رخ قبلہ کی طرف	۷	۲۶۳
۲۵۳۹	داڑھی میں خلال کا طریقہ	۷	۲۶۴
۲۵۴۰	کان کے سوراخ کا مسح	۷	۲۶۵
۲۵۴۱	بچی ہوئی تری سے سر کا مسح	۷	۲۶۶
۲۵۴۲	سر میں مہندی لگا کر مسح	۷	۲۶۷
۲۵۴۳	وضو میں گردن پر مسح	۷	۲۶۷
۲۵۴۴	گردن کا مسح اور حدیث	۷	۲۶۸
۲۵۴۵	بال کے جوڑے پر مسح	۷	۲۶۹
۲۵۴۶	اوڑھنی پر مسح	۷	۲۶۹

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۵۴۷	مروجہ موزوں پر مسح	۷	۲۷۰
۲۵۴۸	اگر پٹی کا کھولنا دشوار ہو	۷	۲۷۱
۲۵۴۹	وزن اٹھانے پر پیشاب کے قطرات آجاتے ہیں؟	۷	۲۷۲
۲۵۵۰	فراغت کے بعد پیشاب کے قطرات آیا کرتے ہوں	۷	۲۷۲
۲۵۵۱	پیشاب کے قطرات کا شک	۷	۲۷۳
۲۵۵۲	دودھ پلانے سے وضو نہیں ٹوٹتا	۷	۲۷۴
۲۵۵۳	معذور شخص کے وضو کرنے کا مسئلہ	۷	۲۷۵
۲۵۵۴	سوکھے ہوئے زخم کی تہ کے اکھڑ جانے پر وضو کا حکم	۷	۲۷۷
۲۵۵۵	معدہ میں نلکی پہنچانے سے کیا وضو ٹوٹ جاتا ہے؟	۷	۲۷۷
۲۵۵۶	خون چڑھانا اور وضوء	۷	۲۷۸
۲۵۵۷	بلغم کے ساتھ خون کے اثرات	۷	۲۷۹
۲۵۵۸	کمر کے نیچے کا حصہ بے حس کر دیا جائے تو وضوء کا کیا حکم ہے؟	۷	۲۷۹
۲۵۵۹	شہوت کے ساتھ رطوبت نکلنے پر وضوء	۷	۲۸۰
۲۵۶۰	ٹی وی دیکھنے سے وضوء	۷	۲۸۰
۲۵۶۱	اونٹ کا گوشت کھانے پر وضوء	۷	۲۸۱
۲۵۶۲	نواقض وضوء	۷	۲۸۱
۲۵۶۳	وضوء کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا	۷	۲۸۲
۲۵۶۴	زم زم اور وضوء کا بچا ہوا پانی	۷	۲۸۲
۲۵۶۵	گھر سے وضوء کرکے مسجد جانا	۷	۲۸۳
۲۵۶۶	بجلی کی چوری اور وضوء اور نماز	۷	۲۸۴
۲۵۶۷	بغیر وضوء کے اذان	۷	۲۸۵

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۵۶۸	بلا وضوء اذان دینے کا معمول	۷	۲۸۵
۲۵۶۹	بغیر طہارت کے اوراد و اذکار پڑھنا	۷	۲۸۶
۲۵۷۰	دینی کتابوں کو بلا وضوء چھونا	۷	۲۸۷
۲۵۷۱	کمر کا نچلا حصہ سن کر دینا ناقض وضوء ہے	۷	۲۸۸
	غسل کا بیان	۷	۲۸۹
۲۵۷۲	غسل واجب ہونے کے لئے کیا شرائط ہیں؟	۷	۲۸۹
۲۵۷۳	غسل کے بعد وضوء	۷	۲۹۰
۲۵۷۴	غسل کرنے کا مسنون طریقہ	۷	۲۹۰
۲۵۷۵	غسل میں جسم پر پانی ڈالنے کی ترتیب	۷	۲۹۱
۲۵۷۶	طبی آلات ڈالنے کی وجہ سے غسل	۷	۲۹۳
۲۵۷۷	طہارت خانہ میں غسل	۷	۲۹۳
۲۵۷۸	بغیر صابن کے غسل	۷	۲۹۳
۲۵۷۹	بدخوابی کی وجہ سے غسل	۷	۲۹۳
۲۵۸۰	اگر احتلام کا وقت معلوم نہ ہو؟	۷	۲۹۵
۲۵۸۱	جنابت کی حالت میں سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا	۷	۲۹۶
۲۵۸۲	غسل کرتے وقت درود شریف	۷	۲۹۶
۲۵۸۳	غسل جنابت کے بعد بال منڈوانا	۷	۲۹۷
	استنجاء کا بیان	۷	۲۹۹
۲۵۸۴	غسل خانہ میں پیشاب	۷	۲۹۹
۲۵۸۵	ٹشو پیپر سے استنجاء	۷	۳۰۰

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۵۸۶	غیر مختون شخص اور مسلسل واستنجاء	۷	۳۰۱
۲۵۸۷	استعمال شدہ ڈھیلے سے دوبارہ استنجاء	۷	۳۰۱
۲۵۸۸	پیشاب کی چھینٹیں	۷	۳۰۲
۲۵۸۹	گھر میں پشت رو بیت الخلاء	۷	۳۰۳
۲۵۹۰	سورج اور چاند کی طرف رخ کرکے استنجاء	۷	۳۰۴
۲۵۹	راستہ پر پیشاب کرنا	۷	۳۰۵
۲۵۹۲	نہر و تالاب میں استنجاء	۷	۳۰۶
۲۵۹۳	تعویذ لے کر بیت الخلاء جانا	۷	۳۰۷
۲۵۹۴	چلتے ہوئے استنجاء خشک کرنا	۷	۳۰۷
۲۵۹۵	قضائے حاجت کے وقت موبائل پر گفتگو	۷	۳۰۸
	پانی کا بیان	۷	۳۱۰
۲۵۹۶	بلی کا جھوٹا	۷	۳۱۰
۲۵۹۷	مکہ مسجد کے حوض سے وضوء	۷	۳۱۰
۲۵۹۸	ناپاک پانی کا ٹینک کس طرح پاک کیا جائے؟	۷	۳۱۱
۲۵۹۹	اگر ٹنکی میں مرا ہوا چوہا پایا جائے؟	۷	۳۱۲
۲۶۰۰	حوض میں چھپکلی کا گر جانا	۷	۳۱۳
۲۶۰۱	اگر کنویں میں چوہا مر جائے؟	۷	۳۱۳
۲۶۰۲	رنگ بدل جائے تو پانی سے وضو	۷	۳۱۵
۲۶۰۳	گول حوض کا قطر	۷	۳۱۵
۲۶۰۴	حوض کا سائز	۷	۳۱۶

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۶۰۵	حوض میں وضو کرنا اور مسجد کے آداب	۷	۳۱۶
۲۶۰۶	پینے کے لئے مخصوص کئے ہوئے پانی سے وضو کرنا	۷	۳۱۸
۲۶۰۷	اگر نہر میں نجاست نظر آئے؟	۷	۳۱۹
۲۶۰۸	مردہ کو غسل دیتے وقت گرنے والا پانی	۷	۳۱۹
	نجاست اور اس سے پاکی حاصل کرنے کا بیان	۷	۳۲۱
۲۶۰۹	حالت جنابت میں ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھے	۷	۳۲۱
۲۶۱۰	رحم کی رطوبت کا حکم	۷	۳۲۲
۲۶۱۱	شیر خوار بچہ کی قے	۷	۳۲۲
۲۶۱۲	منہ کا لعاب پاک ہے یا ناپاک؟	۷	۳۲۳
۲۶۱۳	لعاب کا حکم	۷	۳۲۴
۲۶۱۴	اگر کتے دامن پکڑ لیں؟	۷	۳۲۴
۲۶۱۵	زخم سے نکلنے والی رطوبت	۷	۳۲۵
۲۶۱۶	کبوتر کی بیٹ کا حکم	۷	۳۲۶
۲۶۱۷	پرندوں کی بیٹ کا حکم	۷	۳۲۷
۲۶۱۸	مچھلی کا خون	۷	۳۲۸
۲۶۱۹	گوشت میں پایا جانے والا خون	۷	۳۲۹
۲۶۲۰	اگر تیل میں چوہا مر جائے؟	۷	۳۳۰
۲۶۲۱	پٹرول پاک ہے یا ناپاک؟	۷	۳۳۱
۲۶۲۲	ناپاک رنگ	۷	۳۳۲
۲۶۲۳	ناپاک پانی کی چھینٹ	۷	۳۳۳

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۶۲۴	کیچڑ پاک ہے یا ناپاک؟	۷	۳۳۳
۲۶۲۵	کپڑوں پر لگ جانے والی کیچڑ	۷	۳۳۴
۲۶۲۶	سڑکوں پر بہنے والے پانی کا حکم	۷	۳۳۵
۲۶۲۷	اگر کتے کا جسم لگ جائے؟	۷	۳۳۶
۲۶۲۸	خشک نجاست پر تر کپڑے کا بچھانا	۷	۳۳۷
۲۶۲۹	استنجاء کے بعد بدن کو پونچھنا	۷	۳۳۷
۲۶۳۰	استنجاء کے تولیہ سے جسم کو پونچھنا	۷	۳۳۸
۲۶۳۱	چرمی موزہ پاک کرنے کا طریقہ	۷	۳۳۹
۲۶۳۲	گدے پاک کرنے کا طریقہ	۷	۳۴۰
۲۶۳۳	واشنگ مشین میں ناپاک کپڑوں کی دھلائی	۷	۳۴۰
۲۶۳۴	واشنگ مشین میں کپڑوں کی دھلائی	۷	۳۴۲
۲۶۳۵	ناپاک شطرنجی کو بارش میں ڈال دینا	۷	۳۴۳
	تیمم کا بیان	۷	۳۴۵
۲۶۳۶	ٹھنڈک سے بیمار ہونے کی وجہ سے تیمم	۷	۳۴۵
۲۶۳۷	شدید ٹھنڈک کی وجہ سے تیمم	۷	۳۴۶
۲۶۳۸	شیر خوار کے بیمار ہونے کے خوف سے تیمم	۷	۳۴۷
۲۶۳۹	ٹرین میں تیمم	۷	۳۴۸
۲۶۴۰	بیماری کی وجہ سے تیمم	۷	۳۴۹
۲۶۴۱	نائیلس پر تیمم	۷	۳۵۰
	حیض ونفاس کا بیان	۷	۳۵۱
۲۶۴۲	بیماری کا خون اور استنجاء	۷	۳۵۱

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۶۴۳	استحاضہ اور اس کا حکم	۷	۳۵۲
۲۶۴۴	حالت حمل میں آنے والا خون	۷	۳۵۲
۲۶۴۵	نماز میں یا نماز کے آخری وقت میں حیض شروع ہوجائے؟	۷	۳۵۳
۲۶۴۶	ماہواری اور نماز	۷	۳۵۴
۲۶۴۷	حائضہ پر روزہ کی قضاء ہے اور نماز کی کیوں نہیں؟	۷	۳۵۵
۲۶۴۸	نامکمل حمل ساقط ہونے کے بعد آنے والا خون	۷	۳۵۵
۲۶۴۹	اسقاط حمل کے بعد کا حکم	۷	۳۵۶
۲۶۵۰	جڑواں بچوں کی صورت میں نفاس کی ابتدا	۷	۳۵۷
۲۶۵۱	ناپاکی کی حالت میں قرآن مجید کی تلاوت	۷	۳۵۸
۲۶۵۲	ناپاکی کی حالت میں قرآنی وظائف کا پڑھنا	۷	۳۵۸
۲۶۵۳	مسجد بیت میں ناپاکی کی حالت میں بیٹھنا	۷	۳۵۹
	نماز سے متعلق مسائل		
	نماز کے اوقات	۷	۳۶۳
۲۶۵۴	ہندوستان میں امریکی وقت کے لحاظ سے نماز ادا کرنا	۷	۳۶۳
۲۶۵۵	انتہاء وقت سحر کے بعد نماز فجر	۷	۳۶۳
۲۶۵۶	عذر کی وجہ سے مثل اول پر نماز عصر کی ادائیگی	۷	۳۶۳
	مکروہ اوقات	۷	۳۷۰
۲۶۵۷	عصر کے بعد قضاء عمری	۷	۳۷۰
۲۶۵۸	فجر کی سنت اور فرض کے درمیان نفل	۷	۳۷۰

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
	اذان اور اقامت کا بیان	۷	۳۷۲
۲۶۵۹	اذان میں کان میں انگلی رکھنا	۷	۳۷۲
۲۶۶۰	اذان مسجد کے اندر یا باہر؟	۷	۳۷۳
۲۶۶۱	مغرب سے پہلے نماز	۷	۳۷۳
۲۶۶۲	ایک مؤذن، دو مسجدیں	۷	۳۷۴
۲۶۶۳	ایک اذان کا مختلف مسجدوں سے نشر کرنا	۷	۳۷۵
۲۶۶۴	چند اذانوں کا یا دور سے سنائی دینے والی اذان کا جواب	۷	۳۷۸
۲۶۶۵	کیا تلاوت روک کر اذان کا جواب دیا جائے؟	۷	۳۷۹
۲۶۶۶	تلاوت، ذکر اور تعلیم کے درمیان اذان کا جواب	۷	۳۸۰
۲۶۶۷	" الصلاۃ خیر من النوم " بھول جائے	۷	۳۸۱
۲۶۶۸	" الصلاۃ خیر من النوم " کا جواب	۷	۳۸۱
۲۶۶۹	اذان میں لحن	۷	۳۸۲
۲۶۷۰	دوبارہ اذان	۷	۳۸۳
۲۶۷۱	داڑھی مونڈنے والا مؤذن	۷	۳۸۴
۲۶۷۲	اذان کی دعاء میں " الدرجۃ الرفیعۃ " کا اضافہ	۷	۳۸۴
۲۶۷۳	اذان کے بجائے اذان کی کیسٹ	۷	۳۸۵
۲۶۷۴	نماز کی یاد دہانی کے لیے اذان کی کیسٹ بجانا	۷	۳۸۶
۲۶۷۵	اذان اور نماز کے درمیان وقفہ	۷	۳۸۷
۲۶۷۶	اذان واقامت کے درمیان فاصلہ	۷	۳۸۸
۲۶۷۷	مسجد محلہ کی اذان واقامت کافی ہے	۷	۳۸۹
۲۶۷۸	اقامت کے بعد ضروری ہدایات	۷	۳۹۱

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۶۷۹	اقامت کے بعد صفیں درست کرنے کی تلقین	۷	۳۹۱
۲۶۸۰	اقامت کا جواب دینا حدیث سے ثابت ہے	۷	۳۹۳
۲۶۸۱	تنہا نماز میں اقامت	۷	۳۹۳
۲۶۸۲	خلاف ترتیب اقامت کہنا	۷	۳۹۴
	نماز کی شرائط، ارکان، واجبات اور سنتوں کا بیان	۷	۳۹۶
۲۶۸۳	قبروں اور حمامات وغیرہ کے پاس نماز	۷	۳۹۶
۲۶۸۴	صحن میں نماز	۷	۳۹۷
۲۶۸۵	قالین کی جائے نماز	۷	۳۹۷
۲۶۸۶	قبلہ رخ ہوئے بغیر نفل نماز	۷	۳۹۸
۲۶۸۷	نماز میں نامناسب لباس	۷	۳۹۹
۲۶۸۸	جس کپڑے میں ہمبستری کی ہو، اس میں نماز	۷	۴۰۰
۲۶۸۹	نماز میں کہنیوں کا کھلا رہنا	۷	۴۰۱
۲۶۹۰	نماز میں مرد کا حصۂ ستر	۷	۴۰۱
۲۶۹۱	ہاف آستین پہن کر جماعت میں نماز ادا کرنا	۷	۴۰۳
۲۶۹۲	پلاسٹک کی ٹوپی میں نماز	۷	۴۰۳
۲۶۹۳	عورتوں کے لئے نماز کے کپڑے	۷	۴۰۳
۲۶۹۴	نماز اور خواتین کے سر کے بال	۷	۴۰۴
۲۶۹۵	شرٹ پینٹ میں امامت	۷	۴۰۵
۲۶۹۶	جینس پینٹ میں نماز	۷	۴۰۶
۲۶۹۷	اضطباع کی حالت میں نماز	۷	۴۰۶
۲۶۹۸	نماز میں کن امور کی نیت کی جائے؟	۷	۴۰۷

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۶۹۹	نماز کی نیت میں دل کے ارادہ اور زبان کے بول میں فرق	۷	۴۰۸
۲۷۰۰	نیت کا طریقہ	۷	۴۰۸
۲۷۰۱	تعداد رکعات کی نیت ضروری نہیں	۷	۴۰۹
۲۷۰۲	ٹرین اور بیٹھ کر نماز	۷	۴۱۰
۲۷۰۳	قیام پر قدرت کے باوجود بیٹھ کر نماز	۷	۴۱۰
۲۷۰۴	تکبیر اولی سے مراد	۷	۴۱۱
۲۷۰۵	غلط طریقہ پر "اللہ اکبر" کہنا	۷	۴۱۲
۲۷۰۶	تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھاتے وقت کانوں کو انگوٹھے لگانا	۷	۴۱۲
۲۷۰۷	تکبیر تحریمہ کے وقت ہتھیلیوں کا رخ کس طرف ہو؟	۷	۴۱۳
۲۷۰۸	تکبیر تحریمہ کب شروع اور کب ختم کی جائے؟	۷	۴۱۳
۲۷۰۹	نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ اور حدیث	۷	۴۱۴
۲۷۱۰	مقتدی کے لئے ثنا	۷	۴۱۶
۲۷۱۱	ثناء کب پڑھے؟	۷	۴۱۷
۲۷۱۲	تعوذ و تسمیہ نماز میں	۷	۴۱۷
۲۷۱۳	نماز میں تعوذ و تسمیہ آہستہ پڑھے	۷	۴۱۸
۲۷۱۴	نماز میں تکبیر انتقال کا موقع	۷	۴۱۸
۲۷۱۵	مقتدی اور تکبیرات انتقال	۷	۴۱۹
۲۷۱۶	رکوع اور سجدہ کی تسبیحات اور ان کی تعداد	۷	۴۲۰
۲۷۱۷	رکوع سے پہلے وقفہ	۷	۴۲۰
۲۷۱۸	سمع اللہ لمن حمدہ کے جواب میں "حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ" کہنا	۷	۴۲۱

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۷۱۹	نماز میں تکبیرات انتقال کو کھینچ کر پڑھنا	۷	۴۲۲
۲۷۲۰	نماز کے درمیان موبائل فون کی گھنٹی	۷	۴۲۳
۲۷۲۱	ہاتھوں پر سجدہ	۷	۴۲۴
۲۷۲۲	اگر سجدہ کی جگہ اونچی ہو؟	۷	۴۲۴
۲۷۲۳	ایک رکعت میں دو سجدے کیوں؟	۷	۴۲۵
۲۷۲۴	سجدہ میں تسبیح کے بعد دعاء	۷	۴۲۶
۲۷۲۵	سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے زمین پر ہاتھ رکھنا	۷	۴۲۶
۲۷۲۶	دو کی بجائے تین سجدے	۷	۴۲۷
۲۷۲۷	خواتین کیسے سجدہ کریں؟	۷	۴۲۸
۲۷۲۸	سجدہ گاہ، پاؤں کی جگہ سے اونچی ہو	۷	۴۲۹
۲۷۲۹	سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے زمین پر کونسا عضو رکھا جائے؟	۷	۴۳۰
۲۷۳۰	سجدہ میں جانے اور سجدہ سے اٹھنے کا طریقہ	۷	۴۳۰
۲۷۳۱	دوسری اور تیسری رکعت میں قیام کی طرف اٹھنے کا طریقہ	۷	۴۳۱
۲۷۳۲	جلسۂ استراحت	۷	۴۳۲
۲۷۳۳	تشہد میں انگشتِ شہادت سے اشارہ	۷	۴۳۳
۲۷۳۴	تشہد میں انگلی کو حرکت دینا	۷	۴۳۴
۲۷۳۵	قعدہ میں چہار زانو بیٹھنا	۷	۴۳۶
۲۷۳۶	قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد وضو ٹوٹ جائے	۷	۴۳۷
۲۷۳۷	نماز میں صلاۃ وسلام	۷	۴۳۷
۲۷۳۸	درودِ ابراہیمی کے بعد غیر عربی دعائیں	۷	۴۳۹
۲۷۳۹	مقتدی کب سلام پھیرے؟	۷	۴۴۰

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۷۴۰	اگر بھول کر سلام پھیر دے؟	۷	۴۴۱
۲۷۴۱	نماز کب توڑی جا سکتی ہے؟	۷	۴۴۲
۲۷۴۲	نماز میں تعدیل ارکان	۷	۴۴۳
۲۷۴۳	نماز کی حالت میں نگاہ کہاں رکھے؟	۷	۴۴۴
	نماز میں قراءت	۷	۴۴۵
۲۷۴۴	زور سے اجتماعی قراءت	۷	۴۴۵
۲۷۴۵	ہر رکعت میں مکمل سورت پڑھنا افضل ہے	۷	۴۴۶
۲۷۴۶	نماز میں بغیر تلفظ کے قراءت	۷	۴۴۶
۲۷۴۷	قراءت میں ایک آیت چھوٹ جائے	۷	۴۴۷
۲۷۴۸	نماز میں کن آیت کی تلاوت کی جائے؟	۷	۴۴۸
۲۷۴۹	نماز میں امام کو لقمہ دینے میں جلدی نہیں کرنی چاہئے	۷	۴۴۹
۲۷۵۰	نماز عشاء کی قضاء میں قراءت زور سے کرے یا آہستہ؟	۷	۴۵۰
۲۷۵۱	فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ	۷	۴۵۱
۲۷۵۲	نماز میں قراءت کی غلطی	۷	۴۵۲
۲۷۵۳	"مکذبین" کی جگہ "مقتسمین" پڑھنا	۷	۴۵۳
۲۷۵۴	تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھ سکا	۷	۴۵۳
۲۷۵۵	نماز میں بلا ترتیب سورتوں کی قراءت	۷	۴۵۳
۲۷۵۶	نماز میں قراءت کے دوران وقفہ	۷	۴۵۵
۲۷۵۷	اگر پہلی رکعت میں سورۂ ناس پڑھ لے؟	۷	۴۵۶
۲۷۵۸	دو رکعتوں میں ایک ہی سورت کی تلاوت	۷	۴۵۶
۲۷۵۹	قراءت میں "ط" کی جگہ "ت" اور "ص" کی جگہ "س"	۷	۴۵۷

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۷۶۰	اگر نماز میں آمین کہنا بھول جائے؟	۷	۳۵۸
۲۷۶۱	سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت کے درمیان بسم اللہ پڑھنا	۷	۳۵۸
۲۷۶۲	سنت نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے؟	۷	۳۵۹
	مفسدات نماز	۷	۳۶۰
۲۷۶۳	نماز میں "لاحول ولاقوۃ" پڑھنا	۷	۳۶۰
۲۷۶۴	"و لا الصالین" کی جگہ "و لا الدالین"	۷	۳۶۱
۲۷۶۵	نماز میں موبائل فون بند کرنا	۷	۳۶۲
۲۷۶۶	مسجد میں موبائل	۷	۳۶۳
۲۷۶۷	نماز میں چل کر اگلی صف پُر کرنا	۷	۳۶۴
۲۷۶۸	نماز میں تکلیف سے "اللہ" کہنا	۷	۳۶۵
۲۷۶۹	رکوع سے اٹھتے ہوئے دامن جھٹکنا	۷	۳۶۵
۲۷۷۰	نماز کے درمیان نوشتۂ دیوار کا پڑھنا	۷	۳۶۶
۲۷۷۱	نماز میں اشارہ سے سلام کا جواب	۷	۳۶۷
۲۷۷۲	نماز میں دانت کی پھنسی ہوئی چیز نگل لینا	۷	۳۶۸
۲۷۷۳	خارج نماز کا لقمہ	۷	۳۶۹
۲۷۷۴	نماز میں ہاتھ سے مچھر بھگانا	۷	۳۷۰
۲۷۷۵	جب نماز میں مصروف آدمی کو آواز دی جائے	۷	۳۷۱
۲۷۷۶	غلاف میں بند نجاست اور نماز	۷	۳۷۱
۲۷۷۷	رشوت کے کپڑے میں نماز	۷	۳۷۲
۲۷۷۸	اگر غلط فہمی میں مقتدی نے رکوع کر لیا؟	۷	۳۷۳
۲۷۷۹	نماز میں ریح خارج ہو جائے	۷	۳۷۳

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۷۸۰	مسجد کی دیوار پر لکھی ہوئی تحریر کو نماز میں دیکھنا اور سمجھ لینا	۷	۴۷۷
	مکروہات نماز	۷	۴۷۹
۲۷۸۱	نماز میں تسبیحات کو انگلیوں پر شمار کرنا	۷	۴۷۹
۲۷۸۲	نمازی کے سامنے تصویر	۷	۴۸۰
۲۷۸۳	نماز میں ادھر ادھر کے خیالات آئیں!	۷	۴۸۳
۲۷۸۴	نماز میں غیر عربی دعاء	۷	۴۸۳
۲۷۸۵	نمازی اور مصور جیب	۷	۴۸۴
۲۷۸۶	کھلے سر نماز پڑھنا	۷	۴۸۴
۲۷۸۷	تکبیر انتقال کہنا بھول جائے	۷	۴۸۶
۲۷۸۸	رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین	۷	۴۸۷
۲۷۸۹	مصور کپڑے میں نماز	۷	۴۸۸
۲۷۹۰	اگر صفوں کے بیچ میں قبر ہو؟	۷	۴۸۸
۲۷۹۱	تصویر پر مشتمل موبائل کے ساتھ نماز پڑھنا	۷	۴۸۹
۲۷۹۲	طبعی ضرورت کے دباؤ کے وقت نماز اور اس کا اعادہ	۷	۴۹۰
۲۷۹۳	اگر جیب میں تصویر ہو؟	۷	۴۹۰
۲۷۹۴	نماز کے درمیان جسم کھجانا	۷	۴۹۱
	جماعت کا بیان	۷	۲۹
۲۷۹۵	بعد میں آنے والے صف کس طرح بنائیں؟	۸	۲۹
۲۷۹۶	صف کی خالی جگہ کو پُر کرنا	۸	۳۰
۲۷۹۷	نماز کی صف میں خلا	۸	۳۱
۲۷۹۸	صف میں اتصال اور حدیث نبوی ﷺ	۸	۳۲

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۷۹۹	کیا بچے بڑوں کی صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں؟	۸	۳۴
۲۸۰۰	جماعت میں بچے کہاں کھڑے ہوں؟	۸	۳۵
۲۸۰۱	مسجد میں چھوٹے بچے	۸	۳۶
۲۸۰۲	بالائی منزل کے مصلی تحتانی منزل میں کھڑے ہوئے امام کی اقتداء کر سکتے ہیں	۸	۳۷
۲۸۰۳	نفل نماز کی جماعت	۸	۳۷
۲۸۰۴	عیدگاہ میں صفوں میں فاصلہ کے ساتھ نماز کی ادائیگی	۸	۳۸
۲۸۰۵	جامع مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے یا مسجد محلہ میں؟	۸	۳۹
۲۸۰۶	اگر قعدہ میں دوسرا مقتدی شریک ہو؟	۸	۳۹
۲۸۰۷	رکوع میں شمولیت کب سمجھی جائے گی؟	۸	۴۰
۲۸۰۸	حرمین شریفین میں عصر کی نماز جماعت سے پڑھنا	۸	۴۱
۲۸۰۹	مسجد حرام کے باہر صفوں کے درمیان فاصلہ	۸	۴۱
۲۸۱۰	اگر خواتین مردوں کی صف میں شامل ہو جائیں؟	۸	۴۲
۲۸۱۱	مقتدیوں کے لیے لمبا رکوع کرنا	۸	۴۳
۲۸۱۲	جماعت کا ثواب	۸	۴۴
۲۸۱۳	خود پچھلی صف میں کھڑے ہو کر دوسرے کو آگے جگہ دینا	۸	۴۵
۲۸۱۴	اگر تشہد پورا ہونے سے پہلے امام کھڑا ہو جائے یا سلام پھیر دے؟	۸	۴۶
۲۸۱۵	ٹخنہ سے ٹخنہ ملا کر کھڑا ہونا	۸	۴۷
۲۸۱۶	امام کے سجدۂ سہو کے بعد اقتداء	۸	۴۸
۲۸۱۷	مسجد میں دوسری جماعت	۸	۴۸
۲۸۱۸	امام کے رکوع سے اٹھتے ہوئے مقتدی کا رکوع میں جانا	۸	۴۹

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۸۱۹	مسجد جائے یا قیام کے ساتھ نماز ادا کرے؟	۸	۵۰
۲۸۲۰	نماز باجماعت کی فضیلت کب حاصل ہوگی؟	۸	۵۱
۲۸۲۱	سبق کی وجہ سے تاخیر جماعت	۸	۵۲
۲۸۲۲	جماعت میں غیر مسلم کی شرکت	۸	۵۳
۲۸۲۳	جذامی کا مسجد آنا	۸	۵۳
۲۸۲۴	صف کے درمیان بیٹھ کر نماز ادا کرنا	۸	۵۳
	مسبوق کا بیان	۸	۵۶
۲۸۲۵	مسبوق کے لئے ثناء اور تعوذ	۸	۵۶
۲۸۲۶	چار رکعت والی نماز میں ایک رکعت کا مسبوق کس طرح نماز ادا کرے؟	۸	۵۶
۲۸۲۷	چھوٹی ہوئی رکعتیں کس طرح ادا کی جائیں؟	۸	۵۷
۲۸۲۸	چھوٹی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے کا طریقہ	۸	۵۸
۲۸۲۹	مسبوق نماز مکمل کرنے کے لئے کب کھڑا ہو؟	۸	۵۹
۲۸۳۰	مسبوق کو کب ثناء پڑھنا چاہئے؟	۸	۵۹
۲۸۳۱	مسبوق امام کے ساتھ سلام پھیر دے؟	۸	۶۰
	امامت کا بیان	۸	۶۲
۲۸۳۲	امامت کی نیت	۸	۶۲
۲۸۳۳	شافعی کے پیچھے حنفی کی نماز	۸	۶۲
۲۸۳۴	امام کی جائے نماز نیچے ہو	۸	۶۳
۲۸۳۵	سنت فجر پڑھے بغیر فرض کی امامت	۸	۶۳
۲۸۳۶	صرف نماز جمعہ ہی پڑھنے والے شخص کے پیچھے نماز	۸	۶۳
۲۸۳۷	امامت سے پہلے صف کی درستگی کی تلقین	۸	۶۴

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۸۳۸	امامت کی جگہ	۸	۱۷
۲۸۳۹	امام کہاں کھڑا ہو؟	۸	۱۷
۲۸۴۰	مسجد حرام میں امام کے کھڑے ہونے کی جگہ	۸	۱۸
۲۸۴۱	توتلے شخص کی امامت	۸	۱۹
۲۸۴۲	حافظ لڑکی کے پیچھے خواتین کی اقتداء	۸	۷۰
۲۸۴۳	بغیر داڑھی مونچھ والے بالغ لڑکے کی امامت	۸	۷۳
۲۸۴۴	امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا	۸	۷۳
۲۸۴۵	مخنث کی امامت و خطابت	۸	۷۴
۲۸۴۶	امام نماز کتنی طویل پڑھائے؟	۸	۷۴
۲۸۴۷	امام کتنی بلند آواز سے نماز پڑھائے	۸	۷۶
۲۸۴۸	بیٹھے ہوئے شخص کی اقتداء	۸	۷۷
۲۸۴۹	بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی اقتداء میں کھڑے ہوئے افراد کی نماز	۸	۷۷
۲۸۵۰	خشخشی داڑھی والے امام کی اقتداء	۸	۷۸
۲۸۵۱	ہیجڑا امام	۸	۸۰
۲۸۵۲	امام کے پیچھے قراءت فاتحہ	۸	۸۱
۲۸۵۳	کم ریش بالغ کی امامت	۸	۸۱
۲۸۵۴	مقتدی اور سورۂ فاتحہ	۸	۸۲
۲۸۵۵	اگر امام محراب کے اندر کھڑا ہو؟	۸	۸۳
۲۸۵۶	امام کو متوجہ کرنے کے لئے کھانسنا	۸	۸۴
۲۸۵۷	اگر امام قعدہ اخیرہ کے بعد کھڑا ہو جائے؟	۸	۸۵
۲۸۵۸	اگر امام نماز روزہ کا منکر ہو؟	۸	۸۵

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۸۵۹	جس شخص کی نماز قضا ہوتی ہو یا جو پابندی نہیں کرتا اس کی امامت	۸	۸۶
۲۸۶۰	مسافر کے پیچھے مقیم کی نماز	۸	۸۷
۲۸۶۱	وقت کے بعد مسافر مقیم کی اقتداء نہ کرے	۸	۸۸
۲۸۶۲	مسافر کے پیچھے نماز پڑھنے کا طریقہ	۸	۸۹
	نماز وتر کا بیان	۸	۹۰
۲۸۶۳	وتر کی تیسری رکعت میں رفع یدین اور دعا قنوت کے درمیان ہاتھ باندھنے کا ثبوت	۸	۹۰
۲۸۶۴	حنفیہ کا طریقہ وتر اور احادیث نبوی ﷺ	۸	۹۱
۲۸۶۵	اگر دعائے قنوت چھوٹ جائے	۸	۹۳
	سجدۂ سہو کا بیان	۸	۹۴
۲۸۶۶	کھڑا ہونا قعدۂ اولیٰ میں یاد آ جائے	۸	۹۴
۲۸۶۷	دعائے قنوت بھول جائے اور رکوع میں یاد آ جائے تو کیا کرے؟	۸	۹۵
۲۸۶۸	اگر رکوع کے بعد دعا قنوت پڑھ لے؟	۸	۹۵
۲۸۶۹	اگر امام پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے؟	۸	۹۶
۲۸۷۰	اگر قعدۂ اولیٰ میں درود پڑھ لے	۸	۹۷
۲۸۷۱	قعدۂ اولیٰ بھول جائے	۸	۹۸
۲۸۷۲	سجدۂ سہو کے بعد تشہد کا ثبوت	۸	۹۸
۲۸۷۳	اگر تیسری رکعت میں بھول کر بیٹھے پھر اٹھ جائے؟	۸	۹۹
۲۸۷۴	اگر ظہر کی نماز چھ رکعت پڑھ لی جائے؟	۸	۰۰
	سنت اور نفل نمازیں	۸	۱۰۱
۲۸۷۵	سنتیں کہاں پڑھے؟	۸	۱۰۱

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۸۷۶	فجر کی سنت	۸	۱۰۲
۲۸۷۷	فریضۂ فجر کے بعد طلوعِ آفتاب سے پہلے سنت کی ادائیگی	۸	۱۰۳
۲۸۷۸	جماعتِ فجر کے درمیان سنتِ فجر	۸	۱۰۳
۲۸۷۹	فریضۂ عصر سے پہلے سنت	۸	۱۰۵
۲۸۸۰	فرض کے بعد اس جگہ سنت ادا کرنا	۸	۱۰۶
۲۸۸۱	سنت مؤکدہ کی تعریف اور نمازِ تراویح کا حکم	۸	۱۰۶
۲۸۸۲	جماعت کے ساتھ شب قدر میں نفل	۸	۱۰۷
۲۸۸۳	وتر کے بعد تہجد کی نماز پڑھنا	۸	۱۰۸
۲۸۸۴	سنت کے ساتھ تحیۃ المسجد کی ادائیگی	۸	۱۰۸
۲۸۸۵	نفل نماز شروع کرنے کے بعد	۸	۱۰۹
۲۸۸۶	نمازِ چاشت — آداب و احکام	۸	۱۱۰
۲۸۸۷	نمازِ استخارہ وتر سے پہلے یا اس کے بعد؟	۸	۱۱۱
۲۸۸۸	استخارہ یا قرعہ اندازی؟	۸	۱۱۱
۲۸۸۹	نمازِ استسقاء — آداب و احکام	۸	۱۱۴
۲۸۹۰	جماعت کے ساتھ صلوٰۃ التسبیح	۸	۱۱۵
۲۸۹۱	صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح انگلیوں پر شمار کرنا	۸	۱۱۶
	نمازِ تراویح کا بیان	۸	۱۱۷
۲۸۹۲	عشاء میں شرکت کے بغیر تراویح میں شرکت	۸	۱۱۷
۲۸۹۳	مائک پر قرآن مجید کی قراءت	۸	۱۱۷
۲۸۹۴	تراویح میں قرآن مجید دیکھ کر تلاوت	۸	۱۱۸
۲۸۹۵	وقفۂ تراویح میں بیان کرنا؟	۸	۱۲۰

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۸۹۶	تراویح اور اس کی جماعت کا حکم	۸	۱۲۱
۲۸۹۷	ابتدائی رکعتوں میں زیادہ اور بعد میں کم قرآن مجید پڑھنا	۸	۱۲۳
۲۸۹۸	تراویح میں چند آیتیں چھوٹ جائیں؟	۸	۱۲۳
۲۸۹۹	اگر تراویح میں ایک سلام سے چار رکعت پڑھے؟	۸	۱۲۴
۲۹۰۰	خواتین اور نماز تراویح	۸	۱۲۵
۲۹۰۱	رکعات تراویح کے بارے میں امام اور مقتدیوں کے درمیان اختلاف	۸	۱۲۵
۲۹۰۲	مسجد سے باہر تراویح کی جماعت	۸	۱۲۶
۲۹۰۳	فنکشن ہال میں نماز تراویح	۸	۱۲۷
۲۹۰۴	تراویح میں قرآن مجید کی مقدار	۸	۱۲۸
۲۹۰۵	وتر اور تراویح میں ترتیب	۸	۱۲۹
۲۹۰۶	ایک ہی مسجد میں تراویح کی متعدد جماعتیں	۸	۱۳۰
۲۹۰۷	شبینہ کا حکم	۸	۱۳۰
۲۹۰۸	تراویح کی اجرت	۸	۱۳۲
۲۹۰۹	ختم تراویح کے موقع پر تین بار سورۂ اخلاص کی تلاوت	۸	۱۳۲
۲۹۱۰	تراویح میں ختم قرآن پر دعا اور دوقفے تراویح میں تذکیر	۸	۱۳۳
۲۹۱۱	ختم تراویح کے موقع پر ضیافت	۸	۱۳۳
۲۹۱۲	ایک تراویح کے بعد دوسری تراویح میں شرکت	۸	۱۳۳
۲۹۱۳	دو جگہ تراویح کی امامت	۸	۱۳۵
۲۹۱۴	مرد کی امامت میں خواتین کی تراویح	۸	۱۳۶
۲۹۱۵	عشاء تنہا اور نماز تراویح جماعت سے ادا کرنا	۸	۱۳۶
۲۹۱۶	نماز تراویح ادا کرتے ہوئے درمیان میں بیٹھ جائے	۸	۱۳۷

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۹۱۷	وتر کے بعد تراویح کی چند رکعتوں کو ادا کرنا	۸	۱۳۸
۲۹۱۸	تراویح اور تہجد ملا کر تکمیل قرآن	۸	۱۳۸
۲۹۱۹	نماز تراویح کی قضاء	۸	۱۳۹
	سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر کا بیان	۸	۱۴۱
۲۹۲۰	اگر رکوع یا قعدہ میں سجدۂ تلاوت یاد آئے؟	۸	۱۴۱
۲۹۲۱	دعا کے لئے خارج صلاۃ سجدہ	۸	۱۴۲
۲۹۲۲	نابالغ بچے اور سجدۂ تلاوت	۸	۱۴۳
۲۹۲۳	ٹیپ ریکارڈر سے تلاوت اور اس پر سجدہ	۸	۱۴۴
۲۹۲۴	نماز میں اور نماز کے باہر آیت سجدہ کی تلاوت	۸	۱۴۵
۲۹۲۵	سجدۂ تلاوت عصر کے بعد ادا کرنا	۸	۱۴۵
۲۹۲۶	سجدۂ شکر — مواقع اور احکام	۸	۱۴۷
	قضاء نمازوں کا بیان	۸	۱۴۹
۲۹۲۷	کب نماز قضاء کرنا جائز ہے؟	۸	۱۴۹
۲۹۲۸	نماز قضاء کرنے میں اوقات کا اعتبار ہوگا	۸	۱۵۰
۲۹۲۹	فرض و سنت کی قضاء	۸	۱۵۰
۲۹۳۰	وتر کی قضاء	۸	۱۵۱
۲۹۳۱	سنن مؤکدہ یا قضائے عمری؟	۸	۱۵۲
۲۹۳۲	قضاء عمری کا وقت	۸	۱۵۳
۲۹۳۳	قضاء عمری کی نیت	۸	۱۵۳
۲۹۳۴	قضاء نمازوں کا فدیہ	۸	۱۵۳

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
	معذوروں کی نماز کا بیان	۸	۱۵۶
۲۹۳۵	پیشاب کی تھیلی کے ساتھ نماز ادا کرنا	۸	۱۵۶
۲۹۳۶	پیشاب کی تھیلی سے متعلق جواب پر شبہ	۸	۱۵۷
۲۹۳۷	حاملہ خواتین اور نماز	۸	۱۵۸
۲۹۳۸	معذور کا اسٹول پر سجدہ	۸	۱۵۹
۲۹۳۹	کرسیوں پر نماز کی ادائیگی	۸	۱۵۹
۲۹۴۰	صف کے درمیان میں کرسی پر نماز ادا کرنا	۸	۱۶۳
۲۹۴۱	کرسی پر نماز پڑھنے والے کا قیام اور اس کی جگہ	۸	۱۶۳
۲۹۴۲	نماز میں کسی کا سہارا لے کر کھڑا ہونا	۸	۱۶۶
۲۹۴۳	بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی نظر کس طرف ہو؟	۸	۱۶۷
۲۹۴۴	معذور کی نماز کا حکم	۸	۱۶۷
۲۹۴۵	گھر میں نماز کی جگہ مخصوص کرنا	۸	۱۶۹
۲۹۴۶	نماز کا فدیہ	۸	۱۷۰
	مسافر کی نماز کا بیان	۸	۱۷۱
۲۹۴۷	قصر کے لیے مسافت شرعی	۸	۱۷۱
۲۹۴۸	اگر قصر کرنے اور نہ کرنے سے متعلق شبہ ہو	۸	۱۷۲
۲۹۴۹	ایک راستہ دور کا ہو ایک قریب کا؟	۸	۱۷۲
۲۹۵۰	اگر منزل کی دو راستوں سے الگ الگ مسافت ہو؟	۸	۱۷۳
۲۹۵۱	قصر کن نمازوں میں ہے؟	۸	۱۷۳
۲۹۵۲	تبلیغی سفر میں قصر و اتمام	۸	۱۷۴
۲۹۵۳	حالت سفر میں سنن و نوافل	۸	۱۷۵

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۹۵۴	سفر میں نماز سے متعلق کچھ احکام	۸	۱۷۶
۲۹۵۵	ٹرین میں نماز ادا کرنے کا طریقہ	۸	۱۷۷
۲۹۵۶	فجر میں مسافر کی امامت	۸	۱۷۸
۲۹۵۷	سفر سے واپسی پر دعا	۸	۱۷۸
۲۹۵۸	سفر کے دوران تلاوت قرآن مجید کا حکم	۸	۱۷۹
	نماز جمعہ کا بیان	۸	۱۸۱
۲۹۵۹	جمعہ کے دن موت	۸	۱۸۱
۲۹۶۰	شہر سے مراد	۸	۱۸۲
۲۹۶۱	نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے مسجد میں پنج وقتہ جماعت کی شرط نہیں	۸	۱۸۲
۲۹۶۲	درگاہ کی مسجد میں جمعہ	۸	۱۸۳
۲۹۶۳	منبر کی نئی وضع	۸	۱۸۳
۲۹۶۴	قبل از وقت جمعہ کی اذان	۸	۱۸۵
۲۹۶۵	خطبۂ جمعہ سے پہلے کی اذان	۸	۱۸۵
۲۹۶۶	منبر کے سامنے جمعہ کی اذان ثانی	۸	۱۸۷
۲۹۶۷	جمعہ کی اذان ثانی کا جواب	۸	۱۸۷
۲۹۶۸	جمعہ کی اذان ثانی کے بعد دعا	۸	۱۸۸
۲۹۶۹	کاروبار بند کرنے میں کس مسجد کا اعتبار ہے؟	۸	۱۸۸
۲۹۷۰	اردو زبان میں خطبۂ جمعہ اور منبر پر اردو خطاب	۸	۱۸۹
۲۹۷۱	خطبۂ جمعہ سے پہلے بیٹھ کر خطاب	۸	۱۹۰
۲۹۷۲	اذان اور خطبہ کے درمیان فصل	۸	۱۹۱
۲۹۷۳	خطبہ کے دوران کس طرح بیٹھے؟	۸	۱۹۱

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۹۷۴	اگر جمعہ میں ایک ہی خطبہ دے؟	۸	۱۹۲
۲۹۷۵	جمعہ کے دونوں خطبوں کے درمیان دعا	۸	۱۹۳
۲۹۷۶	خطبۂ جمعہ کے درمیان سنت کی ادائیگی	۸	۱۹۳
۲۹۷۷	سنت جمعہ کے درمیان سماعت خطبہ کے لئے سنت کو چھوڑ دینا	۸	۱۹۴
۲۹۷۸	خطبۂ جمعہ میں شریک نہ ہونا	۸	۱۹۵
۲۹۷۹	خطبۂ جمعہ اور اقامت کے درمیان بات چیت	۸	۱۹۶
۲۹۸۰	طویل نماز اور مختصر خطبہ	۸	۱۹۶
۲۹۸۱	سلام اور دعا کے درمیان چندہ	۸	۱۹۷
۲۹۸۲	جمعہ سے پہلے اور بعد چار رکعتیں	۸	۱۹۸
۲۹۸۳	جمعہ کے بعد کی سنت کا ثبوت	۸	۱۹۹
۲۹۸۴	امام اور خطیب الگ الگ ہوں	۸	۲۰۰
۲۹۸۵	جمعہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا بھول جائے؟	۸	۲۰۱
۲۹۸۶	جمعہ و عیدین میں لقمہ	۸	۲۰۱
۲۹۸۷	آپریشن کی وجہ سے نماز جمعہ کا فوت ہونا	۸	۲۰۲
	نماز عیدین کا بیان	۸	۲۰۳
۲۹۸۸	لیلۃ الجائزہ میں دعاء کے لئے اجتماع	۸	۲۰۳
۲۹۸۹	عیدین کی شب میں عبادت	۸	۲۰۵
۲۹۹۰	نماز عید کے لئے جاتے ہوئے تکبیر تشریق زور سے کہی جائے یا آہستہ؟	۸	۲۰۵
۲۹۹۱	عید کی نماز واجب ہے یا سنت؟	۸	۲۰۶
۲۹۹۲	عیدگاہ میں صفوں میں فاصلہ کے ساتھ نماز کی ادائیگی	۸	۲۰۷
۲۹۹۳	عیدگاہ میں نماز اور اس میں تاخیر	۸	۲۰۸

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۲۹۹۴	اگر عید میں تکبیرات زوائد چھوٹ جائیں؟	۸	۲۰۹
۲۹۹۵	تکبیرات زوائد کے درمیان وقفہ	۸	۲۱۰
۲۹۹۶	تکبیر تشریق ایک بار یا اس سے زیادہ؟	۸	۲۱۱
۲۹۹۷	تکبیر تشریق کتنی بار پڑھی جائے؟	۸	۲۱۲
۲۹۹۸	تکبیرات تشریق — کچھ اہم مسائل	۸	۲۱۳
۲۹۹۹	تکبیر تشریق — ضروری احکام	۸	۲۱۴
۳۰۰۰	عیدین میں شافعی امام کی اقتداء	۸	۲۱۵
۳۰۰۱	خواتین اور نماز عید	۸	۲۱۶
۳۰۰۲	دعا، نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد؟	۸	۲۱۷
۳۰۰۳	شیر خرما کھانے کی اصل	۸	۲۱۷
	نماز کے اندر و باہر دعائیں	۸	۲۱۹
۳۰۰۴	فرض نماز کے بعد دعا	۸	۲۱۹
۳۰۰۵	عصر اور فجر کی نماز کے بعد دعا	۸	۲۲۰
۳۰۰۶	نمازوں کے بعد طویل دعائیں	۸	۲۲۱
۳۰۰۷	نمازوں کے بعد تسبیح	۸	۲۲۱
۳۰۰۸	"لا إله إلا أنت سبحانك إني كنت من الظالمين" دعا ہے	۸	۲۲۲
۳۰۰۹	"إني كنت" کی جگہ "إنا كنا" پڑھنا	۸	۲۲۳
۳۰۱۰	قوت حفظ کے لئے تدبیر	۸	۲۲۴
۳۰۱۱	دعاء میں ہاتھ اٹھانا	۸	۲۲۵
۳۰۱۲	دوسرے سے دعا کرانا بھی درست ہے	۸	۲۲۶
۳۰۱۳	پیسے دے کر دعا کرانا	۸	۲۲۶

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۰۱۴	ہوائی جہاز میں سواری کی دعاء	۸	۲۲۷
۳۰۱۵	عیادت کی دعا	۸	۲۲۸
۳۰۱۶	مایوسی اور نا اُمیدی کی حالت کے لئے دُعاء	۸	۲۲۹
۳۰۱۷	وسوسے سے بچنے کی دعاء	۸	۲۳۰
۳۰۱۸	نئی کار میں علماء کو بٹھانا اور دعاء کرانا	۸	۲۳۱
۳۰۱۹	ٹیپ کی ہوئی دعاء پر آمین کہنا	۸	۲۳۱
۳۰۲۰	غیر مسلموں کے لئے دعا رحمت	۸	۲۳۲
۳۰۲۱	درود شریف کا حکم	۸	۲۳۲
	نماز سے متعلق مختلف مسائل	۸	۲۳۴
۳۰۲۲	شب برأت میں گھر میں عبادت افضل ہے یا مسجد میں؟	۸	۲۳۴
۳۰۲۳	فجر میں مسجد کی لائٹ بند کرنا	۸	۲۳۵
۳۰۲۴	مسجد حرام میں نمازی کے سامنے سے گزرنا	۸	۲۳۵
۳۰۲۵	مسجد کبیر میں نمازی کے آگے سے گذرنا	۸	۲۳۶
۳۰۲۶	نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو روکنا	۸	۲۳۶
۳۰۲۷	نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کو روکنے کی تدبیر	۸	۲۳۷
۳۰۲۸	نمازی کے سامنے سے ہٹنے کی صورت	۸	۲۳۸
۳۰۲۹	مرد و عورت کے درمیان احکام نماز میں فرق	۸	۲۳۹
۳۰۳۰	فرض اور نفل نمازوں میں فرق	۸	۲۴۲
۳۰۳۱	امام کی جگہ پر تقریر و بیان	۸	۲۴۳
۳۰۳۲	نماز عشاء کی رکعتیں	۸	۲۴۳
۳۰۳۳	مسجد حرام کے علاوہ مکہ مکرمہ کی دوسری مسجدوں میں نماز کا اجر	۸	۲۴۳

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۰۳۴	مکہ مکرمہ میں نماز کے علاوہ دوسری عبادتوں کا ثواب	۸	۲۴۵
۳۰۳۵	مسجد میں اپنے لئے جگہ مخصوص کرلینا	۸	۲۴۶
۳۰۳۶	کیا کپڑا ستر ہ بن سکتا ہے؟	۸	۲۴۷
۳۰۳۷	جائے نماز پر تصویریں	۸	۲۴۷
۳۰۳۸	نماز کے لئے آخری وقت میں بیدار کرنا	۸	۲۴۸
۳۰۳۹	مائک پر جہری نماز	۸	۲۵۰
۳۰۴۰	زندہ لوگوں کے لئے نماز کے بدلے فدیہ	۸	۲۵۰
۳۰۴۱	جائے نماز پر اللہ اکبر	۸	۲۵۱
۳۰۴۲	نمازی کے سامنے رخ کرکے بیٹھنا	۸	۲۵۲
۳۰۴۳	تسبیح کس ہاتھ سے پڑھی جائے؟	۸	۲۵۳
۳۰۴۴	نماز اور نماز سے باہر آلتی پالتی مار کر بیٹھنا	۸	۲۵۳
۳۰۴۵	اوقات ملازمت میں نفل نمازیں	۸	۲۵۴
۳۰۴۶	دیوار قبلہ پر کیلنڈر	۸	۲۵۵
۳۰۴۷	ولادت کے بعد نماز کب شروع کرنی چاہئے؟	۸	۲۵۶
۳۰۴۸	بھیگی ہوئی دری کو بے نمازی پر ڈالنا	۸	۲۵۷
۳۰۴۹	ایسی جگہ نماز پڑھنا کہ گذرنے والوں کو دشواری ہو	۸	۲۵۷
	جنازہ سے متعلق مسائل		
	قریب بہ مرگ شخص سے متعلق احکام	۸	۲۶۱
۳۰۵۰	قریب بہ مرگ شخص پر سورۂ یٰس کی تلاوت کا ثبوت	۸	۲۶۱
۳۰۵۱	مردہ اور قریب مرگ کا پاؤں قبلہ کی طرف	۸	۲۶۲

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
٣٠٥٢	شوہر و بیوی کی موت کے بعد ایک دوسرے کو چھونے کے حکم میں فرق کیوں ہے؟	٨	٢٦٣
٣٠٥٣	استاذ کی میت کو طالبات کا دیکھنا	٨	٢٦٤
	میت کا غسل اور کفن	٨	٢٦٥
٣٠٥٤	مخنث میت وغیرہ کا غسل اور نماز	٨	٢٦٥
٣٠٥٥	مردوں کے درمیان وفات پانے والی عورت اور غسل	٨	٢٦٧
٣٠٥٦	موت کے بعد شوہر و بیوی کا ایک دوسرے کو غسل دینا	٨	٢٦٧
٣٠٥٧	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دینا	٨	٢٦٩
٣٠٥٨	مردہ کی تدفین سے پہلے تناول طعام	٨	٢٧١
٣٠٥٩	کفن پر "اللہ محمد" لکھنا	٨	٢٧١
	نماز جنازہ	٨	٢٧٣
٣٠٦٠	اگر کسی کو نماز جنازہ کی دعا یاد نہ ہو؟	٨	٢٧٣
٣٠٦١	نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت	٨	٢٧٣
٣٠٦٢	نماز جنازہ میں پانچ تکبیرات	٨	٢٧٥
٣٠٦٣	نماز جنازہ میں زور سے پڑھنا	٨	٢٧٦
٣٠٦٤	نماز جنازہ کا حکم	٨	٢٧٧
٣٠٦٥	متعدد جنازوں پر نماز اور دعا	٨	٢٧٧
٣٠٦٦	سو[illegible] کے بعد تکفین اور جنازہ و تدفین	٨	٢٧٨
٣٠٦٧	مسجد میں نماز جنازہ	٨	٢٨٠
٣٠٦٨	غائبانہ نماز جنازہ اور احناف	٨	٢٨١
٣٠٦٩	مردہ بچہ کا نام اور نماز جنازہ	٨	٢٨٢

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۰۷۰	والدین کے قاتل کی نماز جنازہ	۸	۲۸۳
۳۰۷۱	خواتین کی نماز جنازہ میں شرکت	۸	۲۸۳
۳۰۷۲	نماز جنازہ میں مسبوق	۸	۲۸۴
۳۰۷۳	نماز کی وجہ سے نماز جنازہ میں تاخیر	۸	۲۸۵
۳۰۷۴	نماز جنازہ کے بعد میت کا دیدار	۸	۲۸۶
۳۰۷۵	جنازہ پڑھانے کی وصیت	۸	۲۸۶
	میت کو لے جانے اور دفن کرنے کا طریقہ	۸	۲۸۸
۳۰۷۶	میت کو لے جاتے ہوئے کیا پڑھے؟	۸	۲۸۸
۳۰۷۷	تدفین میں مردہ پر مٹی ڈال دی جائے؟	۸	۲۸۹
۳۰۷۸	قبر میں کفن کی گرہیں کیوں کھول دی جاتی ہیں؟	۸	۲۸۹
۳۰۷۹	قبر پر پانی کا چھڑکاؤ	۸	۲۹۰
۳۰۸۰	ناقص الخلقت جنین کی تدفین	۸	۲۹۱
۳۰۸۱	تدفین کے بعد قبر پر فاتحہ	۸	۲۹۱
۳۰۸۲	تدفین کے بعد سورۂ بقرہ کی تلاوت اور قبر کے پاس دعا	۸	۲۹۲
	ایصال ثواب کا بیان	۸	۲۹۵
۳۰۸۳	ایصال ثواب کا طریقہ	۸	۲۹۵
۳۰۸۴	غیر مسلم لیڈروں کے لئے ایصال ثواب	۸	۲۹۵
	قبروں سے متعلق مسائل	۸	۲۹۷
۳۰۸۵	قبر کی لمبائی، چوڑائی اور گہرائی	۸	۲۹۷
۳۰۸۶	زندگی میں اپنی قبر کی کھدائی	۸	۲۹۸
۳۰۸۷	مردہ کی اس کے گھر میں تدفین	۸	۲۹۸

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
٣٠٨٨	جنت البقیع کی مٹی کو مرحومین کی قبر میں ڈالنا	٨	٢٩٩
٣٠٨٩	جنت البقیع میں تدفین	٨	٣٠٠
٣٠٩٠	انتقال کی جگہ پر قبر بنانا	٨	٣٠١
	متفرق مسائل	٨	٣٠٢
٣٠٩١	کیا فسادات کے مقتولین شہداء ہیں؟	٨	٣٠٢
٣٠٩٢	شہید کی ایک صورت	٨	٣٠٢
٣٠٩٣	تعزیت کا شرعی طریقہ	٨	٣٠٣
٣٠٩٤	اگر مریض کو عیادت سے تکلف ہو؟	٨	٣٠٤
٣٠٩٥	ڈی این اے ٹسٹ کے لئے مردہ کے جسم سے کوئی ٹکڑا لینا	٨	٣٠٥
	زکوٰۃ سے متعلق مسائل		
	زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطیں	٨	٣٠٩
٣٠٩٦	زکاۃ کا مال اور زکاۃ کی شرح	٨	٣٠٩
٣٠٩٧	ڈھائی فیصد واجب ہونے کا ثبوت	٨	٣٠٩
٣٠٩٨	نصاب میں اضافہ اور سال کا گذرنا	٨	٣١٠
٣٠٩٩	زکوٰۃ پورے نصاب پر ہے	٨	٣١١
٣١٠٠	مقدار نصاب سے زیادہ زکوٰۃ	٨	٣١١
٣١٠١	زکوٰۃ کا حساب کس کیلنڈر سے؟	٨	٣١٢
٣١٠٢	استعمال کی گاڑیاں اور زکوٰۃ	٨	٣١٢
٣١٠٣	کرایہ کے مکان پر زکوٰۃ	٨	٣١٣
٣١٠٤	کرایہ کی رقم میں زکوٰۃ	٨	٣١٣

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۱۰۵	گھڑی اور ایڈوانس کی زکوۃ	۸	۳۱۴
۳۱۰۶	نابالغ کے مال میں زکوۃ	۸	۳۱۵
۳۱۰۷	ویزا کی محفوظ رقم میں زکوۃ	۸	۳۱۶
۳۱۰۸	زرِ ضمانت کی زکوۃ	۸	۳۱۶
۳۱۰۹	شادی کے لئے محفوظ رقم پر زکوۃ	۸	۳۱۷
۳۱۱۰	ہدیہ کا وعدہ کی ہوئی رقم پر زکوۃ	۸	۳۱۷
۳۱۱۱	موبائل اور زکاۃ	۸	۳۱۸
۳۱۱۲	فکسڈ ڈپازٹ پر زکوۃ	۸	۳۱۹
	مال تجارت کی زکوۃ	۸	۳۲۱
۳۱۱۳	مال تجارت سے مراد	۸	۳۲۱
۳۱۱۴	تجارت کی نیت سے خریدے ہوئے پلاٹ میں زکوۃ	۸	۳۲۲
۳۱۱۵	زکوۃ نفع پر ہوگی یا پورے مال تجارت پر؟	۸	۳۲۲
۳۱۱۶	ریئل اسٹیٹ بزنس میں مشغول سرمایہ پر زکوۃ	۸	۳۲۳
۳۱۱۷	تجارت میں لگائی ہوئی رقم پر زکوۃ	۸	۳۲۴
۳۱۱۸	پلاٹ میں زکوۃ	۸	۳۲۵
۳۱۱۹	ڈیولپ کی نیت سے رکھے ہوئے پلاٹ میں زکاۃ	۸	۳۲۵
	سونے چاندی کی زکوۃ	۸	۳۲۷
۳۱۲۰	زکوۃ سونے کے مالک پر واجب ہے	۸	۳۲۷
۳۱۲۱	کچھ سونا اور کچھ روپے میں زکوۃ	۸	۳۲۸
۳۱۲۲	قرض لے کر خریدے ہوئے زیور کی زکوۃ	۸	۳۲۸
۳۱۲۳	ہیرا اور سونے پر زکوۃ	۸	۳۲۹

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۱۲۴	زیورات کی زکوۃ کس طرح ادا کریں؟	۸	۳۳۰
۳۱۲۵	زکوۃ کی ادائیگی کے لئے سونا فروخت کرنا	۸	۳۳۰
۳۱۲۶	زکوۃ کے حساب میں کس قیمت کا اعتبار ہے؟	۸	۳۳۲
۳۱۲۷	رہن کے سونے میں زکاۃ	۸	۳۳۳
	زکوۃ کے مصارف	۸	۳۳۴
۳۱۲۸	اولاد کو زکوۃ	۸	۳۳۴
۳۱۲۹	زکوۃ سے شادی میں تعاون	۸	۳۳۵
۳۱۳۰	غریب لڑکی کی شادی میں زکوۃ سے تعاون	۸	۳۳۶
۳۱۳۱	عصری تعلیم میں زکاۃ سے تعاون	۸	۳۳۷
۳۱۳۲	صدقہ کے گوشت سے اساتذۂ مدارس کا کھانا	۸	۳۳۸
۳۱۳۳	زکوۃ کی رقم سے تنخواہ اور تعمیر	۸	۳۳۹
۳۱۳۴	سید شوہر کی غیر سید بیوی کو زکوۃ	۸	۳۴۰
۳۱۳۵	زکاۃ کی رقم سے بنے ہوئے مکان میں سید کی رہائش	۸	۳۴۱
۳۱۳۶	سید لڑکی کے غیر سید شوہر کو زکوۃ	۸	۳۴۱
۳۱۳۷	رشوت خور شخص کی زکوۃ سے مدد	۸	۳۴۲
۳۱۳۸	پیشہ ور فقراء کو زکوۃ	۸	۳۴۳
۳۱۳۹	زکاۃ کی رقم سے امام و مؤذن کی تنخواہ	۸	۳۴۵
۳۱۴۰	رفاہی کاموں میں زکاۃ کی رقم کا استعمال	۸	۳۴۵
۳۱۴۱	زکوۃ کی رقم سے فون کا بل	۸	۳۴۶
	زکوۃ ادا کرنے کے احکام	۸	۳۴۸
۳۱۴۲	زکوۃ — کچھ ضروری احکام	۸	۳۴۸

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۱۴۳	قرض میں زکوٰۃ کی نیت	۸	۳۵۰
۳۱۴۴	روپیہ کی بجائے سامان اور دوا کے ذریعہ زکوٰۃ کی ادائیگی	۸	۳۵۱
۳۱۴۵	رمضان المبارک کے بعد زکوٰۃ کی سپردگی	۸	۳۵۱
۳۱۴۶	رمضان المبارک میں ہی زکوٰۃ ادا کرنا	۸	۳۵۲
۳۱۴۷	زکوٰۃ کی ترسیل میں زکوٰۃ کی رقم	۸	۳۵۳
۳۱۴۸	زکوٰۃ کی پیشگی ادائیگی اور ایک ہی سال میں دوسرے سال کی زکوٰۃ کا واجب ہونا	۸	۳۵۴
۳۱۴۹	زکوٰۃ دے کر قرض کی واپسی کا مطالبہ	۸	۳۵۵
	عشر کا بیان	۸	۳۵۶
۳۱۵۰	پیداوار کی زکوٰۃ اور کھاد وغیرہ کے اخراجات	۸	۳۵۶
	متفرقات	۸	۳۵۸
۳۱۵۱	وقتی ضرورت کے لئے کارخیر میں تعاون	۸	۳۵۸
	صدقۃ الفطر کے احکام	۸	۳۶۰
۳۱۵۲	پوتے کا صدقۃ الفطر	۸	۳۶۰
۳۱۵۳	کن رشتہ داروں کا فطرہ نکالنا واجب ہے؟	۸	۳۶۰
۳۱۵۴	صدقۃ الفطر کی ادائیگی کا وقت	۸	۳۶۱
۳۱۵۵	صدقۃ الفطر کس شکل میں دیا جائے؟	۸	۳۶۲
۳۱۵۶	فاتر العقل لڑکے کا فطرہ	۸	۳۶۳
۳۱۵۷	رمضان المبارک میں صدقۃ الفطر	۸	۳۶۴
۳۱۵۸	کیا والدہ صدقۃ الفطر ادا کرے گی؟	۸	۳۶۴

سلسلہ نمبر	عنوان	جلد	صفحہ
	روزہ سے متعلق مسائل		
	رؤیت ہلال	۸	۳۶۹
۳۱۵۹	ماہرین فلکیات کی رائے پر طلوع ہلال کا فیصلہ	۸	۳۶۹
	روزہ کا حکم	۸	۳۷۱
۳۱۶۰	روزہ کی نیت کا وقت اور نصف نہار سے مراد	۸	۳۷۱
۳۱۶۱	روزہ کا ابتدائی وقت جنابت کی حالت میں	۸	۳۷۲
۳۱۶۲	کیا عورت ۲۹ دن والا ۳۰/۲۹ کے روزہ کو دوسرے شوال میں شمار کرسکتا ہے؟	۸	۳۷۳
	روزہ کے مفسدات ومکروہات	۸	۳۷۳
۳۱۶۳	روزہ کی حالت میں حجامت وغیرہ	۸	۳۷۴
۳۱۶۴	روزہ کی حالت میں سرمہ لگانا اور آنکھ میں دوا ڈالنا	۸	۳۷۴
۳۱۶۵	روزہ کی حالت میں بال کٹوانا اور حدیث میں حجامت سے مراد	۸	۳۷۵
۳۱۶۶	روزہ کے درمیان قئے ہوجائے؟	۸	۳۷۶
۳۱۶۷	روزہ کی حالت میں منہ میں دھواں چلا جائے؟	۸	۳۷۷
۳۱۶۸	روزہ میں میڈیکل ٹسٹ کے لئے خون نکالنا	۸	۳۷۸
۳۱۶۹	روزہ کی حالت میں مسواک	۸	۳۷۸
	سحر وافطار کے احکام	۸	۳۸۰
۳۱۷۰	سحری اور صبح صادق کا فاصلہ	۸	۳۸۰
۳۱۷۱	فجر کی اذان تک سحری کھانا	۸	۳۸۱
۳۱۷۲	اذان کے درمیان سحری مکمل کرنا	۸	۳۸۱

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۱۷۳	انتہاء سحر کا وقت	۸	۳۸۳
	جن اعذار کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے	۸	۳۸۵
۳۱۷۴	دودھ پلانے والی اور روزہ	۸	۳۸۵
	قضاء و کفارہ اور فدیہ	۸	۳۸۶
۳۱۷۵	موسم گرما کے روزوں کی سرما میں قضا	۸	۳۸۶
۳۱۷۶	روزہ کے فدیہ کی وصیت	۸	۳۸۶
۳۱۷۷	فدیہ کی مقدار	۸	۳۸۷
۳۱۷۸	روزہ کا فدیہ	۸	۳۸۸
	نفل روزے	۸	۳۸۹
۳۱۷۹	ستۂ عید کس طرح رکھے جائیں؟	۸	۳۸۹
۳۱۸۰	نفل روزہ اور اہل تعلق کی اجازت	۸	۳۸۹
	روزہ ـ مختلف مسائل	۸	۳۹۱
۳۱۸۱	اپنے بدلہ دوسروں سے روزہ رکھوانا	۸	۳۹۱
۳۱۸۲	مہمان کے لئے نفل روزہ توڑنا	۸	۳۹۲
۳۱۸۳	شب قدر نامبر رکھنے کی وجہ	۸	۳۹۲
	اعتکاف کے مسائل	۸	۳۹۴
۳۱۸۴	باجماعت نماز والی مسجدوں میں اعتکاف درست ہے	۸	۳۹۴
۳۱۸۵	فضیلت اعتکاف کے اعتبار سے مساجد کی ترتیب	۸	۳۹۵
۳۱۸۶	عبادت خانہ میں اعتکاف	۸	۳۹۵
۳۱۸۷	مزدور پیشہ لوگوں کے لئے اعتکاف کی صورت	۸	۳۹۶

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۱۸۸	اعتکاف کے اعمال	۸	۳۹۷
۳۱۸۹	معتکف کب مسجد سے باہر نکل سکتا ہے؟	۸	۳۹۸
۳۱۹۰	اعتکاف کرنے والے کا مسجد کے قریب کمرہ میں جاکر افطار وسحر کھانا	۸	۳۹۹
۳۱۹۱	روزہ نذر رکھنے والے کے لئے اعتکاف	۸	۴۰۰
۳۱۹۲	نابالغ کا اعتکاف	۸	۴۰۱
۳۱۹۳	خواتین کے لئے اعتکاف کا حکم	۸	۴۰۱
۳۱۹۴	خواتین کہاں اعتکاف کریں؟	۸	۴۰۲
۳۱۹۵	اعتکاف کے لئے شوہر کی اجازت	۸	۴۰۳
۳۱۹۶	فاسد اعتکاف کی قضا	۸	۴۰۴
	حج سے متعلق مسائل		
	فرضیت حج	۸	۴۰۷
۳۱۹۷	حج کے لئے جائداد فروخت کرنا	۸	۴۰۷
۳۱۹۸	ٹراویلس کی جانب سے لے جائے جانے والے عالم کا حج	۸	۴۰۸
۳۱۹۹	ٹراویلس کے ساتھ جانے والے باورچی کا حج	۸	۴۰۹
۳۲۰۰	عدت کے درمیان حج	۸	۴۱۰
۳۲۰۱	ماں کی خدمت یا حج؟	۸	۴۱۱
۳۲۰۲	مقروض کا حج	۸	۴۱۲
۳۲۰۳	قرض ادا کرنے سے پہلے حج	۸	۴۱۲
۳۲۰۴	شوہر کی اجازت کے بغیر حج	۸	۴۱۳
۳۲۰۵	خود حج نفل کرے یا والدین کو حج کرائے؟	۸	۴۱۴

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۲۰۶	نابالغی کا حج	۸	۳۱۴
۳۲۰۷	۱۰/ ذی الحجہ کے افعالِ حج میں ترتیب	۸	۳۱۵
	احرام اور اس کی ممنوعات	۸	۳۱۷
۳۲۰۸	احرام کہاں سے باندھا جائے؟	۸	۳۱۷
۳۲۰۹	اہلِ مکہ عمرہ کا احرام کہاں سے باندھیں؟	۸	۳۱۸
۳۲۱۰	مدینہ سے جانے والے عمرہ کا احرام کہاں سے باندھیں؟	۸	۳۱۸
۳۲۱۱	حالتِ احرام میں خوشبودار مرہم	۸	۳۱۹
۳۲۱۲	حالتِ احرام میں مہندی	۸	۳۲۰
۳۲۱۳	حالتِ احرام میں موزے اور دستانے	۸	۳۲۱
۳۲۱۴	حالتِ احرام میں کان میں روئی رکھنا	۸	۳۲۱
۳۲۱۵	احرام میں کان پر پٹی باندھنا	۸	۳۲۲
۳۲۱۶	احرام کی چادر میں جیب	۸	۳۲۲
۳۲۱۷	حالتِ احرام میں ''ناس'' لینا	۸	۳۲۳
۳۲۱۸	احرام کھولتے ہوئے چھوٹے بال کو تراشنے کا حکم	۸	۳۲۳
	عورتوں کا سفرِ حج	۸	۳۲۵
۳۲۱۹	معمر عورت کا بغیر محرم حج کرنا	۸	۳۲۵
۳۲۲۰	بھانجے کے ساتھ سفرِ حج	۸	۳۲۵
۳۲۲۱	بوڑھی بہو وغیرہ کے ساتھ حج	۸	۳۲۶
۳۲۲۲	سفرِ حج میں خواتین کے ساتھ بچے	۸	۳۲۷
۳۲۲۳	اگر مکہ میں شوہر کی وفات ہو جائے؟	۸	۳۲۸

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
	طواف	۸	۴۳۰
۳۲۲۴	بغیر وضو طواف وسعی	۸	۴۳۰
۳۲۲۵	دو طواف کی نماز ایک ساتھ ادا کرنا	۸	۴۳۱
۳۲۲۶	طواف کے پانچ ہی چکر کئے؟	۸	۴۳۱
۳۲۲۷	طواف زیارت کے درمیان فرض نماز کی ادائیگی	۸	۴۳۲
۳۲۲۸	ناپاک کپڑے میں طواف	۸	۴۳۳
۳۲۲۹	طواف کے درمیان سلام	۸	۴۳۴
۳۲۳۰	طواف کے درمیان گفتگو	۸	۴۳۴
۳۲۳۱	طواف میں تلاوت کرے یا ذکر؟	۸	۴۳۵
۳۲۳۲	طواف کے درمیان فصل	۸	۴۳۶
۳۲۳۳	اگر درمیان طواف نکل جائے تو دوبارہ کہاں سے شروع کرے؟	۸	۴۳۷
۳۲۳۴	اگر طواف زیارت کے درمیان وضو ٹوٹ گیا؟	۸	۴۳۷
۳۲۳۵	ناپاکی کی حالت میں طواف وسعی	۸	۴۳۸
۳۲۳۶	طواف میں قرآن مجید کی تلاوت	۸	۴۴۰
	سعی	۸	۴۴۱
۳۲۳۷	سعی کے دوران صفا اور مروہ پر کیا پڑھے؟	۸	۴۴۱
۳۲۳۸	طواف زیارت میں سعی ایک ہفتہ کے بعد کی جائے؟	۸	۴۴۲
۳۲۳۹	تھکان کی وجہ سے کرسی پر سعی	۸	۴۴۳
	وقوف عرفہ و مزدلفہ	۸	۴۴۳
۳۲۴۰	کیا حاجی عرفات و مزدلفہ میں چار رکعت ادا کرے؟	۸	۴۴۳
۳۲۴۱	مزدلفہ میں مقیم حجاج اور منیٰ کی شب گذاری	۸	۴۴۴

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۲۴۲	مزدلفہ کے بچے حصہ کو منیٰ قرار دینا	۸	۴۳۵
۳۲۴۳	میقات سے مکہ تک بغیر حج کی روانگی	۸	۴۳۶
	رمی جمار	۸	۴۳۸
۳۲۴۴	وقت سے پہلے رمی	۸	۴۴۸
۳۲۴۵	کنکری مارنے کے درمیان وقفہ	۸	۴۴۸
۳۲۴۶	رمی جمار میں جوتے پھینکنا	۸	۴۵۰
	حج بدل	۸	۴۵۱
۳۲۴۷	حج بدل کی شرائط	۸	۴۵۱
۳۲۴۸	حج بدل کا جواز	۸	۴۵۱
۳۲۴۹	حج بدل کا ثواب	۸	۴۵۲
۳۲۵۰	زندگی میں حج بدل	۸	۴۵۳
۳۲۵۰	حج بدل کون کرسکتا ہے؟	۸	۴۵۳
۳۲۵۱	مقروض اور حج بدل	۸	۴۵۴
۳۲۵۳	حج بدل کس کی طرف سے کرانا ضروری ہے؟	۸	۴۵۴
۳۲۵۴	حج بدل کے لیے مناسب آدمی	۸	۴۵۵
۳۲۵۵	مرحومہ خاتون کی طرف سے حج بدل	۸	۴۵۵
۳۲۵۶	سفر پر قدرت کے باوجود حج بدل	۸	۴۵۶
۳۲۵۷	بغیر وصیت کے حج بدل کرنا	۸	۴۵۷
۳۲۵۸	میت کی طرف سے حج بدل کرسکتے ہیں؟	۸	۴۵۸
۳۲۵۹	حج بدل کے سلسلہ میں اشکالات کے جوابات	۸	۴۵۸
۳۲۶۰	مجبوری کی وجہ سے حج بدل	۸	۴۶۱

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۲۶۱	سعودی عرب میں مقیم لوگوں کے ذریعہ حج بدل کرانا	۸	۴۶۲
۳۲۶۲	معذور باپ کی طرف سے جدہ میں مقیم بیٹا کس طرح حج بدل کرے؟	۸	۴۶۳
۳۲۶۳	ایک سفر میں دو حج؟	۸	۴۶۴
	حج تمتع	۸	۴۶۶
۳۲۶۴	کیا حج بدل میں بھی تمتع کیا جا سکتا ہے؟	۸	۴۶۶
۳۲۶۵	حج تمتع کرنے والے کے لئے مزید عمرے	۸	۴۶۷
۳۲۶۶	عمرہ اور حج کے درمیان جدہ کا قیام اور جدہ میں بال منڈانا	۸	۴۶۸
	عمرہ	۸	۴۶۹
۳۲۶۷	رمضان المبارک میں عمرہ	۸	۴۶۹
۳۲۶۸	حج یا رمضان المبارک میں عمرہ	۸	۴۷۰
۳۲۶۹	بار بار عمرہ کرنا	۸	۴۷۰
۳۲۷۰	احرام باندھنے کے بعد عمرہ نہیں کر سکے؟	۸	۴۷۱
۳۲۷۱	عمرہ اور طواف وداع	۸	۴۷۲
	جنایات	۸	۴۷۳
۳۲۷۲	اگر حاجی حدود حرم سے باہر بال منڈائے؟	۸	۴۷۳
۳۲۷۳	اگر عمرہ ۱۲ ذوالحجہ کو ہی نہ کر پائے؟	۸	۴۷۳
۳۲۷۴	حرم سے باہر دم دینا	۸	۴۷۴
۳۲۷۵	بغیر احرام کے مکہ چلے جائیں؟	۸	۴۷۵
	متفرق مسائل	۸	۴۷۶
۳۲۷۶	حج سبسیڈی قبول کرنا	۸	۴۷۶
۳۲۷۷	حج سبسیڈی کا حکم	۸	۴۷۷

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۲۷۸	حج سعیدی کیلئے جھوٹا حلف نامہ	۸	۳۸۳
۳۲۷۹	حرمین شریفین میں کبوتروں کے لئے گیہوں	۸	۳۸۴
۳۲۸۰	انبیاء کرام علیہم السلام اور حج بیت اللہ شریف	۸	۳۸۴
۳۲۸۱	نفل حج کی تکرار	۸	۳۸۶
۳۲۸۲	حرم میں نماز کے علاوہ دوسری عبادتوں کا اجر	۸	۳۸۷
۳۲۸۳	حج کے لئے دعوت اور تشہیر	۸	۳۸۸
۳۲۸۴	مسجد نبوی ﷺ میں چالیس نمازیں	۸	۳۸۹
۳۲۸۵	حج وعمرہ کے بعد بھی گناہوں سے نہ بچے تو گویا اس کا حج مقبول نہیں ہوا	۸	۳۹۰
۳۲۸۶	حج کے بعد اعمال میں سستی آئے تو کیا کریں؟	۸	۳۹۰
۳۲۸۷	جمعہ کے دن حج اور عید باعث فضیلت ہے	۸	۳۹۱
۳۲۸۸	حج کا ایصال ثواب	۸	۳۹۱
۳۲۸۹	کیا حجر اسود جنت سے ہی سیاہ رنگ کا آیا تھا؟	۸	۳۹۲
۳۲۹۰	حرمین شریفین کے ائمہ کے پیچھے نماز نہ پڑھنا بڑی محرومی ہے	۸	۳۹۲
۳۲۹۱	حج کے دوران تصویر بنوانا	۸	۳۹۳
۳۲۹۲	حرم میں چھوڑے ہوئے جوتوں اور چپلوں کا شرعی حکم	۸	۳۹۳
۳۲۹۳	حاجیوں کا تحفے تحائف دینا	۸	۳۹۴
۳۲۹۴	اپنے آپ کو "الحاج" لکھنا	۸	۳۹۴
۳۲۹۵	حج کرنے کے بعد حاجی کہلوانا اور نام کے ساتھ لکھنا	۸	۳۹۴
	زیارت مدینہ	۸	۳۹۶
۳۲۹۶	روضۂ اطہر پر دوسروں کی طرف سے سلام	۸	۳۹۶
۳۲۹۷	مدینہ منورہ جاتے ہوئے کیا نیت کرے؟	۸	۳۹۶

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۲۹۸	روضۂ اقدس کی زیارت	۸	۴۹۸
۳۲۹۹	زیارت روضۂ اطہر اور حج	۸	۴۹۹
۳۳۰۰	مسجد نبوی ﷺ کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا اور شفاعت کی درخواست	۸	۴۹۹
	قربانی اور عقیقہ سے متعلق مسائل		
	کس پر قربانی واجب ہے اور کس پر نہیں	۹	۲۷
۳۳۰۱	غیر مقیم حضرات کی قربانی	۹	۲۷
	جائز و ناجائز قربانی	۹	۲۸
۳۳۰۲	قربانی کی نیت	۹	۲۸
۳۳۰۳	قربانی کے ایام میں کس جگہ کا اعتبار ہوگا؟	۹	۲۹
۳۳۰۴	اگر ایک مسجد میں نماز ہوگئی اور دوسری میں نہیں؟	۹	۲۹
۳۳۰۵	قربانی کے وقت دعا کا حدیث سے ثبوت	۹	۳۰
۳۳۰۶	نماز سے پہلے قربانی	۹	۳۱
۳۳۰۷	خطبۂ عید سے پہلے قربانی	۹	۳۲
	دوسروں کی طرف سے قربانی	۹	۳۳
۳۳۰۸	حجاج کی طرف سے قربانی	۹	۳۳
۳۳۰۹	بلا اطلاع قربانی	۹	۳۳
۳۳۱۰	میت کی طرف سے قربانی کا مسئلہ	۹	۳۴
۳۳۱۱	دوسرے کی طرف سے قربانی کی اجازت	۹	۳۶
۳۳۱۲	دوسرے کی طرف سے قربانی کی دعا کب پڑھی جائے؟	۹	۳۷
۳۳۱۳	امریکہ میں رہنے والے کی قربانی، حیدرآباد میں	۹	۳۸

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۳۱۴	امریکہ میں رہنے والے کی قربانی، ہندوستان میں	۹	۳۹
	قربانی کا جانور	۹	۴۰
۳۳۱۵	کس جانور کی قربانی افضل ہے؟	۹	۴۰
۳۳۱۶	قربانی کے جانور کی سینگ اور ہڈی	۹	۴۱
۳۳۱۷	سینگ ٹوٹے ہوئے اور کان کٹے ہوئے جانور کی قربانی	۹	۴۲
۳۳۱۸	گابھن کی قربانی	۹	۴۳
۳۳۱۹	بڑے جانور میں سات حصوں کا ثبوت	۹	۴۳
۳۳۲۰	ایک بڑے جانور میں چھ افراد کی شرکت	۹	۴۴
۳۳۲۱	ذبیحہ قربانی کا مردار بچہ	۹	۴۵
۳۳۲۲	اگر قربانی کے جانور سے جنین نکلے؟	۹	۴۶
۳۳۲۳	قربانی کے جانور کا دودھ	۹	۴۶
۳۳۲۴	ایک خاندان کی طرف سے ایک بکرے کی قربانی	۹	۴۷
۳۳۲۵	قربانی کا حصہ لینے والوں میں ایک شخص کا انتقال ہو جائے؟	۹	۴۸
۳۳۲۶	جو جانور قربانی کی نیت سے خرید نہیں کیا گیا	۹	۴۹
۳۳۲۷	اگر مملوکہ جانور کے بارے میں اشتباہ پیدا ہو جائے؟	۹	۵۰
	گوشت اور چرم	۹	۵۲
۳۳۲۸	قربانی کا پورا گوشت اپنے ہی گھر میں خرچ کر لیا جائے؟	۹	۵۳
۳۳۲۹	قربانی کے گوشت کی تقسیم	۹	۵۳
۳۳۳۰	مردوں کی طرف سے قربانی اور اس کے گوشت کا مصرف	۹	۵۳
۳۳۳۱	چرم قربانی سے امام ومؤذن کی تنخواہ	۹	۵۵

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
	متفرقات	۹	۷۳
۳۳۴۸	نومولود کے سر میں عقیقہ کے جانور کا خون ملنا	۹	۷۳
۳۳۴۹	عقیقہ میں قصاب کو گوشت دینا	۹	۷۳
	ذبح وشکار سے متعلق مسائل		
	ذبح	۹	۷۷
۳۳۵۰	ذبیحہ کے حلال ہونے کی شرطیں	۹	۷۷
۳۳۵۱	پانی پلائے بغیر جانور ذبح کرنا	۹	۷۸
۳۳۵۲	ذبح کرتے وقت قبلہ رخ ہونا	۹	۷۸
۳۳۵۳	اگر ذبح کرتے وقت جانور میں حرکت نہ ہو؟	۹	۷۹
۳۳۵۴	ذبیحہ مرغ پر بسم اللہ	۹	۸۰
۳۳۵۵	ذبح کے وقت بسم اللہ کے الفاظ	۹	۸۰
۳۳۵۶	جانور ذبح کرتے وقت کس طرح بسم اللہ کہے؟	۹	۸۱
۳۳۵۷	ذبیحہ کے دماغ میں چھرا داخل کرنا	۹	۸۲
۳۳۵۸	عورت کا ذبیحہ	۹	۸۳
۳۳۵۹	قادیانی کا ذبیحہ	۹	۸۳
	شکار	۹	۸۵
۳۳۶۰	مغز حرام سے مراد اور اس کا حکم	۹	۸۵
۳۳۶۱	کیا مرغ کھانا حضور ﷺ سے ثابت ہے؟	۹	۸۶
۳۳۶۲	برائلر مرغ اور حرام غذا	۹	۸۶
۳۳۶۳	کیا شارک مچھلی حلال ہے؟	۹	۹۰

سلسلہ نمبر	عنوان	جلد	صفحہ
۳۳۶۴	گندے پانی کی مچھلی کا حکم	۹	۹۰
۳۳۶۵	مردار مچھلی کب اور کیوں حلال ہے؟	۹	۹۲
۳۳۶۶	کیکڑے کا کھانا اور اس کا سوپ فروخت کرنا	۹	۹۳
۳۳۶۷	گدھی کا دودھ	۹	۹۳
۳۳۶۸	نجاست خور جانور	۹	۹۴
۳۳۶۹	خون سے آلودہ بکرے کا سر	۹	۹۷
۳۳۷۰	کیا ہم سور کی چربی کھا رہے ہیں؟	۹	۹۸
۳۳۷۱	بندوق کا شکار	۹	۹۹
۳۳۷۲	غیر مسلموں کے یہاں کا گوشت	۹	۱۰۰
	متفرقات	۹	۱۰۲
۳۳۷۳	چیونٹیوں کو مارنا	۹	۱۰۲
۳۳۷۴	شہد کی مکھیوں کو جلانا یا مارنا	۹	۱۰۳
۳۳۷۵	کتوں کی نسبندی	۹	۱۰۴
۳۳۷۶	مرغیوں کو مارنے کے لئے جسم سوز بجلی کا استعمال	۹	۱۰۵
۳۳۷۷	جانوروں کو خصی کرنا	۹	۱۰۶
۳۳۷۸	مرغیوں کے لئے پنجرے	۹	۱۰۶
۳۳۷۹	مرغیوں کو مارنا	۹	۱۰۷
۳۳۸۰	مرغیوں کو مارنے کا طریقہ	۹	۱۰۸
۳۳۸۱	ذبیحہ کا گوشت کب تک جمع کیا جائے؟	۹	۱۱۰
۳۳۸۲	مدرسہ میں دیئے گئے جانور کا گوشت	۹	۱۱۰

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
	وقف سے متعلق مسائل		
۳۳۸۳	وقف میں وقف کرنے والے کے منشاء کی رعایت	۹	۱۱۵
۳۳۸۴	وقف کی زمین حکومت کو رجسٹری کر دینا	۹	۱۱۶
۳۳۸۵	غلط فہمی میں موقوفہ زمین پر تعمیر	۹	۱۱۷
۳۳۸۶	غیر مسلم کو ڈیولپمنٹ کے لئے وقف کی اراضی کرایہ پر دینا	۹	۱۱۸
۳۳۸۷	وقف کا بے محل استعمال	۹	۱۲۰
۳۳۸۸	وقف کی زمین پر غاصبانہ قبضہ	۹	۱۲۱
	مساجد سے متعلق احکام	۹	۱۲۳
۳۳۸۹	نماز کی جگہ پر کچن	۹	۱۲۳
۳۳۹۰	مسجد کے طہارت خانہ وغیرہ کی جگہ کی تبدیلی	۹	۱۲۴
۳۳۹۱	مسجد کے لیے خریدے گئے پلاٹ کو کرایے پر دینا	۹	۱۲۵
۳۳۹۲	نیچے دکانیں، اوپر مسجد	۹	۱۲۶
۳۳۹۳	قدیم غیر آباد مسجد کا حکم	۹	۱۲۷
۳۳۹۴	مسجد کے واٹر کولر سے وضو	۹	۱۲۸
۳۳۹۵	مکینوں کی چھت کے لئے مسجد کی دیوار کا استعمال	۹	۱۲۹
۳۳۹۶	مسجد کی سمت قبلہ میں یا مسجد کے نیچے بیت الخلاء	۹	۱۲۹
۳۳۹۷	مسجد میں امام صاحب کا کمرہ	۹	۱۳۰
۳۳۹۸	نئی تعمیر میں نچلی منزل کو کسی اور کام میں استعمال کرنا	۹	۱۳۱
۳۳۹۹	حالت کفر کی کمائی مسجد پر خرچ کرنا	۹	۱۳۲
۳۴۰۰	اگر مسجد کی توسیع میں قبریں رکاوٹ ہوں؟	۹	۱۳۲

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
	آداب مسجد	۹	۱۳۳
۳۴۰۱	مسجد کے طہارت خانے	۹	۱۳۴
۳۴۰۲	مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کب ہوئی ؟	۹	۱۳۵
۳۴۰۳	شادی میں مطالبہ کی ہوئی رقم میں سے مسجد کا تعاون	۹	۱۳۵
۳۴۰۴	اگر چند اشخاص مل کر مسجد تعمیر کریں ؟	۹	۱۳۷
۳۴۰۵	مساجد کی دیواروں پر قرآنی آیات اور اسماء مبارکہ	۹	۱۳۷
۳۴۰۶	مساجد کی تزئین و آرائش میں غلو	۹	۱۳۸
۳۴۰۷	خانۂ کعبہ کے ڈیزائن پر مسجد کی تعمیر	۹	۱۳۹
۳۴۰۸	تعمیر مساجد سے مراد	۹	۱۴۰
۳۴۰۹	غیر مسلم کو مسجد میں مدعو کرنا	۹	۱۴۱
۳۴۱۰	مسجد میں بھیک مانگنا	۹	۱۴۲
۳۴۱۱	مسجد میں تجارتی اشتہار	۹	۱۴۳
۳۴۱۲	مسجد میں بے ستر ہونا	۹	۱۴۴
۳۴۱۳	مسجد کے صحن میں کاروبار	۹	۱۴۵
۳۴۱۴	مسجد میں آل آؤٹ لگانا	۹	۱۴۵
۳۴۱۵	مسجد میں عقد نکاح کی اجرت	۹	۱۴۶
۳۴۱۶	دعوت کے بچے ہوئے پیسے کا مساجد اور اس کی تعمیر میں استعمال	۹	۱۴۷
۳۴۱۷	ایصال ثواب کے لئے مسجد میں طہارت خانہ	۹	۱۴۸
۳۴۱۸	ناپاک کپڑے کے ساتھ مسجد میں جانا	۹	۱۴۸
۳۴۱۹	گندے کپڑے اور منھ کی بدبو کے ساتھ مسجد میں آنا	۹	۱۴۹
۳۴۲۰	مسجد کے اندر مٹی تیل کا چراغ	۹	۱۵۰

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۳۲	مسجد میں کتاب بیچنا	۹	۱۵۰
۳۳۲۲	مسجد میں غیر مسلم کی آمد	۹	۱۵۱
۳۳۲۳	مسجدوں میں بچوں کی آمد	۹	۱۵۲
۳۳۲۴	مسجد میں کسی مصلحت سے جگہ متعین کرنا	۹	۱۵۳
	مدارس سے متعلق احکام	۹	۱۵۵
۳۳۲۵	مسجد کی زمین دینی یا عصری تعلیم کے لئے دینا	۹	۱۵۵
۳۳۲۶	نیچے مدرسہ یا فنکشن ہال اور اوپر مسجد	۹	۱۵۶
۳۳۲۷	دینی مدرسہ کی کچھ جگہ کو کرایے پر دینا	۹	۱۵۷
	قبرستان سے متعق احکام	۹	۱۵۹
۳۳۲۸	قبروں پر عمارتیں اور ان سے استفادہ	۹	۱۵۹
۳۳۲۹	قبرستان کے درخت اور گھاس کا مصرف	۹	۱۶۰
۳۳۳۰	غیر مستعمل قبرستان کا حکم	۹	۱۶۱
۳۳۳۱	قبرستان میں راستہ	۹	۱۶۲
۳۳۳۲	قبرستان کو تفریح گاہ بنانا	۹	۱۶۳
۳۳۳۳	ایک محلہ کے قبرستان میں دوسرے محلہ کی میت کی تدفین	۹	۱۶۳
۳۳۳۴	قبرستان کی زمین میں عید گاہ	۹	۱۶۴
	متفرقات	۹	۱۶۵
۳۳۳۵	عید گاہ کی توسیع میں غیر مسلم کا چندہ	۹	۱۶۵
۳۳۳۶	غیر مسلموں سے چندہ لینا	۹	۱۶۵
۳۳۳۷	فاسق شخص کا مسجد کمیٹی کا صدر بننا	۹	۱۶۶
۳۳۳۸	مسجد کی تولیت	۹	۱۶۷

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۳۳۹	اگر مسجد کا پختہ فرش نہ ہو؟	۹	۱۶۸
۳۳۴۰	حرم شریف میں کرسی کا وقف	۹	۱۶۹

نکاح سے متعلق مسائل

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۳۴۱	ایجاب وقبول میں والد کا نام غلط لکھ دیا جائے؟	۹	۱۷۳
۳۳۴۲	مجلس نکاح کے گواہ نہ ہوں تو نکاح کی تصدیق	۹	۱۷۴
۳۳۴۳	نکاح پڑھانے میں کس کو ترجیح ہے؟	۹	۱۷۵
۳۳۴۴	خطبۂ نکاح کا ثبوت	۹	۱۷۶
۳۳۴۵	نکاح کے وقت حقیقی والد کی بجائے گود لینے والے کا نام لینا	۹	۱۷۷
۳۳۴۶	کس صورت میں دوسری شادی کرنی چاہئے؟	۹	۱۷۷
۳۳۴۷	جبری نکاح	۹	۱۷۸
۳۳۴۸	پہلی بیوی کو طلاق دے کر نکاح ثانی؟	۹	۱۷۹
۳۳۴۹	اسلام قبول کرنے سے پہلے کا نکاح اور کورٹ میں نکاح	۹	۱۸۰
۳۳۵۰	ایک نکاح دوبار	۹	۱۸۱
۳۳۵۱	کیا مجسٹریٹ کے سامنے نکاح نامہ پر دستخط کافی ہے؟	۹	۱۸۲
۳۳۵۲	دو زبانوں میں خطبۂ نکاح کا حکم	۹	۱۸۳
۳۳۵۳	شادی کے لئے خوبصورتی کو معیار بنانا	۹	۱۸۴
۳۳۵۴	شادی کی عمر	۹	۱۸۴
۳۳۵۵	گھر میں حادثۂ وفات کے بعد چالیس دن کے اندر شادی کی تقریب	۹	۱۸۵
۳۳۵۶	منگیتر کے ساتھ تنہائی	۹	۱۸۶
۳۳۵۷	مخطوبہ کو دیکھنا اور اس کے اصول	۹	۱۸۷

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۳۵۸	شادی سے پہلے لڑکے کے رشتہ داروں کا لڑکی کو دیکھنا	۹	۱۸۷
۳۳۵۹	گونگی بہری لڑکی کا نکاح	۹	۱۸۸
۳۳۶۰	کیا مسجد میں نکاح پڑھانا چاہئے؟	۹	۱۸۹
۳۳۶۱	سن رسیدہ شخص کا نکاح	۹	۱۸۹
۳۳۶۲	ضرورت پوری کرنے کے لئے دوسرا نکاح	۹	۱۹۰
۳۳۶۳	طلاق اور عدت کے بعد دوسرا نکاح	۹	۱۹۱
۳۳۶۴	عہد نبوی اور مسجد میں نکاح	۹	۱۹۲
۳۳۶۵	نو مسلم سے نکاح	۹	۱۹۲
	محرم وغیر محرم رشتے	۹	۱۹۳
۳۳۶۶	ایک بہن کی موجودگی میں دوسری بہن سے نکاح	۹	۱۹۳
۳۳۶۷	پھوپھی اور بھتیجی کو نکاح میں جمع کرنا	۹	۱۹۵
۳۳۶۸	سگی بھانجی کی بیٹی سے نکاح	۹	۱۹۶
۳۳۶۹	خالہ اور بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا	۹	۱۹۷
۳۳۷۰	بھانجی سے نکاح	۹	۱۹۸
۳۳۷۱	سوتیلی اولاد کا حکم	۹	۱۹۹
۳۳۷۲	بیوی کی سوتیلی لڑکی سے نکاح	۹	۲۰۰
۳۳۷۳	رشتہ کی پھوپھی سے نکاح	۹	۲۰۰
۳۳۷۴	ماموں زاد بہن کی لڑکی سے نکاح	۹	۲۰۱
۳۳۷۵	چچازاد، پھوپھی زاد وغیرہ سے نکاح	۹	۲۰۱
۳۳۷۶	پھوپھی زاد بھائی کی لڑکی سے نکاح	۹	۲۰۲
۳۳۷۷	سالی سے نکاح	۹	۲۰۲

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۳۷۸	سالی سے نکاح	۹	۲۰۵
۳۳۷۹	اگر لڑکے اور لڑکی کے والدین الگ الگ ہوں؟	۹	۲۰۶
۳۳۸۰	والد کے ماموں زاد بھائی سے نکاح	۹	۲۰۶
۳۳۸۱	خالہ زاد بہن وغیرہ سے نکاح اور ایک آیت سے غلط فہمی	۹	۲۰۶
۳۳۸۲	یہ صورت نکاح شغار نہیں	۹	۲۰۸
۳۳۸۳	بیوی کی بھانجی سے نکاح	۹	۲۰۹
۳۳۸۴	قبول اسلام کے بعد حالت کفر کا نکاح	۹	۲۰۹
۳۳۸۵	رضاعی ماموں سے نکاح	۹	۲۱۰
۳۳۸۶	قادیانی سے نکاح	۹	۲۱۰
۳۳۸۷	قادیانی عورت کے سنی بیٹے سے نکاح	۹	۲۱۲
۳۳۸۸	موجودہ یہودی وعیسائی خواتین سے نکاح	۹	۲۱۳
	نکاح میں ولی اور کفاءت	۹	۲۱۶
۳۳۸۹	نکاح میں ولی کی اہمیت	۹	۲۱۶
۳۳۹۰	نکاح میں عاقدہ اور ولی کی حیثیت	۹	۲۱۷
۳۳۹۱	رضانکاح کی تحقیق	۹	۲۱۸
۳۳۹۲	لڑکیوں کا حفظ اور حافظہ کا نکاح	۹	۲۱۹
۳۳۹۳	سید لڑکی سے نکاح	۹	۲۲۰
۳۳۹۴	مریض ایڈز کا نکاح	۹	۲۲۱
	مہر	۹	۲۲۲
۳۳۹۵	سونے میں مقرر کیا ہوا مہر	۹	۲۲۲
۳۳۹۶	روپے میں مقرر کیا ہوا مہر	۹	۲۲۲

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۴۹۷	سکۂ رائج الوقت میں مہر کی تعیین	۹	۲۲۳
۳۴۹۸	مہر کی زیادہ سے زیادہ مقدار	۹	۲۲۴
۳۴۹۹	مہر کس طرح متعین کیا جائے؟	۹	۲۲۴
۳۵۰۰	خلوت سے پہلے طلاق ہوگئی تو کتنا مہر واجب ہے؟	۹	۲۲۶
۳۵۰۱	مہر میں دیا گیا مکان	۹	۲۲۷
۳۵۰۲	اگر بیوی مہر مؤجل کی ادائیگی کا مطالبہ کرے؟	۹	۲۲۸
۳۵۰۳	مہر کی رقم لڑکی کا والد حصول کرلے؟	۹	۲۲۹
۳۵۰۴	شوہر کے انتقال کے موقع پر مہر معاف کرانا	۹	۲۳۰
	نکاح میں دعوت اور ولیمہ	۹	۲۳۱
۳۵۰۵	شادی کے دعوت نامہ میں لڑکی کا نام	۹	۲۳۰
۳۵۰۶	نکاح کے موقع پر لڑکیوں کی طرف سے کھانے کا انتظام	۹	۲۳۲
۳۵۰۷	ولیمہ کب کرے؟	۹	۲۳۲
۳۵۰۸	ولیمہ قبل از وقت	۹	۲۳۳
۳۵۰۹	جوڑے کی رقم لینے والے کے ولیمہ میں شریک ہونا	۹	۲۳۳
۳۵۱۰	ولیمہ میں مدعوئین کی طرف سے تحفہ	۹	۲۳۴
	جہیز	۹	۲۳۵
۳۵۱۱	کیا حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز دیا تھا؟	۹	۲۳۵
	نسب اور زنا	۹	۲۳۷
۳۵۱۲	نسب کا انکار اور لعان	۹	۲۳۷
۳۵۱۳	ڈی، این، اے ٹیسٹ سے نسب کا ثبوت	۹	۲۳۸

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۵۱۴	اجنبی عورت کا بوسہ	۹	۴۳۹
۳۵۱۵	نکاح پر زنا کا اثر	۹	۴۴۰
	نکاح سے متعلق متفرق مسائل	۹	۴۴۲
۳۵۱۶	اندیشہ ہائے دور دراز کی وجہ سے ضبط ولادت	۹	۴۴۲
۳۵۱۷	ٹسٹ ٹیوب سے تولید	۹	۴۴۳
۳۵۱۸	منگنی کی رسم	۹	۴۴۴
۳۵۱۹	نوشہ کو مہندی لگانا	۹	۴۴۵
۳۵۲۰	قاری نکاح کا مقررہ اجرت سے زیادہ طلب کرنا	۹	۴۴۶
۳۵۲۱	نکاح سے گریز اور موت کی تمنا	۹	۴۴۷
۳۵۲۲	ماہ محرم اور شادی	۹	۴۴۸
۳۵۲۳	نکاح مسیار اور اس کا حکم	۹	۴۴۹
۳۵۲۴	دلہن کا لباس عروسی	۹	۴۴۹
۳۵۲۵	نکاح کے موقع پر طرفین کا ایک دوسرے کو میپ سے مطلع کرنا	۹	۴۵۱
۳۵۲۶	چھپا کر نکاح کرنا شریعت کی روح کے خلاف ہے	۹	۴۵۲
	دودھ کے رشتہ سے متعلق مسائل		
۳۵۲۷	بیوی کا دودھ پی جانا	۹	۴۵۵
۳۵۲۸	بالواسطہ دودھ پلانے سے حرمت	۹	۴۵۶
۳۵۲۹	کیا ایک دفعہ دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے؟	۹	۴۵۶
۳۵۳۰	مدت رضاعت سے زیادہ دودھ پلانا	۹	۴۵۷

طلاق سے متعلق مسائل

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
	طلاق واقع ہونے کا بیان	٩	٢٦١
٣٥٣١	طلاق دینے کا صحیح طریقہ	٩	٢٦١
٣٥٣٢	"طلاق دے دیتا ہوں" سے طلاق	٩	٢٦٣
٣٥٣٣	حالت نیند میں طلاق	٩	٢٦٣
٣٥٣٤	طلاق کا وسوسہ	٩	٢٦٤
٣٥٣٥	اگر بیوی ایچ آئی وی سے متاثر ہو	٩	٢٦٥
	طلاق رجعی	٩	٢٦٧
٣٥٣٦	ایک طلاق اور رجعت کے بعد باقی حق طلاق	٩	٢٦٧
	طلاق کنایہ	٩	٢٦٨
٣٥٣٧	"میں نے تمہیں آزاد کیا" سے طلاق	٩	٢٦٨
٣٥٣٨	اگر کہے "طلاق دے دوں گا"	٩	٢٦٩
	تحریری طلاق	٩	٢٧٠
٣٥٣٩	کمپیوٹر پر لفظ طلاق لکھنا	٩	٢٧٠
٣٥٤٠	SMS کے ذریعہ رجعت کا حکم	٩	٢٧١
٣٥٤١	سامنے موجود بیوی کو زبانی کے بجائے تحریری طلاق	٩	٢٧١
	حالتِ نشہ اور حالتِ اکراہ کی طلاق	٩	٢٧٤
٣٥٤٢	حالت نشہ میں طلاق	٩	٢٧٤
٣٥٤٣	دھوکہ میں طلاق	٩	٢٧٦

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۵۴۴	طلاق کے لئے دباؤ ڈالنا	۹	۲۷۸
۳۵۴۵	جبر ودباؤ کی بنا پر طلاق کا اقرار	۹	۲۷۹
	طلاق مشروط	۹	۲۸۱
۳۵۴۶	طلاق مشروط کی ایک خاص صورت	۹	۲۸۱
۳۵۴۷	آسیب زدہ عورت کو مشروط طلاق	۹	۲۸۲
۳۵۴۸	جب بھی میں نکاح کروں تو طلاق	۹	۲۸۳
	تفویض طلاق	۹	۲۸۳
۳۵۴۹	مظلوم کی بیوی کے لئے تفویض طلاق	۹	۲۸۴
	متفرقات	۹	۲۸۶
۳۵۵۰	یہ طلاق نہیں	۹	۲۸۶
۳۵۵۱	اگر شوہر نے تین طلاق دیدی؟	۹	۲۸۷
۳۵۵۲	حلالہ کی مروجہ صورت کا حکم	۹	۲۸۸
۳۵۵۳	بغیر طلاق کے نکاح	۹	۲۸۹
۳۵۵۴	مطلقہ اور سابق شوہر	۹	۲۹۰
	خلع	۹	۲۹۳
۳۵۵۵	اگر مرحوم شوہر نے خلع قبول نہ کیا ہو؟	۹	۲۹۳
۳۵۵۶	خلع کے بعد حق میراث	۹	۲۹۳
۳۵۵۷	خلع کے ذریعہ واقع ہونے والی طلاق	۹	۲۹۳
۳۵۵۸	نابالغ یا اس کے ولی کی طرف سے خلع	۹	۲۹۵
۳۵۵۹	خلع اور اس کے بعد کے حقوق	۹	۲۹۶
۳۵۶۰	جبری خلع اور بغیر عدت گذارے نکاح	۹	۲۹۸

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۵۶۱	مال کے عوض طلاق کا حکم	۹	۲۹۹
۳۵۶۲	کیا طلاق یا خلع کے اسباب کی وضاحت ضروری ہے؟	۹	۳۰۰
	عدت	۹	۳۰۲
۳۵۶۳	بیوہ کی عدت اور اس کا حکم	۹	۳۰۲
۳۵۶۴	جس عورت کو دوا دے کر خون جاری کرایا جائے؟	۹	۳۰۳
۳۵۶۵	جس عورت کا رحم نکال دیا گیا ہو اس کی عدت	۹	۳۰۳
۳۵۶۶	عدت میں نکاح	۹	۳۰۴
۳۵۶۷	شوہر سے علیحدہ رہنے والی عورت کی عدت	۹	۳۰۵
۳۵۶۸	حالت عدت کے احکام	۹	۳۰۶
۳۵۶۹	کسی ہندوستانی خاتون کے شوہر کا انتقال ہو جائے؟	۹	۳۰۷
۳۵۷۰	کیا نامرد شوہر کی بیوی پر عدت ہے؟	۹	۳۰۸
۳۵۷۱	اگر شوہر کی وفات کی اطلاع نہ ہو تو عدت کس طرح گذاریں؟	۹	۳۰۸
۳۵۷۲	عدت وفات اور عدت طلاق میں فرق	۹	۳۰۹
۳۵۷۳	زنا کی بنا پر عدت کا حکم	۹	۳۱۰
۳۵۷۴	عدت کی حالت میں عذر کی بنا پر نکلنا	۹	۳۱۱
۳۵۷۵	عدت میں ملازمت	۹	۳۱۲
۳۵۷۶	حقوق اطفال اور عدت	۹	۳۱۳
	نفقہ	۹	۳۱۵
۳۵۷۷	نفقہ میں بیوی کی پسند کی رعایت	۹	۳۱۵
۳۵۷۸	نافرمان بیوی کا نفقہ	۹	۳۱۶
۳۵۷۹	رخصتی سے پہلے بیوی کا نفقہ جبکہ وہ رخصتی کے لئے تیار ہو	۹	۳۱۷

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۵۸۰	پورے ماہ کا نفقہ - ایک دفعہ	۹	۳۱۷
۳۵۸۱	بیوی کا اپنے نفقہ میں سے کچھ بچا لینا	۹	۳۱۸
۳۵۸۲	زیر تعلیم بالغ بچوں کا نفقہ باپ پر ہوگا	۹	۳۱۹
	حقوق سے متعلق مسائل		
	زوجین اور دوسروں کے حقوق و فرائض	۹	۳۲۳
۳۵۸۳	اگر زوجین میں سے ایک دوسرے کا حق ادا نہ کریں؟	۹	۳۲۳
۳۵۸۴	اگر شوہر بیوی کو کسب معاش سے روک دے؟	۹	۳۲۳
۳۵۸۵	عورت کو والدین سے ملاقات کا حق ہے	۹	۳۲۴
۳۵۸۶	شوہر کی اجازت کے بغیر ملازمت	۹	۳۲۵
۳۵۸۷	شوہر کا بیوی کو جائز چیزوں سے روکنا	۹	۳۲۶
۳۵۸۸	بیوی کی سرزنش کب جائز ہے؟	۹	۳۲۷
۳۵۸۹	کسب معاش کی دھن میں دوسرے حقوق و فرائض سے غفلت	۹	۳۲۹
۳۵۹۰	شوہر کی آمدنی میں بیوی کا حق	۹	۳۲۹
۳۵۹۱	کن ایام میں بیوی سے تعلق قائم نہیں کر سکتے؟	۹	۳۳۰
۳۵۹۲	ایک بیوی کے سامنے دوسری بیوی سے صحبت	۹	۳۳۱
۳۵۹۳	ایک کمرہ میں دو سوکنوں کا قیام	۹	۳۳۲
۳۵۹۴	کیا بیوی کے ساتھ خلاف فطرت فعل سے نکاح ختم ہو جاتا ہے؟	۹	۳۳۲
۳۵۹۵	بیوی کا علاج	۹	۳۳۳
۳۵۹۶	اگر بیوی نافرمانی کرے؟	۹	۳۳۳
۳۵۹۷	بیوی بچوں سے متعلق ذمہ داری	۹	۳۳۳

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۵۹۸	لڑکی کو بلا کسی سبب کے میکہ میں رکھ لینا	۹	۳۳۵
۳۵۹۹	نافرمان بیوی	۹	۳۳۶
۳۶۰۰	بیوی کی بدزبانی اور شوہر کی طرف سے ترک تعلق	۹	۳۳۶
۳۶۰۱	شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کا باہر جانا	۹	۳۳۷
۳۶۰۲	شوہر کی خدمت	۹	۳۳۸
۳۶۰۳	مطلقہ بوڑھی عورت کا سابق شوہر کی خدمت کرنا	۹	۳۳۸
۳۶۰۴	شوہر اور والد کی اطاعت	۹	۳۳۹
۳۶۰۵	بیوی کے ساتھ حق تلفی	۹	۳۴۰
۳۶۰۶	بچے کی پرورش کرنے والی مطلقہ عورت کے حقوق	۹	۳۴۲
۳۶۰۷	طلاق کے بعد کی ذمہ داریاں	۹	۳۴۳
	ماں باپ اور اولاد کے حقوق و فرائض	۹	۳۴۳
۳۶۰۸	ماں باپ اور بھائی بہنوں کی کفالت	۹	۳۴۳
۳۶۰۹	سوتیلی والدہ کے اخراجات کی ذمہ داری	۹	۳۴۵
۳۶۱۰	ضعیف والدین کو چھوڑ کر خلیج کا سفر	۹	۳۴۶
۳۶۱۱	والدین کی حق تلفی	۹	۳۴۷
۳۶۱۲	اگر شوہر والد کی خدمت سے منع کرے؟	۹	۳۴۸
۳۶۱۳	والدین کی بجائے ساس سسر کی خدمت	۹	۳۵۰
۳۶۱۴	باپ اور بیٹی کے درمیان ربط و تعلق کی حد	۹	۳۵۰
۳۶۱۵	ساس سسر کی خدمت	۹	۳۵۲
۳۶۱۶	سوتیلی ماں اور سوتیلی اولاد کے حقوق	۹	۳۵۳
۳۶۱۷	ماں کے حقوق	۹	۳۵۴

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۶۱۸	نشہ پینے والے والد کے اخراجات	۹	۳۵۵
۳۶۱۹	نافرمان بیٹی	۹	۳۵۵
۳۶۲۰	کس عمر تک بچوں کو ساتھ سلا سکتے ہیں؟	۹	۳۵۷
۳۶۲۱	"ربیب" سے مراد	۹	۳۵۸
۳۶۲۲	حق پرورش اور ماں باپ	۹	۳۵۸
۳۶۲۳	بچیوں کی پرورش اور ان کا نکاح	۹	۳۵۹
۳۶۲۴	اولاد کو عاق کرنا	۹	۳۶۱
۳۶۲۵	اپنی اولاد کو "تو" کہنا	۹	۳۶۱
	مختلف حقوق	۹	۳۶۳
۳۶۲۶	پہلی زچگی کے اخراجات	۹	۳۶۳
۳۶۲۷	یتیم بچوں کی سرپرستی	۹	۳۶۴
۳۶۲۸	پڑوسی کا حق	۹	۳۶۵
۳۶۲۹	پڑوسی اور قرابت دار کی مدد	۹	۳۶۷
۳۶۳۰	منہ بولے بچے	۹	۳۶۹
۳۶۳۱	جوان بہو کا تنہا سسر کے ساتھ ایک مکان میں رہنا	۹	۳۷۰
	فسخ وتفریق سے متعلق مسائل		
۳۶۳۲	بیویوں کے درمیان نابرابری پر فسخ نکاح کا حق	۹	۳۷۳
	تجارت سے متعلق مسائل		
	خرید وفروخت سے متعلق مسائل	۹	۳۷۷
۳۶۳۳	کسب معاش — ایک شرعی فریضہ	۹	۳۷۷

مسئلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
٣٦٣٤	تاجروں کے لئے احکام تجارت کا علم حاصل کرنا ضروری ہے	٩	٣٧٨
٣٦٣٥	ہڈیوں کی خرید و فروخت	٩	٣٧٩
٣٦٣٦	سامان خریدنے پر انعام	٩	٣٨٠
٣٦٣٧	گاہکوں کو راغب کرنے کے لئے کوپن	٩	٣٨١
٣٦٣٨	بیچنے والے سامان کی تعیین تصویر سے	٩	٣٨١
٣٦٣٩	ادائیگی ریال سے یا درہم سے؟	٩	٣٨٢
٣٦٤٠	قیمت کے لئے سامان روک لینا	٩	٣٨٣
٣٦٤١	پہلے قیمت ادا کی جائے یا پہلے سامان؟	٩	٣٨٤
٣٦٤٢	خرید و فروخت میں بعد کو سودے کی تعیین	٩	٣٨٥
٣٦٤٣	ہیرو ہونڈا اسپلنڈر اسکیم	٩	٣٨٦
٣٦٤٤	حکومت سے آمدنی چھپانا	٩	٣٨٨
٣٦٤٥	ہراج کا کمیشن	٩	٣٨٨
٣٦٤٦	فینانس پر گاڑی لینے کی ایک جائز صورت	٩	٣٨٩
٣٦٤٧	فلیٹس کی خرید و فروخت	٩	٣٩٠
٣٦٤٨	لینڈ گرابرس اداروں سے زمین خریدنا	٩	٣٩١
٣٦٤٩	قیمت ادا نہ ہونے کی صورت میں دوسرے کے ہاتھ فروخت	٩	٣٩٣
٣٦٥٠	خریدار کا قبضہ سے پہلے زیادہ قیمت میں فروخت کردینا	٩	٣٩٤
٣٦٥١	اگر خریدار خود ہی زیادہ رقم کی پیشکش کرے؟	٩	٣٩٥
٣٦٥٢	زمین کے عوض فلیٹس	٩	٣٩٦
٣٦٥٣	قبضہ سے پہلے کسی شئی کو کرایہ پر لگانا	٩	٣٩٦

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۶۵۴	فلیٹ بننے سے پہلے اس کی خرید وفروخت	۹	۳۹۷
۳۶۵۵	متعینہ سرکاری نرخ سے زیادہ میں سامان فروخت کرنا	۹	۳۹۸
۳۶۵۶	والدین سے خرید وفروخت کا معاملہ کرنا	۹	۳۹۹
۳۶۵۷	ایک دکان دار کا دوسرے سے کم قیمت میں سامان فروخت کرنا	۹	۴۰۰
۳۶۵۸	نقد وادھار کی قیمت میں فرق	۹	۴۰۱
۳۶۵۹	الکحل اور خواب آور دوائیں فروخت کرنا	۹	۴۰۲
۳۶۶۰	بلا حساب نفع	۹	۴۰۲
۳۶۶۱	قیمت متعین نہ ہو	۹	۴۰۳
۳۶۶۲	رقم کی منتقلی پر کمیشن	۹	۴۰۳
۳۶۶۳	بل میں تاخیر کا جرمانہ	۹	۴۰۴
۳۶۶۴	مصور کتب فروخت کرنا	۹	۴۰۴
۳۶۶۵	تجارت میں نفع کی حد	۹	۴۰۵
۳۶۶۶	گاہک لانے پر کمیشن	۹	۴۰۶
۳۶۶۷	منرل واٹر کی خرید وفروخت	۹	۴۰۷
۳۶۶۸	ٹیپ رکارڈ، کمپیوٹر اور ٹی، وی کی دکان	۹	۴۰۷
۳۶۶۹	جلدی قیمت ادا کرنے کی وجہ سے قیمت میں کمی کرنا	۹	۴۰۸
۳۶۷۰	بیعانہ سے زیادہ کا مطالبہ	۹	۴۰۹
۳۶۷۱	معاملہ طے ہونے کے بعد دوسرے سے فروخت	۹	۴۰۹
۳۶۷۲	ویزا کی فروخت	۹	۴۱۰
۳۶۷۳	قرعہ اندازی میں عمرہ کا ٹکٹ	۹	۴۱۰

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۶۷۴	ٹرانسپورٹ کا ہراج کیا ہوا مال	۹	۴۱۱
۳۶۷۵	تلاوت کی کیسٹ اور سی ڈی کے حق کو قانونی طور پر محفوظ کرنا اور فروخت کرنا	۹	۴۱۱
۳۶۷۶	اگر خریدار کو ادا قرض کا وکیل بنایا جائے؟	۹	۴۱۲
۳۶۷۷	رہائش کے لئے الاٹ شدہ زمین و مکان کو فروخت کرنا؟	۹	۴۱۳
۳۶۷۸	حج ویزے کی خرید وفروخت	۹	۴۱۴
۳۶۷۹	تاجر کا غلط قیمت بتانا	۹	۴۱۵
۳۶۸۰	گھریلو ضروریات کے لئے اناج کی ذخیرہ اندوزی	۹	۴۱۶
۳۶۸۱	زندہ جانور کو تول کر بیچنا	۹	۴۱۶
۳۶۸۲	موبائل کے نمبر کو فروخت کرنا	۹	۴۱۷
۳۶۸۳	شیونگ کا سامان فروخت کرنا	۹	۴۱۸
۳۶۸۴	شراب کی بوتلیں فروخت کرنا	۹	۴۱۹
۳۶۸۵	سونے کی تجارت - اصول و احکام	۹	۴۲۰
۳۶۸۶	سونے کی تجارت کی ایک خاص صورت	۹	۴۲۵
۳۶۸۷	تین سال میں رقم دوگنی	۹	۴۲۷
۳۶۸۸	گٹکھا، سگریٹ اور اگربتی کا کاروبار	۹	۴۲۷
۳۶۸۹	کیمرہ والے موبائل کی خرید وفروخت	۹	۴۲۸
۳۶۹۰	ادھار خریدی ہوئی زمین کو نفع کے ساتھ فروخت کرنا	۹	۴۲۹
۳۶۹۱	اگر فلیٹ وعدہ کے مطابق نہ ہو؟	۹	۴۳۰
۳۶۹۲	برتھ کنٹرول کے آلات فروخت کرنا	۹	۴۳۰

سلسلہ نمبر	عناوین	جلد	صفحہ
۳۶۹۳	ہائر پرچیز کا شرعی حکم	۹	۴۳۱
۳۶۹۴	ہائر پرچیز میں زائد رقم کا سود سے ادا کرنا	۹	۴۳۲
	بیع باطل اور بیع فاسد	۹	۴۳۳
۳۶۹۵	مصور کپڑے کی خرید و فروخت	۹	۴۳۳
۳۶۹۶	مردار مرغی کی فروخت	۹	۴۳۴
۳۶۹۷	چرچ کے لئے مکان فروخت کرنا	۹	۴۳۵
۳۶۹۸	کیمیکل پٹرول کی فروخت	۹	۴۳۶
۳۶۹۹	مغصوبہ زمین کی خرید و فروخت	۹	۴۳۷
۳۷۰۰	بینک رقم سے قیمت کی ادائیگی	۹	۴۳۷
۳۷۰۱	غیر قانونی طور پر لکڑی کاٹ کر بیچنا	۹	۴۳۸
۳۷۰۲	جنسیات سے متعلق کتابیں فروخت کرنا	۹	۴۳۹
۳۷۰۳	راشن کے غلہ کو فروخت کر دینا	۹	۴۳۹
۳۷۰۴	راشن ڈیلر سے غیر کارڈ گیر ندوں کا سامان خریدنا	۹	۴۴۰
۳۷۰۵	شراب کے کارخانہ میں بوتل کی سپلائی	۹	۴۴۱
۳۷۰۶	زنجیری تجارت	۹	۴۴۲
۳۷۰۷	دوسرے کے لائسنس پر میڈیکل شاپ	۹	۴۴۲
۳۷۰۸	غلط مقاصد کے لئے کیمرہ خریدنے والے کو کیمرہ فروخت کرنا	۹	۴۴۳
۳۷۰۹	زیادہ پیسہ دے کر چینج (چلر) حاصل کرنا	۹	۴۴۴
۳۷۱۰	خون کی خرید و فروخت	۹	۴۴۵
۳۷۱۱	فینانس کے ذریعہ گاڑی خریدنا	۹	۴۴۵

سلسلہ نمبر	عنوان	جلد	صفحہ
۳۷۱۲	وظیفہ فروخت کردینا	۹	۴۴۶
۳۷۱۳	دیویوں دیوتاؤں کی تصویر فروخت کرنا	۹	۴۴۷
۳۷۱۴	شراب کے کاروبار سے جائداد فروخت کرنا	۹	۴۴۷
۳۷۱۵	ملکیت اور قبضہ سے پہلے فروخت	۹	۴۴۸
۳۷۱۶	سونا اور چاندی میں سرمایہ کاری	۹	۴۴۹
۳۷۱۷	مال پہنچنے سے پہلے اس کی فروخت	۹	۴۴۹

وراپنے مقاصد کے لئے شعائر اللہ کا استعمال کرنا ان کی بے احترامی کے مترادف ہے، بخصوص ایسی صورت میں کہ وہاں سو میٹر پر دوسری مسجد موجود ہے، بعض اہل علم کی تو رائے ہے کہ اگر کسی چھوٹے سے محلہ میں ایک مسجد کی گنجائش پوری نہ ہوتی ہو تو دوسری مسجد بنانا درست نہیں،(۱) غرض کہ مسجد کی تعمیر رضاء الٰہی کے لئے ہونی چاہئے نہ کہ دنیوی مقاصد کے لئے، یہ حقیقت میں مسجد جیسی مقدس جگہ کی بے احترامی ہے؛ البتہ چوں کہ رسول اللہ ﷺ کی رحمت کا پہلو یہ ہے کہ تمام روئے ارض پر نماز ادا کی جا سکتی ہے، سوائے اس کے کہ کوئی جگہ ناپاک ہو، اس لئے ایسی مسجدوں میں بھی نماز ادا کرلی جائے تو نماز درست ہو جائے گی۔

زمین بیچنے کے بعد رجسٹری سے انکار

سوال:- زید نے بکر سے ایک زمین خریدی، دونوں کے درمیان خرید و فروخت کا معاملہ طے ہوگیا اور زید نے بکر کو قیمت بھی ادا کردی، اس نے زمین کی تحقیق بھی کرلی، وکیل کو فیس دے کر خرید و فروخت کا اگریمنٹ بھی کرایا؛ لیکن کوئی ڈاکیومنٹ تک زمین کی رجسٹری نہیں کرائی، اب جب رجسٹری کا خیال پیدا ہوا تو بکر نے رجسٹری کرنے سے انکار کردیا، وہ کہتا ہے کہ اب میں اس کو نہیں بیچوں گا؛ چوں کہ اب زمین کی قیمت کافی بڑھ چکی ہے؛ اس لئے بکر اس کے لئے بھی تیار ہے کہ وہ کچھ اضافہ کے ساتھ پیسے واپس کردے گا، کیا بکر کا اب اسے فروخت کرنے سے انکار کرنا درست ہوگا؟ اور کیا زید کے لئے اس سے زیادہ پیسے وصول کرنا یا وکیل وغیرہ پر جو اخراجات آئے ہیں، ان کو لینا درست ہوگا؟

(سید وقار الدین، ملک پیٹ)

(۱) دیکھئے: فتاوی امارت شرعیہ: ۳۵/۴